بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

كتاب مستطاب

الشافی

ترجمہ

اصول کافی جلد اول

حضرت ثقۃ الاسلام علامہ فہامہ مولانا الشیخ محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ

ترجمہ

مفسرِ قرآن عالیجناب ادیبِ اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی نقوی الامروہوی

بانی و منتظم جامعہ امامیہ کراچی

مصنف دو صد کتب

ناشر

ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ) ناظم آباد نمبر۲۔ کراچی

فہرست کتاب الشافی ترجمہ اصول کافی

جلد اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مترجم

خالق کون ومکاں کی حمد اور محمد وآل محمد پر درود وسلام

منظور ہے گزارش احوال واقعی ؎ اپنا بیان حسن طبیعت نہیں مجھے

اب کہ میری عمر کا قدم ۸۱ ویں سال کی منزل میں ہے اپنی زندگی کے از دست رفتہ دور پر ایک طائرانہ نظر ڈال رہا ہوں ان ۸۱ سال کے اندر کیا کیا ہے کیسی دشوار گزار منزلیں سامنے آئیں۔ ایک طویل داستان ہے جس کا مفصل حال میری سوانح عمری سے معلوم ہو سکے گا۔ اگرچہ چپ گئی حصول تعلیم کے بعد شوق کے بارے میں عزم وارادہ نے جانکاہی اور جگر کاری کا ایک لمبا چوڑا پروگرام میرے شباب کے سامنے رکھا۔ ہمہ گیر طبیعت نے ہر گوشہ پر نظر ڈال کر ہمت کو رفیق کار اور قلم کو واردات قلبی کا آئینہ دار بنا کر تصنیف وتالیف کے وسیع وعریض میدان میں دوڑ لگانی شروع کردی اور مختلف مضامین کی جستجو اور ارباب علم وفضل کی تحقیقات معلوم کرنے کے شوق میں کتب بینی کے مشغلہ کو جنون کی حد تک پہنچا دیا نہ دن کو چین نہ رات کو آرام۔

تمتع زہر گوشہ یافتم ؎ زہر خرمنے خوشہ یافتم

شوق نے کدو کاوش میں لذت تو پیدا کی مگر بڑی تکلیف کے ساتھ، کتابوں کا ذخیرہ کرنا مجھ جیسے بے سرمایہ آدمی کے لئے آسان کام نہ تھا، بہت سی ضرورتوں سے دست کش ہو کر اس شوق کو سال ہا سال پورا کرتا رہا۔ مختلف گلزاروں سے برسوں کی محنت کے بعد جو پھول جمع کئے تھے ان کے گلدستے بنا کر اہل نظر کے سامنے پیش کرنے کا شوق بھی رہا میرے سامنے ایک تلاطم خیز سمندر تھا جس کے ہولناک گردابوں میں کبھی کبھی ایسا پھنستا تھا کہ نکلنا دشوار ہو جاتا تھا تخیل کی دنیا میں کتنے چراغ جلے اور بجھ گئے، تالیف کی سطح پر کتنے نقشے بنے اور بگڑ گئے۔ نادیدہ راہیں یوں ہی طے ہوتی ہیں۔ ہر کام کی ابتدائی منزلیں یونہی سر پھوڑ اور سینہ توڑ ہوتی ہیں۔ ؎

کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکل ہا

یہ خدا کا فضل تھا، حوادث کے سیلاب وافکار وآلام تیز آندھیوں میں میرے ارادوں کے جھنڈے سرنگوں نہ ہوئے اور جو قدم آگے بڑھ گئے تھے وہ پیچھے نہ ہٹے۔

جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے ۱۹۱۰ء میں اپنے کمیت قلم کو میدان تصنیف وتالیف میں جولان کیا تھا۔

ان ۴۰ سال کی طویل مدت میں آتش شوق کی شعلہ فشانی روز بروز بڑھتی ہی چلی گئی جو قلم انگلیوں کی گرفت میں آیا تھا آج تک نہ چھوٹا جس طرح ایک حریص مال اپنی زندگی کا ہر لمحہ اس فکر میں گزارتا ہے کہ اس کی دولت میں روز بروز اضافہ ہو مجھے بھی یہ دھن تھی کہ تصنیف و تالیف کا وزن بڑھتا ہی جائے اس مشقت آگیں دھن میں نہ معلوم کتنے قلم چلتے چلتے گھس گئے اور کتنے رِم سفید سے سیاہ بن گئے اس کتب بینی اور خامہ فرسائی کے شوق نے راتوں کی نیندیں حرام کر دیں اور دنوں کا چین رخصت کر دیا ؎

شب تاریک و بیم جاں و گردابے چنیں حسال　　چہ ے دانند حال ما سبک ساراں ساحلہا

تصنیف کے ساتھ ساتھ ۱۹۴۰ء سے رسالہ نور کے کم از کم ۴۸ صفحات ہر ماہ پُر کرنے کا بار بھی سر پر آیا جس نے اوقات فرصت تنگ سے تنگ تر بنا دیئے۔ محکمہ تعلیم میں ملازمت کی اہم ذمہ داریاں بھی اپنے آہنی پنجوں میں جکڑے چلی آ رہی تھیں ۳۸ سال تک ہندوستان کے شب و روز اسی مشغلے میں گزرتے رہے۔ مئی ۱۹۵۰ء میں جب پاکستان آیا تو اپنے اس دشمن ایام و اسا آتش شوق کو سایہ کی طرح اپنے ساتھ لایا۔ یہاں بھی نہ دن بدلے نہ راتیں۔ وہی محنت پژوہی، وہی جگر کاوی۔ یہاں آ کر ملازمت کا طوق خاردار تو گردن میں نہ تھا۔ لیکن جامعہ امامیہ کی تاسیس و تنظیم کا ایسا بھاری بوجھ سر پر آیا جس سے آج تک چھٹکارہ نہ ملا۔ کئی سال ایسے گزرے کہ اس کے سوا اور کسی کام کی طرف توجہ کرنا دشوار ہو گیا۔ الغرض ع　جاں بازیاں وہی رہیں میدان بدل گیا

۱۹۱۸ء سے اب ۱۹۶۶ء تک کیا کیا لکھا گیا ایک طولانی داستان ہے مختصر یہ ہے کہ تصانیف کی تعداد دو سو تک پہنچ گئی ہے اس میں ۸ صفحے سے لے کر ۸۰۰ صفحے تک کی کتاب ہے۔ جب تک ہندوستان میں رہا۔ ادبی اور مذہبی دونوں قسم کی کتابیں لکھی جاتی رہیں لیکن پاکستان میں آ کر تمام تر توجہ مذہبی کتابیں لکھنے کی طرف مبذول ہو گئی۔ حدیث کی مشہور کتاب جامع الاخبار کا ترجمہ تحفۃ الابرار کے نام سے ہندوستان ہی میں چھپوا دیا تھا۔ پاکستان میں ترجمہ کی خدمت ۱۹۶۲ء سے شروع ہوئی۔ پہلے مناقب ابن شہر آشوب علیہ الرحمہ کا ترجمہ مجمع الفضائل کے نام سے قسطاً قسطاً رسالہ نور میں شائع کرنا شروع کیا۔ جو ستمبر ۱۹۶۴ء تک دو جلدوں میں مکمل ہو گیا۔

اگرچہ اب دماغی قوتیں ایک بڑی حد تک مضمحل ہو چکی تھیں اور پیرانہ سالی کے تبرکات نے اس قابل نہیں رکھا تھا کہ کوئی اہم خدمت انجام دے سکوں۔ مگر شوق کی ستم ظریفی دیکھئے کہ اس نے ہمت کی تہ بہ خاکستر چنگاریاں کو ہوا دینی شروع کر دی۔ حوصلے نے للکارا کہ خبردار قلم ہاتھ سے نہ رکھنا۔ ابھی ایک ضروری کام اور کرنا ہے اصول کافی کا ترجمہ ابھی تک شائع نہیں ہوا ہے قوم کی اس ضرورت کو بھی پورا کرتے جاؤ۔ اگر زندگی نے مہلت دی تو لگے ہاتھوں یہ میدان بھی مار لو گے۔ اللہ مرنے کے بعد لوگ یہ شعر پڑھ کر یاد کریں گے ؎

لکھے جب تک لکھے گئے نامے ۔۔ چل دیئے ہاتھ میں قلم تھامے

افسردہ طبیعت نے عذر کیا اب میرا زور ختم ہو گیا وہ قدم تھک چکے جنھوں نے لمبے چوڑے میدانوں میں دوڑ لگائی تھی جنھوں نے ہولناک خارزاروں کو اپنے تلووں سے کچلا تھا اب ان ہاتھوں میں دم نہیں جنھوں نے چھ چھ گھنٹے روزانہ قلم چلایا تھا اور پہاڑ کھود کھود کر نہر نکالا تھا۔ جوش طبیعت پر اوس پڑ گئی ہے اور قوت حافظہ مفلوج ہو کر رہ گئی ہے اتنی دشوار گذار منزل ان تھکے ہارے قدموں کبھی طبیعت اور ٹوٹی ہمت سے کیسے سر ہو گی۔ کاش یہ کام جوانی میں ہوتا تو اس باغ کی بہار ہی کچھ اور ہوتی اس تصنیف کا رنگ ہی نرالا ہوتا۔ اب سوکھے دریا میں سیلاب کہاں، بجھی آگ میں شعلے کہاں، مگر وقتی ضرورت اور اہم دینی خدمت کے پیش نظر اس بار عظیم کو اٹھانا ہی پڑا حسبی اللہ ونعم الوکیل، لرزتے ہاتھوں میں قلم لے کر اوّل خدا سے پھر چہاردہ معصومین علیہم السلام کی ارواح طیبہ سے طالب امداد ہوا انہی کی تائید پر بھروسہ کرکے ان ایمان افروز اور حقیقت آگیں احادیث کا ترجمہ اپنے ذمہ لے لیا۔ سہو نسیان کا پیکر ہوں اور پیری کی لکد کوب میں پڑا ہوا ہر قدم پر ٹھوکر کھانے کا امکان ہے اہل نظر سے چشم پوشی کی امید۔

یہ ترجمہ نومبر ۱۹۶۲ء رسالہ نور میں شائع ہونا شروع ہوا تھا جنوری ۱۹۶۶ء میں بحمد اللہ جلد اوّل کا ترجمہ مکمل ہو گیا میں اپنے معبود برحق کا کہاں تک شکریہ ادا کروں کہ اس نے یہ سعادت عظمیٰ میرے نام پر لکھی اور روز حشر میرے لئے ذریعہ بخشش قرار دیا

؎ ایں سعادت بزور بازو نیست ۔۔ تانہ بخشید خدائے بخشندہ

روز قیامت جب سب لوگ اپنا اپنا نامۂ اعمال لئے ہوئے ہوں گے میں اپنا یہ ترجمہ بغل میں دبائے بارگاہ باری میں عرض کروں گا اے خالق برحق اے معبود مطلق تیرا یہ گنہگار دیکار بندہ اپنی بخشش کا ایک ذریعہ لے کر آیا ہے پالنے والے میں نے تیری پیاروں کی پیاری پیاری باتوں کو ان لوگوں کے سامنے پیش کیا جو عربی زبان سے نابلد تھے اور جو اپنے ہادیان دین کی حدیثوں سے فیضیاب ہونے کو ترستے تھے لہٰذا میری اس محنت کے صلہ میں میرے معاصی کو بخش دے مجھے اپنے ان مقدس بندوں کی خدمت میں پہنچا دے جنکی ہدایات کو جنکی احادیث کو میں نے اس کتاب کے ذریعہ سے اہل ایمان کو پہنچایا۔ تیری پاک ذات غفور و رحیم ہے تو ذرہ نواز ہے تیری رحمت بہانہ ڈھونڈتی ہے ؎

رحمت حق بہانہ مے جوید ۔۔ رحمت حق بہانہ مے جوید

ہر ماہ رسالہ نور کی کچھ کاپیاں زیادہ چھپوالی جاتی تھیں جن کی تعداد دو سو سے زائد نہ تھی ترجمہ تمام ہونے کے بعد ان سب شماروں کو کتابی صورت میں لایا گیا خدا کا شکر ہے کہ میری یہ خدمت قوم کو پسند آئی انھوں نے مجھے تحسین و آفرین کے خطوط لکھے۔ میری ہمت افزائی کی اور ہر طرف سے اس کتاب کی طلبی ہوئی جب میں نے یہ دیکھا کہ یہ دو سو نسخے بہت جلد ختم ہونے والے ہیں تو جدید ایڈیشن کی تیاری کی خدا کرے یہ خوشنما کتاب کی صورت میں جلد شائقین تک پہنچ جائے۔ السعی منی والاتمام من اللہ۔

پیش لفظ

قرآن کریم کے بعد ہماری ہدایات کا سب سے بڑا سرچشمہ چہاردہ معصومین علیہم السلام کی احادیث ہیں بغیر ان کے احکام قرآنی سمجھ میں نہیں آسکتے۔ قرآن کے اجمال کی تفصیل، متشابہات کی تاویل، آیات کی شان نزول، واقعات کی توضیح، احکام کی عملی صورت، ناسخ ومنسوخ عام وخاص کا علم احادیث معصوم کے سوا اور کسی ذریعہ سے نہیں ہوسکتا۔ معصوم کے سوا ہم کسی کے قول کو قابل وثوق اور لائق اعتماد نہیں جانتے کیوں کہ اہل البیت ادریٰ بمافی البیت (گھر والا ہی گھر کی باتوں کو خوب جانتا ہے) جن کے گھر میں قرآن نازل ہوا ہو ان سے بہتر قرآن کا سمجھنے والا کون ہوسکتا ہے اور سوائے معصومین کے دوسرے کے بیان کو وثوق کے ساتھ کیسے مانا جاسکتا ہے۔

صرف قرآن ہماری ہدایت کے لئے کافی نہیں، کیونکہ وہ صامت ہے کسی آیت کے غلط مفہوم سمجھنے والے کو وہ ٹوک نہیں سکتا اس کے عمل کی اصلاح نہیں کرسکتا۔ اس لئے پیغمبر صلعم نے قرآن کے ساتھ ایک معصوم گروہ کو کیا ہے جس کا نام اہلبیت وعترت ہے حدیث ثقلین اس پر شاہد ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ ہر زمانہ میں ایک معصوم ذات جو مکتب من لدن کی سند یافتہ ہو اور جس نے دنیا کے کسی مدرسہ میں تعلیم حاصل نہ کی ہو، سہو ونسیان سے مبرا ہو قرآن کے ساتھ ساتھ رہے تاکہ گم کردہ راہوں کو صحیح راستہ پر لگائے اور اس کی تعلیم میں کسی وقت بھی غلطی کا امکان نہ ہو اور اس کے عمل میں نادرستی اور ناہمواری آئندہ کے لئے کبھی نہ پائی جائے اس کا علم وہبی ہو کسبی نہ ہو۔ صرف یہی ایک صورت ایسی ہے کہ ہر تعلیم قابل قبول ہوسکے۔

جن لوگوں نے اہلبیت کا دامن چھوڑا اور علوم الٰہیہ کو دوسرے دروازے سے لیا۔ وہ فی کل وادٍ یہیمون کا مصداق بن کر رہے اسی کا یہ نتیجہ تھا کہ اسلام تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگیا اور مزہ یہ ہے کہ ہر فرقہ اپنے آپ کو قرآن ہی کا متمسک بتاتا ہے۔ اِنَّ ھٰذا لشیٔ عجاب۔ اگرچہ ابنائے روزگار کی بدتمیزی، تعصب کیشی اور اسلام دشمنی نے ہمارے ائمہ کو علوم دینیہ کے نشر کا اور آیات قرآنی کی صحیح تفسیر بیان کرنے کا موقع نہ دیا اور ان میں سے اکثر کو قید وبند کی تکالیف میں مبتلا رکھا مال ودولت کے پرستاروں اور سلطنت کے بہی خواہوں کو ان کی مخالفت پر ابھارا اور ان کے وقار کو کم کرنے کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا اور تاہم ان کی ہدایت کی روشنی لوگوں تک نہ پہنچنے دی۔ خدا کے یہ برگزیدہ بندے کسی حالت میں بھی اپنے فرض سے غافل نہ رہے تیرہ وتار قیدخانوں میں بھی تعلیم وتبلیغ کا سلسلہ بدستور جاری رہا۔ چونکہ ان کی مقدس زندگی کا مقصد ہی صرف یہ تھا کہ خلق اللہ کی ہدایت کریں لہٰذا اس راہ میں جن تکالیف کا بھی ان کو سامنا ہوا بخوشی خاطر ان کو برداشت کیا۔ زمانہ کی ظلم پسندی اور ستم ظریفی اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ جو لوگ ان کی خدمت میں علم دین حاصل کرنے کے لئے آتے تھے ان پر سلطنت کی کڑی نظر ہوتی تھی

ان کو حکومت کا باغی اور غدار قرار دیا جاتا تھا معاشی مراعات ان سے سلب کرلی جاتی تھیں طرح طرح سے ان کو ستایا جاتا تھا۔ انتہا یہ ہے کہ اس منحوس دور میں آئمہ اہلبیت میں سے کسی کا نام لے کر کوئی حدیث نقل کرنا ناقابل معافی جرم تھا اس کے قتل کے لئے تلوار تھی یا زہر کی پڑیا۔ ایسی حالت میں یہ معجزہ ہی کہا جاسکتا ہے کہ ان ہولناک واقعات کے ہوتے ہوئے بھی ان حضرات کا کلام محفوظ رہا ہمارے آئمہ میں سب سے زیادہ احادیث بیان کرنے کا موقع حضرت امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادق علیہم السلام کو ملا کیوں کہ سلاطین وقت اس زمانہ میں سلطنت کے پیچیدہ مسائل سے دوچار تھے اور سلطنت کا انقلاب رنگ لایا تھا۔

حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہم السلام مسجد رسولؐ میں درس دیتے تھے۔ دور دور سے لوگ احادیثؐ سننے کے لئے مدینہ طیبہ میں آتے تھے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حدیث نقل کرنے والے چار ہزار آدمی تھے ان میں امام ابوحنیفہ، امام مالک، سفیان ثوری، شعبہ ابو عاصم اور یحییٰ انصاری جیسے لوگ جو سواد اعظم میں آئمہ حدیث سمجھے جاتے ہیں شامل تھے اس عہد مبارک میں چار سو کتب احادیث مدون ہوئیں جن کو اصول اربعماتہ کہا جاتا ہے دشمنان اہلبیتؑ کے تعصب آگیں دور اور بہیمانہ دست برد نے انہیں تباہ و برباد کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ نہایت بیدردی سے بنی امیہ اور بنی عباس کے دور میں شیعوں کے کتب خانے نذر آتش کئے گئے پھر بھی وہ احادیث کا ناپیدا کنار سمندر تھا جس سے آج تک کتب اربعہ احادیث کا چمنستان تروتازہ ہے یعنی کافی، استبصار، من لایحضرہ الفقیہ، اور تہذیب الاحکام سے شبستان ایمان و عرفان ادب اور ایوان فقہ اہلبیت میں ضیاء باری ہے۔

زمانہ کی ناسازگاری، سلطنتوں کی انقلابی ہلچل علمائے اسلام کے انتہائی تعصب اور بادشاہان وقت کی عترت رسولؐ سے دشمنی نے مسلمانوں کو ان حضرات کی احادیث سے ایسا ناکارہ بنادیا کہ لوگوں نے ان کو کسی موضوع پر درخور اعتنا نہ سمجھا کیا یہ سن کر آپ کو تعجب نہ ہوگا کہ ابوہریرہ جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے تھے اور جن کا شمار فقرائے صفہ میں تھا اور جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف زیادہ سے زیادہ ڈھائی سال ہی تک حاصل ہوا تھا ۵۳۷۴ احادیث مروی ہیں جن میں صرف صحیح بخاری میں ۴۴۷ ہیں اور حضرت علیؑ سے کل روایتیں ۵۸۶، اور جناب فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا سے کل ۱۹، باقی آئمہ سے صفر محض، صحاح ستہ وغیرہ میں قاتلان حسینؑ اور دیگر بدنام دشمنان اہلبیتؑ تک سے ایک دو نہیں، بہت سی حدیثوں کو نقل کیا گیا ہے لیکن ان معصوم ہستیوں کو احادیث کے ہر سلسلہ میں نظر انداز کردینا ضروری سمجھا گیا۔

کتب اربعہ احادیث اور ہم

جب رسولؐ اللہ نے قرآن کے ساتھ اہلبیت کو کیا ہے تو ہر شیعہ کا فرض ہے کہ قرآن کے ساتھ احادیث آئمہ کو بھی اپنے گھر میں رکھے۔ کیا ہمارے اس عمل سے رسولؐ خدا اور آئمہ طاہرین خوش ہوں گے کہ ہم ان کی احادیث کو طاق نسیاں پر رکھ دیں اور کبھی یہ معلوم کرنے کی کوشش نہ کریں کہ ان حضرات نے ہدایات و ارشادات کے کتنے دروازے ہم پر کھولے ہیں کاش ان کو یہ پتہ ہو تاکہ قرآن کی طرح کتب احادیث کا گھر میں رکھنا بھی باعث رحمت و برکت ہے مومن کی علامتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کم ازکم چالیس حدیثیں تو اُسے یاد ہوں لیکن یہاں تو یہ حال ہے کہ یاد ہونا تو ایک طرف چالیس حدیثوں کو کسی کتاب میں پڑھا بھی نہیں۔ صرف واعظین و ذاکرین سے سر منبر جو دو چار حدیثیں سن لی جاتی ہیں، حصول سعادت کے لئے انہیں کو کافی سمجھا جاتا ہے حالانکہ مجلس سے باہر آنے کے بعد شاید ہی ان میں سے ایک آدھ یاد بھی رہتی ہو۔

جو حضرات عربی زبان سے ناواقف ہیں وہ یہ عذر کر سکتے ہیں کہ احادیث رسول و آئمہ طاہرین پر ہمارا ایمان ہے لیکن یہ سب ذخیرہ عربی میں ہے لہذا ایسی صورت میں ہم ان سے کیوں کر فائدہ حاصل کریں یہ عذر بالکل درست ہے جو بات سمجھ ہی میں نہ آئے اس سے دلچسپی کیسے پیدا ہو۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ کتب احادیث کے اُردو ترجمے کی طرف ہمارے علماء نے بہت کم توجہ دی ہے جس طرح قرآن کے متعدد ترجمے ہوئے ہیں احادیث کے بھی ہونے چاہئیں تھے خصوصاً اصول کافی کی دونوں جلدوں کا ترجمہ تو ضرور ہی کرنا تھا۔ لیکن بدقسمتی سے اب تک ایسا نہ ہوا۔ لوگوں نے راقم الحروف کو بار بار اس کی طرف توجہ دلائی لیکن میں کئی سال تک اس لئے ٹالتا رہا کہ اگر مجھ سے بہتر آدمی اس کام کو کر گزرے تو اچھا ہو۔ کئی صاحبان علم کو میں نے خود توجہ دلائی۔ لیکن جب کسی طرف سے صدائے برنخاست ہوئی، مجبوراً یہ اہم خدمت مجھے ادا کرنا پڑی۔ خدا میری اس خدمت کو قبول فرمائے۔

حضرات اہلسنت نے نہ صرف صحاح ستہ کا بلکہ اپنے مذہب کی تمام مشہور کتابوں کا ترجمہ کرا کے چھپوا دیا ہے جن سے عوام الناس تک فائدہ حاصل کر رہے ہیں مگر ہم اپنے علم کلام و حدیث کی مخصوص کتابوں میں سے کسی کا بھی ترجمہ نہ کر پائے حالانکہ اہل علم کے نزدیک کوئی بڑی بات نہ تھی۔ لیکن ایسا ہوا نہیں چونکہ عربی اور فارسی کے جاننے والے روز بروز کم ہوتے جا رہے ہیں۔

لہذا شدید ضرورت ہے کہ اپنی خاص خاص کتابوں کے ترجمے جلد از جلد شائع کئے جائیں۔

کافی اور اُس کے مصنف کے متعلق

کتب احادیث میں کافی کو ایک خاص درجہ حاصل ہے اس کتاب کے مؤلف رئیس المحدثین العظام رؤس الساہین

الکرام المحلی بالمجد والاکرام جناب ثقۃ الاسلام شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی الرازی عطر اللہ مرقدہٗ و نور اللہ مضجعہ ہیں۔ جو چوتھی صدی ہجری کے آغاز میں تھے (۳۲۹ھ - ۹۴۰ء) جناب کلینی علیہ الرحمہ نے حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے زمانہ غیبت صغریٰ میں ان احادیث کو ۲۰ سال کی مدت میں مدون کیا۔ بعض اکابر کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب کافی میں سولہ ہزار ایک سو ننانوے احادیث ہیں اس کتاب میں ضعیف روائتیں بھی ہیں جن کی توضیح علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے مرأۃ العقول شرح اصول کافی میں فرمادی ہے یہ قول کہ حضرت حجت نے اس کتاب کے متعلق فرمایا۔ ہذا کاف لشیعتنا (یہ ہمارے شیعوں کے لئے کافی ہے) صحیح نہیں۔ ہمارے کسی عالم نے ایسا نہیں کہا۔ اس میں صحیح موثق، قوی اور ضعیف ہر طرح کی احادیث ہیں چونکہ کلینی علیہ الرحمہ کو احادیث کی تلاش میں بیس سال تک برابر جا بجا جانا پڑا اور جہاں سے جو حدیث ملی اس کو لے لیا۔ لہذا بہت سی احادیث ایسی بھی ان کو ملی ہیں جن کو لوگوں نے بصورت تقیہ بیان کیا۔ لیکن چونکہ اس میں زیادہ تر احادیث صحیح ہیں، لہذا یہ ہماری معتبر کتابوں میں ہے کافی کی بہترین شرح مرآۃ العقول عربی میں اور الصافی فارسی میں ہے کافی سے پہلے حدیث کی کوئی اتنی بڑی اور جامع کتاب نہ تھی کافی کے بعد علماء نے ان کتابوں کی طرف رجوع کم کر دی۔ اصول کافی جلد اوّل میں صرف مسئلہ امامت کے متعلق ۱۲۷ باب میں احادیث درج کی گئی ہیں ان کو پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ امام منصوص من اللہ کی شان کیا ہوتی ہے۔

شیخ ابو جعفر محمد کلینی ۲۵۰ھ میں رے کے قریہ کلین میں پیدا ہوئے عظمت و شہرت و فن کے لحاظ سے جو درجہ ثقۃ الاسلام جناب کلینی کو حاصل ہوا وہ شیعہ محدثین میں کسی کو نہ مل سکا۔ ان کی کتاب کافی کتب اربعہ میں سب سے اہم خیال کی جاتی ہے ابن اثیر نے ان کو مجدد مذہب امامیہ مانا ہے ان کا کل خاندان جن میں بڑے بڑے علماء تھے۔ قریہ کلین میں آباد تھا ان کی ولادت امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانہ میں ہوئی کلینی علیہ الرحمہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے احادیث کو ابواب کی صورت میں مدون کیا۔ وہ نقل احادیث میں اوثق الناس سمجھے جاتے تھے ان کی وفات بغداد میں ہوئی اور باب کوفہ کے مقبرہ میں دفن ہوئے۔ محمد بن جعفر حسینی نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ علامہ سید ہاشم بحرینی نے روضۃ العارفین میں نقل کیا ہے کہ ایک ثقہ عالم نے مجھ سے بیان کیا کہ بغداد کے ایک حاکم نے جب کلینی علیہ الرحمہ کی قبر دیکھی تو پوچھا یہ کون ہے کسی نے کہا کہ یہ شیعہ عالم تھے اس نے کہا کہ ان کی قبر کھود ڈالو۔ جب قبر کھودی گئی تو ان کی میت مع کفن بدستور قبر کے اندر موجود تھی اس نے حکم دیا کہ قبر بند کر دو اور اس پر قبہ بنا دو۔

کتاب الشافی ترجمہ اصول کافی جلد اوّل پر علمائے شیعہ کے

تبصرے

از قلم حقیقت رقم سرکار حجۃ الاسلام والمسلمین سلطان المتکلمین رئیس المحدثین جناب علامہ محمد حسین صاحب قبلہ المجتہد پرنسپل دارالعلوم محمدیہ سرگودھا دامت برکاتہ وعمت افاضاتہ

باسمہ سبحانہٗ

مقدمہ

تمہید سرکار ادیب اعظم مدظلہ کی نظر انتخاب اس گنہ گار پر پڑی اور حکم دیا کہ الشافی ترجمہ اصول کافی پر مقدمہ لکھوں میں اپنی گوناگوں مصروفیات کی کثرت اور وقت کی قلت کے باوجود اس امر کو باعث سعادت دارین سمجھتے ہوئے تعمیل حکم کا وعدہ کر لیا۔ باوجود اپنی عدیم الفرصتی کے خیال یہ تھا کہ کتاب کی جلالت قدر کے پیش نظر اس کے حسب حال قدرے مبسوط مقدمہ لکھا جائے گا اور اس میں تمام متعلقہ مباحث پر شرح وبسط سے تبصرہ کیا جائے گا مگر سرکار موصوف نے یہ پابندی عائد کر دی کہ یہ مقدمہ آٹھ صفحات سے زائد نہ ہو اس لئے بموجب المامور مجبور والمجبور معذور شدید اختصار سے کام لینا پڑا تاہم بمطابق مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ اس مقدمہ کو جامع ومانع بنانے اور تمام متعلقہ امور پر کچھ نہ کچھ روشنی ڈالنے کی کوشش ضرور کی گئی ہے۔ اب رہا یہ امر کہ ہم اس کوشش میں کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں اس کا فیصلہ قارئین کرام ہی عند المطالعہ کر سکیں گے۔ السعی منی والاتمام من اللہ

حدیث کی تعریف لغوی معنی کے اعتبار سے حدیث کلام کے مترادف ہے اور اصطلاح محدثین میں بنابر مشہور حدیث اس چیز کا نام ہے جس میں قول یا فعل یا تقریر معصوم کی حکایت کی جائے محدثین کے نزدیک خبر بھی مجازاً اس معنی میں استعمال ہوتی ہے بلکہ سنت کو جس کی اصطلاحی حقیقی معنی قول یا فعل یا تقریر معصوم کے ہیں بعض اوقات حدیث کے معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے (از ہدیۃ المحدثین) ابتدائے اسلام میں لوگ حافظہ کے زور سے زبانی حدیثیں یاد کر کے بیان کیا کرتے تھے مگر مرور ایام سے اس کی تدوین وترویج ہوگئی اور اس سلسلے کی ابتدا پہلی صدی ہی میں ہوگئی تھی اور بعد میں تو اس فن نے بڑی اہمیت حاصل کی اور اسلام میں بڑے بڑے جلیل القدر محدث اور حافظ الحدیث بزرگ پیدا ہوئے۔

فن حدیث کی فضیلت یہ حقیقت ہے کہ علوم اسلامیہ میں علم الحدیث ایک نہایت عظیم الشان اور جلیل القدر علم ہے اس میں نجات دارین اور اصلاح نشاتین پوشیدہ ہے یہی علم تمام حقائق ومعارف

کا سرچشمہ اور قرآن فہمی کا واحد ذریعہ ہے اور معصوم کی سیرت و کردار انسان کے اخلاق و اطوار معلوم کرنے اور اپنی سیرت و کردار کو ان کے اخلاق و محاسن آداب کے آئینہ میں تشکیل دینے کا سبب ہے انہی حقائق کی بنیاد پر حکمائے ربانیین یعنی آئمہ طاہرین اپنے نام لیواؤں کو اس علم شریعت کے حاصل کرنے اس کے پڑھنے پڑھانے اور لکھنے لکھانے کی بہت ترغیب و تحریص دلاتے تھے چنانچہ حضرت صادق آل محمدؐ مفضل سے فرماتے ہیں اکتب وبث علمک فی اخوانک فان مت فاورث کتبک بنیک فانہ یاتی علی الناس زمان هرج لا یانسون الا بکتبھم (اصول کافی ص۲۹ طبع لکھنؤ) لکھو اور اپنے علم کو اپنے بھائیوں میں نشر و اشاعت کرو اور مرتے وقت اپنی اولاد کو کتب کا وارث بناؤ کیونکہ لوگوں پر ایک مشکل دور آئے گا جس میں ان کی کتابوں ہی سے مانوس ہوں گے، یہی بزرگوار فرماتے ہیں اکتبوا فانکم لا تحفظون حتی تکتبوا ، لکھو کیونکہ جب لکھو گے نہیں تو اس وقت تم احادیث کو یاد نہیں رکھ سکتے ۔ نیز آنجناب فرماتے ہیں حدیث تاخذہ من صادق خیر من الدنیا وما فیھا من ذھب و فضۃ (بحار الانوار جلد ۱ طبع ایران) یعنی صرف ایک حدیث جو کسی صادق القول شخص سے حاصل کی جائے تمام دنیا اور جو کچھ اس دنیا میں از قسم طلاء و نقرہ ہے اس سے بہتر و برتر ہے، سرکار علامہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ولعمری لقد وجدتھا سفینۃ نجاۃ مشحونۃ بذخائر السعادات والفیتھا مزینا بالنیرات المنجیہ من ظلم الجھالات (الی ان قال) تام اعثر علی حکمۃ الا وفیھا صفوھا ولم اظفر بحقیقۃ الا وفیھا اصلھا (بحار الانوار جلد ۱ ص۳) مجھے اپنی زندگی کی قسم میں نے احادیث کو ایسی کشتی نجات پایا ہے جو سعادت کے ذخیروں سے لبریز ہے اور مینار ہائے نور سے اس طرح مزین و معمور پایا ہے جو جہالت کی تاریکیوں سے نجات دینے والے ہیں میں کہیں کوئی ایسی بات نہیں پائی ہے جس کا نچوڑ احادیث میں نہ ہو۔

فتنہ انکار حدیث مگر افسوس ہے کہ با ایں ہمہ مسلمانوں میں ہمیشہ سے ایسا گروہ بھی موجود رہا ہے جو نہ صرف یہ کہ حدیث کی افادیت کا منکر ہے بلکہ وہ یہ کہتا ہے ۔ ع

ایں دفتر بے معنی غرق مے ناب اولیٰ

اس فتنہ کا حجر اساس تو پیغمبر اسلام کے آخری لمحات حیات میں آنجناب کے مطالبہ قلم و دوات کے جواب میں حسبنا کتاب اللہ (بخاری شریف طبع مجتبائی دہلی جلد ۱ ص۲۲، جلد ۲ ص۲۳۸، مشکوٰۃ ص۵۴۸ طبع اصح المطابع دہلی) کہہ کر دکھایا گیا تھا اور انہی حسبنا کتاب اللہ کے قائل کے دور خلافت میں حدیث بیان کرنے والوں کے دُرّے لگتے تھے (الفاروق شبلی نعمانی طبع غلام علی اینڈ سنز لاہور ص۲۴۷) ۔

یہ نظریۂ فاسدہ اسلام کے مختلف ادوار سے گزر کر مولوی چکڑالوی اور مسٹر پرویز کے وقت خوب برگ و بار لے آیا اب جبکہ اپنے اصلی رنگ و روپ اور حقیقی خد و خال کے ساتھ منظر عام پر ظاہر ہوا ہے تو حسبنا کتاب اللہ

کے قائل بھی چلا اٹھے ہیں اور اس خیال کے ابطال پر متعدد کتب و رسائل لکھ ڈالے ہیں مگر ان حضرات کو کون سمجھائے کہ عہ "ایں باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست" اور خود کردہ را علاج نیست۔ بہر حال اب تقریباً قریباً سب مسلمان اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ اگر احادیث سے انکار کر دیا جائے تو نہ قرآن کے حقیقی مطالب و معنی سمجھ میں آ سکتے ہیں نہ حقائق اسلام معلوم ہو سکتے ہیں اور نہ اصول و فروع مکمل ہو سکتے ہیں آیہ مبارکہ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ڤ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ڤ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ ۳/۷ سے ظاہر ہے کہ متشابہات قرآنیہ کی تاویل راسخون فی العلم ہی جانتے ہیں

قرآن کو آسان بتلانے والے حضرات یہ بھول جاتے ہیں کہ قرآن ضرور آسان ہے۔ مگر جب اس کا بیان پیغمبر اسلام کی زبان فیض ترجمان سے ہو فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۴۴/۵۸ (دخان پ ۲۵ ع ۱۶) اے پیغمبر ہم نے قرآن کو تمہاری زبان پر آسان کیا ہے اس لئے ارشاد قدرت ہے

(نحل پ ۱۴ ع ۱۲) اے رسول! ہم نے یہ قرآن تم پر نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں پر واضح کرو کہ خدا نے کیا نازل کیا ہے اور کیا منشائے قدرت ہے اگر تمام اہلِ زبان یا عربی دان حقائق قرآن کو سمجھ سکتے تو پھر پیغمبر اسلام کی ضرورت ہی کیا تھی ان کا تو وظیفہ ہی یہ تھا يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (جمعہ ۲) کہ وہ آیات الٰہیہ کی تلاوت کریں۔ لوگوں کا تزکیہ نفوس کریں اور قرآن و حکمت کی تعلیم دیں۔ ان حقائق سے واضح و آشکار ہو گیا کہ حقائق و معارف قرآنیہ پیغمبر اسلام سمجھ اور سمجھا سکتے ہیں یا پھر وہ ذوات قدسیہ اس کی اہلیت رکھتے ہیں جو اہلبیت رسولؐ، جانشین رسولؐ اور وارث علم رسولؐ ہیں جن کے متعلق خدا فرماتا ہے ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۳۵/۳۲ فاطر ہم نے قرآن کا وارث ان مخصوص لوگوں کو بنایا ہے جن کو ہم نے اپنے تمام بندوں میں منتخب کر لیا ہے یہ منتخب شدہ آئمہ اہل بیت علیہم السلام ہی ہیں (ینابیع المودۃ طبع بمبئی، ارجح المطالب، فرائد السمطین کتب اہلسنت) بنا بریں صحیح تعلیم قرآن وہی ہے جو اس خانوادۂ علم و عصمت سے منقول ہو اور صحیح حدیث نبوی بھی وہی ہے جو اس معدن صدق و صفا کے واسطے سے مروی ہو ولقد اجاد من اناد ؎

ووال اناسا قولهم وحديثهم	روى جدنا عن جبريل، عن البارى
جعفری باش گر خدا خواہی	ورنہ در ہر طریق گمراہی

اصحاب آئمہ علیہم السلام کا حدیث میں اہتمام

احادیث کی اہمیت اور آئمہ دین کی تعلیم و تلقین کا نتیجہ تھا کہ ان کے اصحاب الطیاب احادیث کے جمع کرنے اور ضبط تحریر میں لانے کے متعلق بہت گہری دلچسپی لیتے تھے اور اس سلسلے میں فوق العادت اہتمام کرتے تھے اس امر کا اندازہ اس بات

سے بآسانی لگایا جاسکتا ہے کہ صرف حضرت صادق آل محمد علیہم السلام کی خدمت میں زانوئے تلمذ تہ کرنے والے اور اس چشمۂ فیض سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد چار ہزار بیان کی گئی ہے اس عہد علم وفضل انگیز میں احادیث کی چار سو کتب لکھی گئیں۔ جو اصول اربعمائۃ کہلاتی ہیں دوسرے اصحاب آئمہ کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے ؎
قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔

اُصول کافی کی جمع وتالیف

جن اصول اربعمائۃ کا سطور بالا میں تذکرہ کیا گیا ہے چونکہ یہ کتب باقاعدہ طور پر مرتب ومبوّب نہ تھیں بلکہ اصول وفروع تفسیر واخلاق وغیرہ متفرق موضوعات کے بارہ میں آئمہ طاہرین کے ارشادات باہم گڈمڈ تھے کیوں کہ لکھنے والے حضرات قلم و دوات ساتھ لے کر حاضر ہوتے تھے اور جن متفرق مسائل وموضوعات پر گفتگو ہوتی وہ فوراً اسے قلم بند کرلیتے۔ لہٰذا ضرورت تھی کہ اس کو مرتب و مبوّب کیا جائے اور پورے حسن سلیقہ سے ان کی لائی آبدار ودُر ہائے شہوار کو سلک ترتیب وتہذیب میں پرو دیا جائے۔ اس عظیم خدمت کے لئے جس بطل جلیل کو سب سے پہلے توفیق وتائید ایزدی حاصل ہوئی وہ قدوۃ الانام کہف العلماء الاعلام وبلاد المحدثین العظام ثقۃ الاسلام حضرت مولانا الشیخ محمد بن یعقوب الکلینی اسکنہ اللّٰہ بحبوحۃ دار السلام کی ذات بابرکات تھی جنہوں نے اپنی عمر گرامایہ کے پورے بیس سال (قصص العلماء جلد ۲ صـ ۱۸۷ طبع بمبئی وفوائد مدنیہ جلد ۲ صـ ۶۵۷ طبع ایران وکشف المحجۃ شہرۃ المبحہ طبع نجف اشرف) صرف کرکے ان اصول اربعمائۃ کی ورق گردانی کرکے اور کچھ علماء وفضلاء کی خدمت کرکے اور کچھ راویان اخبار سے استفادہ کرکے، غرض کہ اس مدت مدید میں کوچہ گردی اور کوہ پیمائی سب ہی کچھ کرکے ایک جامع کتاب بنام الکافی قوم وملت کے سامنے پیش کی جو صحیح معنوں میں اسلام کا دائرۃ المعارف ہے۔

اصول کافی کی بعض خصوصیات

اصول کافی کتب اربعہ کافی من لایحضرہ الفقیہ تہذیب الاحکام اور استبصار میں سے سب سے پہلی اور سب سے افضل کتاب ہے جس روز سے یہ لکھی گئی ہے اس روز سے آج تک برابر مرجع فقہاء ومحدثین ملاذ علماء عاملین اور روشنی چشم شیعہ بنی رہی ہے اور چند خصوصیات کی بناء پر دیگر کتب حدیث سے ممتاز مقام رکھتی ہے جن میں سے بعض خصوصیات یہ ہیں۔

۱۔ یہ کتاب حضرت صاحب الامر العصر والزمان عجل اللّٰہ فرجہ کی غیبت صغریٰ اور نوّاب اربعہ کی موجودگی میں لکھی گئی ہے لہٰذا اگرچہ بند التحقیق اس کتاب کا امام العصر والزمان عجل اللّٰہ فرجہ کی بارگاہ میں پیش ہونا اور آنجناب کا یہ فرمانا کہ الکافی کاف لشیعتنا پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچ سکا۔ مگر اس کا آنجناب کے مخصوص وکلاء کی موجودگی میں لکھا جانا اور اس حقیقت کا مسلم ہونا کہ یہ کتاب تمام ملت جعفریہ کی دینی فلاح وبہبود اور ان کی رشد وہدایت کے لئے

لکھی جا رہی ہے جو زمانۂ غیبت میں ان کی توجہ کا مرکز بنے گی۔ مگر اس کے باوجود ان کی رد میں نہ ناحیہ مقدسہ سے کسی توقیع مبارک کا صادر ہونا اور نہ وکلاء امام کا روکنا ٹوکنا۔ اس سے کم از کم ان کی تائید و رضائے سکوتی تو ضرور ہو جاتی ہے اور یہی امر اس کتاب کی وثاقت وجلالت کی قطعی دلیل ہے (کما استدلال العلامہ المجلسی فی امراۃ ص۹ جلد۱) انہی حقائق کی بناء پر سید جلیل سید ابن طاؤس علیہ الرحمتہ نے فرمایا ہے فتصانیف ھذا الشیخ محمد بن یعقوب وروایات فی زمن الوکلاء مذکورین یجد طریقا الی منقولاتہ (شیخ جلیل محمد بن یعقوب کی تصانیف و روایات کا وکلاء امام علیہ السلام کے دور میں ہونا ان کے منقولات کی تحقیق و وثاقت کی طرف ایک راستہ کھول دیتا ہے۔

۲۔ یہ کتاب پورے بیس سال کی تحقیق و تدقیق و توفیق و تتبع و تفحص اور تلاش و جستجو کے بعد لکھی گئی ہے جیسا کہ ابھی اس کا ذکر اوپر کیا جا چکا۔

۳۔ اس کتاب میں یہ بھی التزام کیا گیا ہے (الا نادراً) کہ پورا سلسلۂ سند ذکر کیا جاتا ہے جیسا کہ محدث محسن فیض کاشانی نے ذکر کیا ہے (الوافی جلد۱ ص۱۳) وھو التزم فی الکافی ان یذکر فی حدیثہ الا نادرا جمیع سلسلۃ السند بینہ وبین المعصوم۔ الخ

۴۔ اس کتاب میں یہ بھی التزام کیا گیا ہے کہ ہر ہر باب میں اسی کے موافق احادیث درج کی جاتی ہیں اور اخبار متعارضہ درج کرنے سے اجتناب کیا گیا ہے (روضۃ الجنات ص۵۵۳ طبع اوّل ایران) (الا نادراً)

۵۔ کافی کی احادیث جو کہ سولہ ہزار ایک سو ننانوے (۱۶۱۹۹) (قصص العلماء تنکابنی جلد۲ ص۱۸۷ و فوائد رضویہ جلد ص۶۵۷) ہیں مجموعی طور پر برادران اسلامی کی بخاری و مسلم بلکہ تمام صحاح ستہ کی احادیث سے زیادہ ہیں کیونکہ احادیث بخاری و مسلم کی تعداد سات ہزار دو سو پچھتر (۷۲۷۵) ہے اور اگر احادیث مکرّر کو حذف کر دیا جائے تو باقی صرف چار ہزار احادیث رہ جاتی ہیں (مقدمہ ابن الصلاح نہایۃ الدرآیہ ص۲۲۵، کشف الظنون جلد اوّل ص۵۴۳-۵۴۴ (علی ما نقلہ الشیخ عبدالحسین فی مقدمہ) الی غیر ذلک من خصائص الکبریٰ۔ انہی خصوصیات کی بنا پر بلاخوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ ابتدائے اسلام سے آج تک فن حدیث میں اصول کافی کے پایہ کی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی

عظمت کافی اور نظر علمائے اعلام

علمائے اعلام کی نگاہ میں کافی کی کیا قدر و منزلت ہے اس کا اندازہ مندرجہ ذیل چند اقتباسات (ماخوذ از مقدمہ شیخ عبدالحسین المظفر النجفی ص۲۵) اطمینان قلب کی خاطر مندرجہ ذیل کتب کی طرف رجوع کریں جن سے مقدمہ کی یہ عبارت ماخوذ ہے تصحیح الاعتقاد ص۲۷، بحار الانوار جلد۸ ص۶۲-۶۸، مراۃ العقول جلد۱ ص۳، نہایۃ الدرایہ ص۲۸۔ اصول الاخبار ص۵، لؤلؤۃ البحرین ص۲۳۵ وغیرہ

سے بآسانی ہو سکتا ہے۔

۱۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں الکافی ھو من اجل الکتب الشیعہ واکثرھا فائدۃ (کافی تمام کتب شیعہ سے اجل و ارفع اور سب سے زیادہ مفید ہے (۲) حضرت شہید اوّل شیخ محمد بن مکی اپنے اجازہ میں فرماتے ہیں کتاب الکافی فی الحدیث الذی لم یعمل الامامیۃ مثلہ (حدیث میں اصول کافی وہ کتاب ہے کہ ایسی کتاب امامیہ نے نہیں لکھی

۳۔ محقق شیخ علی بن عبدالعالی کرکی اپنے اجازہ میں لکھتے ہیں الکتاب الکبیر فی الحدیث المسمی بہ الکافی لیعمل مثلہ وقد جمع ھذا الکتاب من احادیث الشرعیہ والاسرار الدینیہ مالا یوجد فی غیرہ (حدیث کی بڑی کتاب کافی جیسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی یہ کتاب اس قدر احادیث شرعیہ اسرار دینیہ کی جامع ہے جو اس کے علاوہ اور کسی کتاب میں نہیں ملتے (۴) محدث جلیل ملا محسن فیض کاشانی وافی میں رقمطراز ہیں الکافی اشرفہا واوثقہا واتمہا واجمعہا لاشتمالہ علی الاصول من بینہا وخلوہ من الفضول وشنیعہا الیسخ ۔ (تمام کتب اربعہ میں سے اشرف و اوثق اتم واجمع کافی ہے کیونکہ یہ علاوہ فروع کے اصول پر بھی مشتمل ہے اور فضول اور باعث عیب باتوں سے خالی ہے (۵) محدث امین استرآبادی فوائد مدنیہ میں تحریر فرماتے ہیں ۔ وقد سمعنا من مشائخنا وعلمائنا انہ لم یصنف فی الاسلام کتاب یوازیہ او یدانیہ (ہم نے اپنے اساتذہ اور علماء سے سنا ہے کہ اسلام میں ایسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی جو کافی کے ہم پایہ ہو۔ (۶) سرکار علامہ مجلسی علیہ الرحمہ مراۃ العقول میں افادہ فرماتے ہیں کتاب الکافی اضبط الاصول واجمعہا واحسن مؤلفات الفرقۃ الناجیۃ واعظمہا الکتاب کافی تمام کتب سے زیادہ جامع محکم اور متقن ہے اور فرقہ ناجیہ کی تمام کتب سے احسن و اعظم ہے ان حقائق کے بعد یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ ان الکافی ھو الکتاب الجامع الاحادیث فی جمیع فنون العقائد والاخلاق والاداب الفقہ وجمیع فنون الاحادیث وقاطبۃ اقسام العلوم الالٰہیہ والاسرار الربانیہ والمعارف الیقینیہ الخارجہ من بیت العصمۃ والطہارۃ الملکوتیۃ

کافی کے بعض شروح و تراجم

کافی کی عظمت و مقبولیت کا اس سے بخوبی پتہ چلتا ہے کہ وہ ہمیشہ ہر دور میں علماء و فضلاء کی توجہ کا مرکز بنی رہی ہے اس کی بے شمار شرحیں اور حواشی موجود ہیں اور متعدد ترجمے ہوئے ہیں۔ بطور نمونہ بعض شروح و تراجم کا یہاں اجمالاً ذکر کرتے ہیں:۔

(۱) جامع الاحادیث والاقوال الشیخ قاسم بن محمد الجندی (۲) کتاب الدار المنظوم من کلام المعصوم الشیخ علی بن محمد بن الحسن الشہید الثانی (۳) الرواشح السماویہ فی شرح الاحادیث الامامیہ السید محمد باقر داماد (۴) کتاب الشافی شرح اصول الکافی الشیخ خلیل بن الغازی القزوینی (۵) شرح المحدث الامین الاسترآبادی (۶) شرح العالم ملا صالح المازندرانی (۷) شرح الفیلسوف العظیم ملا صدرا شیرازی (۸) الوافی الکافی للعالم الربانی ملا محسن الفیض کاشانی (۹) کشف الکافی الشیخ محمد بن محمد الشیرازی (۱۰) مراۃ العقول فی شرح اخبار الرسول العلامۃ المجلسی قدس

سرہ (۱۱) تحفۃ الاولیاء ترجمہ فارسی الشیخ محمد علی الاردکانی (۱۲) صافی ترجمہ شرح فارسی اصول کافی للشیخ الجلیل القزوینی (۱۳) ترجمہ شرح فارسی الشیخ محمد باقر الکوکمری (۱۴) ترجمہ اردو بعض اجزائے اصول کافی موسوم بہ القول الشافی مولانا السید ظہور حسن الکھنوی قدس سرہ (۱۵) الشافی ترجمہ کافی للادیب اعظم السید ظفر حسن الامروہوی مدظلہ (اسی ترجمہ پر ہم یہ مقدمہ لکھ رہے ہیں، اس پر تبصرہ بعد میں کیا جائے گا)

ایک مشہور اعتراض اور اس کا جواب

عام طور پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ نے مقدمہ کافی میں یہ ادعا کیا ہے کہ انھوں نے اس کتاب میں تمام اخبار و آثار صحیحہ جمع فرمائے ہیں چنانچہ ان کے عین الفاظ یہ ہیں (مقدمہ اصول کافی) انک تحب ان یکون عندک کتاب کاف یجمع من جمیع فنون علم الدین ما یکتفی بہ المتعلم و یرجع الیہ المسترشد و یاخذ منہ من یرید علم الدین والعمل بہ بالآثار الصحیحۃ عن الصادقین علیہما السلام والسنن القائمۃ التی علیہا العمل الخ حالانکہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کافی کی سولہ ہزار ایک سو ننانوے احادیث میں صرف پانچ ہزار بہتر صحیح ہیں، باقی ایک سو چوالیس حسن اور ایک ہزار ایک سو سولہ موثق اور تین سو دو قوی اور نو ہزار چار سو پچاس ضعیف ہیں (قصص العلماء جلد ا ص ۱۸۷) دریں حالات مؤلف علام کی فرمائش کو کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہے۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض متقدمین و متاخرین کی اصطلاح سے عدم واقفیت کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ ورنہ حقیقت حال سے واقف کار جانتے ہیں کہ مؤلف علام کی فرمائش بھی صحیح ہے اور مذکورہ بالا تقسیم بھی درست ہے کہ حدیث صحیح کے بارہ میں متقدمین و متاخرین کی اصطلاح علیحدہ علیحدہ ہے جسے نہ سمجھنے کی وجہ سے یہ اعتراض پیدا ہوا ہے اس اجمال کو بقدر ضرورت و گنجائش تفصیل یہ ہے کہ ہر خبر دو حال سے خالی نہیں یا متواتر ہوگی یا واحد یعنی اگر کسی خبر کو ہر طبقہ میں اس قدر جماعت کثیر نقل کرے جس کا کذب و افترا پر اتفاق کرنا عادۃً محال ہو تو اس کو خبر متواتر کہا جاتا ہے اور جو خبر ایسی نہ ہو وہ خبر واحد کہلاتی ہے (ہدیۃ المحدثین ص ۲۵ نہایۃ الدرایہ)

اب اس خبر واحد کی متقدمین کے نزدیک صرف دو ہی قسمیں تھیں صحیح اور غیر صحیح۔ خبر صحیح ہر اس حدیث کو کہتے تھے جس کے ساتھ ایسے قرائن داخلیہ و خارجیہ ہوں جن کی بناء پر اس پر استناد و وثوق کیا جا سکے، آئمہ اطہار کے قریب العہد ہونے کی وجہ سے متقدمین کے پاس ایسے قرائن بکثرت تھے کہ جو حدیث اس طرح محفوف بالقرائن نہ ہوتی تھی وہ اسے غیر صحیح سمجھتے تھے چنانچہ محدث جلیل شیخ علی اکبر مروج الاسلام فرماتے ہیں (ہدایۃ المحدثین ص ۲۳)

نزد قدما صحیح اطلاق میشد بر آن حدیثے کہ معتمد بود بآنچہ اقتضا می کرد استناد ایشان بر آن (یہاں بخوف طوالت ان قرائن کا تذکرہ نہیں کیا جا سکتا) اور متاخرین کے نزدیک اور اس اصطلاح کے بانی سید جلیل احمد بن

طاؤس متوفی ۶۷۳ھ استاد حضرت علامہ حلّی یا بقول بعض علماء خود علامہ حلّی قدس سرہ ہیں خبر واحد کے متعدد اقسام ہیں بعض اقسام کا تعلق راویانِ اخبار کے صفات و اطوار سے ہے اور بعض کا متنِ اخبار سے اور بعض کا ربط راویوں کے مذکور و محذوف ہونے سے ہے نیز ان کے نزدیک صحیح کا میزان و معیار اور ہے۔ ہم یہاں خبر واحد کے صرف ان بعض اہم انواع و اقسام کا ذکر کرتے ہیں جن کا تعلق راویانِ اخبار کے عقائد و اعمال کے ساتھ ہے اور یہ بنا بر مشہور پانچ قسمیں ہیں

حدیث صحیح (ہدایۃ المحدثین از ص ۳۵ تا ص ۴۵ ونہایۃ الدرایہ) اصطلاح متاخرین میں حدیث صحیح اس حدیث کو کہا جاتا ہے جس کا سلسلۂ سند معصومؑ تک منتہی ہوتا ہو اور ہر طبقہ میں اس کے راوی شیعہ اثنا عشری اور عادل ہوں۔

حدیث حسن حدیث حسن اس حدیث کو کہا جاتا ہے جس کی سند معصوم تک منتہی ہو اور تمام طبقات میں اس کے راوی شیعہ اثنا عشری ہو ممدوح۔ مگر ان کی عدالت کی تصریح نہ کی گئی ہو۔

حدیث قوی اس حدیث کو کہا جاتا ہے جس کے سلسلہ سند کے تمام راوی شیعہ اثنا عشری ہوں مگر ان کی مدح و ذم کے بارہ میں کوئی نص موجود نہ ہو۔

حدیث موثق حدیث موثق اس حدیث کو کہا جاتا ہے جس کا سلسلۂ سند معصوم تک ایسے راویوں کے ذریعہ تک منتہی ہو جو اگرچہ صادق اللہجہ اور قابل وثوق ہوں مگر ہوں فاسد العقیدہ (سوائے شیعہ اثنا عشریہ کے باقی تمام فرقِ اسلام اس میں داخل ہوں۔

حدیث ضعیف اصطلاح متاخرین میں حدیث ضعیف اس حدیث کو کہا جاتا ہے جو ان تمام مذکورہ الصدر خصائص سے خالی ہو اور جو اوپر صحیح و حسن و قوی و موثق کے بیان میں ذکر کئے گئے ہیں (ولہ اقسام عدیدۃ لیس ھہنا موضع ذکرہا کالخبر المقطوع والمرسل والمجہول وغیرہا)

ان حقائق کی روشنی میں یہ حقیقت واضح و آشکار ہو جاتی ہے کہ حضرت ثقۃ الاسلام کلینی کی فرمائش اور متاخرین کی تقسیم میں فی الحقیقت کوئی معارض و اختلاف نہیں ہے بلکہ ارباب منطق کی علمی اصطلاح میں عام و خاص مطلق کی نسبت ہے یعنی ہر وہ خبر جو عند المتاخرین صحیح ہے وہ عند المتقدمین بھی صحیح ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ جو خبر عند القدماء صحیح ہو وہ عند المتاخرین بھی صحیح ہو۔ بنا بریں اصول کافی کی تمام احادیث عند المتقدمین (ولاسیما عند المؤلف العلام) صحیح ہیں مگر متاخرین کے نزدیک کچھ صحیح ہیں کچھ حسن، کچھ موثق کچھ ضعیف وغیرہ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ ولا مشاحۃ فی الاصطلاح فتدبر و تشکر، اولئک من المهتدین

ایک ضروری وضاحت یہاں اس بیان کا اظہار بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ متاخرین کی اصطلاح کے مطابق

کافی ہیں ہر قسم کی صحیح و حسن و قوی و موثق و ضعیف وغیرہ اقسام کی احادیث موجود ہیں مگر اس امر پر تمام علمائے اعلام کا اتفاق ہے کہ اس میں ایک حدیث بھی موضوع و مجہول نہیں ہے اور اس کے متعلق متاخرین کی یہ انتہائی چھان بین بھی محض اس لئے ہے کہ اگر کسی وقت بالفرض کتب اربعہ کی احادیث میں باہم تعارض واقع ہو جائے تو اس کے بل بوتے پر بعض روایات کو دوسری بعض پر ترجیح دی جاسکے ورنہ عدم تعارض کی صورت میں کافی کی تمام احادیث قابلِ اعتماد و عمل ہیں۔ چنانچہ غواص بحار الانوار سرکار علامہ مجلسی نے اس امر کی وضاحت کر دی ہے۔ فرماتے ہیں والحق عندي ان وجود الخبر في امثال تلك الاصول المعتبرة مما يوجب جواز العمل به لكن لابد من الرجوع الى الاسانيد لترجيح بعضها على بعض عند التعارض الخ (مرآۃ العقول جلد ۱ ص ۱)

میرے نزدیک حق یہ ہے کہ کسی حدیث کا اصول کافی ایسی معتبرہ کتب میں پایا جانا جواز عمل کے لئے کافی ہے ہاں تعارض کے وقت بعض احادیث کو دوسری بعض پر ترجیح دینے کے لئے سند کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے بعض علماء کا ارشاد ہے:۔

قد اتفق اہل الامامۃ وجمہور الشیعۃ علی تفضیل ہذا الکتاب والاخذ بہ والثقۃ بخبرہ والاکتفاء باحکامہ وہم مجمعون علی الاقرار بارتفاع درجتہ وعلو قدرہ علی انہ القطب الذی علیہ مدار روایات الثقات المعروفین بالضبط والاتقان الی الیوم وعندہم اجل وافضل من جمیع اصول الاحادیث (ماخوذ از مقدمہ مظفری ص ۲۵) یعنی تمام شیعہ خیر البریہ کا اس کتاب کی فضیلت اور اس کے قابلِ عمل و وثوق ہونے پر اتفاق ہے نیز ان کا اس امر پر بھی اجماع ہے کہ اس کتاب کا درجہ تمام کتب احادیث سے اجل و ارفع ہے اور یہ کتاب وہ قطب ہے جس پر قابلِ اعتماد راوی جو ضبط و اتقان میں مشہور ہیں کی روایات کا دار و مدار ہے۔

ثقۃ الاسلام کلینی چونکہ کسی کتاب کی حقیقی قدر و قیمت معلوم کرنے کا ایک طریقہ اس کے مصنف و مؤلف کی جلالت بھی ہے اس لئے کافی کی عظمت قدر معلوم کرنے کے لئے اس کے مؤلف علام کی جلالت و نبالت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ویسے بھی وہ اس کے حقدار ہیں کہ ان کے ذکر خیر سے آئندہ نسل طبقہ کے مشام کو معطر کیا جائے۔

ثقۃ المحدثین شیخ عباس قمی نے ان الفاظ کے ساتھ ان کا تذکرہ فرمایا ہے۔ شیخ الامام قدوۃ الانام کہف العلماء الاعلام و مفتی طوائف الاسلام و ملاذ المحدثین العظام و مروج المذہب فی غیبت الامام علیہ السلام ابو جعفر ثقۃ الاسلام عطر اللہ مرقدہ واسکنہ المجوحہ دار السلام شیخ محدثین و رئیس شیعہ واوثق واثبت الشان در حدیث۔ (الفوائد الرضویہ فی احوال العلماء المذہب الجعفریہ جلد ۲ ص ۲۵۷) آپ کا اسم گرامی محمد، کنیت ابو جعفر اور مشہور لقب ثقۃ الاسلام ہے اس دور میں آج کل کی طرح بے جا القاب کی بہتات نہ تھی بلکہ جو شخص فی الواقع جس لقب کا اہل ہوتا تھا اسے اس لقب سے ملقب کیا جاتا تھا کتب سیر و تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ طوائف اسلام کی نگاہ میں قابل وثوق و اعتماد اور لائق ہزار احترام و اکرام شخصیت کے مالک تھے

اور ان کا قول و فعل سند سمجھا جاتا تھا اس لئے وہ ثقۃ الاسلام کے جلیل القدر لقب سے یاد کئے جاتے تھے مگر آج تو سہ وتشیب شعباً فکل جزیرۃ فیما امیر المومنین ومنبر والا معاملہ ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت اور ابتدائی نشوونما قریہ کلین (بروزن زبیر) میں ہوئی جو کہ رے کے مضافات میں واقع ہے بعد ازاں تکمیل علوم و فنون اسلامیہ کے لئے بغداد کا رخ کیا جو کہ ان دنوں علم و عمل کا گہوارہ تھا وہاں رہ کر بہت سے علماء و فضلاء سے علمی و عملی استفادہ کیا۔ یہاں تک کہ خود مرجع خلائق بن گئے۔

ثقۃ الاسلام در نظر علمائے اعلام

فریقین کے کتب سیر و تواریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بزرگوار فریقین کے نزدیک صاحب عزو وقار اور عالی مقدار تھے اور اس امر کے ثبوت کے لئے یہی بات کافی ہے کہ ابن اثیر جزری نے جامع الاصول میں ان کو قرن ثالث کا مجدد مذہب لکھا ہے جبکہ قرن دوئم کا مجدد حضرت امام رضا علیہ السلام کو لکھا ہے اور قرن چہارم کا سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کو شمار کیا ہے مخفی نہ رہے کہ مجددیت والا نظریہ ہمارا نہیں بلکہ برادران اسلامی کا ہے وہ اس سلسلے میں ایک حدیث بھی بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ان اللہ یبعث ھذا الامر علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد ھا فلا تغفل۔ اسی طرح ابن حجر عسقلانی نے لسان المیزان میں طیبی نے شرح مشکوٰۃ میں زبیری نے تاج العروس میں ان کا بہت وقیع الفاظ میں تذکرہ کیا ہے اپنے علمائے کرام میں سے (۱) نجاشی نے اپنے رجال میں ان کا تذکرہ ان الفاظ کے ساتھ کیا ہے۔ شیخ اصحابنا فی وقتہ بالرائے ووجھم وکان اوثق الناس فی الحدیث ا ثبتھم وہ اپنے وقت میں ہمارے علماء کے رے میں بزرگ رئیس تھے اور حدیث میں سب لوگوں سے زیادہ قابل وثوق و اعتماد تھے (۲) علامہ حلی نے خلاصۃ الرجال میں (۳) شیخ طوسی نے اپنی فہرست میں انہی الفاظ بلکہ ان سے بھی زوردار الفاظ کے ساتھ ان کا تذکرہ کیا ہے (۴) سید جلیل ابن طاؤس نے کشف المحجہ میں الشیخ المتفق علی ثقتہ وامانتہ محمد بن یعقوب الکلینی وغیرہ الفاظ سے یاد کیا ہے (۵) مجلسی اوّل مرحوم نے شرح مشیخۃ من لا یحضرہ الفقیہ میں ان کے بارے میں لکھا ہے والحق انہ لم یکن مثلہ فیما رأینا فی علمائنا وکان تبدیدہ فی اخبارہ وترتیب کتابہ لیس انہ کان مؤیداً من عند اللہ تبارک وتعالیٰ جزاہ عن الاسلام والمسلمین افضل جزاء المحسنین (حق یہ ہے کہ جس قدر علماء ہم نے دیکھے ہیں ان میں ان کا کوئی مثل و نظیر نہیں ملتا اور جو شخص ان کی کتاب کی احادیث اور ان کے جمع و ترتیب پر غور کرے اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ بزرگوار مؤید من اللہ تھے (۶) قاضی نور اللہ شوستری (شہید ثالث علیہ الرحمہ) نے مجالس المومنین میں ان کو رئیس المحدثین الشیخ الحافظ النحریر ایسے القاب جلیلہ کے ساتھ یاد کیا ہے (۷) علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے مرآۃ العقول میں ان کے متعلق لکھا ہے۔

الشیخ الصدوق ثقۃ الاسلام مقبول طوائف الانام ممدوح الخاص والعام محمد بن یعقوب الکلینی

(۸) شیخ اسد اللہ شوستری نے اپنی کتاب مقابیس الانوار میں ان کا ان الفاظ میں تذکرہ کیا ہے

ثقۃ الاسلام وقدوۃ الانام وعلم الاعلام المقدم المعظم عند الخاص والعام الشیخ ابی جعفر محمد بن یعقوب الکلینی الخ

(۹) مولانا السید محمد باقر خوانساری نے روضات الجنات میں بایں طور پر تعارف کرایا ہے جو فی الحقیقۃ امین الاسلام وفی الطریقۃ دلیل الاعلام وفی الشریعۃ جلیل قدام لیس فی وثاقتہ لاحد کلام ولا فی مکانتہ عند الائمۃ الانام یہ بزرگوار اسلام کے امین طریقت میں علمائے اعلام کے رہبر اور شریعت میں جلیل القدر پیشرو ہیں اور ان کی وثاقت و رفعت منزلت میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں (۱۰) حضرت شیخ عباس قمی کا کلام قبل ازیں پیش کیا جا چکا۔

ثقۃ الاسلام کے اساتذہ وتلامذہ

جناب ثقۃ اسلام کے اساتذہ وتلامذہ کی فہرست کافی طویل ہے آپ کے اساتذہ میں بعض وہ بزرگوار بھی شامل ہیں جنھیں آئمہ اہل بیت علیہم السلام کی صحبت کا شرف حاصل ہے افسوس ہے کہ ہم اختصار کے پیش نظر ان کے اسمائے گرامی پیش کرنے سے معذور ہیں ع والعذر عند کرام الناس مقبول

تالیفات ثقۃ الاسلام

کافی کے علاوہ سرکار ثقۃ الاسلام کی بعض تالیفات قیمہ کا بھی تذکرہ ملتا ہے جیسے کتاب تعبیر الرویا (۲) کتاب الرجال (۳) کتاب الرد علی القرامطہ (۴) کتاب رسائل الائمہ (۵) کتاب ما قیل فی الائمہ من الشعر۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنجناب علاوہ درس وتدریس کے تصنیف وتالیف میں بھی اس کی اہمیت کے پیش نظر خاص دلچسپی لیتے تھے۔ جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء۔

وفات ومدفن

۳۲۹ھ میں یعنی امام عصر کی غیبت کبریٰ سے ایک سال پیشتر آسمان فضل وکمال کا یہ بدر منیر غروب ہوا اس سال بے شمار ستارے ٹوٹے جس کی وجہ سے وہ سال "عام تناثر النجوم" کے نام سے مشہور ہوا۔ رئیس المحدثین شیخ صدوق کے والد ماجد حضرت شیخ علی بن الحسین بابویہ کی وفات بھی اسی سال ہوئی نیز حضرت صاحب عصر والزمان کے آخری نائب خاص جناب علی بن محمد سمری کی وفات حسرت آیات بھی اسی سال ہوئی اعلی اللہ مقام فی فرادیس الجنان بغداد میں دریائے دجلہ کے شرقی طرف ایک مسجد کے ساتھ جناب کا مدفن ہے جو آج کل ایک بازار میں واقع ہے جو پل بغداد کی غربی طرف کو عبور کرتے ہوئے بائیں طرف واقع ہے راقم اثم قیام نجف اشرف کے دوران کئی بار بغداد میں آپ کے قبہ عالیہ کی زیارت سے مشرف ہوا ہے۔ الحمد للہ علی احسانہ

ثقۃ اسلام کی کرامت

بعض کتب وسیر وتواریخ میں مذکور ہے (قصص العلماء جلد ۲ صـ ۱۷۷/۱۸۸ وفوائد رضویہ جلد ۲ صـ ۶۵۸ وروضات الجنات وغیرہ) کہ بعض ناصبی حکام وقت نے جب دیکھا کہ لوگ بڑے ذوق وشوق سے حضرات آئمہ اہلبیت کی زیارت پر جاتے ہیں تو ان کی آتش عداوت مشتعل ہو گئی اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے مرقد مقدس کو شگافتہ کرنے کا ارادہ کیا اور کہا کہ اگر شیعہ کا اعتقاد برحق ہے تو

اربعہ کے اُردو تراجم کی ضرورت تو عرصہ دراز سے ہمدردان دین محسوس کر رہے تھے مگر اس اہم کام کی انجام ہی کی کسی کو توفیق ایزدی شامل حال نہ ہوتی تھی چنانچہ بعض علمائے کرام نے اس کام کو شروع بھی کیا مگر وہ پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا سکے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سعادت عظمیٰ کاتبان تقدیر و قدر نے ہمارے بوڑھے مجاہد سرکار ادیب اعظم مدظلہ کے مقدر میں لکھ دی تھی جو تقریباً نصف صدی سے تقریر و تحریر کے ذریعہ قوم و ملت کی گرانقدر خدمات انجام دے رہے ہیں دو سو سے زائد تصانیف و تالیفات و تراجم ان کے آثار خالدات ہیں اور جامعہ امامیہ کراچی کی تعمیر و ترقی ان کے باقیات الصالحات اور مجلہ نور کراچی ان نگارشات کی منہ بولتی تصویریں ہیں سچ ہے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۞

زیر نظر ترجمہ صرف ترجمہ ہی نہیں بلکہ اس میں جابجا مفید توضیحات و تشریحات بھی موجود ہیں اور ترجمہ کے ساتھ متن بھی ہے جس سے اس کی افادیت کو چار چاند لگ گئے ہیں اپنی عدیم الفرصتی نے اس امر کی اجازت تو نہ دی کہ اس حسین وادی کی کماحقہ سیر کی جاتی اور اس چشمۂ صافی سے کماحقہ استفادہ کیا جاتا۔ تاہم بعض مقامات باصرہ نواز ہوتے ہیں سے

قطرہ میں دجلہ دکھائی نہ دے اور جزو میں کل ؎ کھیل بچوں کا ہوا دیدۂ بینا نہ ہوا

اس ترجمہ کی شستگی اور شگفتگی میں کیا کلام ہو سکتا ہے جو سرکار ادیب اعظم مدظلہ کے خامہ فیض شمامہ کا اثر ہو ع

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

دعا ہے کہ خداوند کریم ان کی اس سعی کو مشکور فرمائے اور قوم کو ان کے اس عظیم کارنامے یعنی الشافی ترجمہ اصول کافی کی صحیح قدر و قیمت کرنے اور اس سے صحیح استفادہ کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

بجاہ النبی وآلہ الطاہرین صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

الشافی ترجمہ اصولِ کافی کے متعلق علمائے دین کے گرانقدر تبصرے

ازجناب فاضل جلیل عالم نبیل محقق بے عدیل سرکار علامہ مولانا و مقتدانا السیّد مرتضیٰ حسین صاحب قبلہ صدر الافاضل لکھنوی دامت برکاتہ مقیم لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمداً لك یا من خلق فرزق وانعم فاسبغ حمداً لك والاٰء حمد وصلوٰۃ علیك یا ابا القاسم محمد علّۃ الکون وسر الوجود، مھبط الوحی والملك وعلی اھل بیتك الذین اذھب اللہ عنھم الرجس وطھرھم تطھیراً۔

دین کے علمی و عملی پہلو وہی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوئے رسول اللہ نے حقائق بتائے۔ آپ نے نکات

سمجھائے آپ نے عبادات و معاملات کے حدود و فرائض ارشاد کئے تو دین کی تکمیل ہوئی ۔

کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ خَلِیْفَتُہٗ بِلَا فَصْل

نماز پنجگانہ ، ارکان ، واجبات ، مستحبات ، مکروہات و محرمات ۔

روزہ ماہ رمضان ، حدود و فرائض ، مفطرات و مبطلات ۔

حج ــــــــ عمرہ ، طواف ، سعی و جمرات ارکان و حدود

چند موٹے موٹے عنوان ہیں جن کے بارے میں ہمیں جو کچھ معلوم ہوا وہ آنحضرتؐ کی زبانی معلوم ہوا آپؐ کے زمانے میں مسلمان جس طرح کلمہ پڑھتے تھے وہ آپ ہی کا بتایا ہوا تھا ۔ آپؐ کے زمانہ میں لوگوں کی نماز رسول اللہ کی نماز کی پیروی تھی آپ نے فرمایا ۔ نیت کرو ، تکبیر کہو ، سورت پڑھو ، رکوع کرو ، لوگوں نے اس پر عمل کیا ۔ آپؐ نے روزے رکھے اور اس کے قانون و قاعدے بتائے تو لوگوں کو رمضان کی عبادت کی شرعی حیثیت معلوم ہوئی حج و جہاد کی تفصیلات اسی طرح فقہ کا جزو اور دین کا علم قرار پائے ۔

عہد نبوی سے عہد امیرالمومنین ۴۰ھ تک آنحضرتؐ کو دیکھنے والے ، آپؐ کے پیچھے نمازیں پڑھنے والے آپؐ کے ساتھ جہاد کرنے والے بکثرت موجود تھے یہ لوگ جو کچھ کرتے ہوں گے وہ براہ راست بانی اسلام کی تعلیمات ہوں گی اور اور جن کے عمل اس طریقہ کے خلاف ہوں گے ان کا دین سے تعلق نہ ہوگا یا پھر بے خبر ہوں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیضیاب ہونے والوں کے بعد اصول و فروع ، عقیدہ اور عمل معلوم کرنے کے لئے عام طریقہ تو یہی رہا ہے کہ پہلے مسلمانوں کے طریقوں کو اختیار کیا گیا اور عقلی طور پر مان لیا گیا کہ فلاں صحابی چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس طرح نماز پڑھتے تھے لہٰذا ہماری موجودہ نماز کا طریقہ ان کے واسطے سے طریقۂ نماز رسالت مآبؐ ہے ہم جو کلمہ پڑھ رہے ہیں وہ اس لئے سند ہے کہ ہم نے سلمان فارسیؓ کو اسی طرح پڑھتے اور سُنا اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی طرح سیکھا تھا ۔ بس جہاں سے رسول اللہ کے قول و فعل کے بارے میں کسی دوسرے کا ذکر آیا وہاں سے روایت شروع ہوئی

روایت کے معنی روی ۔ یروی ، روایۃ ۔ ذھب ۔ یذھب کے باب سے تعلق رکھنے والا مصدر ہے ۔ اس کے معنے ہیں اٹھانا ، منتقل کرنا ، نقل کرنا ، کسی بات کا ایک سے دوسرے تک پہنچانا ۔

" دینی نقطۂ نظر اور علماء کے روزمرہ میں روایت کا مطلب ہے : ۔ وہ بات جو یکے بعد دیگرے معصوم تک پہنچ جائے ، جو شخص وہ بات نقل ، یا نقل در نقل کرے اسے راوی کہتے ہیں " روایت کی جمع ، " روایات " اور " راوی کی جمع " رواۃ " ہے ۔

محدثین ، علماء حدیث اور علماء روایت نے جو بحث کی ہے اس کا بیان سر دست مقصود نہیں صرف یہ سُن لیجئے کہ

کہ علماء اہل سنت میں کچھ لوگ روایت سے سنت بھی مراد لیتے ہیں اور کچھ لوگ حدیث موقوف، کچھ کے نزدیک نقل اقوال صحابہ بھی روایت ہے

حدیث کے معنے روایت کے بعد دینی گفتگو اور مسائل کے ماخذ یا بحث کے دوران بھی حدیث کا لفظ بکثرت استعمال ہوتا ہے اور میرے ان معروضات سے بھی اس کا تعلق ہے تو آیئے سرسری طور پر اس لفظ کے لغوی و اصطلاحی معنے بھی کر لیں۔

حدیث۔ باب نصر۔ ینصر سے متعلق مادہ ہے اور اس کے معنی ہیں۔

۱۔ قدیم کی ضد۔ عدم کے بعد وجود پانے والی چیز، چونکہ کلام بھی آہستہ آہستہ عدم سے وجود میں آتا ہے اس لئے اسے بھی حدیث کہتے ہیں اور عربی روزمرہ میں بیان اور کلام کے معنے میں آج تک مستعمل ہے (لغت)

۲۔ وہ بات یا وہ چیز جو پیغمبر علیہ السلام کے ذریعہ شریعت میں آئی ہو (فقہ)

۳۔ صاحب درایت و محدث کے نزدیک حدیث سے مراد ہے

(الف) وہ کلام جو معصوم کے قول فعل یا تقریر کی حکایت کرے (ب) معصوم کا قول و فعل یا تقریر کی حکایت، فعل یا تقریر معصوم کی حکایت کو یوں سمجھئے جیسے راوی کہے۔

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ قیلولہ فرمایا کرتے تھے یا آنحضرتؐ اپنی داڑھی میں ہمیشہ کنگھی کیا کرتے تھے تو یہ فعل معصوم کی حکایت ہوئی۔

تقریر معصوم کی حکایت کی مثال یہ ہے کہ راوی کہے کہ فلاں شخص نے معصوم کے سامنے نماز پڑھی اور ہر تکبیر میں دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے معصوم نے اس عمل کو دیکھا اور منع نہیں فرمایا۔

اس قسم کی چیزیں روایت، حدیث، خبر، اثر، سنت کے ناموں سے یاد کی جاتی ہیں علمائے حدیث اور حدیث کو سمجھنے والوں نے راویوں کے اعتبار سے اس کے نام رکھے، الفاظ کے اعتبار سے اس کی درجہ بندی کی، معانی کے اعتبار سے انھیں تقسیم کیا۔ اب کوئی روایت متواتر ہے کوئی صحیح، کوئی حسن ہے کوئی موثق، کوئی ضعیف، کوئی مرفوع، کوئی غریب ہے کوئی معنعن، شیخ الحاج علی اکبر نے ہدیۃ المصلین میں حدیث کے اوصاف مشترکہ کے لحاظ سے پچیس قسمیں ہیں

مطالعہ حدیث کی مشکلات اس کے بعد ایک راوی کی ذاتی حیثیت پرکھی اور دیکھی جاتی ہے۔ ر۔ جس سے روایت کر رہا ہے وہ ایک دوسرے کو جانتا ہے یا نہیں۔ زمانوں میں کتنا فاصلہ یا کتنی قربت ہے جس وقت وہ بات کہی یا دیکھی گئی اس وقت کوئی خاص حالت تو نہ تھی۔ سائل نے معصوم سے سوال کیا۔ تو اس کا مقصد کیا تھا خود راوی کا عقیدہ کیا تھا اس کا کردار کیسا ہے اس کے علم و بصیرت کا کیا حال ہے وہ دوست ہے یا دشمن۔ ہی

کا حافظہ کیسا ہے۔ دروغ گو ہے یا نہیں۔

ان مباحث کی طرف اشاروں سے میری مراد یہ ہے کہ فقط قول و فعل معصوم کے بارے میں کسی سے سن لینا کافی نہیں۔ بلکہ لغت و ادب، صرف و نحو، تاریخ و فقہ، اصول عقائد اور اصول درایت سے واقف ہونا بھی ضروری ہے پھر احادیث کا عام مطالعہ اس کی مشکلات کا علم ہو۔ جب جاکر حدیث پر بحث کرنے کا سوال ہوتا ہے جدید علوم و مسائل پر یوں بحث کرنے کا جس کا دل چاہے بحث کرے۔ مگر حقیقتاً نہ ہر آدمی کی بات سمجھ دار آدمیوں کے نزدیک سند ہوتی ہے نہ صاحبانِ فن اسے کوئی حیثیت دیتے ہیں۔ اب قانون ہی دیکھ لیجیے۔ اس علم پر بے شمار کتابیں موجود ہیں آپ بھی اس کا مطالعہ کر سکتے ہیں اور میں بھی انھیں دیکھ سکتا ہوں سوال یہ ہے کہ روم کے قانون سے پاکستان کے دستور تک مطالعہ کر لینے کے بعد ہمیں یہ حق حاصل ہے کہ جس عدالت میں چاہیں کھڑے ہو کر کسی نکتے کی تشریح کر سکیں؛ نہیں کیونکہ قانون کا تنہا مطالعہ صاحب رائے نہیں بناتا۔ اس کے لئے تاریخ اصول استحقاق، فن بحث علم نظائر، اسالیب استدلال، اس نکتے پر اہلِ کمال کی بحث اور عدالتوں کے فیصلے پیش نظر ہوں اور ماہر اساتذہ فن شناسی کی قابلیت کو قابل سند مان کر سند بھی دی ہو۔

تفسیر و فقہ، حدیث اور تمام علوم دین کی یہی حالت ہے ہر علم سے پہلے کچھ مقدمات ہوتے ہیں ان مقدمات و مبادی کی تحصیل کے بعد اصل علم پر بحث و نظر سود مند بھی ہے اور سند بھی ورنہ مطالعہ توسیع نظر کا فائدہ تو دیتا ہے لیکن حق استدلال جداگانہ چیز ہے۔

جمع حدیث کی مشکلات شیعوں کو دینی مسائل میں ہمیشہ بڑی آسانیاں رہی ہیں رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد حضرت علی علیہ السلام ان کے بعد حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ موجود تھے یہ سلسلۃ الذہب اور معصوم کے بعد معصوم کا سلسلہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت ۲۶۰ھ / ۸۷۳ء سب کے سامنے ہے حقیقت پسند مسلمان ان حضرات کی موجودگی میں دینی معاملات و احکام میں کسی غیر کی طرف متوجہ نہ ہو سکے۔ ان کا عقلی اور منطقی، مشاہداتی اور واقعاتی تاثر یہ تھا کہ احکام خدا و رسولؐ کے شارح یہی ہیں اس بنا پر جو کچھ پوچھنا ہوتا تھا۔ انہی سے پوچھتے، انہی کو امام الکل فی الکل مانتے رہے ان کے اقوال و افعال مبارکہ لکھتے اور جمع کرتے نقل کرتے اور شیعوں تک پہنچاتے تھے۔

ہر امام کے اصحاب میں متعدد علما ایسے ہیں جنھوں نے اپنے امام کے ارشادات جمع کئے اور باقاعدہ تالیفات یادگار چھوڑے امام جعفر صادق علیہ السلام کے عہد مبارک میں ایسے شیعہ علما کی بہت بڑی تعداد یک جا ہو گئی اور فقط اس زمانے میں چار سو ایسی کتابیں لکھی گئیں جو فن حدیث میں قابلِ فخر اضافہ تھیں۔ محدثین ان کتابوں کو "اصول اربع مائۃ" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

اصحاب آئمہ کی تالیفات کے مستقل نام اور الگ الگ موضوع تھے ان کی ہر کتاب کو اصل کہا جاتا تھا حکومتوں کے بیاہی مدوجزر اور شیعہ دشمن بادشاہوں کے ہاتھوں آئمہ اہلبیت علیہم السلام پر جو ظلم ڈھائے گئے وہ سب کو معلوم ہیں آخر مشیت ایزدی نے آخری امام حضرت مہدی علیہ السلام کو ہماری نگاہوں سے ہٹا کر پردۂ غیب میں جلوہ نشین ہونے کا حکم دیا۔ امام علیہ السلام بحمدہ زندہ صحیح و محفوظ طور پر موجود ہیں اور ہم صرف حضور ہی کی نگاہ فیض کی بدولت زندہ ہیں (مزید بحث و تفصیل کے لئے دیکھئیے میری کتاب تاریخ تدوین حدیث)

ڈھائی پونے تین سو برس میں ہمارے علوم و ذخائر پر کیا کیا گزری ؟ وہ ایک طویل داستان ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آغاز سے انجام تک ہمارے علماء جہاں جاتے وہاں انھیں قتل قید اور جلاوطنی کے مصائب کا شکار ہونا پڑتا تھا ان کے کتب خانے جلائے جاتے۔ ان کا اثاثہ لوٹا جاتا رہا۔ مگر یہ حضرات کسب علم کے لئے ظلم سہتے رہے اور کام کرتے رہے جس طرح ہوتا تھا چھپ چھپ کر علماء کے پاس جاتے اور احادیث محمدؐ و آل محمدؐ کا ذخیرہ معلوم کرتے اور انھیں پڑھتے پڑھاتے اور لکھتے لکھاتے رہے۔

ثقۃ الاسلام کلینی

آخر تقریباً $\frac{٢٥٠ھ}{٨٦٤ء}$ میں ایک ایسے مرد مجاہد اور عالم جلیل کی ولادت ہوئی جسے سعادت کی وہ بلندی نصیب ہوئی جس کی مثال کمیاب ہے رے (موجودہ طہران) کے ایک موضع کلین میں جناب یعقوب کا گھر علم و علماء کا گھر تھا انہی یعقوب کو خداوند عالم نے ایک فرزند مرحمت فرمایا جو آگے بڑھ کر ابوجعفر محمد کلینی کے نام سے مشہور ہوا اور علماء محدثین اسلام نے ثقۃ الاسلام کے لقب سے یاد کیا۔

ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی رحمۃ اللہ علیہ نے امام حسن عسکری علیہ السلام کا عہد مبارک پایا تھا شیعوں کے گیارہویں امام علیہ السلام کی شہادت کے وقت جناب کلینی بہت زیادہ کم سن تھے جب ہوش سنبھالا اور جوانی آئی تو جناب علامہ علوم دین کی تکمیل کر چکے تھے آپ نے شیعوں کی مشکلوں کا جائزہ لیا۔ دشمنوں کی منصوبہ بندیاں ملاحظہ فرمائیں آپ کے سامنے کتب خانوں کی تباہی اور علماء کی پریشانیوں کی صورت حال تھی۔ خدا نے ہمت بلند ذہن رسا، حافظہ حیرت انگیز مرحمت فرمایا تھا اس لئے کمر ہمت چست کی اور فیصلہ فرمایا کہ کلینی جس طرح ہو سکے تعلیمات محمدؐ و آل محمدؐ کو ضائع ہونے سے بچاؤ، جو خدمت تم کر سکتے ہو کرو۔ اٹھے اور یہ سوچ کر طلب حدیث اور جمع کتب کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ بیس سال کے بعد الکافی مرتب فرمائی۔

الکافی

کتاب "الکافی" فن حدیث کی وہ معرکۃ الآرا کتاب ہے جس کے ابواب و فصول اس قدر جامع اور ایسے اچھے انداز سے مرتب کئے کہ اس کے بعد عام لوگوں کو "اصول اربع ماۃ" اور سابقین کے ذخیرہ احادیث کا فرداً فرداً مطالعہ کرنے کی ضرورت نہ رہی۔ آپ کو جس قدر کتابیں مل سکیں۔ ان کو شیوخ روایت حدیث کے سلسلے سے جانچ کر اصول و فروع، عقائد و اعمال کی ترتیب سے مرتب کیا۔ بیس برس کی شب و روز کی محنت کا آج کوئی

کیا اندازہ کر سکتا ہے جبکہ امن کا دور ہے وسائل کی فراوانی، کتب خانوں کی بہتات، کام کرنے کی آزادی ہے۔
علامہ کلینیؒ کا شہر شہر جانا گھر گھر سے کتابیں لانا، قریہ قریہ میں شیوخ کا پتہ معلوم کرنا، اُن سے ملنا فیض اٹھانا احادیث جمع کرنا پھر ان میں سے انتخاب اور پھر ان کی ترتیب ایسا کام ہے اس پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے جناب حسین علی شیوخ نے چھتیس شیوخ کے نام معلوم کئے ہیں اور بتایا ہے کہ کلینی رحمۃ اللہ علیہ نے ان حضرات سے روایات لئے ہیں۔

تقریباً سولہ ہزار حدیثوں کا یہ مجموعہ فضائل صفات و عقل سے میراث بلکہ ضمیمہ تک اکیس بڑے اور کئی سو ذیلی ابواب پر مشتمل ہے۔ علامہ مرحوم نے بڑے موضوعات کو "کتاب" اور ذیلی عنوانات کو "باب" کے نام سے شروع کیا ہے۔

کتاب العقل سے کتاب الحجۃ کے آخر تک اور کتاب الکفر والایمان سے کتاب العشرۃ تک آٹھ کتابوں ؍ عنوانات کا مجموعہ "الاصول من الکافی" کے نام سے مشہور ہے اور کتاب الطہارت سے کتاب الایمان والنذر والکفارات اور کتاب الروضہ کے آخر تک الفروع من الکافی ہے۔

کافی کی خصوصیات

کافی چونکہ عہد غیبت صغریٰ اور زمانۂ سفراء اربعہ میں تالیف کی گئی ہے اس لئے سندی حیثیت سے نہایت اہم کتاب ہے اس کے ترک و اسناد کی بڑی عظمت ہے تمام علماء امامیہ اس کے خوشہ چین ہیں اور پوری ملت اسلامیہ اس کا احترام کرتی ہے حضرت ثقۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث کے نقل میں مندرجہ اصول پیش نظر رکھے ہیں۔

۱۔ حدیث کا پورا سلسلہ رواۃ بیان کرتے ہیں یا ماخذ کا حوالہ دیتے ہیں۔
۲۔ موضوع اور مسائل میں عقلی اور منطقی ترتیب قائم کی ہے مثلاً پہلے "عقل" کی اہمیت، پھر "علم" کا بیان، اس کے بعد توحید کے مسائل پھر حجت کے مباحث "ایمان و کفر پر محمدؐ و آل محمدؐ کے ارشادات" دعا پر احادیث کا ذخیرہ، قرآن کی فضیلت سے متعلق روایات معاشرتی زندگی کے بارے میں تعلیمات دیں اسی طرح عملی زندگی کے لئے شریعت کے احکام کا ترتیبی بیان ہے۔
۳۔ ہر کتاب اور ہر باب میں احادیث کی ترتیب میں اس بات کا خیال رکھا ہے کہ پہلے ایسی احادیث وارد کرتے ہیں جو مفہوم کے لحاظ سے زیادہ واضح ہوں پھر اس سے مختصر اس کے بعد اس سے زیادہ مختصر۔
۴۔ الہیات میں بالکل نئے سوالات اور نئے گوشوں کو عنوان بنایا ہے پھر اس کے ذیل میں آئمہ کے ارشادات کو جمع

لہ جناب کلینی رحمۃ اللہ علیہ نے شعبان ۳۲۹ھ میں رحلت فرمائی آپ کے مفصل حالات اور تالیفات کے بارے میں دیکھیے "تاریخ تدوین حدیث اور محدثین شیعہ"، طبع راولپنڈی۔

کرلیا ہے جن سے توحید صفات اور اسمار کیفیات وشیت وقدرت واختیار جیسے اہم مباحث پر مبسوط مواد یکجا ہوگیا ہے

۵۔ متعارض احادیث بہت کم نقل کی ہیں۔ عنوان کی ذیل میں عموماً ایسی روایات جمع کی ہیں جو موضوع کو روشن اور مدعا کو ثابت کرتی ہیں۔

۶۔ کافی فنی طور پر علم حدیث کی پہلی کتاب ہے جس میں مطالعہ کی وسعت، مسائل کی فراوانی اور ماخذ کو احتیاط سے جمع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے پھر تشریح وتحقیق کے لئے عموماً راویوں کے نام لکھ کر مزید تحقیق کی گنجائش بھی رکھی ہے

۷۔ مسلم طور پر ہماری کتابوں میں کافی اول درجہ کی کتاب شمار کی جاتی ہے اور سلف نے خلف تک سب اس کا احترام کرتے ہیں اس کی نقل، طباعت اور شرح نویسی تدریس اور تعلیم میں ہمیشہ اہتمام کیا گیا ہے فارسی وعربی میں متعدد شرحیں لکھی جا چکی ہیں جن میں سے کچھ چھپی اور کچھ قلمی ہیں حواشی اور خلاصے جمع بین الکتب الاربعہ کا کام بھی ہو چکا ہے۔

اُردو ترجمہ کافی برصغیر کے مدارس دینیہ میں بھی کافی کی تعلیم عام ہے اور متعدد حضرات علماء نے اس کی شرح اور حاشیہ کی طرف توجہ فرمائی ہے لیکن ہمارے روزمرہ کے مسائل اور حضرات اہلسنت کی طرف سے ہمارے اوپر شدید حملوں کی وجہ سے ہماری مہم اتنی تیز نہ رہی کہ جس طرح مناظرہ کی بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی کتابیں لکھی گئی ہیں اس طرح حدیث اور خصوصاً کافی کی شرح پر مدتوں پوری توجہ نہ دی جا سکی زاد الصالحین جناب مولانا سید محمد تقی صاحب ہرسوی کی ایک ضخیم اُردو تالیف جس کی کم وبیش آٹھ جلدیں نولکشور پریس لکھنؤ سے چھپ چکی ہیں اس کتاب میں احادیث کا متنوع ذخیرہ شاید سب سے زیادہ جمع کیا گیا لیکن یہ کتاب مستقل تالیف ہے۔

اصول کافی کے تراجم وشروح میں خالص اور فقط کافی پر اُردو میں جو کام ہوا ہے وہ نہ تو فہرستوں کے ذریعہ محفوظ ہو سکا نہ اشاعت پذیر ہوا مختلف چیزوں کی چھان بین اور مختلف حضرات کے مضامین سے جو کچھ علم ہوا اس کی تفصیل ان شاء اللہ تاریخ تدوین حدیث" کی دوسری اشاعت میں عرض ہوگی سردست فہرست مختصر حاضر خدمت ہے۔

۱۔ آیۃ اللہ مولانا سید ظہور حسین صاحب قبلہ بن السید فرزند علی صاحب قبلہ بارہوی مولود[۱] ۱۲۸۲ھ ۱۸۶۵ء متوفی یکم ذی قعدہ ۱۳۵۷ھ مطابق ۲۳ر دسمبر ۱۹۳۸ء اپنے عہد کے بہت بڑے مقدس عالم تھے فقہ وحدیث و تفسیر وکلام کے علاوہ منطق وفلسفہ وہیئت میں یگانہ روزگار تھے۔ عربی نظم ونثر میں متعدد چیزیں ان سے

---

[۱] دیکھئے میری کتاب تذکرہ علمار اسلام خطی۔

یادگار ہیں نواب حامد علی خاں صاحب اعلی اللہ مقامہٗ نے چاہا تھا کہ پوری کافی اور کتب اربعہ کا ترجمہ کیا جائے اس لئے متعدد علماء کو رام پور بلایا۔ جناب مولانا سید ظہور حسین صاحب قبلہ کے سپرد کافی کا ترجمہ ہوا۔ لیکن پھر ایک دوسرا منصوبہ بن گیا جس میں صرف کافی کی کتاب الایمان والکفر کا ترجمہ داخل تھا یہ ترجمہ و شرح نواب صاحب رام پور کے حکم سے ۲۷۳ صفحات پر رام پور ہی سے شائع ہوئی۔

۲۔ مولانا ذوالفقار حسنین صاحب قبلہ اپنے ایک مضمون "ثقۃ الاسلام کلینی اور کافی" میں لکھتے ہیں ایک صاحب جو حیدر آباد دکن کے رہنے والے تھے یا وہاں ان کا قیام تھا انھوں نے کافی کی کتاب الکفر والایمان کے کچھ ابواب کا اُردو میں ترجمہ کیا تھا۔ علامہ مولانا ظہور حسین صاحب نے جب کافی کا اُردو ترجمہ شروع کیا تو موصوف نے اپنا ترجمہ بھیج دیا۔ تقریباً پندرہ برس ہوئے جب میں نے اس کو مولانا کے پاس دیکھا تھا ترجمہ مطلب خیز اور اچھا تھا افسوس ہے کہ مترجم صاحب کا نام مجھے معلوم نہیں [1] ص ۱۷۔

۳۔ جناب نواب سید محمد حسین صاحب کوثر کانپوری نے اصول کافی کا بہت بڑا حصہ اُردو میں منتقل کر لیا تھا لیکن کتاب العقل والجہل، کتاب العلم، کتاب المعاشرت تین حصے بلا متن [2] شائع ہوئے۔

زیر نظر ترجمہ

جناب مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ امروہوی مدظلہ العالی نے ایک مدت سے علمی خدمتوں کا سلسلہ قائم کر رکھا ہے آپ کا ماہنامہ رسالہ "نور" شیعوں کا بہت پرانا محبوب رسالہ ہے اس کے علاوہ مختلف مفید موضوعات پر تقریباً دو سو کتابیں اور کتابچے شائع کئے ہیں جن میں آئمہ معصومین کی سوانح مبارک، ترجمہ کتاب المناقب ابن شہر آشوب کے علاوہ ترجمہ جامع الاخبار خاص طور پر قابلِ ذکر ہے مولانا کا یہ ترجمہ ہمارے یہاں بہت مقبول ہوا اور اس کی اشاعت بھی ایک مرتبہ سے زیادہ ہوئی، مولانا نے اس کے بعد مناقب ابن شہر آشوب کا ترجمہ مجمع الفضائل کے نام سے دو جلدوں میں کیا۔ پھر اصول کافی کا ترجمہ کیا جو اپنی اہمیت اور وقت کی ضرورت کے لحاظ سے خصوصیت رکھتا ہے یہ ترجمہ کئی حیثیتوں سے قابلِ قدر ہے۔

۱۔ اُردو میں پہلی مرتبہ اصول کافی کا حامل المتن ترجمہ معرضِ وجود میں آیا۔

۲۔ پاکستان میں پہلی مرتبہ حدیث کی اس اہم بالشان کتاب پر اکیلے ایک بزرگ نے کام کیا۔

---

[1] میرا خیال ہے کہ شاید یہ ترجمہ مولانا سید محمد تقی صاحب سرسوی ہی کا ہو۔ مرتضیٰ

[2] نواب صاحب ماشاءاللہ حیات ہیں آپ ہی کے ارسال کردہ رسائل کتاب العلم و کتاب المعاشرت کے دو جزو میرے پاس محفوظ ہیں۔ انتظامی کانپور میں یہ ترجمہ ۱۳۵۷ھ میں چھپا۔

۳۔ ترجمے کو ترجمہ ہی کے حدود میں رکھا تاکہ مختلف صاحبان نظر اس سے فائدہ اٹھا سکیں اور بحث و مباحثہ سے کتاب بھاری نہ ہو۔

۴۔ مستند شروح کو سامنے رکھا ہے تاکہ اکابر علماء نے جو افادات فرمائے ہیں وہ بھی سمو دیئے جائیں۔

۵۔ مولانا کا قلم رواں انداز تحریر سادہ و عام فہم ہے حدیث کا معنی خیز ترجمہ کیا ہے لفظی ترجمہ کی پیچیدگی نہیں ہے۔

دعا ہے کہ خداوند عالم جناب مولانا کو تادیر تندرست و باحیات رکھے اور مزید توفیقات سے نوازے۔ آمین بحق محمد و آل محمد۔

احقر الکونین
سید مرتضیٰ حسین عفی عنہ

از جناب سرکار شریعتمدار صدر المتکلمین رئیس المحدثین افقہ الفقہاء اعلم العلماء علامۃ العصر مولانا محمد مصطفیٰ صاحب قبلہ جوہر مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی : اما بعد :— حضرت ادیب اعظم جناب ظہیر العلماء مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدیر رسالہ "نور" کی ذات والا صفات محتاج تعارف نہیں کہ موصوف اس سرحد میں قدم رکھ چکے ہیں جو سیکڑوں منزلوں سے آگے ہے بلکہ اس دور کے نام بر آوردہ بننے والے تعارف میں موصوف کی گردش قلم کے محتاج ہیں موصوف کی زندگی افادیت دینیہ اور نشر علوم آل محمد علیہم السلام میں گزری۔ کئی سو کتابوں کے مصنف ہیں اور ان کا مطالعہ کرنے والے حضرات موصوف کی مہارت تحریر اور وثاقت علمی کی بقدر سعی تھاہ لگا چکے ہوں گے۔ موصوف کے جہاد قلم کا ایک اور مفید در مفید نتیجہ پیش نظر ہے اور وہ ہے "اصول کافی" کا ترجمہ یہ کتاب شیعی عقائد کی جامع اور مستند کتاب ہے اس کی مدد اور اس کی حدیثوں سے استنباط کر کے علمائے خلف و سلف نے عقائد ہیں سپرد قلم فرمائیں متکلمین نے اسی کتاب سے استفادہ کیا مورخین نے تصحیح تاریخ میں اس سے مدد لی۔ محدثین نے فن رجال میں اسے سامنے رکھا۔ ارباب ایمان نے اپنی دنیا اور دین کی اصلاح اسی کتاب سے کی اور ارباب عرفان نے اسی کی مدد سے سلمان اور ابوذر رضی اللہ عنہ کی بلندیٔ عرفانی کو سمجھا۔ ان خوبیوں اور نہ جانے کتنے فوائد پر مشتمل یہ کتاب عربی زبان میں تھی اور عوام اس کے مطالب سے بہ وساطت ذاکرین و مقررین و مصنفین فیضیاب ہوتے تھے حضرت ادیب اعظم دام ظلہٗ کی سعی و کوشش نے آج اس کے مضامین عالیہ کو اُردو کا لباس پہنا کر ہاتھوں ہاتھ کر دیا ہے یہ مسلّم ہے کہ ایک زبان کے اقوال کا ترجمہ دوسری زبان میں

جامع طریقہ سے ناممکن کے قریب ہے کہیں محاورہ بدل جاتا ہے کہیں ادبی نکتہ نظر سے اوجھل رہ جاتا ہے کہیں اس زبان کے صرف ونحو پر قدرت کاملہ نہ ہونے سے ترجمہ کہیں کا کہیں پہنچ جاتا ہے لیکن حضرت ادیب اعظم کے لئے عربی زبان میں مذکورہ بالا خطروں میں سے کسی ایک کی طرف سے تردد کا محل نہیں ہے سب سے عظیم منزل یہ ہے کہ ترجمہ ہے معصومین علیہم السلام کے اقوال کا خواہ کلینی کی جامع کتاب کافی ہی کیوں نہ ہو۔ وہ یہ بھی نہیں کہہ سکتے تھے کہ میں نے معصوم کے اس ارشاد کو کما حقہٗ سمجھ لیا ہے لہٰذا ممکن ہے کہ ناظرین ترجمہ پڑھتے وقت کبھی کسی مقام پر چونک اٹھیں کہ انھوں نے اس حدیث کا ترجمہ برسر منبر فلاں ذاکر سے یوں سنا تھا اور اس کتاب میں یہ ہے اس اختلاف کو دفع کرنے کی صورت یہ ہے کہ اقوال معصومین علیہم السلام ہمہ گیر حیثیت رکھتے تھے ان میں نفسیاتی پہلو بھی ہوتا ہے اور عقلی بھی، انفرادی بھی ہوتا ہے اور اجتماعی بھی۔ وعلیٰ ھذا القیاس۔ اسی لئے مختلف شارحین احادیث کی شرحوں میں اختلاف نظر آتا ہے حالانکہ وہ اختلاف نہیں ہے۔ فطرت انسانیہ کے ہر پہلو کی اصلاح کا رُخ ہے یہی مسئلہ ترجمہ میں کام آسکتا ہے بہرحال مولانا نے قوم شیعہ پر یہ احسان فرمایا ہے کہ انھیں براہ راست حقائق و معارف سے روشناس کرادیا ہے اور اپنے ذخیرۂ آخرت کو صد چند و ہزار چند سے بھی آگے بڑھا دیا ہے بڑی غنیمت بات یہ ہے کہ ترجمہ معتبر اور ذمہ دار قلم کے ذریعہ پیش ہوا ہے اور اس منزل میں اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں اس سے آگے مجتہدین کرام کثر اللہ امثالہم کا فریضہ ہے خداوند عالم حضرت ادیب اعظم دام ظلہٗ کا سایۂ عاطفت قوم کے سروں پر دراز رکھے۔ آمین

احقر
محمد مصطفےٰ عفی عنہٗ
جوھر

۳؍ شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ

ازجناب مستطاب ملک الناطقین سلطان الواعظین فخر المحققین حضرت ثقۃ الاسلام

علامہ مولانا محمد بشیر صاحب قبلہ انصاری مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب ادیب اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ امروہوی مدظلہ العالی کا تعارف مجھے اس وقت سے حاصل ہے جب محلہ دربار شاہ ولایت امروہہ میں مجالس عشرۂ اربعین کی خدمت انجام دیا کرتا تھا اور یہ خدمت پندرہ سال انجام دی۔

اسی زمانہ میں آپ کے بلند پایہ مؤلفات سے روشناس ہوتا رہتا تھا۔ ممدوح نے اسی دور میں ایک کتاب ید الٰہی طمانچہ تحریر فرما کر محمود احمد عباسی کی کتاب ضرب عباسی کا ایسا مسکت جواب دیا تھا کہ وہ اس طمانچہ کی تاب نہ لا سکا۔

مولانا موصوف دو سو سے زیادہ کتابیں تصنیف و تالیف فرما چکے ہیں پاک و ہند کے علماء متاخرین میں شاید ہی کوئی ایسا مصنف ہو جس کی تصانیف کی تعداد اس حد تک پہنچی ہو۔

۱۹۴۰ء میں رسالہ "نور" بھی موصوف ہی کی ادارت میں دینی خدمات انجام دے رہا ہے اس میں اکثر و بیشتر مضامین آپ ہی کے جواہر ریزے ہوتے ہیں۔

مجالس خوانی کے سلسلے میں جو جو کتابیں آپ نے تحریر فرمائی ہیں عصر حاضر کے ذاکرین ان سے استفادہ کر رہے ہیں اور شائقین مجلس خوانی کے لئے استاد کا درجہ رکھتی ہیں۔

اپنے زمانہ قیام مراد آباد میں موصوف نے جناب صدوق علیہ الرحمہ کی کتاب جامع الاخبار کا ترجمہ "تحفۃ الابرار" کے نام سے شائع فرمایا تھا جو طالبان عقائد اور اعمال صحیحہ کے لئے بہترین ذخیرہ ہے۔

پاکستان میں تشریف آوری کے بعد آپ نے مناقب شہر آشوب علیہ الرحمہ جیسی بلند علمی کتاب کا ترجمہ فرمایا جو "مجمع الفضائل" کے نام سے دو جلدوں میں شائع ہو چکا ہے۔

اس کے بعد آپ کی طبع موزوں نے باوجود پیرانہ سالی ایک ایسے اہم کام کی طرف متوجہ کیا کہ جواں سال علماء بھی اس کی انجام دہی میں اپنے ہمتوں میں ارتعاش پاتے ہیں وہ ہے ترجمہ "اصول کافی" مگر آپ نے حبیب ابن مظاہر کی تاسی میں کمر ہمت باندھی اور رسالہ "نور" میں اس کا ترجمہ شروع کر دیا جو جنوری ۱۹۶۶ء میں مکمل ہو کر کتابی صورت میں آگیا اور اب فروری ۱۹۶۶ء سے کافی جلد دوم کا ترجمہ شائع ہو رہا ہے۔

یہ وہ دینی خدمت ہے جس کا جواب نہیں۔ آج تک ہماری کتب اربعہ کا ترجمہ اُردو میں نہ ہو سکا یہ خداوند عالم کا خاص فضل اور خصوصی توفیق ہے کہ اس کا سہرا بھی آپ ہی کے سر رہا۔

آج کل یہ ترجمہ میرے پیش نظر ہے نہایت سلیس اور بامحاورہ ہے اور لقب ادیب اعظم کی توثیق و تصدیق ہے یہ ترجمہ مع اصل عبارت ہے اور آپ کی علمی صلاحیتوں کا بہترین شاہکار ہے میں آپ کی خدمت میں ہدیہ تبریکات صمیمانہ پیش کرتا ہوں اور طول عمر کے لئے دعا کرتا ہوں تاکہ کتب اربعہ کا ترجمہ آپ کے قلم افادت رقم سے مومنین کرام کی خدمت میں پہنچ جائے۔ کافی جلد اوّل کا ترجمہ از سر نو نہایت شاندار طریقہ پر شائع ہو رہا ہے کتابت و طباعت کا بہترین انتظام ہو رہا ہے خداوند کریم مومنین کو ان تبرکات سے بہرہ اندوز ہونے کا موقع عطا فرمائے۔

جناب مولانا نے جو قلمی خدمات انجام دی ہیں وہ ایک طرف ہے مگر دوسری طرف وہ ایک بنیادی خدمت

دین انجام دی ہے جس کی نظیر پاکستان میں نہیں ہے اور وہ ہے" جامعہ امامیہ مدرستہ الواعظین کراچی" جس کا میں موسس ہوں اور مولانا کے مبارک ہاتھوں سے میری اس تاسیس کی تکمیل ہوئی ہے۔

میں نے اور برادرم سید مسیب علی صاحب زیدی نے جب اس جامعہ کی بنیاد کا ارادہ مولانا کی خدمت میں پیش کیا تو آپ اس کے تصور اور اس اہم تعمیری پروگرام کی تکمیل کرنا ممکن سا سمجھنے لگے مگر میں نے اور زیدی صاحب نے اپنی مکمل خدمات کا یقین دلایا مگر پھر بھی راضی نہ ہوتے تھے بالآخر قرآن مجید نے تفاؤل کے لئے حامی بھری۔ میں نے باوضو ہو کر تفاؤل کیا تو آیت نکلی۔ یاایھا الرسولُ بلغ ما انزل الیک

اب کیا تھا مولانا کو راضی ہونا پڑا۔ ورنہ حسب مفاد آیت تمام خدمات کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہوا چنانچہ میں نے آپ کو صدر اور زیدی صاحب کو سکریٹری تجویز کر کے کام شروع کر دیا اور مومنین کی بروقت توجہ نے اس کی تکمیل کر دی تو اب یہ تعمیری بنیادی یادگار قوم کے سامنے ہے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

غریق تقصیر
محمد بشیر انصاری بقلمہ

۲۴ رجون ۱۹۶۶ء از فضوی ہاؤس فیڈرل ایریا کراچی۔

از جناب سرکار شریعت مدار فخر المحققین سلطان المتکلمین حجۃ الاسلام علّامۂ عصر مولانا و مقتدانا محمد حسین صاحب قبلہ المجتہد العصر و الزمان و پرنسپل دار العلوم محمدیہ سرگودھا دامت برکاتہ و عمت افاضاتہ

شمس الواعظین ادیب اعظم حضرت مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ امروہوی مدظلہٗ کا وجود ذی جود ملت جعفریہ کے لئے باعثِ صد عز و افتخار ہے جناب موصوف نصف صدی سے زائد عرصہ سے بذریعہ تحریر و تقریر قوم و ملت کی جو خدمات جلیلہ انجام دے رہے ہیں وہ عیاں راچہ بیاں کی مصداق ہیں۔ تقریباً دو سو چھوٹی بڑی کتب تصنیف و تالیف فرمائی ہیں۔ مجلۂ علمیہ ماہنامہ نور کراچی کی علمی نگارشات ان کے علاوہ ہیں جناب مولانا اب زندگی کے اس دَور سے گزر رہے ہیں جن میں طبعی تقاضوں کے مطابق ان کو بڑے سکون و آرام کی ضرورت تھی مگر خدمت دین مبین کا جو صالح جذبہ ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکا ہے وہ ان کو راحت و آرام سے بیٹھنے نہیں دیتا۔ چنانچہ انھوں نے اس پیرانہ سالی کے عالم میں اصول کافی ایسی اہم کتاب (جو کہ جناب رسول خدا اور آئمہ ہدیٰ کی مستند احادیث کا بہت بڑا ذخیرہ ہے) کے ترجمہ کا بیڑا اٹھایا ہے جو نومبر ۱۹۶۴ء سے بنام الشافی ترجمہ اصول کافی بطور ضمیمہ ماہنامہ نور کراچی قوم کے ہاتھوں میں پہنچ رہا ہے یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ جہاں برادرانِ اسلامی نے اپنی صحاح ستہ کے متعدد تراجم بلکہ شرح اردو زبان میں شائع کر دیئے ہیں وہاں ہماری قوم کے جمود و خمود کا یہ عالم ہے کہ آج تک ہماری کتب اربعہ میں سے کسی ایک کتاب کا بھی مکمل ترجمہ شائع نہ ہو سکا یہ درست ہے کہ کئی اہلِ علم حضرات نے اصول کافی کا ترجمہ شروع کیا۔ مگر وہ اس کی تکمیل کے لئے موفق نہ ہو سکے۔ کما لایخفیٰ علیٰ ارباب الاطلاع و الشعور قرائن سے کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کاتبان قضا و قدر نے سعادت عظمیٰ ہمارے ادیب اعظم مدظلہٗ کے حصہ میں لکھ دی تھی سچ ہے ؎

این سعادت بزور بازو نیست | تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

قلت وقت اور کثرتِ مشاغل نے اس ترجمہ شریفہ کے بالاستیعاب دیکھنے کی سعادت حاصل کرنے کی اجازت تو نہ دی ہاں البتہ اس کے چند مقامات دیکھنے کا اتفاق ہوا چشم بد دور اس ترجمہ کی عمدگی، شائستگی، شستگی اور شگفتگی میں کیا کلام ہو سکتا ہے جو حضرت ادیب اعظم مدظلہٗ کے قلم فصاحت رقم کا نتیجہ ہے مزید برآں اصل متن کتاب بھی ہمراہ موجود ہے تاکہ اہلِ علم حضرات اصل کتاب کی عبارت سے بھی متمتع ہو سکیں۔ پھر جا بجا مفید توضیحات بھی موجود ہیں جن سے ترجمہ کی افادیت میں اور اضافہ ہو گیا ہے قوم کو جناب مولانا کا شکر گزار ہونا چاہیئے اور ان کی اس تازہ پیشکش کی کما حقہٗ قدر و قیمت کرنا چاہیئے ارباب علم و ایمان کو چاہیئے کہ فرصت والی ہیں ماہنامہ نور کراچی کی خریداری قبول فرما کر اس علمی دستاویز کو محفوظ کرنے کا سامان کریں اور ان جواہرات علمیہ سے اپنے دامن مراد کو پُر کریں دعا ہے کہ خدا وند عالم بطفیل چہاردہ معصومین حضرت ادیب اعظم

مدظلہ کی صحت و سلامتی کے ساتھ تا دیر زندہ رکھے تاکہ وہ اس ترجمہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں اور قوم ان کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتی رہے۔

این دعا از من از جملہ جہاں آمین باد

از حضرت سرکار محترم قائد ملت خطیب اعظم الحاج علامہ السید محمد صاحب قبلہ دہلوی دامت برکاتہٗ

مجمعۂ علم و عمل حضرت ادیب اعظم مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ دام عزہٗ سے قوم کا کون سا فرد نا واقف ہے آپ کے علمی شاہکار ہیں دو سو سے زیادہ تصانیف ہیں جو مختلف عنوانات سے قوم کے سامنے آچکی ہیں اور عملی شاہکار میں مدرسۃ الواعظین کراچی ہے جو آپ کی سعیٔ ایمانی کا مظہر ہے ۲۵ سال سے رسالہ نور میں آپ کے مضامین عالیہ کی بھرمار ہو رہی ہے حضرت موصوف سے میں زمانۂ طالب علمی سے واقف ہوں اس زمانہ میں آپ کی ذہانت صدا لگا رہی تھی کہ مدرسہ سے فارغ ہو جاؤں تو اپنے کرشمے دکھاؤں، فراغت مدرسہ کے بعد آپ کی تصانیف کی وہ ریل پیل رہی کہ باخبر مومنین کے مکانات ان سے خالی نہ رہے والمؤمنین والمومنات دونوں فیضیاب رہے دو سو کی گنتی گننا آسان ہے، مگر دو سو کتاب لکھنی اسی شیر دل علامہ کا کام تھا جسے خدا نے تحریر و تقریر دونوں سے ایک ساتھ نوازا ہے اس پر انکسار اور پھر محنت ان جناب کا حصہ ہے آپ کا آخری علمی جہاد ترجمہ اصول کافی ہے جس کے لئے عرصہ سے بڑھتے ہوئے قدم ہٹ رہے تھے لیکن ضرورت زمانہ اور شوق نشر کمالات اہلبیت علیہم السلام نے مجبور کر دیا کہ وہ اس خدمت عظمیٰ کو بجا لائیں۔ ترجمہ کیا اور خوب کیا، آخر کتاب کافی قرآن سے زیادہ اہم تو نہ تھی جب اس کے سینکڑوں ترجمے ہو چکے ہیں تو کتاب اللہ کے بعد یہ عترتی کا میدان ترجمہ سے کیوں خالی رہ جاتا۔ حضرت مولانا شمع بن کر آگے بڑھے ہیں آئندہ اگر کسی اور صاحب نے کسی اور زبان کی توضیحات کے ساتھ ترجمہ کیا تو اس کی روشنی میں ان کو بے حد آسانی ہوگی قوم کا فریضہ ہے کہ وہ اس انمول جواہر کو سر پر رکھے اور جو مدد کر سکتا ہے اس جہاد میں دریغ نہ کرے نور کا خریدار بن جانا ہی اس کی عملی مدد ہے۔

از جناب سرکار شریعت مدار فیضِ پنجاب علامہ مولانا مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ مدظلہ العالی

مدت دراز سے یہ ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ ہماری کتب احادیث خصوصاً کتب اربعہ جن پر ہمارے عقائد و اعمال کا دار و مدار ہے زبان اردو میں منظر عام پر آجائیں تاکہ ہمارے ملک کے لوگ بھی حضرات آئمہ طاہرین علیہم السلام کی مقدس اور پاکیزہ تعلیمات سے مستفیض ہو سکیں مگر عدیم الفرصتی اور عوائق دینوی کے باعث کوئی جوان بھی یہ ہمت نہ کر سکا ان طویل اور بسیط کتب کو اردو کا لباس پہنا دے۔ مگر حضرت ادیب اعظم مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ امروہوی متولی و منتظم مدرسۃ الواعظین (جامعہ امامیہ) کراچی کی ہمت لائق صد تحسین و آفرین ہے کہ اپنی پیرانہ سالی اور کثیر مشاغل کے باوجود علامہ کلینیؒ کی تالیف منیف یعنی کافی کے ترجمہ کے لئے کمر ہمت باندھ لی۔ جو تقریباً سب کتابوں سے زیادہ مفصل اور جامع ہے۔

آپ اسے باحتیاط قسطاً قسطاً رسالہ "نور" میں شائع فرما رہے ہیں جو ہر ماہ میری نظر سے گزرتا رہتا ہے ایک ادیب اور وہ بھی ادیب اعظم کے ترجمے کے متعلق میں کیا عرض کر سکتا ہوں کہ وہ کس قدر سلیس با محاورہ عام فہم اور جامع ہے اس پر طرہ یہ کہ اس کی جلد تکمیل کے لئے آپ نے رسالہ "نور" کے حجم میں بھی اضافہ فرما دیا ہے اور مزید برآں یہ کہ اس رسالہ کی کتابت بھی اس قدر صحیح اور حسین نہیں ہوتی رہی جس قدر صحیح اور حسین کتابت اور طباعت سے یہ ترجمہ مع اصل عبارت کے طبع ہو رہا ہے میری نظر میں ہر شیعہ گھر میں اس رسالہ کا آنا ضروری ہے تاکہ یہ مقدس کتاب ہر گھر میں باقیات الصالحات بن کر موجود رہے اور اس کے ذریعہ اپنے اور بیگانے تعلیمات اہلبیتؑ کے ان بہتے دریاؤں سے سیراب ہوتے رہیں چونکہ احادیث کے مؤلفین نے ہر قسم کی احادیث کو جمع فرما دیا ہے جس میں صحیح حسن، موثق ضعیف، احاد، متواتر، ہر قسم کی احادیث ہیں جس کا صحیح اندازہ اس کے ان راویوں کے سوانح حیات سے ہو سکتا ہے جن کے نام ہر حدیث کے ساتھ درج ہیں علماء کرام نے صرف انہی احادیث کو ماخذ قرار دیا ہے جو قابل اعتماد ثابت ہوتی ہیں اس لئے مجھے توقع ہے کہ اختتام ترجمہ کے بعد ادیب اعظم ایک ضمیمہ اور تتمہ ضرور شائع فرمائیں گے جس سے ناظرین یہ اندازہ کر سکیں گے کہ ان میں کون کون احادیث ہیں جو قابل اعتماد ہیں

میری دعا ہے کہ خداوند عالم حضرت ادیب اعظم کا سایہ قوم پر تا دیر سلامت رکھے۔

باب اوّل (۱)

کتاب العقل والجہل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا مِنْهُمْ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْعَطَّارُ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ رَزِينٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: لَمَّا خَلَقَ اللهُ الْعَقْلَ اسْتَنْطَقَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ: أَقْبِلْ فَأَقْبَلَ ثُمَّ قَالَ لَهُ أَدْبِرْ فَأَدْبَرَ ثُمَّ قَالَ: وَعِزَّتِي وَجَلَالِي مَا خَلَقْتُ خَلْقاً هُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْكَ وَلَا أَكْمَلْتُكَ إِلَّا فِيمَنْ أُحِبُّ، أَمَا إِنِّي إِيَّاكَ آمُرُ وَإِيَّاكَ أَنْهَى وَإِيَّاكَ أُعَاقِبُ وَإِيَّاكَ أُثِيبُ.

۱۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب خدا نے عقل کو پیدا کیا تو اسے قوت گویائی دے کر فرمایا آگے آ۔ وہ آگے آئی۔ پھر کہا پیچھے پلٹ وہ پیچھے ہٹی۔ پھر فرمایا اپنے عزت و جلال کی قسم میں نے تجھ سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہیں پیدا کی ہیں تجھ کو صرف اس شخص میں کامل کروں گا جس کو میں دوست رکھتا ہوں میں تیرے پختہ ہونے پر امر و نہی کرتا ہوں اور ثواب دیتا ہوں۔

توضیح اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ مدار تکلیف بشری عقل ہے جب تک عقل پختہ نہ ہو احکام الٰہیہ کا تعلق انسان سے نہیں ہوتا۔ دوسرے یہاں عقل سے مراد خلق تدبیری نہیں بلکہ تقدیری ہے۔ یعنی بطور استعارہ تمثیلیہ خلق کہا گیا ہے۔ تیسرے عقل صحیح کی تعریف یہ ہے کہ جہاں آگے بڑھنے کا حکم دیا گیا ہے وہاں آگے بڑھے۔ جہاں پیچھے ہٹنے کا حکم ہے وہاں پیچھے ہٹے۔ چوتھے کامل عقل کا مظہر انبیاء و مرسلین اور آئمہ طاہرین ہیں جن کی عقل وقت پیدائش ہی سے کامل ہوتی ہے۔ پانچویں خدا کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عقل ہے کیونکہ وہ ذریعۂ معرفت باری تعالیٰ ہے۔ چھٹے یہی عقل وجہ فضیلت ہے تمام مخلوق پر۔

۲۔ حدیث۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔

۲۔ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ مُفَضَّلِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ سَعْدِ ابْنِ طَرِيفٍ، عَنِ الْأَصْبَغِ بْنِ نُبَاتَةَ، عَنْ عَلِيٍّ عليه السلام قَالَ: هَبَطَ جَبْرَئِيلُ عليه السلام عَلَى آدَمَ عليه السلام فَقَالَ: يَا آدَمُ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أُخَيِّرَكَ وَاحِدَةً مِنْ ثَلَاثٍ فَاخْتَرْهَا وَدَعِ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ آدَمُ: يَا جَبْرَئِيلُ وَمَا الثَّلَاثُ؟ فَقَالَ: الْعَقْلُ وَالْحَيَاءُ وَالدِّينُ فَقَالَ آدَمُ عليه السلام: إِنِّي قَدِ اخْتَرْتُ الْعَقْلَ فَقَالَ جَبْرَئِيلُ لِلْحَيَاءِ وَالدِّينِ: انْصَرِفَا وَدَعَاهُ فَقَالَا: يَا جَبْرَئِيلُ إِنَّا أُمِرْنَا أَنْ نَكُونَ مَعَ الْعَقْلِ حَيْثُ كَانَ قَالَ: فَشَأْنَكُمَا وَعَرَجَ.

جب جبرئیل زمین پر آئے تو آدم سے کہا۔ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہیں تین چیزوں میں سے ایک کے لینے اور دو کے چھوڑنے کا اختیار دوں آدم نے پوچھا وہ تین کیا ہیں جبرئیل نے کہا عقل حیاء و دین ہیں۔ آدم نے کہا میں نے عقل کو لے لیا جبرئیل نے حیاء و دین سے کہا تم واپس جاؤ اور عقل کو چھوڑ دو انھوں نے کہا اے جبرئیل ہمارے لئے حکم یہ ہے کہ ہم عقل کے ساتھ رہیں جہاں کہیں بھی وہ رہے۔ جبرئیل نے کہا ٹھیک ہے اور آسمان پر چلے گئے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حیاء اور دین عقل کے ساتھ ہیں اگر عقل نہیں تو پھر انسان کا واسطہ حیاء سے رہتا ہے نہ دین سے خدا کے دین کو چھوڑنا اس کی دلیل ہے کہ عقل رخصت ہو چکی۔

۳۔ حدیث امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔

۳۔ أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا رَفَعَهُ إِلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: قُلْتُ لَهُ: مَا الْعَقْلُ؟ قَالَ: مَا عُبِدَ بِهِ الرَّحْمَنُ وَاكْتُسِبَ بِهِ الْجِنَانُ قَالَ: قُلْتُ:

کسی نے صادق آل محمد سے پوچھا عقل کی تعریف کیا ہے۔ فرمایا جس سے رحمٰن کی عبادت کی جائے اور جنت کو حاصل کیا جائے پوچھا معاویہ میں کیا چیز تھی۔ فرمایا نکراء نکراء سے مراد وہ چیز ہے جس سے دور بھاگنا چاہیئے۔ (چالاکی مکاری)

مطلب یہ ہے کہ اگر پیروی حق کی نہ کی جائے تو یہ نشان عقل نہیں۔ بلکہ عقل سی ملتی جلتی ایک چیز ہے جسے عربی زبان میں نکرہ کہتے ہیں جو شخص خدا کی عبادت نہیں کرتا وہ اپنے لئے زاد آخرت مہیا نہیں کرتا۔ اس نے عقل کے تقاضہ کو پورا نہیں کیا۔ عقل اس لئے خدا نے دی ہے کہ اس کی معرفت حاصل کر کے اس کے احکام پر عمل کیا جائے جس نے اس غرض کو پورا نہ کیا۔ اس نے عقل کی بجائے اتوائے

پانی برساتا ہے جس سے زمین مرنے کے بعد زندہ ہو جاتی ہے اس میں آیات ہیں اس قوم کے لئے جو صاحب عقل ہیں۔

اور فرماتا ہے آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ خدا نے تم پر کیا حرام کیا ہے کسی چیز کو خدا کا شریک نہ بناؤ۔ والدین سے احسان کرو اور مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ ہم تمہیں بھی رزق دینے والے ہیں اور ان کو بھی۔ اور بدکاریوں کے قریب نہ جاؤ۔ ظاہر ہوں یا چھپی ہوئی اور بے خطا کسی کی جان نہ لو۔ ہاں حق پر قتل کرو تو ٹھیک ہے۔ میری تم کو یہی ہدایت ہے تاکہ تم عقلمند بنو۔ اور فرمایا۔ آیا۔ تمہارے شریک ہیں تمہارے تمام غلام اور کنیزیں اس چیز میں جو ہم نے تم کو رزق دیا ہے تو کیا تم اس مال کے تصرف میں سب برابر ہو کہ تم ڈرتے ہو کیا تمہیں ان سے ایسا ہی خوف ہے جیسا تمہیں اپنے لوگوں کا حق و حصہ دینے میں خوف ہوتا ہے (پھر بندوں کو خدا کا شریک کیوں بناتے ہو ہم عقلمندوں کے لئے اپنی آیات۔ یونہی تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

یعنے جب تم اقرار کرتے ہو اس بات کا کہ تم اس امر پر راضی نہیں ہوتے کہ تمہارے کنیز اور غلام بغیر تمہارے حکم کے تمہارے اس مال میں تصرف کریں جو ہم نے تم کو دیا ہے تو خدا کیوں کر اس بات پر راضی ہوگا کہ اس کے بندے پیروی ظن کر کے اس کے کارخانۂ قدرت میں تصرف کریں جس میں اس نے کسی کا شریک نہیں بنایا۔

یَا هِشَامُ : ثُمَّ وَعَظَ أَهْلَ الْعَقْلِ وَ رَغَّبَهُمْ فِي الْآخِرَةِ فَقَالَ: «وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَعِبٌ وَ لَهْوٌ وَلَلدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ».

امام علیہ السلام نے فرمایا۔ اے ہشام خدا نے اپنی حجت پوری کرنے کے لئے عقلوں اور پیغمبروں کی ہدایت پر اکتفا نہیں کی بلکہ اس کے بعد عقلوں کو نصیحت کی اور آخرت کی طرف رغبت دلائی۔ اس طرح کہ فرمایا نہیں ہے زندگانی دنیا مگر لہو و لعب، البتہ دار آخرت بہتر ہے ان لوگوں کے لئے جو عذاب آخرت سے ڈرتے ہیں اور عقل سے کام لیتے ہیں۔

یَا هِشَامُ : ثُمَّ خَوَّفَ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ عِقَابَهُ فَقَالَ تَعَالَىٰ: «ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ وَ إِنَّكُمْ لَتَمُرُّونَ عَلَيْهِمْ مُصْبِحِينَ وَ بِاللَّيْلِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ». و قال: «إِنَّا مُنْزِلُونَ عَلَىٰ أَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزاً مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ وَلَقَدْ تَرَكْنَا مِنْهَا آيَةً بَيِّنَةً لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ».

پھر پند کے بعد اس نے ان لوگوں کو ڈرایا جو سمجھ بوجھ سے کام نہیں لیتے فرمایا ہم نے دوسروں کو ہلاک کر دیا۔ اے اہل مکہ تم

گذرتے ہو سفر میں اس طرف سے جہاں قوم لوط کو ہلاک کیا تھا۔ صبح و شام (ان کو منظر دیکھتے ہو) تو کیا تم سمجھ سے کام نہ لوگے۔ ہم نازل کرنے والے ہیں اس گاؤں کے باشندوں پر آسمان سے عذاب کیونکہ وہ فاسق ہیں اور ہم نے اس عذاب سے روشن دلیلیں چھوڑی ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل والے ہیں۔

يَا هِشَامُ . إِنَّ الْعَقْلَ مَعَ الْعِلْمِ فَقَالَ : « وَ تِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَ مَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ »

اے ہشام عقل علم کے ساتھ ہے جیسا کہ فرماتا ہے یہ مثالیں ہم نے ان لوگوں کے لئے بیان کی ہیں جو ذی عقل ہیں کیوں کہ ان کو نہیں سمجھتے مگر عقل والے۔

يا هشام ثمّ ذمّ الّذين لايعقلون فقال: « وإذا قيل لهم اتّبعوا ما أنزل الله قالوا بل نتّبع ما ألفينا عليه آباءنا أولو كان آباؤهم لا يعقلون شيئاً ولا يهتدون » وقال : « ومثل الّذين كفروا كمثل الّذي ينعق بما لايسمع إلّا دعاءً ونداءً صمٌّ بكمٌ عميٌ فهم لا يعقلون » . وقال : « ومنهم من يستمع إليك أفأنت تُسمع الصمّ ولو كانوا لا يعقلون » و قال : « أم تحسب أنّ أكثرهم يسمعون أو يعقلون إن هم إلّا كالأنعام بل هم أضلّ سبيلا » . وقال : « لايقاتلونكم جميعاً إلّا في قرى محصّنة أو من وراء جدر بأسهم بينهم شديد تحسبهم جميعاً وقلوبهم شتّى ذلك بأنّهم قوم لا يعقلون » . وقال : « وتنسون أنفسكم وأنتم تتلون الكتاب أفلا تعقلون

اے ہشام پھر خدا نے مذمت کی ہے۔ ان لوگوں کی جو عقل نہیں رکھتے فرماتا ہے جب ان سے کہا گیا جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے اس کی پیروی کرو۔ تو انھوں نے کہا کہ ہم تو پیروی کریں گے اس کی جس پر ہم نے اپنے آباد اجداد کو پایا ہے اگرچہ ان کے آباد اجداد نے کچھ بھی نہیں سمجھا اور نہ ہدایت پائی۔ اور فرمایا۔ کافروں کی مثال ان لوگوں جیسی ہے جو ندا کرتے ہیں ان (بکریوں) کو جو آواز کے سوا کچھ نہیں سنتیں۔ وہ بہرے گونگے اور اندھے ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے اور فرماتا ہے بعض ایسے ہیں کہ اے رسول تمہاری بات سنتے ہیں۔ مگر (راہ پر نہیں آتے) پس تو کیا تم بہروں کو سناتے ہو چاہے وہ عقل نہ رکھتے ہوں اور فرماتا ہے تو کیا تم اے رسول یہ گمان کرتے ہو کہ اکثر لوگ جو تمہاری بات سنتے اور سمجھتے ہیں تو ایسا نہیں وہ چوپاؤں

کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ سبیل، زیادہ گمراہ۔ اے ہشام پھر فرماتا ہے یہودی تم سے جنگ نہیں کرتے مگر ایسے قریوں میں جو خندقوں سے محفوظ ہیں یا دیواروں کے پیچھے کیونکہ وہ اپنوں سے بھی بہت ڈرتے ہیں تم ان کو باہم دوست جانتے ہو حالانکہ ان کے اندر اختلاف ہے اور وہ عقل نہیں رکھتے اور فرماتا ہے سورہ بقرہ میں تم اپنے نفسوں کو بھول جاتے ہو۔ حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو۔ کیا تم عقل نہیں رکھتے۔

يَا هِشَامُ: ثُمَّ ذَمَّ اللهُ الْكَثْرَةَ فَقَالَ: « وَإِنْ تُطِعْ أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللهِ » وَ قَالَ: « وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللهُ: قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ، بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ » و قَالَ: « وَ لَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا، لَيَقُولُنَّ اللهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ، بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ».

اے ہشام خدا نے کثرت کی مذمت کی ہے فرماتا ہے اگر تم اس اکثریت کا اتباع کرو۔ جو روئے زمین پر ہے تو وہ تم کو خدا کے راستہ سے گمراہ کر دے گی پھر فرماتا ہے اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا۔ تو وہ کہیں گے اللہ نے۔ کہہ دو حمد ہے اللہ کے لئے اور اکثر ان میں سے نہیں جانتے اور خدا نے فرمایا۔ اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمان سے کس نے پانی برسایا جس سے مرنے کے بعد زمین کو زندہ کیا گیا۔ تو وہ کہیں گے اللہ نے۔ کہو حمد ہے اللہ کے لئے۔ لیکن ان کے اکثر نہیں سمجھتے۔

يَا هِشَامُ ثُمَّ مَدَحَ الْقِلَّةَ فَقَالَ: « وَ قَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ ». وَ قَالَ: « وَقَلِيلٌ مَا هُمْ ». قَالَ: « وَقَالَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلاً أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللهُ ». و قَالَ « وَ مَنْ آمَنَ وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ ». وقَالَ: « وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ». وقَالَ: « وَأَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ » وقَالَ: « وَأَكْثَرُهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ».

حضرت نے فرمایا۔ اے ہشام خدا نے کثرت کی مذمت کے بعد قلت کی مدح فرمائی ہے۔ فرماتا ہے: میرے شکر گزار بندے کم ہیں (سبا) اور ایمان و عمل صالح رکھنے والے کم ہیں (ص) ایک بندۂ مومن جو آل فرعون میں سے تھا کہا کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے (مومن) اور سورۂ ہود میں ہے کہ نوح پر کم لوگ ایمان لائے لیکن ان کے اکثر نہیں جانتے اور ان کے اکثر سمجھ نہیں رکھتے۔

يَا هِشَامُ ثُمَّ ذَكَرَ أُولِي الْأَلْبَابِ بِأَحْسَنِ الذِّكْرِ وَ حَلَّاهُمْ بِأَحْسَنِ الْحِلْيَةِ، فَقَالَ: « يُؤْتِي

الحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَ مَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْراً كَثِيراً وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ». و قال: «وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَ مَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ». و قال: «إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَ اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ». وقال: «أَفَمَنْ يَعْلَمُ أَنَّمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْمَىٰ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ». و قال: «أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِداً وَ قَائِماً يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ، قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ». وقال: «كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَ لِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ». و قال: «وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْهُدَىٰ، وَ أَوْرَثْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ هُدىً وَ ذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ». و قال: «وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ»

اے ہشام پھر خدا نے صاحبان عقل کا ذکر بہترین صورت میں کیا ہے اور بہترین زیور فضل و کمال سے ان کو آراستہ کیا ہے اور فرمایا ہے خدا جسے چاہتا ہے حکمت دیتا ہے اور جسے حکمت دی گئی ہے اسے خیر کثیر دی گئی اور نہیں ذکر کرتے مگر اولوالالباب اور پھر فرماتا ہے آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے رات دن کے بار بار آنے جانے میں صاحبان عقل کے لئے خدا کی نشانیاں ہیں جو شخص یہ جانتا ہے کہ جو کچھ اے رسول تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے وہ حق ہے وہ اس اندھے کی طرح نہیں جو کچھ نہیں سمجھتا۔ تذکرہ کرنے والے تو صاحبان عقل ہی ہیں جو رات کی تاریکی میں سجود و قیام کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرنیوالا ہے اور وہ آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کی امید کرتا ہے۔ کہہ دو اے رسول جو لوگ جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے کیا وہ برابر ہیں۔ بے شک صاحبان عقل ہی تذکرہ کرتے ہیں اور فرمایا۔ اے رسول جو کتاب ہم نے تم پر نازل کی ہے وہ مبارک ہے اور غرض نزول یہ ہے کہ لوگ اس کی آیات میں غور و تامل کریں اور تذکرہ کرتے ہیں اس کا صاحبان عقل، ہم نے موسیٰ کو ہدایت بھری کتاب دی اور وارث بنایا۔ بنی اسرائیل کی اس کتاب کا جو ہدایت و نصیحت ہے عقلمندوں کے لئے ذکر کرو کیوں کہ ذکر کرنا مومنین کو نفع دیتا ہے۔

يَا هِشَامُ إِنَّ اللهَ تَعَالَىٰ يَقُولُ فِي كِتَابِهِ: «إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ»، يَعْنِي: عَقْلٌ: وَ قَالَ: «وَ لَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ» قال

اے ہشام خدا اپنی کتاب میں فرماتا ہے نصیحت اس کے لیے سود مند ہے جو دل یعنی عقل رکھتا ہے۔ ہم نے لقمان کو حکمت دی (امام نے فرمایا اس سے مراد عقل مندی اور ہوش مندی ہے

يَا هِشَامُ إِنَّ لُقْمَانَ قَالَ لِابْنِهِ : تَوَاضَعْ لِلْحَقِّ تَكُنْ أَعْقَلَ النَّاسِ وَ إِنَّ الْكَيِّسَ لَدَى الْحَقِّ يَسِيرٌ، يَا بُنَيَّ إِنَّ الدُّنْيَا بَحْرٌ عَمِيقٌ، قَدْ غَرِقَ فِيهَا عَالَمٌ كَثِيرٌ فَلْتَكُنْ سَفِينَتُكَ فِيهَا تَقْوَى اللهِ، وَحَشْوُهَا الْإِيمَانَ وَ شِرَاعُهَا التَّوَكُّلَ وَ قَيِّمُهَا الْعَقْلَ وَ دَلِيلُهَا الْعِلْمَ وَ سُكَّانُهَا الصَّبْرَ.

اے ہشام لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا۔ احکام کتاب اللہ کے آگے فروتنی کر تاکہ تو لوگوں میں سب سے زیادہ عقل مند ہو بے شک عقلمند لوگ خدائے حکیم کے نزدیک کم ہیں (کیوں کہ اکثر لوگوں نے کتاب اللہ کو چھوڑ کر اپنی خواہشوں کی پیروی کرلی ہے) اے فرزند دنیا ایک گہرے سمندر کی مانند ہے جس میں بہت سے لوگ ڈوب گئے پس چاہیے کہ تیری کشتی اس پر شور دریا میں تقویٰ ہو اور متاع کشتی توجہ الی اللہ اور اس کا بادبان توکل علی اللہ ہو۔ اور اس کی کارفرما عقل ہو اور رہنما خدا علم اور پتوار صبر ہو۔

يَا هِشَامُ إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ دَلِيلاً وَ دَلِيلُ الْعَقْلِ التَّفَكُّرُ ، وَ دَلِيلُ التَّفَكُّرِ الصَّمْتُ ، وَلِكُلِّ شَيْءٍ مَطِيَّةٌ وَ مَطِيَّةُ الْعَقْلِ التَّوَاضُعُ وَ كَفَى بِكَ جَهْلاً أَنْ تَرْكَبَ مَا نُهِيتَ عَنْهُ.

اے ہشام ہر شے کے لئے ایک دلیل ہوتی ہے اور دلیل عقل فکر ہے عواقب امور میں اور رہنمائی فکر خموشی میں ہے ہر شے کا ایک مددگار ہے عقل کا مددگار فروتنی ہے کیونکہ تکبر کرنا اللہ کی بات نہ ماننا۔ عقلمندی کی راہ سے ہٹا دیتا ہے اور بے عقلی کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ جس چیز سے خدا نے منع کیا ہے تو اسے بجا لائے۔

يَا هِشَامُ مَا بَعَثَ اللهُ أَنْبِيَاءَهُ وَ رُسُلَهُ إِلَى عِبَادِهِ إِلَّا لِيَعْقِلُوا عَنِ اللهِ فَأَحْسَنُهُمْ اسْتِجَابَةً أَحْسَنُهُمْ مَعْرِفَةً ، وَ أَعْلَمُهُمْ بِأَمْرِ اللهِ أَحْسَنُهُمْ عَقْلاً ، وَ أَكْمَلُهُمْ عَقْلاً أَرْفَعُهُمْ دَرَجَةً فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ.

اے ہشام خدا نے بندوں کی طرف اپنے انبیاء و مرسلین کو اس لئے بھیجا ہے کہ وہ عقلمندی کے ساتھ اللہ سے یعنی قرآن سے علم حاصل کریں اور از روئے استجابت و معرفت امر اللہ میں سب سے بہتر ہوں اور عقل میں کامل ہوں اور دنیا و آخرت

میں از روئے درجات بلند ہوں۔

یاهِشَامُ إنَّ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حُجَّتَيْنِ: حُجَّةً ظَاهِرَةً وَحُجَّةً بَاطِنَةً؛ فَأَمَّا الظَّاهِرَةُ فَالرُّسُلُ وَالأَنْبِيَاءُ وَالأَئِمَّةُ عليهم السلام، وَأَمَّا البَاطِنَةُ فَالعُقُولُ.

يَا هِشَامُ إنَّ الْعَاقِلَ الَّذِي لَا يَشْغَلُ الْحَلالُ شُكْرَهُ، وَلَا يَغْلِبُ الْحَرامُ صَبْرَهُ.

اے ہشام عقلمند وہ ہے کہ حلال روزی کی کمی اس کے شکر کو کم نہیں کرتی ہے اور حرام کی زیادتی اس کے صبر کو کم نہیں کرتی یعنی حرام چیزوں کی زیادتی دیکھ کر وہ ان میں تصرف کو روا نہیں رکھتا۔

يَا هِشَامُ مَنْ سَلَّطَ ثَلاثاً عَلَى ثَلاثٍ فَكَأَنَّمَا أَعَانَ عَلَى هَدْمِ عَقْلِهِ: مَنْ أَظْلَمَ نُورَ تَفَكُّرِهِ بِطُولِ أَمَلِهِ، وَمَحَا طَرَائِفَ حِكْمَتِهِ بِفُضُولِ كَلامِهِ، وَأَطْفَأَ نُورَ عِبْرَتِهِ بِشَهَوَاتِ نَفْسِهِ فَكَأَنَّمَا أَعَانَ هَوَاهُ عَلَى هَدْمِ عَقْلِهِ، وَمَنْ هَدَمَ عَقْلَهُ أَفْسَدَ عَلَيْهِ دِينَهُ وَدُنْيَاهُ.

اے ہشام جس نے تین چیزوں کو تین پر مسلط کیا اس نے اپنی عقل کے خراب ہونے میں مدد کی اور جس نے طول عمل سے اپنی فکر کو تاریک کیا اس نے اپنے فضول کلام سے اپنی حکمت کے نوادر کو اپنے سے الگ کیا اور اپنے نورِ غیرت کو بجھا دیا۔ گویا اس نے عقل کی خرابی پر اپنی خواہشوں کی مدد کی اور جس نے اپنی عقل کو خراب کیا اس نے اپنے دین و دنیا کو تباہ کیا۔

يَا هِشَامُ كَيْفَ يَزْكُو عِنْدَ اللهِ عَمَلُكَ وَأَنْتَ قَدْ شَغَلْتَ قَلْبَكَ عَنْ أَمْرِ رَبِّكَ وَأَطَعْتَ هَوَاكَ عَلَى غَلَبَةِ عَقْلِكَ.

اے ہشام کیوں کر پاک صاف رہے گا تیرا عمل۔ درآنحالیکہ تو نے حکم رب سے دل کو ہٹا لیا ہے اور عقل کے تباہ کرنے میں خواہش نفس کی پیروی کی ہے۔

يَا هِشَامُ الصَّبْرُ عَلَى الْوَحْدَةِ عَلامَةُ قُوَّةِ الْعَقْلِ، فَمَنْ عَقَلَ عَنِ اللهِ اعْتَزَلَ أَهْلَ الدُّنْيَا

وَالرَّاغِبِينَ فِيهَا وَ رَغِبَ فِيمَا عِنْدَ اللهِ وَ كَانَ اللهُ أُنْسَهُ فِي الْوَحْشَةِ وَصَاحِبَهُ فِي الْوَحْدَةِ وَ غِنَاهُ فِي الْعَيْلَةِ وَ مُعِزُّهُ مِنْ غَيْرِ عَشِيرَةٍ.

اے ہشام تنہائی پر صبر کرنا قوت عقل کی علامت ہے جس نے (کتاب) خدا سے علم حاصل کیا تو وہ اہل دنیا اور اس کی طرف رغبت کرنے والوں سے الگ ہو گیا اور خدا کی طرف رجوع کی پس خدا وحشت میں اس کا انیس اور وحدت میں اس کا ساتھی اور مفلسی میں اس کی تونگری اور بغیر قبیلہ اس کے لئے عزت ہوا۔

يَا هِشَامُ نُصِبَ الْحَقُّ لِطَاعَةِ اللهِ، وَلَا نَجَاةَ إِلَّا بِالطَّاعَةِ، وَالطَّاعَةُ بِالْعِلْمِ وَالْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ، وَالتَّعَلُّمُ بِالْعَقْلِ يُعْتَقَدُ وَلَا عِلْمَ إِلَّا مِنْ عَالِمٍ رَبَّانِيٍّ، وَمَعْرِفَةُ الْعِلْمِ بِالْعَقْلِ

اے ہشام خدا اپنی کتاب میں کہتا ہے اس کتاب میں نصیحت ہے اس شخص کے لئے جس کے پاس قلب یا عقل ہو اے ہشام حق طاعت خدا میں ہے اور نہیں ہے نجات مگر اطاعت خدا میں اور طاعت ہوتی ہے علم سے اور علم ہوتا ہے حاصل کرنے سے اور حاصل کیا جاتا ہے عقل سے اور نہیں علم لینا چاہیئے مگر عالم ربانی سے اور معرفت علم کا تعلق عقل سے ہے۔

يَا هِشَامُ قَلِيلُ الْعَمَلِ مِنَ الْعَالِمِ مَقْبُولٌ مُضَاعَفٌ وَكَثِيرُ الْعَمَلِ مِنْ أَهْلِ الْهَوَى وَالْجَهْلِ مَرْدُودٌ
يَا هِشَامُ إِنَّ الْعَاقِلَ رَضِيَ بِالدُّونِ مِنَ الدُّنْيَا مَعَ الْحِكْمَةِ، وَلَمْ يَرْضَ بِالدُّونِ مِنَ الْحِكْمَةِ مَعَ الدُّنْيَا، فَلِذَلِكَ رَبِحَتْ تِجَارَتُهُمْ.

اے ہشام عالم کا قلیل عمل مقبول اور دو چند ہے اور اہل ہوا و جہل کا کثیر عمل بھی مردود ہے۔
اے ہشام عقل مند آدمی حکمت و دانائی پا کر کم سے کم متاع دنیا پر راضی ہو جاتا ہے اور نہیں راضی ہوتا کم خردمندی پر جو زیادتی سامان دنیا کے ساتھ ہو۔

يَا هِشَامُ إِنَّ الْعُقَلَاءَ تَرَكُوا فُضُولَ الدُّنْيَا فَكَيْفَ الذُّنُوبَ وَ تَرْكُ الدُّنْيَا مِنَ الْفَضْلِ وَتَرْكُ الذُّنُوبِ مِنَ الْفَرْضِ

اے ہشام دنیا کے سامان کی زیادتی کو عقل مند لوگوں نے ترک کیا۔ پس صدور گناہ ان سے کیوں ہو، ترک دنیا فضیلت ہے اور ترک گناہ فرض۔

يَا هِشَامُ إِنَّ الْعَاقِلَ نَظَرَ إِلَى الدُّنْيَا وَ إِلَى أَهْلِهَا فَعَلِمَ أَنَّهَا لَا تُنَالُ إِلَّا بِالْمَشَقَّةِ وَ نَظَرَ إِلَى الْآخِرَةِ فَعَلِمَ أَنَّهَا لَا تُنَالُ إِلَّا بِالْمَشَقَّةِ فَطَلَبَ بِالْمَشَقَّةِ أَبْقَاهُمَا۔

اے ہشام عقل مند آدمی نے نظر کی دنیا اور اس کے اہل کی طرف، پس معلوم ہوا کہ دنیا نہیں ملتی مگر مشقت سے اور پھر نظر کی آخرت کی طرف پس معلوم ہوا کہ وہ بھی مشقت سے حاصل ہوتی ہے پس اس نے طلب کیا مشقت کے ساتھ ان دونوں میں زیادہ باقی رہنے والی کو یعنی آخرت کو

يَا هِشَامُ إِنَّ الْعُقَلَاءَ زَهِدُوا فِي الدُّنْيَا وَ رَغِبُوا فِي الْآخِرَةِ، لِأَنَّهُمْ عَلِمُوا أَنَّ الدُّنْيَا طَالِبَةٌ مَطْلُوبَةٌ وَ الْآخِرَةَ طَالِبَةٌ وَ مَطْلُوبَةٌ فَمَنْ طَلَبَ الْآخِرَةَ طَلَبَتْهُ الدُّنْيَا حَتَّى يَسْتَوْفِيَ مِنْهَا رِزْقَهُ وَ مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا طَلَبَتْهُ الْآخِرَةُ فَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ فَيُفْسِدُ عَلَيْهِ دُنْيَاهُ وَ آخِرَتَهُ۔

اے ہشام عقل مند لوگوں نے زہد فی دنیا اختیار کیا اور آخرت کی طرف رغبت کی کیونکہ انھوں نے یہ جان لیا کہ دنیا طالبہ اور مطلوبہ ہے اور آخرت بھی طالبہ اور مطلوبہ ہے پس جس نے آخرت کو طلب کیا دنیا اس کی طالب بنی یہاں تک کہ اس کا رزق دنیا سے پورا ہوا اور جس نے دنیا کو طلب کیا آخرت نے اس کو طلب کیا جب اس کو موت آئی تو اس کی دنیا اور آخرت دونوں تباہ ہوئیں

يَا هِشَامُ مَنْ أَرَادَ الْغِنَى بِلَا مَالٍ وَ رَاحَةَ الْقَلْبِ مِنَ الْحَسَدِ وَ السَّلَامَةَ فِي الدِّينِ فَلْيَتَضَرَّعْ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي مَسْأَلَتِهِ بِأَنْ يُكَمِّلَ عَقْلَهُ، فَمَنْ عَقَلَ قَنِعَ بِمَا يَكْفِيهِ وَ مَنْ قَنِعَ بِمَا يَكْفِيهِ اسْتَغْنَى وَ مَنْ لَمْ يَقْنَعْ بِمَا يَكْفِيهِ لَمْ يُدْرِكِ الْغِنَى أَبَداً۔

اے ہشام جو چاہتا ہے کہ آرزوؤں سے چھٹکارا ملے اور حسد سے دل دور رہے اور امر دین میں سلامتی حاصل ہو اس کو چاہیے کہ اللہ کی طرف رجوع کر کے یہ سوال کرے کہ وہ اس کی عقل کو کامل بنا دے جس کی عقل کامل ہوئی اس نے قناعت کی بقدر کفایت چیز پر اور جس نے قناعت کی اس پر وہ مستغنی ہو گیا اور جس نے بقدر ضرورت اکتفا نہ کی۔ اس نے استغنا کو کبھی نہ پایا۔

يَا هِشَامُ إِنَّ اللهَ حَكَى عَنْ قَوْمٍ صَالِحِينَ: أَنَّهُم قَالُوا: «رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ» حِينَ عَلِمُوا أَنَّ الْقُلُوبَ تَزِيغُ وَتَعُودُ إِلَى عَمَاهَا وَرَدَاهَا. إِنَّهُ لَمْ يَخَفِ اللهَ مَنْ لَمْ يَعْقِلْ عَنِ اللهِ، وَمَنْ لَمْ يَعْقِلْ عَنِ اللهِ لَمْ يَعْقِدْ قَلْبَهُ عَلَى مَعْرِفَةٍ ثَابِتَةٍ يُبْصِرُهَا وَيَجِدُ حَقِيقَتَهَا فِي قَلْبِهِ، وَلَا يَكُونُ أَحَدٌ كَذَلِكَ إِلَّا مَنْ كَانَ قَوْلُهُ لِفِعْلِهِ مُصَدِّقاً، وَسِرُّهُ لِعَلَانِيَتِهِ مُوَافِقاً، لِأَنَّ اللهَ تَبَارَكَ اسْمُهُ لَمْ يَدُلَّ عَلَى الْبَاطِنِ الْخَفِيِّ مِنَ الْعَقْلِ إِلَّا بِظَاهِرٍ مِنْهُ وَنَاطِقٍ عَنْهُ.

اے ہشام خدا نے حکایت کی ہے نیک لوگوں کی بایں طور کہ انھوں نے کہا کہ اے ہمارے رب ہمارے دلوں کو کج نہ کر اس کے بعد کہ تونے ہم کو ہدایت کی۔ اے معبود ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر بے شک تو بڑا بخشنے والا ہے جب انھوں نے یہ جان لیا کہ قلوب کج ہوتے ہیں اور بے بصری اور ہلاکت کی طرف لوٹتے ہیں تو یہ سمجھ لیا کہ جس نے اللہ سے عقل حاصل نہیں کی یعنی کتاب خدا سے علم حاصل نہیں کیا وہ اللہ سے نہیں ڈرتا جس نے خردمندی کو کتاب خدا سے حاصل نہ کیا اور اپنے دل میں معرفت پائندہ کو جگہ نہ دی جس سے مدد حاصل کرتا اور حقیقت کو پالیتا، یہ تو وہی کریگا جس کا قول اس کے فعل کی تصدیق کرتا ہو اور ظاہر باطن کے مطابق ہو کیونکہ خدا نے لوگوں کی رہنمائی نہیں کی باطن خفی پر جس سے مراد عقل ہے مگر محکمات قرآن سے یعنی رسول سخن عترت سے ہدایت فرماتے تھے اور منع کرتے تھے اختلاف اور پیروی ظن سے۔

يَا هِشَامُ كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: مَا عُبِدَ اللهُ بِشَيْءٍ أَفْضَلَ مِنَ الْعَقْلِ، وَمَا تَمَّ عَقْلُ امْرِئٍ حَتَّى يَكُونَ فِيهِ خِصَالٌ شَتَّى: الْكُفْرُ وَالشَّرُّ مِنْهُ مَأْمُونَانِ، وَالرُّشْدُ وَالْخَيْرُ مِنْهُ مَأْمُولَانِ، وَفَضْلُ مَالِهِ مَبْذُولٌ، وَفَضْلُ قَوْلِهِ مَكْفُوفٌ، وَنَصِيبُهُ مِنَ الدُّنْيَا الْقُوتُ، لَا يَشْبَعُ مِنَ الْعِلْمِ دَهْرَهُ، الذُّلُّ أَحَبُّ إِلَيْهِ مَعَ اللهِ مِنَ الْعِزِّ مَعَ غَيْرِهِ، وَالتَّوَاضُعُ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنَ الشَّرَفِ، يَسْتَكْثِرُ قَلِيلَ الْمَعْرُوفِ مِنْ غَيْرِهِ، وَيَسْتَقِلُّ كَثِيرَ الْمَعْرُوفِ مِنْ نَفْسِهِ، وَيَرَى النَّاسَ كُلَّهُمْ خَيْراً مِنْهُ وَأَنَّهُ شَرُّهُمْ فِي نَفْسِهِ، وَهُوَ تَمَامُ الْأَمْرِ.

اے ہشام امیر المومنین فرمایا کرتے تھے کہ عقل سے بہتر عبادت خدا کی کسی نے نہیں کی۔ آدمی کی عقل کامل نہیں ہوتی جب تک اس میں چند خصلتیں نہ ہوں۔ ۱۔ اس کو کفر و شر سے امن ہو ۲۔ اس سے نیکی اور خیر کی امید ہو ۳۔ ضرورت سے زیادہ مال کو راہ خدا میں

خرچ کرے۔ ۴۔ دنیا سے اس کا حصہ قوت لایموت ہو۔ ۵۔ علم کی تحصیل سے سیر نہ ہو۔ ۶۔ راہ خدا میں ذلت اس کے نزدیک زیادہ محبوب ہو اس عزت سے جو غیر سے ملے۔ ۷۔ غیر کا تھوڑا احسان زیادہ جانے اور ۸۔ اپنا احسان دوسرے کے ساتھ کم سمجھے۔ سب کو اپنے سے بہتر اور اپنے کو ان سے بدتر جانے۔

يَا هِشَامُ إِنَّ الْعَاقِلَ لَا يَكْذِبُ وَ إِنْ كَانَ فِيهِ هَوَاهُ.

عقل مند جھوٹ نہیں بولتا ہر چند خواہش طبع ہو۔

يَا هِشَامُ لَا دِينَ لِمَنْ لَا مُرُوَّةَ لَهُ وَلَا مُرُوَّةَ لِمَنْ لَا عَقْلَ لَهُ وَ إِنَّ أَعْظَمَ النَّاسِ قَدْراً الَّذِي لَا يَرَى الدُّنْيَا لِنَفْسِهِ خَطَراً أَمَا إِنَّ أَبْدَانَكُمْ لَيْسَ لَهَا ثَمَنٌ إِلَّا الْجَنَّةُ فَلَا تَبِيعُوهَا بِغَيْرِهَا.(۱)

اے ہشام جس کے لئے مروت نہیں۔ اس کے لئے دین نہیں۔ اور مروت اسی کے لئے نہیں جس کے پاس عقل نہیں از روئے قدر و منزلت سب سے بڑا آدمی وہ ہے جو اپنے لئے دنیا کو کوئی بڑی چیز نہیں سمجھتا آگاہ ہو کر تمہارے ابدان کی قیمت جنت کے سوا کچھ نہیں پس ان کو جنت کے سوا کسی کے بدلہ میں نہ بیچو۔

يا هشام إنّ أمير المؤمنين عليه السلام كان يقول : إنّ من علامة العاقل أن يكون فيه ثلاث خصال : يجيب إذا سُئل ، وينطق إذا عجز القوم عن الكلام ، ويشير بالرأي الّذي يكون فيه صلاح أهله ، فمن لم يكن فيه من هذه الخصال الثلاث شيء فهو أحمق . إنّ أمير المؤمنين عليه السلام قال : لا يجلس في صدر المجلس إلّا رجل فيه هذه الخصال الثلاث أو واحدة منهنّ ، فمن لم يكن فيه شيء منهنّ فجلس فهو أحمق .

اے ہشام! امیر المومنین علیہ السلام فرماتے تھے عقل مند کی علامت یہ ہے کہ اس میں تین خصلتیں ہوں۔ جب سوال کیا جائے تو جواب دے اور جب قوم عاجز ہو تو بولے اور مشورہ دے ایسی رائے سے جس سے اس کے اہل کی اصلاح ہو جس میں تین خصلتیں نہ ہوں یا ان میں سے ایک بھی نہ ہو۔ وہ احمق ہے امیر المومنین نے فرمایا مجلس کے صدر میں نہ بیٹھے مگر وہ شخص جس میں یہ تین خصلتیں ہوں یا کم سے کم ان میں سے ایک ہو اور جس میں ایک بھی نہ ہو۔ وہ احمق ہے۔

و قال الحسنُ بن عليّ عليه السلام: إذا طلبتمُ الحوائجَ فاطلبوها من أهلها ، قيل يابنَ رسولِ اللهِ ومَن أهلُها؟ قال: الّذين قصّ اللهُ في كتابه وذكرهم ، فقال: إنّما يتذكّر أولو الألباب، قال: هم أولو العقول . و قال عليُّ بنُ الحسينِ عليهما السلام: مجالسةُ الصّالحين داعيةٌ إلى الصّلاحِ وآدابُ العلماءِ زيادةٌ في العقلِ و طاعةُ ولاةِ العدلِ تمامُ العزّ و استثمارُ المالِ تمامُ المروّةِ و إرشادُ المستشيرِ قضاءٌ لحقّ النّعمةِ و كفُّ الأذى من كمالِ العقلِ و فيه راحةُ البدنِ عاجلاً و آجلاً.

امام حسن علیہ السلام نے فرمایا۔ جب تم حاجتوں کو طلب کرو تو اس کے اہل سے طلب کرو کسی نے کہا یابن رسول اللہ اہل کون ہیں فرمایا وہ لوگ ہیں جن کا ذکر خدا نے کیا ہے کہ اولوالالباب نصیحت حاصل کرتے ہیں اور حضرت نے فرمایا وہ صاحبان عقل ہیں۔

حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ نیکوں کی صحبت میں بیٹھنا صلاح و دوستی کا سبب ہوتا ہے اور آداب علماء باعث زیادتی عقل ہے اور عادل حکمرانوں کی اطاعت سبب عزت ہے اور اپنے مال کو نفقہ اہل وعیال میں خرچ کرنا مروت ہے اور طالب مشورت کو راہ نیک دکھانا حق نعمت ہے اور ایذا رسانی سے باز رہنا کمال عقل اور راحت بدن ہے جلد یا بدیر۔

یاهشامُ إنّ العاقلَ لایحدّثُ من یخافُ تکذیبَه ولایسألُ من یخافُ منعَه ولایعِدُ ما لا یقدِرُ علیه ولایرجو ما یعنّفُ برجائه ولایقدِمُ علی ما یخافُ فوتَه بالعجزِ عنه.

اے ہشام عقل مند بات نہیں کرتا اس سے جس کے جھٹلانے سے ڈرتا ہے اور نہیں سوال کرتا اس سے جس کے منع کرنے سے ڈرتا ہے اور جس پر قابو نہ ہو اس کا وعدہ نہیں کرتا اور نہیں امید کرتا اس چیز کی جس کی امید باعث سرزنش ہو اور نہیں قدم اٹھاتا ایسی چیز کی طرف کہ عجز کی بنا پر اس کے فوت ہونے کا خوف ہو۔

- عليُّ بنُ محمّدٍ ، عن سهلِ بنِ زيادٍ رفعَه قال: قال أميرُ المؤمنين عليه السلام: العقلُ غطاءٌ ستيرٌ والفضلُ جمالٌ ظاهرٌ فاستر خللَ خلقِك بفضلِك و قاتل هواك بعقلِك ، تسلمْ لك المودّةُ وتظهرْ لك المحبّةُ.

امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا عقل ایک پردہ میں پنہاں ہے اور بخشش مال بخوبی نمایاں ہے پس اپنے خلق کی خرابی کو بخشش سے چھپالے اور اپنی بدخواہشوں کو اپنی عقل سے قتل کر تیرے لئے باطنی محبت قائم رہے گی اور لوگوں کی ظاہر دوستی

سامان ہوگی

۱۴۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَدِيدٍ، عَنْ سَمَاعَةَ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِاللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَعِنْدَهُ جَمَاعَةٌ مِنْ مَوَالِيهِ فَجَرَى ذِكْرُ الْعَقْلِ وَالْجَهْلِ فَقَالَ أَبُوعَبْدِاللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اعْرِفُوا الْعَقْلَ وَجُنْدَهُ وَالْجَهْلَ وَجُنْدَهُ تَهْتَدُوا قَالَ سَمَاعَةُ: فَقُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ لَا نَعْرِفُ إِلَّا مَا عَرَّفْتَنَا، فَقَالَ أَبُوعَبْدِاللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ خَلَقَ الْعَقْلَ وَهُوَ أَوَّلُ خَلْقٍ مِنَ الرُّوحَانِيِّينَ عَنْ يَمِينِ الْعَرْشِ مِنْ نُورِهِ فَقَالَ لَهُ أَدْبِرْ فَأَدْبَرَ، ثُمَّ قَالَ لَهُ أَقْبِلْ فَأَقْبَلَ، فَقَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ: خَلَقْتُكَ خَلْقاً عَظِيماً وَكَرَّمْتُكَ عَلَىٰ جَمِيعِ خَلْقِي، قَالَ: ثُمَّ خَلَقَ الْجَهْلَ مِنَ الْبَحْرِ الْأُجَاجِ ظُلْمَانِيّاً فَقَالَ لَهُ: أَدْبِرْ فَأَدْبَرَ: ثُمَّ قَالَ لَهُ: أَقْبِلْ فَلَمْ يُقْبِلْ فَقَالَ لَهُ: اسْتَكْبَرْتَ فَلَعَنَهُ، ثُمَّ جَعَلَ لِلْعَقْلِ خَمْسَةً وَسَبْعِينَ جُنْداً فَلَمَّا رَأَى الْجَهْلُ مَا أَكْرَمَ اللهُ بِهِ الْعَقْلَ وَمَا أَعْطَاهُ أَضْمَرَ لَهُ الْعَدَاوَةَ فَقَالَ الْجَهْلُ: يَا رَبِّ، هٰذَا خَلْقٌ مِثْلِي خَلَقْتَهُ وَكَرَّمْتَهُ وَقَوَّيْتَهُ وَأَنَا ضِدُّهُ وَلَا قُوَّةَ لِي بِهِ فَأَعْطِنِي مِنَ الْجُنْدِ مِثْلَ مَا أَعْطَيْتَهُ فَقَالَ: نَعَمْ فَإِنْ عَصَيْتَ بَعْدَ ذٰلِكَ أَخْرَجْتُكَ وَجُنْدَكَ مِنْ رَحْمَتِي قَالَ: قَدْ رَضِيتُ فَأَعْطَاهُ خَمْسَةً وَسَبْعِينَ جُنْداً فَكَانَ مِمَّا أَعْطَى الْعَقْلَ مِنَ الْخَمْسَةِ وَالسَّبْعِينَ الْجُنْدَ:

۱۴۔ سماعہ سے مروی ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ کی خدمت میں آپ کے دوستوں کی ایک جماعت موجود تھی اور عقل و جہل کا ذکر ہو رہا تھا حضرت نے فرمایا عقل اور اسکے لشکر کو اور جہل اور اس کے لشکر کو پہچانو ہدایت پا جاؤ گے سماعہ نے کہا میری جان آپ پر فدا ہو ہم تو اتنا ہی جانتے ہیں جتنا آپ نے بتایا ہے حضرت نے فرمایا خدائے عز و جل نے عقل کو پیدا کیا اور وہ روحانیین میں سب سے پہلی مخلوق ہے جس کو اپنے نور سے یمین عرش سے پیدا کیا اس سے کہا پیچھے ہٹ وہ پیچھے ہٹ گئی۔ پھر کہا۔ آگے آ۔ وہ آگے آئی۔ خدا نے فرمایا میں نے تجھ کو خلقت عظیم کے ساتھ پیدا کیا اور اپنی تمام مخلوق پر فضیلت دی۔ پھر جہل کو پیدا کیا۔ کھاری دریا سے جو ظلمانی تھا اس سے کہا پیچھے ہٹ وہ پیچھے ہٹ گیا

پھر کہا آگے آ۔ وہ آگے نہ آیا۔ خدا نے کہا تو نے تکبر کیا اور اس پر لعن کی۔ پھر خدا نے عقل کے لئے پچہتر خوبیوں کا لشکر عطا کیا۔ جب جہل نے عقل کا یہ عزت و اکرام دیکھا تو عقل کی عداوت اس کے دل میں سما گئی۔ جہل نے کہا اے معبود تو نے میری طرح عقل کو بھی پیدا کیا ہے تو نے اسکو صاحب کرامت و قوت بنا دیا۔ میں اس کی ضد ہوں میرے لئے کوئی قوت نہیں۔ پس جیسا لشکر اسے دیا ہے اپنی رحمت سے مجھے بھی دے۔ خدا نے فرمایا۔ اچھا اگر تو نے اس لشکر کی نافرمانی کی تو میں تجھے اور تیرے لشکر کو اپنی رحمت سے دور کر دوں گا۔ اس نے کہا میں راضی ہوں پس خدا نے اسے بھی پچہتر فوجی دیئے۔

الخير وهو وزير العقل وجعل ضدّه الشر وهو وزير الجهل ؛ والايمان وضدّه الكفر ؛ و التصديق وضدّه الجحود ؛ و الرجاء و ضدّه القنوط ؛ والعدل و ضدّه الجور ؛ و الرضا و ضدّه السخط ؛ والشكر و ضدّه الكفران ؛ والطمع و ضدّه اليأس ؛ والتوكّل و ضدّه الحرص ؛ و الرأفة و ضدّها القسوة ؛ والرحمة وضدّها الغضب ؛ والعلم و ضدّه الجهل ؛ و الفهم و ضدّه الحمق ؛ والعفّة وضدّها التهتك ؛ و الزهد و ضدّه الرغبة ؛ والرفق وضدّه الخرق ؛ والرهبة و ضدّه الجرأة ؛ والتواضع و ضدّه الكبر ؛ والتؤدة وضدّها التسرّع ؛ والحلم و ضدها السفه ؛ والصمت وضدّه الهذر ؛ والاستسلام وضده الاستكبار ؛ والتسليم وضدّه الشك ؛ والصبر وضدّه الجزع ؛ والصفح و ضدّه الانتقام ؛ والغنى و ضدّه الفقر ؛ والتذكّر وضدّه السهو ؛ و الحفظ و ضدّه النسيان ؛ والتعطّف و ضدّه القطيعة ؛ والقنوع وضدّه الحرص ؛ و المؤاساة و ضدّها المنع ؛ و المودّة وضدّها العداوة ؛ والوفاء و ضدّه الغدر ؛ والطاعة وضدّها المعصية ؛ والخضوع وضدّه التطاول ؛ والسلامة و ضدّها البلاء ؛ و الحبّ و ضدّه البغض ؛ والصدق وضدّه الكذب ؛ والحقّ وضدّه الباطل ؛ والأمانة وضدّها الخيانة ؛ والاخلاص وضدّه الشوب ؛ والشهامة وضدّها البلادة ؛ و الفهم وضدّه الغباوة ؛ و المعرفة وضدّها الانكار ؛

والمداراة وضدّها المكاشفة ؛ وسلامة الغيب وضدها المماكرة ؛ و الكتمان وضدّه الإفشاء ؛
والصلاة وضدّها الإضاعة ، والصوم وضدّه الإفطار ؛ والجهاد وضدّه النكول ؛
والحج وضدّه نبذ الميثاق ؛ وصون الحديث وضده النميمة ؛ وبر الوالدين وضده العقوق ؛
والحقيقة وضدّها الرياء ؛ والمعروف وضدّه المنكر ؛ والستر وضدّه التبرّج
والتقيّة وضدّها الإذاعة ؛ والإنصاف وضدّه الحميّة ؛ والتهيئة وضدّها البغي ؛
والنظافة وضدّها القذر ؛ والحياء وضدّها الجلع ؛ والقصد وضدّه العدوان ؛
والراحة وضدّها التعب ؛ والسهولة وضدّها الصعوبة ؛ والبركة وضدّها المحق ؛
والعافية وضدّها البلاء ؛ والقوام وضدّه المكاثرة ؛ والحكمة وضدّها الهواء ؛
والوقار وضدّه الخفّة ، والسعادة وضدّها الشقاوة ؛ والتوبة وضدّها الإصرار ؛
والاستغفار وضدّه الاغترار ؛ والمحافظة وضدّها التهاون ؛ و الدعاء وضدّه الاستنكاف ،
والنشاط وضدّه الكسل ؛ والفرح وضدّه الحزن ؛ والألفة وضدّها الفرقة ؛ والسخاء
وضدّه البخل .

پس عقل کی فوج جن چیزوں سے بنائی گئی وہ یہ ہیں:۔
خیر جو وزیر عقل ہے اس کی ضد شر ہے جو وزیر جہل ہے ایمان۔ جس کی ضد کفر ہے۔ تصدیق جس کی ضد انکار ہے امید جس کی ضد مایوسی ہے۔ عدل جس کی ضد ظلم ہے۔ رضا جس کی ضد غصہ ہے شکر جس کی ضد کفران ہے۔ طمع (امور خیر میں زیادتی کی خواہش) اس کی ضد یاس ہے۔ توکل جس کی ضد حرص ہے۔ مہربانی یا نرم دلی جس کی ضد سخت دلی ہے۔ رحمت جس کی ضد غضب ہے۔ علم جس کی ضد جہل ہے۔ فہم جس کی ضد حماقت ہے۔ تفقہ جس کی ضد تہتک ہے زہد جس کی ضد رغبت ہے خوش خوئی جس کی ضد بدخوئی ہے۔ ڈرنا جس کی ضد جرأت ہے یعنی بدی سے ڈرنا جس کی ضد بے باکی ہے فروتنی جس کی ضد دعویٰ و بزرگی ہے اور فکر و سخن میں آہستگی۔ اس کی ضد جلد بازی ہے اور حلم کی ضد خشم وری ہے اور خاموشی کی ضد ہرزہ گوئی ہے۔ اور قبولیت کی ضد سرکشی ہے۔ تسلیم کی شک ہے۔ صبر کی ضد بے قراری ہے۔ درگذر کی ضد انتقام ہے۔ استغنا کی ضد فقر ہے۔ تذکر کی ضد سہو ہے حفظ کی ضد نسیان، مہربانی کی ضد قطع تعلق اور قناعت کی ضد حرص ہے ۔

محتاجوں سے ہمدردی۔ اس کی ضد ہمدردی کو روک دینا ہی اور محبت کی ضد عداوت ہے اور وفا کی ضد غدر اور طاعت
کی ضد معصیت ہے اور گریہ وزاری کی ضد سرکشی اور سلامتی کی ضد بلا اور محبت کی ضد بغض ہے اور سچ کی ضد جھوٹ اور حق کی
ضد باطل اور امانت کی ضد خیانت ہے اور بے غرض کہنے کی ضد غرض آلود بات کرنا ہے اور چیزوں کا جلد تصور کرنا اس کی ضد کو
دن بننا ہے۔ فہم کی ضد غبی ہونا ہے اور معرفت کی ضد انکار ہے اور کسی کی بدی سے چشم پوشی کی ضد اس کا ظاہر کر دینا ہے
حاضر و غائب میں کسی ایک روش پر رہنا اس کی ضد ہے دورنگی ہونا، اور اپنے راز کو چھپانا، اس کی ضد ہے ظاہر کرنا
اور نماز کو ادا کرنا، اس کی ضد غفلت سے پیروی آئمہ کو ضائع کرنا ہے اور روزہ رکھنا اس کی ضد ہے شکم پرستی، جنگ کرنا دشمن دین
سے اس کی ضد ہے حق سے روگردانی اور حج کی ضد ہے پیمان الٰہی کو پس پشت ڈالنا اور لوگوں کی باتوں پر نگاہ رکھنا اس کی ضد ہے
چغل خوری اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔ اس کی ضد ہے ان کی نافرمانی اور حقیقت کی ضد ہے ریا اور معروف کی ضد منکر ہے اور
ستر کی ضد اظہار خوبی اور تقیہ کی ضد ہے اظہار حق بے باکی سے کرنا اور انصاف کی ضد ہے لوگوں کے درمیان تفاوت قائم کرنا۔
بے وجہ اور دشمن سے رضا جوئی جس میں دونوں کے لئے بہتری ہو اس کی ضد زیادہ روی ہے اور پاکیزگی ضد چرک ہے
شرم کی ضد بے شرمی ہے اور میانہ روی کی ضد حد سے گزرنا ہے، راحت کی ضد تعب اور سہولت کی ضد صعوبت اور برکت
کی ضد نحوست، اور عافیت کی ضد بلا اور دوام کی ضد تکاثر۔ ضد حکمت خواہش ہائے بد اور وقار کی ضد سبکی اور سعادت
کی ضد شقاوت، توبہ کی ضد اصرار ہے استغفار کی ضد ہے اغترار باوجود گناہ نعمت ہائے الٰہی کھانا اور نگہداری امر و نہی
کی ضد ہے سہل انگاری اور دعا کی ضد ہے اس سے روگردانی اور نشاط کی ضد ہے کاہلی، خوشی کی ضد حزن ہے الفت کی
ضد فرقت اور سخاوت کی ضد بخل ہے۔

ولا تجتمع هذه الخصال كلها من اجناد العقل الا في نبي، او وصي نبي او مؤمن قد امتحن الله قلبه للايمان و اما سائر ذلك من موالينا فان احدهم لايخلو من ان يكون فيه بعض هذه الجنود حتى يستكمل و ينقى من جنود الجهل فعند ذلك يكون في الدرجة العليا مع الانبياء والاوصياء، و انما يدرك ذلك بمعرفة العقل و جنوده و بمجانبة الجهل و جنوده، وفقنا الله و اياكم لطاعته و مرضاته.

اجناد عقل کی یہ تمام قسمیں نہیں جمع ہوتیں مگر نبی یا وصی نبی میں اس مومن میں جس کے ایمان قلبی کا امتحان خدا نے لیا ہو رہے باقی ہمارے موالی تو ان میں سے کوئی ایسا نہیں جس میں جنود عقل سے کوئی چیز نہ پائی جاتی ہو مگر جنود جہل سے بھی اس میں کچھ ہوگا۔ لہذا وہ بلند درجہ میں انبیاء اور اوصیاء کے ساتھ ہوگا اور وہ یہ درجہ پائے گا عقل اور اس کے لشکر کی معرفت اور جہل سے دور کر دینے کی بناء پر خدا ہم کو اور تم کو اپنی اطاعت اور مرضی کی توفیق دے۔

۱۵ جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَالَ: مَا كَلَّمَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله الْعِبَادَ بِكُنْهِ عَقْلِهِ قَطُّ، وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: إِنَّا مَعَاشِرَ الْأَنْبِيَاءِ أُمِرْنَا أَنْ نُكَلِّمَ النَّاسَ عَلَى قَدْرِ عُقُولِهِمْ.

۱۵ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا نہیں کلام کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے بندوں سے ان کی عقل کے اور حضرت صلعم نے فرمایا ہم گروہ انبیا کو حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے بقدر ان کی عقلوں کے کلام کریں۔

۱۶ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنِ النَّوْفَلِيِّ، عَنِ السَّكُونِيِّ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ عليهما السلام قَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام: إِنَّ قُلُوبَ الْجُهَّالِ تَسْتَفِزُّهَا الْأَطْمَاعُ وَتَرْتَهِنُهَا الْمُنَى وَتَسْتَعْلِقُهَا الْخَدَائِعُ.

۱۶ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جاہل کے دل ان شکاری جانوروں کی طرح ہیں کہ طمع ان کو اپنی جگہ سے نکالتی ہے اور وہ شیطانی فریب کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔

۱۷ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَشْعَرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ الدِّهْقَانِ عَنْ دُرُسْتَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام: أَكْمَلُ النَّاسِ عَقْلاً أَحْسَنُهُمْ خُلُقاً

۱۷ علی بن ابراہیم نے اپنے والد سے انھوں نے جعفر بن محمد الاشعری سے اور انھوں نے

عبید اللہ الدہقان سے۔ عبید اللہ الدہقان نے درست اور درست نے ابراھیم بن الحمید سے کہا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کا خلق اچھا ہے وہی لوگوں میں کامل العقل ہے۔

۱۸ عَلِيٌّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الْجَعْفَرِيِّ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ الرِّضَا عليه السلام فَتَذَاكَرْنَا الْعَقْلَ وَالْأَدَبَ فَقَالَ: يَا أَبَا هَاشِمٍ الْعَقْلُ حِبَاءٌ مِنَ اللَّهِ، وَالْأَدَبُ كُلْفَةٌ، فَمَنْ تَكَلَّفَ الْأَدَبَ قَدَرَ عَلَيْهِ، وَمَنْ تَكَلَّفَ الْعَقْلَ لَمْ يَزْدَدْ بِذَلِكَ إِلَّا جَهْلاً.

۱۸ ابو ہاشم جعفری سے مروی ہے کہ ہم امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے پس عقل اور عقلمندی کا تذکرہ ہونے لگا۔ حضرت نے فرمایا اے ابو ہاشم عقل بخشش الٰہی ہے جو کسی کو کم ملی ہے اور کسی کو زیادہ اور خردمندی اختیاری ہے۔ جو بڑھانا چاہے گا بڑھالے گا اور جو دعوت عقل وفہم کرے گا اور علم کو اپنے سے بلند پایہ انسان سے حاصل نہ کرے وہ جہالت کو بڑھائے گا۔

۱۹ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَبَلَةَ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: قُلْتُ لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّ لِي جَاراً كَثِيرَ الصَّلَاةِ كَثِيرَ الصَّدَقَةِ، كَثِيرَ الْحَجِّ لَا بَأْسَ بِهِ قَالَ: فَقَالَ: يَا إِسْحَاقُ، كَيْفَ عَقْلُهُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ لَيْسَ لَهُ عَقْلٌ، قَالَ: فَقَالَ: لَا يَرْتَفِعُ بِذَلِكَ مِنْهُ.

۱۹ اسحاق بن عمار سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ میرا ایک پڑوسی ہے جو بہت نمازیں پڑھتا ہے، بہت صدقہ دیتا ہے اور بہت حج کرتا ہے۔ فرمایا اے اسحاق اس کی عقل کیسی ہے۔ میں نے کہا اسے عقل نہیں۔ فرمایا۔ تو وہ ان عبادات سے فائدہ نہیں پائے گا۔

۲۰ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ السَّيَّارِيِّ، عَنْ أَبِي يَعْقُوبَ الْبَغْدَادِيِّ قَالَ: قَالَ ابْنُ السِّكِّيتِ لِأَبِي الْحَسَنِ عليه السلام: لِمَاذَا بَعَثَ اللَّهُ مُوسَى بْنَ عِمْرَانَ عليه السلام بِالْعَصَا وَيَدِهِ الْبَيْضَاءِ وَآلَةِ

السِّحْرِ؟ وَبَعَثَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ بِآلَةِ الطِّبِّ؟ وَبَعَثَ مُحَمَّداً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَعَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ بِالْكَلَامِ وَالْخُطَبِ

فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ اللهَ لَمَّا بَعَثَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ الْغَالِبُ عَلَى أَهْلِ عَصْرِهِ السِّحْرَ فَأَتَاهُمْ مِنْ عِنْدِ اللهِ بِمَا لَمْ يَكُنْ فِي وُسْعِهِمْ مِثْلُهُ وَمَا أَبْطَلَ بِهِ سِحْرَهُمْ وَأَثْبَتَ بِهِ الْحُجَّةَ عَلَيْهِمْ وَإِنَّ اللهَ

بَعَثَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي وَقْتٍ ظَهَرَتْ فِيهِ الزَّمَانَاتُ وَاحْتَاجَ النَّاسُ إِلَى الطِّبِّ فَأَتَاهُمْ مِنْ عِنْدِ اللهِ بِمَا لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُمْ مِثْلُهُ وَبِمَا أَحْيَا لَهُمُ الْمَوْتَى وَأَبْرَأَ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِ اللهِ وَأَثْبَتَ بِهِ الْحُجَّةَ عَلَيْهِمْ.

۲۰ ابو یعقوب بغدادی سے روایت ہے کہ ابن سکیت نے امام علی نقی علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیوں بھیجا خدا نے موسیٰ علیہ السلام کو عصا اور ید بیضا اور دیگر چیزیں دے کر جو جادو جیسی تھیں اور عیسیٰ علیہ السلام کو آلاتِ طب جیسی چیزوں کے ساتھ بھیجا۔ اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا درود ہو ان پر اور تمام انبیاء پر کلام و خطابت کے ساتھ بھیجا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جس زمانہ میں خدا نے موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث کیا اس زمانہ میں لوگوں پر سحر کا بڑا غلبہ تھا پس موسیٰ علیہ السلام نے دکھلائی ان کو خدا کی طرف سے ایسی چیز کہ اس کی مثل لانا ان کی طاقت سے باہر تھا ان معجزات سے ان کے سحر زائل ہو گئے اور خدا کی حجت ان پر ثابت ہو گئی اور عیسیٰ کے زمانہ میں طب کا بڑا زور تھا پس خدا نے ان کو وہ چیز دی جو لوگوں کے پاس نہ تھی پس انھوں نے مُردوں کو زندہ کیا اور مبروصوں اور مجذوموں کو اچھا کیا۔ باذن خدا اور اس طرح خدا کی حجت ان پر تمام ہوئی۔

۲۱ وَإِنَّ اللهَ بَعَثَ مُحَمَّداً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فِي وَقْتٍ كَانَ الْغَالِبُ عَلَى أَهْلِ عَصْرِهِ الْخُطَبَ وَالْكَلَامَ - وَأَظُنُّهُ قَالَ: الشِّعْرَ. فَأَتَاهُمْ مِنْ عِنْدِ اللهِ مِنْ مَوَاعِظِهِ وَحِكَمِهِ مَا أَبْطَلَ بِهِ قَوْلَهُمْ وَأَثْبَتَ بِهِ الْحُجَّةَ عَلَيْهِمْ، قَالَ: فَقَالَ ابْنُ السِّكِّيتِ: تَاللهِ مَا رَأَيْتُ مِثْلَكَ قَطُّ فَمَا الْحُجَّةُ عَلَى الْخَلْقِ الْيَوْمَ؟ قَالَ.

فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: الْعَقْلُ يُعْرَفُ بِهِ الصَّادِقُ عَلَى اللهِ فَيُصَدِّقُهُ وَالْكَاذِبُ عَلَى اللهِ فَيُكَذِّبُهُ، قَالَ: فَقَالَ ابْنُ السِّكِّيتِ: هَذَا وَاللهِ هُوَ الْجَوَابُ.

اور اللہ تعالیٰ نے بھیجا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے زمانہ میں جب کہ لوگوں پر خطبوں اور کلام کا بہت زیادہ

اثر تھا۔ پس خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مواعظ دیئے اور اپنا کلام جس نے ان لوگوں کے قول کو باطل کر دیا اور خدا کی حجت ان لوگوں پر قائم کر دی۔ ابن سکیت نے یہ سن کر کہا میں نے آپ جیسا عالم کبھی نہیں دیکھا۔ پھر کہا یہ بھی ارشاد ہو کہ اب خدا کی حجت اس کی مخلوق پر کون ہے۔ فرمایا عقل جس سے پہچانا جاتا ہے اس صادق کو جو اللہ کی طرف سے ہدایت لاتا ہے پس عقل اس کی تصدیق کرتی ہے اور جھوٹے کو پہچان کر اس کی تکذیب کرتی ہے ابن سکیت نے کہا۔ بیشک یہی جواب ہے۔

۲۱ اَلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ: عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْوَشَّاءِ عَنِ الْمُثَنَّى الْحَنَّاطِ، عَنْ قُتَيْبَةَ الْأَعْشَى، عَنِ ابْنِ أَبِي يَعْفُورٍ، عَنْ مَوْلَى لِبَنِي شَيْبَانَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: إِذَا قَامَ قَائِمُنَا وَضَعَ اللّٰهُ يَدَهُ عَلَى رُؤُوسِ الْعِبَادِ فَجَمَعَ بِهَا عُقُولَهُمْ وَكَمَلَتْ بِهِ أَحْلَامُهُمْ.

۲۱ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ جب ہمارا قائم خروج کرے گا تو خدا اپنی رحمت کا ہاتھ لوگوں کے سر پر رکھے گا جس سے ان کی عقلیں درست اور افہام کامل ہوں گے۔

۲۲ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عليه السلام قَالَ: حُجَّةُ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ النَّبِيُّ وَالْحُجَّةُ فِيمَا بَيْنَ الْعِبَادِ وَبَيْنَ اللّٰهِ الْعَقْلُ.

۲۲ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نبی خدا کے بندوں پر اس کی حجت ہے اور اللہ اور بندوں کے درمیان عقل حجت ہے۔

۲۳ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ مُرْسَلاً قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عليه السلام: دِعَامَةُ الْإِنْسَانِ الْعَقْلُ وَالْعَقْلُ مِنْهُ الْفِطْنَةُ وَالْفَهْمُ وَالْحِفْظُ وَالْعِلْمُ، وَبِالْعَقْلِ يَكْمُلُ وَهُوَ دَلِيلُهُ وَمُبْصِرُهُ وَمِفْتَاحُ أَمْرِهِ، فَإِذَا كَانَ تَأْيِيدُ عَقْلِهِ مِنَ النُّورِ كَانَ عَالِماً، حَافِظاً، ذَاكِراً، فَطِناً، فَهِماً فَعَلِمَ بِذَلِكَ كَيْفَ وَلِمَ وَحَيْثُ، وَعَرَفَ مَنْ نَصَحَهُ وَمَنْ غَشَّهُ، فَإِذَا عَرَفَ ذَلِكَ عَرَفَ مَجْرَاهُ وَمَوْصُولَهُ وَمَفْصُولَهُ وَأَخْلَصَ الْوَحْدَانِيَّةَ لِلّٰهِ وَالْإِقْرَارَ بِالطَّاعَةِ فَإِذَا فَعَلَ ذَلِكَ كَانَ مُسْتَدْرِكاً لِمَا فَاتَ، وَوَارِداً عَلَى مَا هُوَ آتٍ، يَعْرِفُ مَا هُوَ فِيهِ وَلِأَيِّ شَيْءٍ هُوَ هَاهُنَا، وَمِنْ أَيْنَ يَأْتِيهِ وَإِلَى مَا هُوَ صَائِرٌ، وَذَلِكَ كُلُّهُ مِنْ

تایید العقل

۲۳ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ستون انسانیت عقل ہے اور خردمندی سے چار چیزیں حاصل ہوتی ہیں اوّل محکمات قرآنی سے باطل اماموں کے عیب بتانا اور دوسرے امامانِ حق کے مرتبہ کو سمجھنا تیسرے اپنی حد کو نگاہ رکھنا متشابہات قرآن وغیرہ میں چوتھے یاد کرنا مسائل دین کا امامانِ حق سے اور عقل سے آدمی کامل ہوتا ہے عقل رہنمائے انسان ہوتی ہے چراغ چشم ہے اور کلید کار بستہ پس عقل کی مدد سے انسان دلائل ربوبیت اور محکماتِ قرآن کا عالم ہوتا ہے اور مسائلِ دین کی حفاظت کرتا ہے اور شمار امامانِ حق کرتا ہے اور ان کے مرتبہ کا سمجھنے والا ہوتا ہے پس وہ جان لیتا ہے کہ پیغمبر کے بعد اس کی اُمت کا حال کیا ہوا اور کیوں ہوا اور کہاں ہوا اور وہ جانتا ہے کہ کس سے ملے اور کس سے الگ رہے تو اس نے حق کے مجرائے وصول کو پہچان لیا۔ پھر اس نے توحیدِ رب کو خلوص سے لیا اور اس کی اطاعت کا اقرار کیا۔ جب ایسا تو اس نے فوت شدہ چیز کو پا لیا اور آنے والی حالت کو سمجھ لیا اور یہ بھی جان لیا کہ وہ کن حالات میں ہے اور کس وجہ سے ہے کہاں سے آیا اور کہاں جا رہا ہے یہ سب بتائید عقل ہے۔

۲۴ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مِهْرَانَ عن بَعْضِ رِجَالِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: الْعَقْلُ دَلِيلُ الْمُؤْمِنِ.

۲۴ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے عقل مومن کی رہنما ہے۔

۲۵ ـ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْوَشَّاءِ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنِ السَّرِيِّ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: يَا عَلِيُّ لَا فَقْرَ أَشَدُّ مِنَ الْجَهْلِ وَلَا مَالَ أَعْوَدُ مِنَ الْعَقْلِ.

۲۵ ـ حضرت رسولِ خدا نے فرمایا۔ جہالت سے بڑھ کر محتاجی نہیں عقل سے زیادہ مفید تر کوئی چیز نہیں۔

۲۶ ـ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجْرَانَ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ رَزِينٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: لَمَّا خَلَقَ اللهُ الْعَقْلَ قَالَ لَهُ: أَقْبِلْ فَأَقْبَلَ. ثُمَّ قَالَ لَهُ: أَدْبِرْ

فَأَدْبَرَ . فَقَالَ : وَعِزَّتِي وَجَلَالِي مَا خَلَقْتُ خَلْقاً أَحْسَنَ مِنْكَ، إِيَّاكَ آمُرُ وَإِيَّاكَ أَنْهَى وَإِيَّاكَ أُثِيبُ وَإِيَّاكَ أُعَاقِبُ .

۲۶ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ خدا نے عقل کو پیدا کیا۔ پس اس سے کہا آگے آ۔ وہ آگے آئی۔ پھر کہا پیچھے ہٹ وہ پیچھے ہٹی۔ پھر فرمایا قسم ہے اپنے عزت و جلال کی میں نے کوئی مخلوق تجھ سے زیادہ اچھی پیدا نہیں کی۔ میں تجھ ہی کو امر و نہی کا حکم دیتا ہوں اور تجھ ہی سے ثواب دوں گا اور تجھ ہی سے عذاب دوں گا۔

۲۷ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنِ الْهَيْثَمِ بْنِ أَبِي مَسْرُوقٍ النَّهْدِيِّ ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ خَالِدٍ ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ : قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام : الرَّجُلُ آتِيهِ وَأُكَلِّمُهُ بِبَعْضِ كَلَامِي فَيَعْرِفُهُ كُلَّهُ وَمِنْهُمْ مَنْ آتِيهِ فَأُكَلِّمُهُ بِالْكَلَامِ فَيَسْتَوْفِي كَلَامِي كُلَّهُ ثُمَّ يَرُدُّهُ عَلَيَّ كَمَا كَلَّمْتُهُ وَمِنْهُمْ مَنْ آتِيهِ فَأُكَلِّمُهُ فَيَقُولُ : أَعِدْ عَلَيَّ فَقَالَ : يَا إِسْحَاقُ وَمَا تَدْرِي لِمَ هَذَا؟ قُلْتُ : لَا، قَالَ : الَّذِي تُكَلِّمُهُ بِبَعْضِ كَلَامِكَ فَيَعْرِفُهُ كُلَّهُ فَذَاكَ مَنْ عُجِنَتْ نُطْفَتُهُ بِعَقْلِهِ وَأَمَّا الَّذِي تُكَلِّمُهُ فَيَسْتَوْفِي كَلَامَكَ ثُمَّ يُجِيبُكَ عَلَى كَلَامِكَ فَذَاكَ الَّذِي رُكِّبَ عَقْلُهُ فِيهِ فِي بَطْنِ أُمِّهِ وَأَمَّا الَّذِي تُكَلِّمُهُ بِالْكَلَامِ فَيَقُولُ : أَعِدْ عَلَيَّ فَذَاكَ الَّذِي رُكِّبَ عَقْلُهُ فِيهِ بَعْدَ مَا كَبِرَ فَهُوَ يَقُولُ لَكَ : أَعِدْ عَلَيَّ .

۲۷ اسحاق بن عمار سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ میں ایک شخص کے پاس آتا ہوں اور اس سے کلام کرتا ہوں۔ تھوڑا سا وہ میرے کل کلام کا مطلب سمجھ جاتا ہے اور بیان کر دیتا ہے جو کچھ میں نے اس سے بیان کیا۔ دوسرا وہ ہے کہ جب میں اس سے پوری بات بیان کر دیتا ہوں تب سمجھتا ہے اور تیسرا وہ ہے کہ جب میں اس سے بیان کرتا ہوں تو وہ اعادہ چاہتا ہے فرمایا۔ جو بعض کلام سے پوری بات سمجھ جاتا ہے۔ وہ وہ ہے جس کے نطفہ میں عقل خمیر ہے اور دوسرا وہ ہے جس کو عقل ملی ہے بطن مادر میں اور تیسرا وہ ہے جس کو بڑا ہونے پر عقل ملی ہے۔

۲۸ ــ عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن بعض من رفعه، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : إذا رأيتم الرجل كثير الصلاة كثير الصيام فلا تباهوا به حتى تنظروا كيف عقله ؟.

۲۸۔ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم کسی کو نماز روزہ کرنے والا پاؤ تو اس پر فخر نہ کرو۔ جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ اس کی عقل کیسی ہے۔

۲۹۔ بَعْضُ أَصْحَابِنَا ، رَفَعَهُ ، عَنْ مُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ : يَا مُفَضَّلُ لَا يُفْلِحُ مَنْ لَا يَعْقِلُ وَلَا يَعْقِلُ مَنْ لَا يَعْلَمُ وَسَوْفَ يَنْجُبُ مَنْ يَفْهَمُ وَ يَظْفَرُ مَنْ يَحْلُمُ وَ الْعِلْمُ جُنَّةٌ وَالصِّدْقُ عِزٌّ وَالْجَهْلُ ذُلٌّ وَالْفَهْمُ مَجْدٌ وَالْجُودُ نُجْحٌ وَ حُسْنُ الْخُلُقِ مَجْلَبَةٌ لِلْمَوَدَّةِ وَ الْعَالِمُ بِزَمَانِهِ لَا تَهْجُمُ عَلَيْهِ اللَّوَابِسُ وَالْحَزْمُ مَسَاءَةُ الظَّنِّ وَبَيْنَ الْمَرْءِ وَالْحِكْمَةِ نِعْمَةُ الْعَالِمِ وَالْجَاهِلُ شَقِيٌّ بَيْنَهُمَا وَاللهُ وَلِيُّ مَنْ عَرَفَهُ وَ عَدُوُّ مَنْ تَكَلَّفَهُ وَالْعَاقِلُ غَفُورٌ وَالْجَاهِلُ خَتُورٌ وَ إِنْ شِئْتَ أَنْ تُكْرَمَ فَلِنْ وَ إِنْ شِئْتَ أَنْ تُهَانَ فَاخْشُنْ وَمَنْ كَرُمَ أَصْلُهُ لَانَ قَلْبُهُ وَ مَنْ خَشُنَ عُنْصُرُهُ غَلُظَ كَبِدُهُ وَمَنْ فَرَّطَ تَوَرَّطَ وَ مَنْ خَافَ الْعَاقِبَةَ تَثَبَّتَ عَنِ التَّوَغُّلِ فِيمَا لَا يَعْلَمُ وَ مَنْ هَجَمَ عَلَى أَمْرٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ جَدَعَ أَنْفَ نَفْسِهِ وَ مَنْ لَمْ يَعْلَمْ لَمْ يَفْهَمْ وَ مَنْ لَمْ يَفْهَمْ لَمْ يَسْلَمْ، وَ مَنْ لَمْ يَسْلَمْ لَمْ يُكْرَمْ ، وَمَنْ لَمْ يُكْرَمْ يُهْضَمْ وَمَنْ يُهْضَمْ كَانَ أَلْوَمَ وَمَنْ كَانَ كَذَلِكَ كَانَ أَحْرَى أَنْ يَنْدَمَ.

۲۹۔ مفضل ابن عمر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ نہیں فلاح پائے گا وہ جسے عقل نہیں اور نہیں اس کو عقل جس کے پاس علم نہیں۔ جو فہم رکھتا ہے وہ شرافت حاصل کرے گا اور جو حلیم ہے وہ فتح پائے گا۔ علم سپر ہے راستی عزت ہے۔ جہل ذلت ہے اور فہم اموال سے سخاوت کرنا باعثِ نجات ہے اور حُسن خلق جالبِ مودت ہے عالم زمانہ پر وسواس شیطانی کا غلبہ نہیں ہوتا اور پختہ کاری یہ ہے کہ لوگوں کی ظاہری حالت سے دھوکہ نہ کھائے کیونکہ اکثر لوگوں کا باطن خراب ہوتا ہے آدمی اور حکمت کے درمیان۔ عالم دانا نعمت ہے اور جاہل شقی ہے ان کے درمیان خدا دوست ہے جس نے اس کی معرفت حاصل کی اور پیروی ظن نہ کی۔ اور دشمن ہے اس کا جس نے اسے رب العالمین نہ سمجھا۔ خردمند بخشنے والا بے ادبی کا ہے اور جاہل فریب دینے والا ہے اگر تو گرامی قدر ہونا چاہتا ہے تو نرمی کر اور اگر چاہتا ہے کہ لوگ تجھے ذلیل سمجھیں تو سختی کر جس کی نسل بزرگ ہوتی ہے اس کا دل نرم ہوتا ہے۔ جس کی ذات بد ہوتی ہے اس کا دل سخت ہوتا ہے جو بولنے میں جلدی کرتا ہے وہ نجات سے دور رہتا ہے جو عافیت اندیش ہے وہ جس چیز کو نہیں جانتا اس سے دور رہنے میں خودداری کرتا ہے اور جو بغیر علم کسی چیز میں دخل دیتا ہے وہ ذلیل ہوتا ہے جو نہیں جانتا کہ امام حق کون ہے)۔ وہ نہیں سمجھتا اور جو نہیں سمجھتا

وہ شبہات سے محفوظ نہیں رہتا اور جو ایسا نہیں وہ عزاز نہیں عند اللہ مکرم ہے اور جو ایسا ہے وہ لوگوں کے درمیان سرزنش کیا ہوا ہے اور جو ایسا ہے وہ ملامت کیا ہوا ہے اور جو ایسا ہے اس کا نتیجہ ندامت ہے۔

۲۰۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، رَفَعَهُ قَالَ : قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام مَنِ اسْتَحْكَمَتْ لِي فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْ خِصَالِ الْخَيْرِ احْتَمَلْتُهُ عَلَيْهَا وَ اغْتَفَرْتُ فَقْدَ مَا سِوَاهَا وَلَا أَغْتَفِرُ فَقْدَ عَقْلٍ وَلَادِينٍ ، لِأَنَّ مُفَارَقَةَ الدِّينِ مُفَارَقَةُ الْأَمْنِ فَلَا يَتَهَنَّأُ بِحَيَاةٍ مَعَ مَخَافَةٍ ، وَ فَقْدُ الْعَقْلِ فَقْدُ الْحَيَاةِ وَلَا يُقَاسُ إِلَّا بِالْأَمْوَاتِ.

۲۰۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا جس میں نیک خصلتوں میں سے ایک خصلت بھی پاؤں گا تو میں اپنے خصیوں میں شمار کروں گا اس ایک خصلت کی وجہ سے اور معاف کر دوں گا اس کے ماسوا کو اور نہیں معاف کروں گا فقدان عقل کو اور فقدان دین کو کیوں کہ دین سے مفارقت خوف ہے اور اس خوف کے ساتھ زندگی خوش گوار نہیں اور عقل کا نہ ہونا زندگی کا نہ ہونا ہے جس کا قیاس مردوں پر کرنا چاہیئے۔

۲۱۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ ، عَنْ مُوسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْمُحَارِبِيِّ ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُوسَى عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِاللهِ ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ عَلِيٍّ ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ : قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام : إِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهِ دَلِيلٌ عَلَى ضَعْفِ عَقْلِهِ.

۲۱۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا، انسان کا اپنے نفس پر مغرور ہونا اس کی عقل کی کمزوری کی دلیل ہے۔

۲۲۔ أَبُو عَبْدِاللهِ الْعَاصِمِيُّ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْجَهْمِ ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا عليه السلام قَالَ : ذُكِرَ عِنْدَهُ أَصْحَابُنَا وَ ذُكِرَ الْعَقْلُ قَالَ : فَقَالَ عليه السلام لَا يُعْبَأُ بِأَهْلِ الدِّينِ مِمَّنْ لَا عَقْلَ لَهُ قُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّ مِمَّنْ يَصِفُ هَذَا الْأَمْرَ قَوْماً لَا بَأْسَ بِهِمْ عِنْدَنَا وَلَيْسَتْ لَهُمْ تِلْكَ الْعُقُولُ فَقَالَ : لَيْسَ هَؤُلَاءِ مِمَّنْ خَاطَبَ اللهُ إِنَّ اللهَ خَلَقَ الْعَقْلَ فَقَالَ لَهُ : أَقْبِلْ فَأَقْبَلَ ، وَ قَالَ لَهُ أَدْبِرْ فَأَدْبَرَ ، فَقَالَ : وَعِزَّتِي وَ جَلَالِي مَا خَلَقْتُ شَيْئاً أَحْسَنَ مِنْكَ أَوْ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْكَ ، بِكَ آخُذُ وَ بِكَ أُعْطِي.

۲۲۔ حسن ابن جہم سے مروی ہے کہ امام رضا علیہ السلام کے سامنے عقل کا ذکر آیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اہل دین کے لئے وہ لوگ ساقط الاعتبار ہیں جن کو عقل نہیں۔ میں نے کہا۔ ہم شیعوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جن میں بظاہر کوئی عیب نظر نہیں آتا، لیکن وہ صاحب عقل نہیں۔ فرمایا تو یہ لوگ ان میں سے نہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا ہے کہ جب اس نے عقل کو پیدا کیا تو اس سے فرمایا۔ آگے آ۔ پس وہ آگے آئی، پھر کہا پیچھے ہٹ، پس وہ پیچھے ہٹی، پھر فرمایا قسم ہے اپنے عزت وجلال کی میں نے تجھ سے بہتر کسی کو پیدا نہیں کیا تو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے میں تیری ہی وجہ سے مواخذہ کروں گا اور تیرے ہی وجہ سے عطا کروں گا۔

۲۳۔ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَحْمَدَبْنِ مُحَمَّدِبْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: لَيْسَ بَيْنَ الْإِيمَانِ وَالْكُفْرِ إِلَّا قِلَّةُ الْعَقْلِ قِيلَ: وَكَيْفَ ذَاكَ يَاابْنَ رَسُولِ اللهِ؟ قَالَ: إِنَّ الْعَبْدَ يَرْفَعُ رَغْبَتَهُ إِلَى مَخْلُوقٍ فَلَوْ أَخْلَصَ نِيَّتَهُ لِلَّهِ لَأَتَاهُ الَّذِي يُرِيدُ فِي أَسْرَعَ مِنْ ذَلِكَ.

۲۳۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کفر ایمان کے درمیان نہیں ہے فرق مگر قلت عقل کا۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیسے یابن رسول اللہ۔ فرمایا۔ کبھی بندہ اپنی حاجت کو دوسرے بندہ کی طرف لے جاتا ہے پس اگر اس امر میں اس کی نیت خالص ہوتی ہے اور اللہ کی طرف اس کی رجوع باقی رہتی ہے تو اللہ جلد اس کی حاجت کو بر لاتا ہے۔

۲۴ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ الدِّهْقَانِ، عَنْ أَحْمَدَبْنِ عُمَرَ الْحَلَبِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عِمْرَانَ، عن أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام يَقُولُ: بِالْعَقْلِ اسْتُخْرِجَ غَوْرُ الْحِكْمَةِ وَ بِالْحِكْمَةِ اسْتُخْرِجَ غَوْرُ الْعَقْلِ وَ بِحُسْنِ السِّيَاسَةِ يَكُونُ الْأَدَبُ الصَّالِحُ قَالَ: وَ كَانَ يَقُولُ: التَّفَكُّرُ حَيَاةُ قَلْبِ الْبَصِيرِ كَمَا يَمْشِي الْمَاشِي فِي الظُّلُمَاتِ بِالنُّورِ بِحُسْنِ التَّخَلُّصِ وَ قِلَّةِ التَّرَبُّصِ.

الف [عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ عَبْدِاللهِ الْبَزَّازِ، عَنْ مُحَمَّدِبْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ حَمَّادٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ إِنَّ أَوَّلَ الْأُمُورِ وَ مَبْدَأَهَا وَ قُوَّتَهَا وَ عِمَارَتَهَا الَّتِي لَا يَنْتَفِعُ بِشَيْءٍ إِلَّا بِهِ الْعَقْلُ الَّذِي جَعَلَهُ اللهُ زِينَةً لِخَلْقِهِ وَ نُوراً لَهُمْ فَبِالْعَقْلِ عَرَفَ الْعِبَادُ خَالِقَهُمْ

وَأَنَّهُمْ مَخْلُوقُونَ وَأَنَّهُ الْمُدَبِّرُ لَهُمْ وَأَنَّهُمُ الْمُدَبَّرُونَ وَأَنَّهُ الْبَاقِي وَهُمُ الْفَانُونَ، وَاسْتَدَلُّوا بِعُقُولِهِمْ عَلَى مَا رَأَوْا مِنْ خَلْقِهِ، مِنْ سَمَائِهِ وَأَرْضِهِ وَشَمْسِهِ وَقَمَرِهِ وَلَيْلِهِ وَنَهَارِهِ، أَنَّ لَهُ وَلَهُمْ خَالِقاً وَمُدَبِّراً لَمْ يَزَلْ وَلَا يَزُولُ وَعَرَفُوا بِهِ الْحَسَنَ مِنَ الْقَبِيحِ وَأَنَّ الظُّلْمَةَ فِي الْجَهْلِ وَأَنَّ النُّورَ فِي الْعِلْمِ فَهَذَا مَا دَلَّهُمْ عَلَيْهِ الْعَقْلُ.

قِيلَ لَهُ: فَهَلْ يَكْتَفِي الْعِبَادُ بِالْعَقْلِ دُونَ غَيْرِهِ؟ قَالَ: إِنَّ الْعَاقِلَ لِدَلَالَةِ عَقْلِهِ الَّذِي جَعَلَهُ اللهُ قِوَامَهُ وَزِينَتَهُ وَهِدَايَتَهُ عَلِمَ أَنَّ اللهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ هُوَ رَبُّهُ وَعَلِمَ أَنَّ لِخَالِقِهِ مَحَبَّةً وَأَنَّ لَهُ كَرَاهَةً وَأَنَّ لَهُ طَاعَةً وَأَنَّ لَهُ مَعْصِيَةً فَلَمْ يَجِدْ عَقْلَهُ يَدُلُّهُ عَلَى ذَلِكَ وَعَلِمَ أَنَّهُ لَا يُوصَلُ إِلَيْهِ إِلَّا بِالْعِلْمِ وَطَلَبِهِ وَأَنَّهُ لَا يَنْتَفِعُ بِعَقْلِهِ إِنْ لَمْ يُصِبْ ذَلِكَ بِعِلْمِهِ فَوَجَبَ عَلَى الْعَاقِلِ طَلَبُ الْعِلْمِ وَالْأَدَبِ الَّذِي لَا قِوَامَ لَهُ إِلَّا بِهِ.

ب۔ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ حُمْرَانَ وَصَفْوَانَ بْنِ مِهْرَانَ الْجَمَّالِ قَالَا: سَمِعْنَا أَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام يَقُولُ: لَا غِنَاءَ أَخْصَبُ مِنَ الْعَقْلِ وَلَا فَقْرَ أَحَطُّ مِنَ الْحُمْقِ وَلَا اسْتِظْهَارَ فِي أَمْرٍ بِأَكْثَرَ مِنَ الْمَشُورَةِ فِيهِ]

وَهَذَا آخِرُ كِتَابِ الْعَقْلِ [وَالْجَهْلِ]

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَحْدَهُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيماً

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ عقل سے حکمت حاصل ہوتی ہے اور حکمت سے عقل اور اچھی نگہبانی سے ادبِ صالح حاصل ہوتا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ تفکر عقل مند کے قلب کی حیات ہے جیسا کہ چلتا ہے چلنے والا تاریکیوں میں نور کے ساتھ خوبی نجات اور کمی درنگ کو لے کر

كِتَابُ فَضْلِ الْعِلْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(بَابُ)

۱۵ فَرْضِ الْعِلْمِ وَ وُجُوبِ طَلَبِهِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ

١۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي الْحُسَيْنِ الْفَارِسِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عليه السلام قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ، أَلَا إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ بُغَاةَ الْعِلْمِ.

کتاب فضل علم

فرضِ علم و وجوب طلبِ علم و ترغیبِ علم

باب دوم (۲)

۱۔ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ علم کا طلب کرنا واجب ہے ہر مسلمان پر۔

٢۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عِيسَى ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْعُمَرِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عليه السلام قَالَ: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ.

۲۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ علم کا طلب کرنا فرض ہے۔

٣۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَىٰ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ قَالَ: سُئِلَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام: هَلْ يَسَعُ النَّاسَ تَرْكُ الْمَسْأَلَةِ عَمَّا يَحْتَاجُونَ إِلَيْهِ؟ فَقَالَ: لَا.

(۳) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کیا یہ درست ہے کہ انسان کو جس چیز کے معلوم کرنے کی ضرورت ہو اس کے متعلق سوال ترک کر دے۔ فرمایا نہیں۔

٤۔ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَغَيْرُهُ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ ؛ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى جَمِيعاً عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ السَّبِيعِيِّ عَمَّنْ حَدَّثَهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام يَقُولُ: أَيُّهَا النَّاسُ اعْلَمُوا أَنَّ كَمَالَ الدِّينِ طَلَبُ الْعِلْمِ وَالْعَمَلُ بِهِ، أَلَا وَإِنَّ طَلَبَ الْعِلْمِ أَوْجَبُ عَلَيْكُمْ مِنْ طَلَبِ الْمَالِ، إِنَّ الْمَالَ مَقْسُومٌ مَضْمُونٌ لَكُمْ قَدْ قَسَمَهُ عَادِلٌ بَيْنَكُمْ وَضَمِنَهُ وَسَيَفِي لَكُمْ وَالْعِلْمُ مَخْزُونٌ عِنْدَ أَهْلِهِ وَقَدْ أُمِرْتُمْ بِطَلَبِهِ مِنْ أَهْلِهِ فَاطْلُبُوهُ.

۴۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ لوگو سمجھ لو کہ کمال دین، طلب علم اور اس پر عمل کرنے میں ہے آگاہ ہو کہ علم کا طلب کرنا تمہارے لئے مال کے طلب کرنے سے زیادہ واجب ہے کیونکہ مال تمہارے لئے تقسیم شدہ ہے اور خدا اس کا ضامن ہے یعنی رزق کا وہ تم تک ضرور پہنچے گا اور علم محفوظ ہے اس کے اہل کے پاس اور اس کی طلب کا تم کو حکم دیا گیا ہے پس جو اس کے اہل ہیں (آئمہ طاہرین)۔ ان سے طلب کرو۔

٥۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْبَرْقِيِّ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِنَا رَفَعَهُ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وآله: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ.

وَفِي حَدِيثٍ آخَرَ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وآله: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، أَلَا وَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ بُغَاةَ الْعِلْمِ.

۵۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ علم کا طلب کرنا فرض ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے آگاہ ہو کہ اللہ طالبان علم کو دوست رکھتا ہے۔

٦۔ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ عَلِيِّ بْنِ

أبي حمزة قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: تفقهوا في الدين فإنه من لم يتفقه منكم في الدين فهو أعرابي إن الله يقول [في كتابه]: وليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم إذا رجعوا إليهم لعلهم يحذرون.

۶۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ دینی مسائل کو یاد کرو جو تم میں ایسا نہ کرے گا تو وہ بدو عرب کی مانند ہوگا۔ خدا قرآن میں کہتا ہے علم دین لوگ حاصل کریں اور ڈرائیں اپنی قوم کو جب وہ ان کی طرف رجوع کریں تاکہ وہ عذر کریں۔

۷ ۔ الحسين بن محمد، عن جعفر بن محمد، عن القاسم بن الربيع، عن مفضل بن عمر قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: عليكم بالتفقه في دين الله ولا تكونوا أعرابا فإنه من لم يتفقه في دين الله لم ينظر الله إليه يوم القيامة ولم يزك له عملا.

۷۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ تمہارے لئے علم دین حاصل کرنا لازم ہے اور تم بدو عرب نہ بنو کیونکہ وہ علم دین حاصل نہیں کرتے تم اِن میں سے نہ بنو جن پر اللہ روز قیامت نظر رحمت نہ کرے گا اور اس کے لئے کوئی عمل پاکیزہ نہ جانے گا۔

۸ ۔ محمد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان، عن ابن أبي عمير، عن جميل بن دراج عن أبان بن تغلب، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لوددت أن أصحابي ضربت رؤوسهم بالسياط حتى يتفقهوا.

۸۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا میں دوست رکھتا ہوں اس بات کو کہ میرے اصحاب کے سروں پر کوڑے مارے جائیں تاکہ وہ علم دین حاصل کریں۔

۹ ۔ علي بن محمد، عن سهل بن زياد، عن محمد بن عيسى، عمن رواه، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: قال له رجل: جعلت فداك رجل عرف هذا الأمر، لزم بيته ولم يتعرف إلى أحد من إخوانه؟ قال: فقال: كيف يتفقه هذا في دينه؟

۹۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کسی نے کہا کہ ایک شخص ہے جس نے آپ کی امامت کو پہچان لیا ہے اور خانہ نشین ہو گیا ہے اپنے بھائیوں میں سے کسی سے نہیں ملتا۔ فرمایا اس کو علم کیسے حاصل ہوگا۔ درآنحالیکہ معلومات کا دروازہ اس نے اپنے اوپر بند کر لیا۔

باب سوئم (۳)
صفتِ علم وفضیلت علم وعلماء

صِفَةِ الْعِلْمِ وَفَضْلِهِ وَفَضْلِ الْعُلَمَاءِ

۱ ـ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ الدِّهْقَانِ، عَنْ دُرُسْتَ الْوَاسِطِيِّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِالْحَمِيدِ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ مُوسَى عليه السلام قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله الْمَسْجِدَ فَإِذَا جَمَاعَةٌ قَدْ أَطَافُوا بِرَجُلٍ فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ فَقِيلَ: عَلَّامَةٌ فَقَالَ: وَمَا الْعَلَّامَةُ؟ فَقَالُوا لَهُ: أَعْلَمُ النَّاسِ بِأَنْسَابِ الْعَرَبِ وَوَقَائِعِهَا وَأَيَّامِ الْجَاهِلِيَّةِ وَالْأَشْعَارِ وَالْعَرَبِيَّةِ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله: ذَاكَ عِلْمٌ لَا يَضُرُّ مَنْ جَهِلَهُ وَلَا يَنْفَعُ مَنْ عَلِمَهُ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله: إِنَّمَا الْعِلْمُ ثَلَاثَةٌ آيَةٌ مُحْكَمَةٌ أَوْ فَرِيضَةٌ عَادِلَةٌ أَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ وَمَا خَلَاهُنَّ فَهُوَ فَضْلٌ.

۱۔ امام موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ مسجد میں تھے تو لوگوں کو ایک شخص کے گرد جمع پایا۔ فرمایا۔ یہ کیا ہے لوگوں نے کہا ہے یہ علامہ ہے فرمایا کیسا علامہ، انھوں نے کہا۔ یہ انساب عرب کا سب سے بہتر جاننے والا ہے اور ان کے وقائع کا عالم ہے اور ایام جاہلیت کے اشعار عربیہ سے واقف ہے حضرت نے فرمایا یہ ایسا علم ہے کہ جس کے نہ جاننے سے کوئی نقصان نہیں اور جاننے سے کوئی فائدہ نہیں۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علم تین ہیں آیات محکمات کے متعلق، فریضہ

عادلہ کے متعلق اور سنت قائمہ کے متعلق اور جو اس کے علاوہ ہے وہ فضل الٰہی ہے۔

۲۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَ ذَاكَ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِرْهَماً وَ لَا دِينَاراً وَ إِنَّمَا أَوْرَثُوا أَحَادِيثَ مِنْ أَحَادِيثِهِمْ فَمَنْ أَخَذَ بِشَيْءٍ مِنْهَا فَقَدْ أَخَذَ حَظّاً وَافِراً، فَانْظُرُوا عِلْمَكُمْ هَذَا عَمَّنْ تَأْخُذُونَهُ؟ فَإِنَّ فِينَا أَهْلَ الْبَيْتِ فِي كُلِّ خَلَفٍ عُدُولاً يَنْفُونَ عَنْهُ تَحْرِيفَ الْغَالِينَ وَ انْتِحَالَ الْمُبْطِلِينَ وَ تَأْوِيلَ الْجَاهِلِينَ.

۲۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ علماء وارث انبیاء ہیں اور انبیاء نہیں مالک ہوتے درہم و دینار کے بلکہ وہ تو وارث ہوتے ہیں ان کی احادیث کے پس جس نے ان احادیث سے کچھ لے لیا۔ اس نے کافی نصیب پالیا۔ پس تم اس پر نظر رکھو کہ تم اس علم کو کس سے لیتے ہو۔ یہ علم ہم اہلبیت کا ہے کیونکہ جو علم پیغمبر نے امت کے لئے چھوڑا ہے اس کے وارث ہم اہلبیت رسول ہیں جو عادل ہیں جو رد کرتے ہیں غالین کی تحریف اور اہل باطل کے تغیرات اور جاہلوں کی تاویلوں کو۔

۳۔ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْوَشَّاءِ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدٍ خَيْراً فَقَّهَهُ فِي الدِّينِ.

۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جب خدا کسی بندہ سے نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے علم دین عطا کرتا ہے

۴۔ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: قَالَ: الْكَمَالُ كُلُّ الْكَمَالِ التَّفَقُّهُ فِي الدِّينِ وَ الصَّبْرُ عَلَى النَّائِبَةِ وَ تَقْدِيرُ الْمَعِيشَةِ.

۴۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کمال نام ہے علم دین حاصل کرنے، مصیبت پر صبر کرنے اور خرچ میں میانہ روی اختیار کرنے کا۔

۵ ۔ محمد بن یحییٰ ، عن احمد بن محمد بن عیسیٰ ، عن محمد بن سنان ، عن اسماعیل بن جابر عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال: العلماء امناء ، والاتقیاء حصون والاوصیاء سادة .
وفی روایة اخریٰ: العلماء منار والاتقیاء حصون والاوصیاء سادة .

۵۔ فرمایا امام جعفر صادقؑ نے علماء اسرار الٰہیہ کے امانتدار ہیں اور اتقیاء مستحکم قلعے ہیں کہ دشمنوں کے حملوں سے بچاتے ہیں اور اوصیاء سردار اُمت ہیں۔ دوسری روایت میں ہے علماء مینار ہدایت ہیں اتقیاء قلعہ ہیں اور اوصیاء سردار ہیں۔

۶۔ احمد بن ادریس ، عن محمد بن حسان ، عن ادریس بن الحسن ، عن ابی اسحاق الکندی ، عن بشیر الدهان قال : قال ابو عبداللہ علیہ السلام . لاخیر فیمن لایتفقه من اصحابنا ، یا بشیر انّ الرجل منهم اذا لم یستغن بفقهه احتاج الیهم فاذا احتاج الیهم ادخلوه فی باب ضلالتهم و هو لایعلم .

۶۔ بشیر الدہان سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہمارے اصحاب میں بہتری نہیں ہے اس کے لئے جو علم دین حاصل نہیں کرتا ۔ اے بشیر جو شخص علم دین حاصل نہیں کرتا وہ دوسروں کی طرف محتاج ہوتا ہے اور جب محتاج ہوتا ہے تو وہ اس کو گمراہی کے دروازے میں داخل کر دیتے ہیں اور پھر وہ کچھ نہیں جانتا ۔

۷۔ علی بن محمد ، عن سهل بن زیاد ، عن النوفلی ، عن السکونی ، عن ابی عبداللہ علیہ السلام عن آبائه علیهم السلام قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله : لاخیر فی العیش الّا لرجلین عالم مطاع ، او مستمع واع .

۷۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔عیش میں بہتری نہیں ہے مگر دو شخصوں کے لئے ایک وہ جو سنتا ہے اور عمل کرتا ہے دوسرے وہ جو سنتا ہے اور اپنے دل میں محفوظ رکھتا ہے۔

۸۔ علی بن ابراهیم ، عن ابیه ، عن ابن ابی عمیر ؛ ومحمد بن یحییٰ ، عن احمد بن محمد ، عن ابن ابی عمیر ، عن سیف بن عمیرة ، عن ابی حمزة ، عن ابی جعفر علیه السلام قال : عالم ینتفع بعلمه

أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِينَ أَلْفَ عَابِدٍ

۸۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ جو عالم اپنے علم سے فائدہ حاصل کرتا ہے وہ ستر ہزار عابدوں سے بہتر ہے۔

۹۔ اَلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَحْمَدَبْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعْدَانَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام: رَجُلٌ رَاوِيَةٌ لِحَدِيثِكُمْ يَبُثُّ ذٰلِكَ فِي النَّاسِ وَ يُشَدِّدُهُ فِي قُلُوبِهِمْ قُلُوبِ شِيعَتِكُمْ وَ لَعَلَّ عَابِداً مِنْ شِيعَتِكُمْ لَيْسَتْ لَهُ هٰذِهِ الرِّوَايَةُ أَيُّهُمَا أَفْضَلُ؛ قَالَ: الرَّاوِيَةُ لِحَدِيثِنَا يُشَدِّدُ بِهِ قُلُوبَ شِيعَتِنَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ.

۹۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ ایک شخص آپ کی احادیث کی روایت کرتا ہے اور اس کو لوگوں میں مشہور کرتا ہے اور لوگوں کے اور آپ کے شیعوں کے قلوب کی اصلاح کرتا ہے۔ دوسرا شخص عابد ہے۔ مگر وہ روایت نہیں کرتا آپ کی احادیث کو۔ ان میں کون افضل ہے۔

فرمایا ہماری احادیث کا روایت کرنے والا۔ اور ہمارے شیعوں کے قلوب کی اصلاح کرنے والا ہزار عابدوں سے بہتر ہے۔

٥(بَابُ أَصْنَافِ النَّاسِ)٥

۱۔ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ؛ عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ؛ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَبْنِ مُحَمَّدِبْنِ عِيسَى جَمِيعاً، عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ أَبِي أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ السَّبِيعِيِّ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ مِمَّنْ يُوثَقُ بِهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام يَقُولُ: إِنَّ النَّاسَ آلُوا بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله إِلَى ثَلَاثَةٍ: آلُوا إِلَى عَالِمٍ عَلَى هُدًى مِنَ اللهِ قَدْ أَغْنَاهُ اللهُ بِمَا عَلِمَ عَنْ عِلْمِ غَيْرِهِ وَ جَاهِلٍ مُدَّعٍ لِلْعِلْمِ لَاعِلْمَ لَهُ مُعْجَبٍ بِمَا عِنْدَهُ وَ قَدْ فَتَنَتْهُ الدُّنْيَا وَ فَتَنَ غَيْرَهُ وَ مُتَعَلِّمٍ مِنْ عَالِمٍ عَلَى سَبِيلِ هُدًى مِنَ اللهِ وَ نَجَاةٍ ثُمَّ هَلَكَ مَنِ ادَّعَى وَ خَابَ مَنِ افْتَرَى.

باب چہارم (۴)

بیان اصناف مردم

۱۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ لوگوں نے بعد رسول اللہ تین قسم کے لوگوں کو اپنا والی بنایا۔ ایک وہ عالم جو اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہے اور اللہ نے اس کو علم غیر سے بے پروا کر دیا ہے دوسرے جاہل مدعی علم جس کے پاس علم نہیں۔ مگر جو کچھ اس کے پاس ہے اس پر مغرور ہے۔ دنیا نے اسے دھوکا دیا ہے اور اس نے لوگوں کو، تیسرے وہ ہے جو ایسے عالم سے علم حاصل کرتا ہے جو اللہ کی طرف سے ہدایت پر ہے وہ صاحب نجات ہے پس جس نے جھوٹا دعوئے علم کیا وہ ہلاک ہو گیا جس نے افترا پردازی کی وہ نقصان میں رہا۔

٢ـ اَلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الأَشْعَرِيُّ ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْوَشَّاءِ ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَائِذٍ ، عَنْ أَبِي خَدِيجَةَ سَالِمِ بْنِ مُكْرَمٍ ، عَن أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ : النَّاسُ ثَلَاثَةٌ : عَالِمٌ وَ مُتَعَلِّمٌ وَ غُثَاءٌ.

۲۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ آدمی تین قسم کے ہیں۔ عالم، متعلم اور ہرزہ کار (جو حق و باطل کو نہیں جانتے)

٣ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ رَزِينٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ الثُّمَالِيِّ قَالَ : قَالَ لِي أَبُو عَبْدِاللهِ عليه السلام : اُغْدُ عَالِماً أَوْ مُتَعَلِّماً أَوْ أَحِبَّ أَهْلَ الْعِلْمِ وَلَا تَكُنْ رَابِعاً فَتَهْلِكَ بِبُغْضِهِمْ.

۳۔ ابوحمزہ ثمالی سے مروی ہے کہ حضرت ابوعبداللہ نے فرمایا کہ ہر صبح کو تین میں سے ایک بنو یا عالم یا متعلم یا اہل علم کے دوست، چوتھا مت بنو ورنہ تم ان کی عداوت میں ہلاک ہو جاؤ گے۔

٤۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ، عَنْ جَمِيلٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: يَغْدُو النَّاسُ عَلَى ثَلَاثَةِ أَصْنَافٍ عَالِمٍ وَ مُتَعَلِّمٍ وَ غُثَاءٍ، فَنَحْنُ الْعُلَمَاءُ وَ شِيعَتُنَا الْمُتَعَلِّمُونَ، وَسَائِرُ النَّاسِ غُثَاءٌ.

۴۔ جمیل سے مروی ہے کہ میں ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا کہ لوگ تین قسم کے ہوتے ہیں:۔ عالم، متعلم اور بیہودہ کار۔ پس ہم عالم ہیں ہمارے شیعہ متعلم اور لوگ بیہودہ کار۔

بَابُ ثَوَابِ الْعَالِمِ وَالْمُتَعَلِّمِ

١۔ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ جَمِيعاً، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَشْعَرِيِّ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَيْمُونٍ الْقَدَّاحِ؛ وَعَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى، عَنِ الْقَدَّاحِ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: مَنْ سَلَكَ طَرِيقاً يَطْلُبُ فِيهِ عِلْماً سَلَكَ اللهُ بِهِ طَرِيقاً إِلَى الْجَنَّةِ وَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضاً بِهِ وَ إِنَّهُ يَسْتَغْفِرُ لِطَالِبِ الْعِلْمِ مَنْ فِي السَّمَاءِ وَ مَنْ فِي الْأَرْضِ حَتَّى الْحُوتِ فِي الْبَحْرِ، وَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ النُّجُومِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَ إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَاراً وَلَا دِرْهَماً وَلَكِنْ وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَ مِنْهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ.

باب پنجم (۵)

ثواب عالم و متعلم

۱۔ حضرت رسول خدا نے فرمایا۔ جو شخص طلب علم کے لئے راستہ طے کرتا ہے اللہ اس کو جنت کی طرف لے جاتا ہے اور ملائکہ اپنے پروں کو طالب علم کے لئے بچھاتے ہیں کیونکہ وہ اس سے خوش ہوتے ہیں اور آسمان اور زمین کے رہنے والے حتیٰ کہ دریا

کی مچھلیاں طالب علم کے لئے استغفار کرتی ہیں۔
اور فرمایا کہ عالم دین کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چاند کی فضیلت ستاروں پر اور چاندنی رات ہے۔ اور علماء وارث انبیاء ہیں اور انبیاء نہیں چھوڑتے اپنی امت کے لئے درہم و دینار، بلکہ چھوڑتے ہیں علم دین کو۔ پس جس نے اس کو حاصل کیا، اس نے بڑا نصیبہ پایا۔

توضیح: اس سے مراد یہ ہے کہ وہ نظام سرمایہ داری قائم کرنے دنیا میں نہیں آتے۔ بلکہ علم دین کی تعلیم کے لئے دنیا میں آتے ہیں جو مال خدا نے ان کے اور ان کی اولاد کے بسر اوقات کے لئے مخصوص کیا ہوتا ہے وہ انبیاء کے بعد ان کی اولاد کو ورثہ میں پہنچتا ہے تاکہ وہ ذلت کی زندگی بسر نہ کریں اور دوسروں کے محتاج بن کر اپنی خودداری اور اپنے روحانی اقتدار کو نہ کھو بیٹھیں ہمارے رسولؐ نے جو ترکہ چھوڑا وہ اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے تھا اگر حدیث لانورث و لانورّث کو صحیح تسلیم کیا جائے تو رسولؐ نے اپنے باپ کے ترکہ سے ان کی کنیز ام ایمن کو کیسے ورثہ میں پایا اور رسولؐ کے ورثہ میں ازواج نے مکانات کیسے حاصل کئے۔

٢۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ جَمِيلِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: إِنَّ الَّذِي يُعَلِّمُ الْعِلْمَ مِنْكُمْ لَهُ أَجْرٌ مِثْلُ أَجْرِ الْمُتَعَلِّمِ وَلَهُ الْفَضْلُ عَلَيْهِ، فَتَعَلَّمُوا الْعِلْمَ مِنْ حَمَلَةِ الْعِلْمِ وَعَلِّمُوهُ إِخْوَانَكُمْ كَمَا عَلَّمَكُمُوهُ الْعُلَمَاءُ.

٢۔ **ترجمہ:** امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا بے شک وہ جو تعلیم دیتے ہیں علم کی تم میں سے ان کا اجر ویسا ہی ہے جیسا طالب علم کا ہے اور اس کے لئے فضل خداوندی ہے پس جنھوں نے علم حاصل کیا صاحبان علم سے اور اپنے بھائیوں کو تعلیم دی جیسا کہ تم کو علماء نے تعلیم دی ہے۔

٣۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْبَرْقِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَاعَبْدِاللهِ عليه السلام يَقُولُ: مَنْ عَلَّمَ خَيْراً فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهِ، قُلْتُ: فَإِنْ عَلَّمَهُ غَيْرَهُ يَجْرِي ذَلِكَ لَهُ؟ قَالَ: إِنْ عَلَّمَهُ النَّاسَ كُلَّهُمْ جَرَى لَهُ، قُلْتُ: فَإِنْ مَاتَ، قَالَ: وَإِنْ مَاتَ.

۳۔ فرمایا امام جعفرِ صادق علیہ السلام نے جس نے کسی کو علم دین دیا۔ اس کو عمل کرنے والے کا سا اجر ملے گا۔ میں نے کہا اگر وہ اپنے غیر کو سکھلائے تو فرمایا اگر وہ تمام لوگوں کو سکھاتا رہیگا تو بھی یہی صورت رہیگی ہر ایک کا ثواب اس کو ملے گا۔ میں نے کہا اگر مردِ اول مر جائے اور دوسرا اسکی تعلیم لوگوں کو یاد دلائے تو بھی ثواب ملے گا۔ فرمایا تو بھی ثواب ملے گا۔

۴۔ وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ رَزِينٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: مَنْ عَلَّمَ بَابَ هُدًى فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهِ وَلَا يَنْقُصُ أُولٰئِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئاً وَمَنْ عَلَّمَ بَابَ ضَلَالٍ كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ أَوْزَارِ مَنْ عَمِلَ بِهِ وَلَا يَنْقُصُ أُولٰئِكَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئاً.

۴۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا جو امر دین میں سے کسی ایک چیز کی تعلیم کرے اس کا وہی اجر ہوگا جو کام کرنے والے کا ہوتا ہے اس کے اجر سے کوئی شے کم نہ ہوگی اور جو گمراہی کی کوئی بات تعلیم دے گا تو اس کا وہی گناہ ہوگا۔ جو کام کرنے والے کا ہوتا ہے کوئی شے کم نہ ہوگی

۵۔ اَلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ رَفَعَهُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي طَلَبِ الْعِلْمِ لَطَلَبُوهُ وَلَوْ بِسَفْكِ الْمُهَجِ وَ خَوْضِ اللُّجَجِ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَىٰ أَوْحَىٰ إِلَىٰ دَانِيَالَ أَنَّ أَمْقَتَ عَبِيدِي إِلَيَّ الْجَاهِلُ الْمُسْتَخِفُّ بِحَقِّ أَهْلِ الْعِلْمِ التَّارِكُ لِلْاِقْتِدَاءِ بِهِمْ وَ أَنَّ أَحَبَّ عَبِيدِي إِلَيَّ التَّقِيُّ الطَّالِبُ لِلثَّوَابِ الْجَزِيلِ اللَّازِمُ لِلْعُلَمَاءِ التَّابِعُ لِلْحُلَمَاءِ، الْقَابِلُ عَنِ الْحُكَمَاءِ.

۵۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے کہ اگر لوگ جانتے کہ طلب علم دین میں کیا فائدہ ہے تو البتہ طلب کرتے اس کو جان کے زوال کی صورت میں مصائب کے گردابوں میں غوطہ لگانے کی صورت میں خدا نے دانیال پیغمبر کو وحی کی کہ میرا سب سے زیادہ دشمن وہ جاہل ہے جو اہل علم کے حق کو چھپاتا ہے اور ان کی پیروی کو ترک کرتا ہے اور میرا سب سے زیادہ محبوب بندہ ثواب عظیم کا طالب ہے وہ علماء کے ساتھ رہتا ہے حکماء کا تابع ہے اور حکماء کی باتوں کا قبول کرنے والا ہے۔

٦۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ الْمِنْقَرِيِّ، عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ: قَالَ لِي أَبُوعَبْدِاللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَ عَمِلَ بِهِ وَ عَلَّمَ لِلّٰهِ دُعِيَ فِي مَلَكُوتِ السَّمَاوَاتِ عَظِيماً فَقِيلَ: تَعَلَّمَ لِلّٰهِ وَ عَمِلَ لِلّٰهِ وَعَلَّمَ لِلّٰهِ.

٦۔ فرمایا حضرت ابوعبداللہ نے جس نے علم دین کو سیکھا اس پر عمل کیا اور فی سبیل اللہ تعلیم دی تو ملکوت سموات میں وہ بڑی عزت کے ساتھ پکارا گیا اور اس کے لئے کہا گیا کہ اس نے خوشنودی خدا کے لئے عمل کیا اور خوشنودی خدا کے لئے دوسروں کو سکھایا۔

باب ششم (٦)

صفت علماء

(بَابُ صِفَةِ الْعُلَمَاءِ)

١۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْعَطَّارُ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَاعَبْدِاللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَ تَزَيَّنُوا مَعَهُ بِالْحِلْمِ وَالْوَقَارِ وَ تَوَاضَعُوا لِمَنْ تُعَلِّمُونَهُ الْعِلْمَ وَ تَوَاضَعُوا لِمَنْ طَلَبْتُمْ مِنْهُ الْعِلْمَ، وَلَا تَكُونُوا عُلَمَاءَ جَبَّارِينَ فَيَذْهَبَ بَاطِلُكُمْ بِحَقِّكُمْ.

(١) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ علم دین کو حاصل کرو اور حلم و وقار سے اس کو زینت دو اور فروتنی کرو ان کے سامنے جن سے علم طلب کرتے ہو اور جبر پسند عالم نہ بنو ورنہ تمہاری باطل پرستی حق سے تم کو ہٹا دے گی۔

٢۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُغِيرَةِ النَّصْرِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام فِي قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: «إِنَّمَا يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ» قَالَ: يَعْنِي بِالْعُلَمَاءِ مَنْ صَدَّقَ فِعْلُهُ قَوْلَهُ، وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْ فِعْلُهُ قَوْلَهُ فَلَيْسَ بِعَالِمٍ.

٢۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ آیۂ انما یخشی اللہ الخ کے متعلق کہ مراد وہ علماء ہیں کہ جن کا فعل ان کے قول کے مطابق ہو۔ اور جن کا فعل مطابق قول نہ ہو۔ وہ عالم نہیں۔

٣۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْبَرْقِيِّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْقَمَّاطِ، عَنِ الْحَلَبِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالْفَقِيهِ حَقِّ الْفَقِيهِ: مَنْ لَمْ يُقَنِّطِ النَّاسَ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ وَلَمْ يُؤْمِنْهُمْ مِنْ عَذَابِ اللهِ، وَلَمْ يُرَخِّصْ لَهُمْ فِي مَعَاصِي اللهِ، وَلَمْ يَتْرُكِ الْقُرْآنَ رَغْبَةً عَنْهُ إِلَى غَيْرِهِ، أَلَا لَا خَيْرَ فِي عِلْمٍ لَيْسَ فِيهِ تَفَهُّمٌ، أَلَا لَا خَيْرَ فِي قِرَاءَةٍ لَيْسَ فِيهَا تَدَبُّرٌ، أَلَا لَا خَيْرَ فِي عِبَادَةٍ لَيْسَ فِيهَا تَفَكُّرٌ.

٣۔ فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے آگاہ ہو کہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ سچا عالم دین کون ہے وہ ہے جو مایوس نہ کرے لوگوں کو اللہ کی رحمت سے، اور نہ بے خوف بنائے ان کو عذاب خدا سے اور نہ اجازت دے ان کو خدا کی نافرمانی کی۔ اور قرآن کی تلاوت ترک نہ کرے دوسری کتابوں کی طرف رغبت سے۔ آگاہ ہو نہیں ہے نیکی اس علم میں جس میں دانشمندی نہ ہو اور نہیں ہے بہتری اس قرآن میں جس میں تدبر نہ ہو اور نہیں ہے بہتری اس عبادت میں جس میں تفکر نہ ہو۔

وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى: أَلَا لَا خَيْرَ فِي عِلْمٍ لَيْسَ فِيهِ تَفَهُّمٌ، أَلَا لَا خَيْرَ فِي قِرَاءَةٍ لَيْسَ فِيهَا تَدَبُّرٌ، أَلَا لَا خَيْرَ فِي عِبَادَةٍ لَا فِقْهَ فِيهَا، أَلَا لَا خَيْرَ فِي نُسُكٍ لَا وَرَعَ فِيهِ.

ایک دوسری روایت میں ہے نہیں ہے بہتری اس علم میں جس میں فہم نہ ہو۔ نہیں ہے بہتری اس قرأت میں جس میں تدبر نہ ہو۔ نہیں ہے بہتری اس عبادت میں جو علم دین کی واقفیت کے بغیر ہو اور نہیں ہے بہتری اس عبادت میں جس میں پرہیزگاری نہ ہو۔

٤۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ النَّيْسَابُورِيِّ جَمِيعاً، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا عليه السلام قَالَ: إِنَّ مِنْ عَلَامَاتِ الْفِقْهِ الْحِلْمَ وَالصَّمْتَ.

۴۔ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ علم دین کی علامت یہ ہے کہ عالم دین صاحب حلم و خموشی ہے۔

٥۔ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْبَرْقِيِّ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ رَفَعَهُ قَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام: لَا يَكُونُ السَّفَهُ وَالْغِرَّةُ فِي قَلْبِ الْعَالِمِ

۵۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا سفہ اور غرہ قلب عالم میں نہیں ہوتے یعنی شیطانی فریب میں عالم نہیں آتا۔

٦۔ وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، رَفَعَهُ قَالَ: قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عليه السلام: يَا مَعْشَرَ الْحَوَارِيِّينَ لِي إِلَيْكُمْ حَاجَةٌ اقْضُوهَا لِي، قَالُوا: قُضِيَتْ حَاجَتُكَ يَا رُوحَ اللَّهِ، فَقَامَ فَغَسَلَ أَقْدَامَهُمْ فَقَالُوا: كُنَّا نَحْنُ أَحَقَّ بِهَذَا يَا رُوحَ اللَّهِ! فَقَالَ: إِنَّ أَحَقَّ النَّاسِ بِالْخِدْمَةِ الْعَالِمُ، إِنَّمَا تَوَاضَعْتُ هَكَذَا لِكَيْمَا تَتَوَاضَعُوا بَعْدِي فِي النَّاسِ كَتَوَاضُعِي لَكُمْ، ثُمَّ قَالَ عِيسَى عليه السلام: بِالتَّوَاضُعِ تُعْمَرُ الْحِكْمَةُ لَا بِالتَّكَبُّرِ وَكَذَلِكَ فِي السَّهْلِ يَنْبُتُ الزَّرْعُ لَا فِي الْجَبَلِ.

۶۔ حضرت عیسیٰ نے اپنے حواریوں سے فرمایا میری ایک حاجت ہے اسے پورا کرو۔ انھوں نے کہا۔ اے روح اللہ ہم ضرور پورا کریں گے پس حضرت اٹھے اور ان کے پیر دھونے لگے انھوں نے کہا۔ اے روح اللہ یہ کام تو ہمارے لئے زیادہ زیبا تھا ہم اس خدمت کے زیادہ حقدار تھے فرمایا۔ میں نے ازراہ تواضع کیا ہے تاکہ میرے بعد تم بھی اسی طرح فروتنی اختیار کرو۔ فرمایا تواضع سے حکمت حاصل ہوتی ہے۔ نہ کہ تکبر سے اسی طرح زمین ہموار میں نباتات اُگتی ہے نہ کہ پہاڑ پر۔

٧ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَعْبَدٍ، عَمَّنْ ذَكَرَهُ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَالَ: كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام يقول: يَا طَالِبَ الْعِلْمِ إِنَّ لِلْعَالِمِ ثَلَاثَ عَلَامَاتٍ: الْعِلْمَ وَالْحِلْمَ وَالصَّمْتَ، وَلِلْمُتَكَلِّفِ ثَلَاثَ عَلَامَاتٍ: يُنَازِعُ مَنْ فَوْقَهُ بِالْمَعْصِيَةِ، وَيَظْلِمُ مَنْ دُونَهُ بِالْغَلَبَةِ وَيُظَاهِرُ الظَّلَمَةَ.

٧۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ عالم دین کی تین علامتیں ہیں، علم، حلم اور خاموشی اور بہ تکلف عالم بننے والے کی تین علامتیں ہیں۔ معصیت میں اپنے مافوق کے ساتھ جھگڑا کرتا ہے اپنے سے کم پر غلبہ چاہتا ہے اور ظالموں کی مدد کرتا ہے۔

(بَابُ حَقِّ الْعَالِمِ)

١ - عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ جَعْفَرٍ الْجَعْفَرِيِّ، عَمَّنْ ذَكَرَهُ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَالَ: كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام يَقُولُ: إِنَّ مِنْ حَقِّ الْعَالِمِ أَنْ لَا تُكْثِرَ عَلَيْهِ السُّؤَالَ وَلَا تَأْخُذَ بِثَوْبِهِ وَإِذَا دَخَلْتَ عَلَيْهِ وَعِنْدَهُ قَوْمٌ فَسَلِّمْ عَلَيْهِمْ جَمِيعاً وَخُصَّهُ بِالتَّحِيَّةِ دُونَهُمْ وَاجْلِسْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا تَجْلِسْ خَلْفَهُ وَلَا تَغْمِزْ بِعَيْنِكَ وَلَا تُشِرْ بِيَدِكَ وَلَا تُكْثِرْ مِنَ الْقَوْلِ: قَالَ فُلَانٌ وَقَالَ فُلَانٌ، خِلَافاً لِقَوْلِهِ وَلَا تَضْجَرْ بِطُولِ صُحْبَتِهِ فَإِنَّمَا مَثَلُ الْعَالِمِ مَثَلُ النَّخْلَةِ تَنْتَظِرُهَا حَتَّى يَسْقُطَ عَلَيْكَ مِنْهَا شَيْءٌ وَالْعَالِمُ أَعْظَمُ أَجْراً مِنَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْغَازِي فِي سَبِيلِ اللهِ.

باب ہفتم (٧)

عالم کا حق

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ عالم کا حق یہ ہے کہ اس سے بہت زیادہ سوال نہ کرو اور اس کا دامن نہ پکڑو۔ اگر وہ مجلس سے اٹھنا چاہے اور جب اس کے پاس جاؤ اور کچھ لوگ اس کے پاس بیٹھے ہوں تو سب کو سلام کرو اور خصوصیت سے

اس کو سلام کرو۔ اس کے سامنے بیٹھو پیچھے نہ بیٹھو اور اپنی آنکھ سے اشارہ نہ کرو اور ہاتھ سے بھی اشارہ نہ کرو اور زیادہ نہ بولو۔ کہ فلاں فلاں نے آپ کے قول کے خلاف یہ کہا ہے اور طول صحبت سے اس کو پریشان نہ کرو۔ عالم کی مثال درخت کی سی ہے کہ تم انتظار کرتے رہو کہ اس سے کوئی شے تمہارے اوپر گرے۔ عالم کا اجر روزہ دار، نماز گذار اور فی سبیل اللہ غازی سے زیادہ ہے۔

(بَابُ فَقْدِ الْعُلَمَاءِ)

١۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا ، عَنْ أَحْمَدَبْنِ مُحَمَّدِبْنِ خَالِدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْخَزَّازِ ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ : مَا مِنْ أَحَدٍ يَمُوتُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَحَبَّ إِلَى إِبْلِيسَ مِنْ مَوْتِ فَقِيهٍ .

بابِ ہشتم (۸)
موت علماء

فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ ابلیس کے لئے عالم دین کی موت ہر مومن کی موت سے زیادہ محبوب ہے

٢۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ : إِذَا مَاتَ الْمُؤْمِنُ الْفَقِيهُ ثُلِمَ فِي الْإِسْلَامِ ثُلْمَةٌ لَا يَسُدُّهَا شَيْءٌ .

۲۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے جب کوئی مومن عالم دین مرجاتا ہے تو اسلام میں ایسا رخنہ پڑتا ہے جسے کوئی شے بند نہیں کرسکتی۔

٣۔ مُحَمَّدُبْنُ يَحْيَى ، عَنْ أَحْمَدَبْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا الْحَسَنِ مُوسَى بْنَ جَعْفَرٍ عليه السلام يَقُولُ : إِذَا مَاتَ الْمُؤْمِنُ بَكَتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ وَبِقَاعُ الْأَرْضِ الَّتِي

كَانَ يَعْبُدُ اللهَ عَلَيْهَا وَ أَبْوَابُ السَّمَاءِ الَّتِي كَانَ يَصْعَدُ فِيهَا بِأَعْمَالِهِ، وَثُلِمَ فِي الْإِسْلَامِ ثُلْمَةٌ لَا يَسُدُّهَا شَيْءٌ لِأَنَّ الْمُؤْمِنِينَ الْفُقَهَاءَ حُصُونُ الْإِسْلَامِ كَحِصْنِ سُورِ الْمَدِينَةِ لَهَا.

۳۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی مومن فقیہ مر جاتا ہے تو ملائکہ اس کے لئے روتے ہیں اور زمین کے وہ حصے روتے ہیں جن پر اس نے خدا کی عبادت کی ہو اور وہ آسمان کے دروازے جن سے اس کے اعمال اوپر کو گئے ہیں اور اس کے مرنے سے اسلام میں ایسا رخنہ پڑتا ہے جسے کوئی شے بند نہیں کر سکتی کیونکہ علمائے دین اسلام کے اسی طرح کے قلعے ہیں جس طرح شہر پناہ والی دیواریں شہر کے گرد ہوتی ہیں۔

٤۔ وَعَنْهُ، عَنْ أَحْمَدَ، عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْخَزَّازِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: مَا مِنْ أَحَدٍ يَمُوتُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَحَبُّ إِلَى إِبْلِيسَ مِنْ مَوْتِ فَقِيهٍ.

۴۔ فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ شیطان کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عالم دین کی موت ہے

٥۔ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ، عَنْ عَمِّهِ يَعْقُوبَ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ فَرْقَدٍ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِاللهِ عليه السلام: إِنَّ أَبِي كَانَ يَقُولُ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ بَعْدَمَا يُهْبِطُهُ وَلَكِنْ يَمُوتُ الْعَالِمُ فَيَذْهَبُ بِمَا يَعْلَمُ فَتَلِيهِمُ الْجُفَاةُ فَيَضِلُّونَ وَ يُضِلُّونَ وَلَا خَيْرَ فِي شَيْءٍ لَيْسَ لَهُ أَصْلٌ.

۵۔ فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ میرے پدر بزرگوار نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے علم کو نازل کرنے کے بعد نہیں روکا۔ مگر جب کوئی عالم دین مر جاتا ہے وہ اپنے ساتھ اپنا علم لے جاتا ہے اس کی جگہ لے لیتے ہیں وہ ظن پرست اور باطل نواز جو خود گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں وہ ایسی باتیں کہتے ہیں جن کی اصل نہیں ہوتی۔

٦۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا: عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَمَّنْ ذَكَرَهُ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: كَانَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عليهما السلام يَقُولُ: إِنَّهُ يُسَخِّي نَفْسِي فِي سُرْعَةِ الْمَوْتِ وَالْقَتْلِ

فِینا قَوْلُ اللهِ: «أَوَلَمْ یَرَوْا أَنَّا نَأْتِی الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا» وَهُوَ ذَهَابُ الْعُلَمَاءِ.

۶۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ تکلیف ہوتی ہے میرے نفس کو سرعت موت اور قتل سے اور ہمارے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کیا نہیں دیکھا انھوں نے کہ ہم آتے ہیں اور خراب کرتے ہیں اطراف زمین کو اور اس سے مراد ہے علماء کا مرنا۔

(بَابُ مُجَالَسَةِ الْعُلَمَاءِ وَصُحْبَتِهِمْ)

۱۔ عَلِیُّ بْنُ إِبْرَاهِیمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی، عَنْ یُونُسَ، رَفَعَهُ قَالَ: قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ: یَا بُنَیَّ اخْتَرِ الْمَجَالِسَ عَلَی عَیْنِكَ فَإِنْ رَأَیْتَ قَوْماً یَذْكُرُونَ اللهَ جَلَّ وَعَزَّ فَاجْلِسْ مَعَهُمْ فَإِنْ تَكُنْ عَالِماً نَفَعَكَ عِلْمُكَ وَإِنْ تَكُنْ جَاهِلاً عَلَّمُوكَ وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ یُظِلَّهُمْ بِرَحْمَتِهِ فَیَعُمَّكَ مَعَهُمْ وَإِذَا رَأَیْتَ قَوْماً لَا یَذْكُرُونَ اللهَ فَلَا تَجْلِسْ مَعَهُمْ فَإِنْ تَكُنْ عَالِماً لَمْ یَنْفَعْكَ عِلْمُكَ وَإِنْ كُنْتَ جَاهِلاً یَزِیدُوكَ جَهْلاً وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ یُظِلَّهُمْ بِعُقُوبَةٍ فَیَعُمَّكَ مَعَهُمْ.

باب نہم (۹)

مجالستہ علماء اور ان کی صحبت

لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے فرزند مجالس علماء کو اپنی نظر میں رکھ۔ اگر تو ایسے لوگوں کو پائے جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو ان کے پاس بیٹھ، اگر تو عالم ہے تو تجھ کو تیرا علم نفع دے گا اور اگر تو جاہل ہے تو وہ تجھے تعلیم دیں گے اور شاید اللہ ان پر اپنی رحمت نازل کرے اور اگر وہ لوگ اللہ کا ذکر نہیں کرتے تو ان کے پاس مت بیٹھو اگر تو عالم ہے تو تیرا علم نفع نہ دے گا اور اگر تو جاہل ہے تو وہ تجھ میں اور جہالت پیدا کر دیں گے اور شاید کہ اللہ ان پر اپنا عذاب نازل کرے جو تجھے بھی گھیر لے۔

۲۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى جَمِيعاً، عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ دُرُسْتَ بْنِ أَبِي مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: مُحَادَثَةُ الْعَالِمِ عَلَى الْمَزَابِلِ خَيْرٌ مِنْ مُحَادَثَةِ الْجَاهِلِ عَلَى الزَّرَابِيِّ

۲۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا۔ عالموں کے ساتھ مزبلوں (کوڑا گھر) پر بیٹھنا بہتر ہے۔ جاہل کے ساتھ مسندوں پر بیٹھنے سے۔

۳۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْبَرْقِيِّ، عَنْ شَرِيفِ بْنِ سَابِقٍ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ أَبِي قُرَّةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وآله: قَالَتِ الْحَوَارِيُّونَ لِعِيسَى: يَا رُوحَ اللَّهِ! مَنْ نُجَالِسُ؟ قَالَ مَنْ يُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ رُؤْيَتُهُ وَ يَزِيدُ فِي عِلْمِكُمْ مَنْطِقُهُ وَ يُرَغِّبُكُمْ فِي الْآخِرَةِ عَمَلُهُ.

۳۔ حضرت رسول خدا نے فرمایا۔ حواریوں نے حضرت عیسیٰ سے پوچھا ہم کن لوگوں کے ساتھ بیٹھیں۔ فرمایا جن کی صورت سے ذکر خدا یاد آئے، جن کی گفتگو سے تمہارا علم زیادہ ہو جن کے عمل سے آخرت کی طرف رغبت ہو۔

۴۔ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَازِمٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وآله: مُجَالَسَةُ أَهْلِ الدِّينِ شَرَفُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

۴۔ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ اہل دین کے پاس بیٹھنا شرف دنیا و آخرت ہے۔

۵۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْإِصْبَهَانِيِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ الْمِنْقَرِيِّ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ مِسْعَرِ بْنِ كِدَامٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام يَقُولُ: لَمَجْلِسٌ أَجْلِسُهُ إِلَى مَنْ أَثِقُ بِهِ أَوْثَقُ فِي نَفْسِي مِنْ عَمَلِ سَنَةٍ.

۵۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ میں بیٹھتا ہوں مرد دانا کی مجلس میں جس پر مجھے اعتماد ہو یہ بیٹھنا مجھے پسند آتا ہے۔ اس کی ایک سال کی عبادت سے۔

باب دہم (۱۰)

عالم سے سوال اور مذاکرہ

(بَابُ سُؤَالِ الْعَالِمِ وَ تَذَاكُرِهِ)

١ ۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ : سَأَلْتُهُ عَنْ مَجْدُورٍ أَصَابَتْهُ جَنَابَةٌ فَغَسَّلُوهُ فَمَاتَ قَالَ: قَتَلُوهُ أَلَّا سَأَلُوا فَإِنَّ دَوَاءَ الْعِيِّ السُّؤَالُ .

امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ چیچک والا جنب ہوا۔ لوگوں نے اسے نہلا دیا۔ جس سے وہ مر گیا۔ فرمایا انھوں نے اسے قتل کیا کسی عالم سے کیوں نہ پوچھا۔ آگاہ ہو کہ مسائل دین سے نادانی ایک درد ہے جس کی دوا صرف سوال ہے۔

٢ ۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى ، عَنْ حَرِيزٍ ، عَنْ زُرَارَةَ وَ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ وَ بُرَيْدٍ الْعِجْلِيِّ قَالُوا: قَالَ أَبُو عَبْدِاللهِ عليه السلام لِحُمْرَانَ بْنِ أَعْيَنَ فِي شَيْءٍ سَأَلَهُ: إِنَّمَا يَهْلِكُ النَّاسُ لِأَنَّهُمْ لَا يَسْأَلُونَ.

۲۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے حمران بن اعین سے فرمایا لوگ اس لیے ہلاک ہوتے ہیں کہ وہ سوال نہیں کرتے۔

٣ ۔ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَشْعَرِيِّ ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَيْمُونٍ الْقَدَّاحِ ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ : قَالَ : إِنَّ هَذَا الْعِلْمَ عَلَيْهِ قُفْلٌ وَ مِفْتَاحُهُ الْمَسْأَلَةُ .

۳۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ علم دین پر تالہ لگا ہوا ہے جس کی کنجی سوال کرنا ہے۔

عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّوْفَلِيِّ، عَنِ السَّكُونِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام مِثْلَهُ.

٤- عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: لَا يَسَعُ النَّاسَ حَتَّى يَسْأَلُوا وَ يَتَفَقَّهُوا وَ يَعْرِفُوا إِمَامَهُمْ وَ يَسَعُهُمْ أَنْ يَأْخُذُوا بِمَا يَقُولُ وَإِنْ كَانَ تَقِيَّةً.

۴۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ معلومات میں وسعت پیدا نہ ہوگی جب تک لوگ پوچھیں گے نہیں علم دین حاصل نہ کریں گے اور اپنے امام کو پہچانیں گے نہیں ان کو چاہیئے کہ بحالت تقیہ بھی جو امام کہیں اس کو لیں۔

٥- عَلِيٌّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ، عَمَّنْ ذَكَرَهُ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: أُفٍّ لِرَجُلٍ لَا يُفَرِّغُ نَفْسَهُ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ لِأَمْرِ دِينِهِ فَيَتَعَاهَدَهُ وَيَسْأَلَ عَنْ دِينِهِ وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

۵۔ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وائے ہو اس شخص پر جو فارغ نہیں بناتا اپنے نفس کو ہر کام سے روز جمعہ امر دین کے لیے تاکہ مسائل دین لوگوں سے پوچھے اور اپنی آخرت کو درست کرے۔ ایک روایت میں بجائے اُفٍّ لِرَجُلٍ کے اُخْرٰی لِکُلِّ مُسْلِمٍ ہے

٦- عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: تَذَاكُرُ الْعِلْمِ بَيْنَ عِبَادِي مِمَّا تَحْيَى عَلَيْهِ الْقُلُوبُ الْمَيْتَةُ إِذَا هُمُ انْتَهَوْا فِيهِ إِلَى أَمْرِي.

۶۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ علم کا مذاکرہ میرے بندوں کے درمیان مردہ قلوب کو زندہ کرتا ہے بشرطیکہ وہ اپنی گفتگو میں میرے حکم کی طرف رجوع کریں۔

٧- مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَبِي الْجَارُودِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام يَقُولُ رَحِمَ اللهُ عَبْداً أَحْيَا الْعِلْمَ قَالَ: قُلْتُ: وَمَا إِحْيَاؤُهُ؟ قَالَ: أَنْ يُذَاكِرَ بِهِ

أَهْلَ الدِّينِ وَ أَهْلَ الْوَرَعِ .

۷۔ میں نے امام باقر علیہ السلام سے سنا۔ خدا رحم کرے اس بندہ پر جو علم کو زندہ کرے۔ میں نے کہا اس کی زندگی کیا ہے فرمایا اسے اہل دین اور اہل ورع کا ذکر کرنا چاہیئے۔

۸۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْحَجَّالِ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ رَفَعَهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وآله، تَذَاكَرُوا وَ تَلاقَوْا وَ تَحَدَّثُوا فَإِنَّ الْحَدِيثَ جِلاءٌ لِلْقُلُوبِ إِنَّ الْقُلُوبَ لَتَرِينُ كَمَا يَرِينُ السَّيْفُ وَ جِلاؤُهَا الْحَدِيثُ

۸۔ فرمایا حضرت رسول خدا نے علم دین کا آپس میں ذکر کرو اور ایک دوسرے سے ملاقات کرو۔ اور آپس میں بات چیت کرو کہ یہ چیز قلوب میں جلا پیدا کرتی ہے۔ قلوب بھی اسی طرح چمکدار رہتے ہیں جس طرح تلوار کا زنگ دور کرنے سے تلوار اور حدیث اس کو جلا بخشتی ہے۔

۹۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ فَضَالَةَ بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبَانٍ عَنْ مَنْصُورٍ الصَّيْقَلِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام يَقُولُ: تَذَاكُرُ الْعِلْمِ دِرَاسَةٌ وَ الدِّرَاسَةُ صَلاةٌ حَسَنَةٌ.

۹۔ میں نے امام باقر علیہ السلام سے سنا۔ کہ مذاکرہ علم ہوتا ہے اور درس کا ثواب مقبول نماز کے برابر ہے

باب یازدہم (۱۱)

بذل علم

۱۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بَزِيعٍ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَازِمٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: قَرَأْتُ فِي كِتَابِ عَلِيٍّ عليه السلام إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَأْخُذْ

عَلَى الْجُهَّالِ عَهْداً بِطَلَبِ الْعِلْمِ حَتَّى أَخَذَ عَلَى الْعُلَمَاءِ عَهْداً بِبَذْلِ الْعِلْمِ لِلْجُهَّالِ ، لِأَنَّ الْعِلْمَ كَانَ قَبْلَ الْجَهْلِ.

۱۔ فرمایا حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ میں نے کتاب علی علیہ السلام میں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں لیا جاہلوں سے عہد طلب علم کا جب تک علماء سے عہد نہیں لیا ہے علم سکھانے کا جاہلوں کو، کیونکہ علم قبل جہالت ہے

۲۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْبَرْقِيِّ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ وَمُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ زَيْدٍ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام فِي هَذِهِ الْآيَةِ : « وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ » قَالَ لِيَكُنِ النَّاسُ عِنْدَكَ فِي الْعِلْمِ سَوَاءً.

۲۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کے متعلق، مت روگردانی کر لوگوں سے، فرمایا حضرت نے مراد یہ ہے کہ لوگ تمہارے نزدیک علم میں برابر ہو جائیں۔

۳۔ وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ النَّضْرِ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ ، عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: زَكَاةُ الْعِلْمِ أَنْ تُعَلِّمَهُ عِبَادَ اللَّهِ.

۳۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ علم کی زکوٰۃ وہ ہے کہ لوگوں کو تعلیم دو۔

۴۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ : قَامَ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ عليه السلام خَطِيباً فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ فَقَالَ: يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تُحَدِّثُوا الْجُهَّالَ بِالْحِكْمَةِ فَتَظْلِمُوهَا ، وَلَا تَمْنَعُوهَا أَهْلَهَا فَتَظْلِمُوهُمْ .

۴۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا۔ جہال سے دانائی کی باتیں کرو ورنہ یہ ان پر ظلم ہوگا اور اہل علم کی صحبت سے رو کو مت۔

باب دوازدہم (۱۲)

بغیر علم بات کہنے کی ممانعت

۱- مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ وَعَبْدِ اللهِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ، عَنْ مُفَضَّلِ بْنِ مَزْيَدٍ قَالَ: قَالَ [لِي] أَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام: أَنْهَاكَ عَنْ خَصْلَتَيْنِ فِيهِمَا هَلَاكُ الرِّجَالِ: أَنْهَاكَ أَنْ تَدِينَ اللهَ بِالْبَاطِلِ وَتُفْتِيَ النَّاسَ بِمَا لَا تَعْلَمُ.

(۱) فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے میں تم کو دو ایسی خصلتوں سے منع کرتا ہوں جن سے لوگ ہلاک ہو گئے میں نہی کرتا ہوں احکام دین کی تردید باطل سے نہ کرو۔ اور جو نہیں جانتے اس کے متعلق لوگوں کو فتوے نہ دو۔

۲- عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَجَّاجِ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام: إِيَّاكَ وَخَصْلَتَيْنِ فَفِيهِمَا هَلَكَ مَنْ هَلَكَ: إِيَّاكَ أَنْ تُفْتِيَ النَّاسَ بِرَأْيِكَ أَوْ تَدِينَ بِمَا لَا تَعْلَمُ.

(۲) فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے کو دو عادتوں سے بچاؤ کہ ان کی وجہ سے لوگ ہلاک ہو گئے اپنی رائے سے فتویٰ نہ دو اور جو بات نہیں جانتے اس میں پیروی ظن نہ کرو۔

۳- مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رِئَابٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: مَنْ أَفْتَى النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى لَعَنَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ وَلَحِقَهُ وِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِفُتْيَاهُ.

(۳) فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جو لوگوں کو فتویٰ دیتا ہے بغیر علم کے اس پر ملائکہ رحمت اور ملائکہ عذاب لعنت کرتے ہیں اور جس نے اس کے فتوے پر عمل کیا ہے اس کا گناہ بھی اسی کے سر آتا ہے۔

۴- عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْوَشَّاءِ، عَنْ أَبَانِ الْأَحْمَرِ، عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي رَجَاءٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: مَا عَلِمْتُمْ فَقُولُوا وَمَا لَمْ تَعْلَمُوا فَقُولُوا:

اللهُ أَعْلَمُ، إِنَّ الرَّجُلَ لَيَنْتَزِعُ الآيَةَ مِنَ القُرْآنِ يَخِرُّ فِيهَا أَبْعَدَ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ.

۴۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ جو نہیں جانتے اس کے متعلق فتویٰ نہ دو اور کہو اللہ اعلم۔ جب ایک آدمی جو متشابہات قرآن کی وہ تفسیر بیان کرتا ہے جو حقیقت سے اتنی دور ہوتی ہے جیسے زمین آسمان سے تو اس کا ٹھکانا جہنم میں ہوگا۔

۵۔ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَالَ: لِلْعَالِمِ إِذَا سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ وَهُوَ لَا يَعْلَمُهُ أَنْ يَقُولَ: اللهُ أَعْلَمُ، وَلَيْسَ لِغَيْرِ الْعَالِمِ أَنْ يَقُولَ ذَلِكَ.

۵۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ عالم کو چاہیے کہ جب اس سے کوئی ایسا مسئلہ پوچھا جائے جسے وہ نہیں جانتا تو کہے اللہ بہتر جانتا ہے اور غیر عالم یہ کہنے کا بھی حقدار نہیں کیونکہ اس سے لوگوں کو دھوکا اس کا عالم ہونے کا ہوتا ہے

۶۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى، عَنْ حَرِيزِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَالَ: إِذَا سُئِلَ الرَّجُلُ مِنْكُمْ عَمَّا لَا يَعْلَمُ فَلْيَقُلْ: لَا أَدْرِي وَلَا يَقُلْ: اللهُ أَعْلَمُ، فَيُوقِعَ فِي قَلْبِ صَاحِبِهِ شَكّاً وَإِذَا قَالَ الْمَسْؤُولُ: لَا أَدْرِي فَلَا يَتَّهِمُهُ السَّائِلُ

۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ جب تم میں سے کسی سے ایسا سوال کیا جائے جس کا جواب معلوم نہ ہو تو اسے کہنا چاہیے کہ میں نہیں جانتا۔ یہ نہ کہے کہ اللہ جانتا ہے ورنہ سائل کے دل میں شک پڑے گا کہ یہ جانتا ہے اور جب کہے گا کہ میں نہیں جانتا تو سائل اس کو متہم نہ کرے گا۔

۷۔ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ سَمَاعَةَ، عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ، عَنْ أَبَانٍ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام مَا حَقُّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ؟ قَالَ: أَنْ يَقُولُوا مَا يَعْلَمُونَ وَيَقِفُوا عِنْدَ مَا لَا يَعْلَمُونَ

۷۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے۔ فرمایا وہ صرف وہ جو جانتے ہوں بیان کریں اور جو نہیں جانتے اس سے رک جائیں۔

۸ ۔ عَلِيّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ ، عَنْ يُونُسَ [بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ] عَنْ أَبِي يَعْقُوبَ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللّٰهِ علیه السلام قَالَ : إِنَّ اللّٰهَ خَصَّ عِبَادَهُ بِآيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِهِ أَنْ لَا يَقُولُوا حَتّٰى يَعْلَمُوا ، وَلَا يَرُدُّوا مَا لَمْ يَعْلَمُوا وَ قَالَ عَزَّ وَجَلَّ : « أَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِيثَاقُ الْكِتَابِ أَنْ لَا يَقُولُوا عَلَى اللّٰهِ إِلَّا الْحَقَّ » وَ قَالَ : « بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَ لَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ » .

۸۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ خدا نے اپنے بندوں کو رغبت دلائی ہے اپنی کتاب میں دو باتوں کی طرف، ایک بے جانے کچھ نہ کہو (اور) دوسرے جو معلوم نہیں اس کی روایت نہ کرو فرماتا ہے کیا ہم نے ان سے یہ عہد نہیں لیا کہ خدا کے بارہ میں حق بات کے سوا کچھ نہ کہو اور فرمایا بلکہ انھوں نے تکذیب کی اس چیز کی جو ان کے احاطہ علم سے باہر تھی اور جس کی تاویل ان کو نہیں آتی تھی۔

۹۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسٰى ، عَنْ يُونُسَ ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ فَرْقَدٍ ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ ، عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ قَالَ : مَا ذَكَرْتُ حَدِيثاً سَمِعْتُهُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ علیہما السلام إِلَّا كَادَ أَنْ يَتَصَدَّعَ قَلْبِي ، قَالَ : حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ ۔ قَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ وَ أُقْسِمُ بِاللّٰهِ مَا كَذَبَ أَبُوهُ عَلَى جَدِّهِ وَلَا جَدُّهُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ ۔ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ : مَنْ عَمِلَ بِالْمَقَايِيسِ فَقَدْ هَلَكَ وَ أَهْلَكَ وَ مَنْ أَفْتَى النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَ هُوَ لَا يَعْلَمُ النَّاسِخَ مِنَ الْمَنْسُوخِ وَ الْمُحْكَمَ مِنَ الْمُتَشَابِهِ فَقَدْ هَلَكَ وَ أَهْلَكَ.

۹۔ ابن شبرمہ سے مروی ہے کہ میں جب اس حدیث کو یاد کرتا ہوں جس کو میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا تو میرا قلب کانپ جاتا ہے حضرت نے فرمایا میرے پدر بزرگوار نے میرے جد سے اور انھوں نے رسول اللہ سے نقل فرمایا ہے ابن شبرمہ نے کہا میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ نہ ان کے باپ نے جھوٹ بولا اور نہ ان کے دادا نے فرمایا رسول اللہ صلعم نے جس نے قیاس پر عمل کیا وہ خود بھی ہلاک ہوا اور دوسرے کو بھی ہلاک کیا اور جس نے ایسی حالت میں فتویٰ دیا کہ نہ ناسخ کو منسوخ سے تمیز کرتا ہے نہ محکم کی متشابہ سے تو وہ خود بھی ہلاک ہوا اور دوسروں کو بھی ہلاک کیا۔

باب سیزدہم (۱۳)
بغیر علم عمل کرنے والا

۱۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام يَقُولُ: الْعَامِلُ عَلَى غَيْرِ بَصِيرَةٍ كَالسَّائِرِ عَلَى غَيْرِ الطَّرِيقِ لَا يَزِيدُهُ سُرْعَةُ السَّيْرِ إِلَّا بُعْداً

۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بغیر عقل و فہم کے عمل کرنے والا غلط راستے پر چلنے والے کی مانند ہے کہ جتنا تیز چلے گا اتنا ہی منزل سے دور رہے گا۔

۲۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ، عَنْ حَسَنٍ الصَّيْقَلِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام يَقُولُ: لَا يَقْبَلُ اللهُ عَمَلاً إِلَّا بِمَعْرِفَةٍ وَلَا مَعْرِفَةَ إِلَّا بِعَمَلٍ فَمَنْ عَرَفَ دَلَّتْهُ الْمَعْرِفَةُ عَلَى الْعَمَلِ وَ مَنْ لَمْ يَعْمَلْ فَلَا مَعْرِفَةَ لَهُ: أَلَا إِنَّ الْإِيمَانَ بَعْضُهُ مِنْ بَعْضٍ.

۲۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ اللہ نہیں قبول کرتا کسی عمل کو بغیر معرفت کے اور معرفت مفید نہیں بغیر عمل جس کو معرفت ہے تو وہ رہنمائی کرتی ہے عمل کی طرف اور جو عمل نہیں کرتا۔ اس کے لئے معرفت ہی نہیں آگاہ ہو کہ ایمان کا تعلق ہے ایک دوسرے سے۔

۳۔ عَنْهُ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ، عَمَّنْ رَوَاهُ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: مَنْ عَمِلَ عَلَى غَيْرِ عِلْمٍ كَانَ مَا يُفْسِدُ أَكْثَرَ مِمَّا يُصْلِحُ

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے بغیر علم کے عمل کیا تو اس نے نکوکاری کے زیادہ حصہ کو فاسد کر دیا۔

باب چہاردہم (۱۴)

استعمال علم

۱۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَىٰ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَىٰ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ أَبَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ، عَنْ سُلَيْمِ بْنِ قَيْسٍ الْهِلَالِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله أَنَّهُ قَالَ فِي كَلَامٍ لَهُ: الْعُلَمَاءُ رَجُلَانِ: رَجُلٌ عَالِمٌ آخِذٌ بِعِلْمِهِ فَهَذَا نَاجٍ وَعَالِمٌ تَارِكٌ لِعِلْمِهِ فَهَذَا هَالِكٌ وَإِنَّ أَهْلَ النَّارِ لَيَتَأَذَّوْنَ مِنْ رِيحِ الْعَالِمِ التَّارِكِ لِعِلْمِهِ وَإِنَّ أَشَدَّ أَهْلِ النَّارِ نَدَامَةً وَحَسْرَةً رَجُلٌ دَعَا عَبْداً إِلَى اللَّهِ فَاسْتَجَابَ لَهُ وَقَبِلَ مِنْهُ فَأَطَاعَ اللَّهَ فَأَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ وَأَدْخَلَ الدَّاعِيَ النَّارَ بِتَرْكِهِ عِلْمَهُ وَاتِّبَاعِهِ الْهَوَىٰ وَطُولِ الْأَمَلِ، أَمَّا اتِّبَاعُ الْهَوَىٰ فَيَصُدُّ عَنِ الْحَقِّ وَطُولُ الْأَمَلِ يُنْسِي الْآخِرَةَ.

۱۔ میں نے سنا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ عالم دو شخص ہیں ایک وہ جس نے اپنے علم سے فائدہ حاصل کیا پس وہ نجات پانے والا ہے دوسرے وہ جو اپنے علم کا تارک ہے یہ جہنمی ہے ایسے عالم کی بدبو سے اہل دوزخ کو اذیت پہنچے گی اور اہل دوزخ میں شدید ترین ندامت و حسرت اس شخص کو ہوگی جس نے بندہ کو اللہ کی طرف بلایا اس نے دعوت کو قبول کیا اللہ کی اطاعت کی خدا اس کو تو جنت میں داخل کرے گا اور داعی کو بسبب ترک علم اور ہوا و ہوس کی پیروی اور امیدوں کی درازی کے داخل نار کرے گا۔ خواہشات نفس کی پیروی انسان کو امر حق سے روک دیتی ہے اور امیدوں کی درازی آخرت کو بھلا دیتی ہے۔

۲۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: الْعِلْمُ مَقْرُونٌ إِلَى الْعَمَلِ، فَمَنْ عَلِمَ عَمِلَ وَمَنْ عَمِلَ عَلِمَ وَالْعِلْمُ يَهْتِفُ بِالْعَمَلِ، فَإِنْ أَجَابَهُ وَإِلَّا ارْتَحَلَ عَنْهُ.

۲۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ علم ملا ہوا ہے عمل سے جس نے علم حاصل کیا تو اس نے عمل بھی کیا اور جس نے عمل کیا اس نے علم بھی حاصل کیا۔ علم آواز دیتا ہے عمل کو پس اگر عمل نے جواب دیا تو ٹھہر جاتا ہے ورنہ اس سے رخصت ہو جاتا ہے یعنی عمل کے ساتھ علم کی وقعت ہوتی ہے ورنہ نہیں۔

۳۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقَاسَانِيِّ، عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْقَاسِمِ الْجَعْفَرِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: إِنَّ الْعَالِمَ إِذَا لَمْ يَعْمَلْ بِعِلْمِهِ زَلَّتْ مَوْعِظَتُهُ عَنِ الْقُلُوبِ كَمَا يَزِلُّ الْمَطَرُ عَنِ الصَّفَا.

۳۔ فرمایا صادق آل محمد نے۔ عالم جب اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتا تو اس کے وعظ کا اثر لوگوں کے دل سے زائل ہو جاتا ہے جیسے بارش کا صاف پانی چٹان سے۔

۴۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْمِنْقَرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ هَاشِمِ بْنِ الْبَرِيدِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عليهما السلام فَسَأَلَهُ عَنْ مَسَائِلَ فَأَجَابَ ثُمَّ عَادَ لِيَسْأَلَ عَنْ مِثْلِهَا فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عليهما السلام: مَكْتُوبٌ فِي الْإِنْجِيلِ لَا تَطْلُبُوا عِلْمَ مَا لَا تَعْلَمُونَ وَلَمَّا تَعْمَلُوا بِمَا عَلِمْتُمْ، فَإِنَّ الْعِلْمَ إِذَا لَمْ يُعْمَلْ بِهِ لَمْ يَزْدَدْ صَاحِبُهُ إِلَّا كُفْراً وَلَمْ يَزْدَدْ مِنَ اللَّهِ إِلَّا بُعْداً

۴۔ ایک شخص حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور چند مسائل دریافت کئے۔ آپ نے ان کا جواب دے دیا وہ پھر ویسے ہی سوال کرنے کے لئے آگیا آپ نے فرمایا انجیل میں ہے کہ جو علم نہیں جانتے اس کو حاصل کرو اور جب جان لو۔ تو اس پر عمل کرو۔ کیونکہ جب علم کے موافق عمل نہیں ہوتا تو صاحب علم کا کفر زیادہ ہوتا ہے اور خدا سے اس کی دوری بڑھ جاتی ہے۔

۵۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: قُلْتُ لَهُ: بِمَ يُعْرَفُ النَّاجِي؟ قَالَ: مَنْ كَانَ فِعْلُهُ لِقَوْلِهِ مُوَافِقاً فَأَثْبِتْ لَهُ الشَّهَادَةَ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ فِعْلُهُ لِقَوْلِهِ مُوَافِقاً فَإِنَّمَا ذَلِكَ مُسْتَوْدَعٌ.

۵۔ مفضل بن عمر نے روایت کی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے میں نے پوچھا کہ روز قیامت نجات پانے والے کی پہچان کیا ہے فرمایا جس کا فعل اس کے قول کے مطابق ہو کہ یہ گواہی ہوگی پیش خدا اور جس کا فعل اس کے قول کے موافق نہیں تو اس کا ایمان عارضی ہوگا۔

٦۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، رَفَعَهُ قَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام فِي كَلَامٍ لَهُ خَطَبَ بِهِ عَلَى الْمِنْبَرِ: أَيُّهَا النَّاسُ إِذَا عَلِمْتُمْ فَاعْمَلُوا بِمَا عَلِمْتُمْ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ، إِنَّ الْعَالِمَ الْعَامِلَ بِغَيْرِهِ كَالْجَاهِلِ الْحَائِرِ الَّذِي لَا يَسْتَفِيقُ عَنْ جَهْلِهِ، بَلْ قَدْ رَأَيْتُ أَنَّ الْحُجَّةَ عَلَيْهِ أَعْظَمُ وَالْحَسْرَةَ أَدْوَمُ عَلَى هَذَا الْعَالِمِ الْمُنْسَلِخِ مِنْ عِلْمِهِ مِنْهَا عَلَى هَذَا الْجَاهِلِ الْمُتَحَيِّرِ فِي جَهْلِهِ، وَكِلَاهُمَا حَائِرٌ بَائِرٌ، لَا تَرْتَابُوا فَتَشُكُّوا وَلَا تَشُكُّوا فَتَكْفُرُوا وَلَا تُرَخِّصُوا لِأَنْفُسِكُمْ فَتُدْهِنُوا وَلَا تُدْهِنُوا فِي الْحَقِّ فَتَخْسَرُوا وَإِنَّ مِنَ الْحَقِّ أَنْ تَفَقَّهُوا وَمِنَ الْفِقْهِ أَنْ لَا تَغْتَرُّوا، وَإِنَّ أَنْصَحَكُمْ لِنَفْسِهِ أَطْوَعُكُمْ لِرَبِّهِ وَأَغَشَّكُمْ لِنَفْسِهِ أَعْصَاكُمْ لِرَبِّهِ وَمَنْ يُطِعِ اللهَ يَأْمَنْ وَيَسْتَبْشِرْ وَمَنْ يَعْصِ اللهَ يَخِبْ وَيَنْدَمْ.

۶۔ امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا لوگو جب تم علم حاصل کرلو تو عمل بھی کرو تاکہ ہدایت پاؤ جو عالم اپنے علم کے خلاف عمل کرتا ہے وہ اس جاہل حائر کی مانند ہے جس کو جہالت سے افاقہ نہیں ہوتا۔ میں نے کتاب خدا میں دیکھا ہے کہ ایسے عالم پر جس سے علم علیحدہ ہو گیا ہو۔ خدا کی بڑی حجت تمام ہوگی اور ہمیشہ حسرت کا شکار رہے گا اور اس کے اہل جو جہالت کی وجہ سے حسرت و یاس میں رہتے ہیں۔ دونوں درماندہ اور جہنمی ہیں۔ شک کو طلب نہ کرو۔ ورنہ شک میں پڑ جاؤ گے اور خدا کی شکایت نہ کرو۔ کافر ہو جاؤ گے۔ اپنے نفسوں کو اجازت نہ دو کہ وہ پیروئی ظن کریں ورنہ سہل انکاری کرنے لگو گے اور امر حق میں سہل انکاری سے خسارہ پاؤ گے حق بات یہ ہے کہ علم دین حاصل کرو تاکہ ٹھوکر نہ کھاؤ۔ بے شک تم میں از روئے نفس اخلاص مند وہ ہے جو اللہ کی سب سے زیادہ اطاعت کرنے والا ہے اور بدترین انسان وہ ہے جو اپنے رب کی معصیت کرنے والا ہے جو اللہ کی اطاعت کریگا اسکو بشارت دی جاتی ہے کہ وہ امن میں رہیگا جو اللہ کی نافرمانی کریگا وہ ناکام و نادم رہے گا

۷۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَمَّنْ ذَكَرَهُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَىٰ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام يَقُولُ: إِذَا سَمِعْتُمُ الْعِلْمَ فَاسْتَعْمِلُوهُ وَلْتَتَّسِعْ قُلُوبُكُمْ، فَإِنَّ الْعِلْمَ إِذَا كَثُرَ فِي قَلْبِ رَجُلٍ لَا يَحْتَمِلُهُ، قَدَرَ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ، فَإِذَا خَاصَمَكُمُ الشَّيْطَانُ فَأَقْبِلُوا عَلَيْهِ بِمَا تَعْرِفُونَ فَإِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفاً، فَقُلْتُ: وَ مَا الَّذِي نَعْرِفُهُ؟ قَالَ: خَاصِمُوهُ بِمَا ظَهَرَ لَكُمْ مِنْ قُدْرَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

۷۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے سُنا کہ جب تم احادیث کو سنو تو ان پر عمل بھی کرو اور اپنے قلوب میں کشادگی پیدا کرو۔ علم جب کسی شخص میں زیادہ ہو تو قلب پہ تو شیطان اس پر قابو نہیں پاتا۔ جب شیطان تم سے دشمنی کرے تو جو معرفت تم نے حاصل کی ہے اس کی مدد سے اس کا مقابلہ کرو۔ بیشک شیطان کا مکر کمزور ہے میں نے پوچھا ہم کس چیز کی معرفت حاصل کریں۔ فرمایا اس چیز سے شیطان کا مقابلہ کرو جو تم پر قدرت خدا سے ظاہر ہوتی ہے۔

باب پانزدہم (۱۵)

علم کو ذریعہ بنانا مال کھانے اور فخر کرنے کا

۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَىٰ، وَعَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ جَمِيعاً عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَىٰ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أُذَيْنَةَ، عَنْ أَبَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ، عَنْ سُلَيْمِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: مَنْهُومَانِ لَا يَشْبَعَانِ: طَالِبُ دُنْيَا وَطَالِبُ عِلْمٍ، فَمَنِ اقْتَصَرَ مِنَ الدُّنْيَا عَلَىٰ مَا أَحَلَّ اللهُ لَهُ سَلِمَ، وَمَنْ تَنَاوَلَهَا مِنْ غَيْرِ حِلِّهَا هَلَكَ إِلَّا أَنْ يَتُوبَ أَوْ يُرَاجِعَ وَمَنْ أَخَذَ الْعِلْمَ مِنْ أَهْلِهِ وَعَمِلَ بِعِلْمِهِ نَجَا وَمَنْ أَرَادَ بِهِ الدُّنْيَا فَهِيَ حَظُّهُ.

رسول اللہ نے فرمایا دو حریص سیر نہیں ہوتے طالب دنیا اور طالب علم جس نے مال دنیا سے حلال روزی پر قناعت کی۔ اس نے نجات پائی اور جس نے مال حرام کھایا۔ وہ ہلاک ہوا لیکن ایسی صورت میں کہ توبہ کرے۔ یا جن کا مال لیا ہے انھیں لوٹا دے ۔ امید نجات ہو سکتی ہے جس نے علم کو اس کے اہل سے لیا اور عمل بھی کیا۔ اس نے نجات پائی جس نے دنیا پانے کا ارادہ کیا اسے وہی ملی۔

۲۔ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْوَشَّاءِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَائِذٍ عَنْ أَبِي خَدِيجَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِاللَّهِ عليه السلام قَالَ: مَنْ أَرَادَ الْحَدِيثَ لِمَنْفَعَةِ الدُّنْيَا لَمْ يَكُنْ لَهُ فِي الْآخِرَةِ نَصِيبٌ، وَمَنْ أَرَادَ بِهِ خَيْرَ الْآخِرَةِ أَعْطَاهُ اللَّهُ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جس نے علم حدیث حاصل کرکے نفع دنیا کا ارادہ کیا۔ آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں اور جس نے آخرت کی بہتری چاہی۔ خدا نے اس کو دنیا و آخرت میں بہتری عطا کی

۳۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْإِصْبَهَانِيِّ، عَنِ الْمِنْقَرِيِّ، عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللَّهِ عليه السلام قَالَ مَنْ أَرَادَ الْحَدِيثَ لِمَنْفَعَةِ الدُّنْيَا لَمْ يَكُنْ لَهُ فِي الْآخِرَةِ نَصِيبٌ.

۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جس نے علم حدیث حاصل کرکے نفع چاہا تو آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔

۴۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنِ الْمِنْقَرِيِّ، عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللَّهِ عليه السلام قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُ الْعَالِمَ مُحِبّاً لِدُنْيَاهُ فَاتَّهِمُوهُ عَلَى دِينِكُمْ فَإِنَّ كُلَّ مُحِبٍّ لِشَيْءٍ يَحُوطُ مَا أَحَبَّ وَقَالَ[1] صلى الله عليه وآله: أَوْحَى اللَّهُ إِلَى دَاوُدَ عليه السلام: لَا تَجْعَلْ بَيْنِي وَبَيْنَكَ عَالِماً مَفْتُوناً بِالدُّنْيَا فَيَصُدَّكَ عَنْ طَرِيقِ مَحَبَّتِي فَإِنَّ أُولَئِكَ قُطَّاعُ طَرِيقِ عِبَادِيَ الْمُرِيدِينَ، إِنَّ أَدْنَى مَا أَنَا صَانِعٌ بِهِمْ أَنْ أَنْزِعَ حَلَاوَةَ مُنَاجَاتِي عَنْ قُلُوبِهِمْ.

۴۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ جب تم کسی عالم کو امور دنیا میں منہمک پاؤ تو امور دین میں اس پر اعتماد نہ کرو۔ ہر محب کو

وہی ملتا ہے جسے وہ دوست رکھتا ہے۔ حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا خدا نے وحی کی داؤد علیہ السلام کی طرف کہ میرے اور اپنے درمیان ایسے عالم کو قرار نہ دو جو دنیا کا عاشق ہو کیونکہ وہ تم کو میری محبت کے راستے سے روک دے گا یہ لوگ میرے خاص بندوں کے لیے رہزن ہیں کم سے کم جو میں ان کے ساتھ کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں اپنی مناجات کی حلاوت کو ان کے دل سے نکال لیتا ہوں۔

۵ـ عَلِيٌّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّوْفَلِيِّ، عَنِ السَّكُونِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: الْفُقَهَاءُ أُمَنَاءُ الرُّسُلِ مَا لَمْ يَدْخُلُوا فِي الدُّنْيَا قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا دُخُولُهُمْ فِي الدُّنْيَا؟ قَالَ: اِتِّبَاعُ السُّلْطَانِ فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ فَاحْذَرُوهُمْ عَلَى دِينِكُمْ.

۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، فقہا رسولوں کے امین ہیں جب تک کہ دنیا میں داخل نہ ہوں۔ پوچھا دنیا میں ان کے داخلے کی صورت کیا ہے فرمایا سلطان جابر کی پیروی۔ جب وہ ایسا کریں تو تم اپنے دین کو ان سے بچاؤ۔

٦ـ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ عَبْدِاللهِ عَمَّنْ حَدَّثَهُ، عن أبي جعفر ﷺ قَالَ: مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُبَاهِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ، أَوْ يُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ أَوْ يَصْرِفَ بِهِ وُجُوهَ النَّاسِ إِلَيْهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ إِنَّ الرِّئَاسَةَ لَا تَصْلُحُ إِلَّا لِأَهْلِهَا.

۶۔ حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا جس نے علم کو اس لیے حاصل کیا کہ وہ علماء کی مجالس میں فخر کریں یا جاہلوں کی مجلس میں بحث کریں یا اس غرض سے کہ لوگ اس کی طرف توجہ کریں تو ایسے شخص کا ٹھکانہ جہنم میں ہے ریاست کا سزاوار نہیں ہے مگر علم والا۔

باب شانزدہم (۱۶)

عالم پر لزوم حجت اور اس پر سخت گیری

١ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْمِنْقَرِيِّ، عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ ﷺ قَالَ: قَالَ يَا حَفْصُ يُغْفَرُ لِلْجَاهِلِ سَبْعُونَ ذَنْباً قَبْلَ أَنْ يُغْفَرَ لِلْعَالِمِ

ذَنْبٌ وَاحِدٌ.

۱۔ حفص بن غیاث نے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جاہل کے ستر گناہ عالم کے ایک گناہ سے پہلے معاف کر دیئے جائیں گے (کیونکہ جاہل نہ جان کر گناہ کرتا ہے اور عالم جان بوجھ کر۔

۲. وَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ ؑ: قَالَ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلىٰ نَبِيِّنَا وَآلِهِ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ: وَيْلٌ لِلْعُلَمَاءِ السُّوءِ كَيْفَ تَلَظّٰى عَلَيْهِمُ النَّارُ؟

۱۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ علماء سوء کے لئے آتش جہنم کے شعلے بُری طرح اس کی خبر لیں گے

۳۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ جَمِيعاً، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ جَمِيلِ بْنِ دَرَّاجٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ؑ يَقُولُ: إِذَا بَلَغَتِ النَّفْسُ هٰهُنَا - وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلىٰ حَلْقِهِ - لَمْ يَكُنْ لِلْعَالِمِ تَوْبَةٌ ثُمَّ قَرَأَ إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ.

۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ جب سانس یہاں تک آئے گا اور اشارہ کیا اپنے حلق کی طرف تو عالم کی توبہ اس وقت قبول نہ ہوگی، پھر یہ آیت پڑھی۔ خدا سے جو لوگ توبہ کریں جو جہالت سے بُرے کام کرتے ہیں۔

۴۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيىٰ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسىٰ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى الْحَلَبِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْمُكَارِي، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ؑ فِي قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: «فَكُبْكِبُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ» قَالَ: هُمْ قَوْمٌ وَصَفُوا عَدْلاً بِأَلْسِنَتِهِمْ ثُمَّ خَالَفُوهُ إِلىٰ غَيْرِهِ.

۴۔ فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کے متعلق پس اوندھے منہ جہنم میں داخل کئے جائیں گے وہ قریش جنھوں نے بغیر حق امامت کو پایا اور ان کے گمراہ پجاری۔ امام نے فرمایا۔ وہ وہ ہیں جنھوں نے محکمات قرآنی کو پہچانا پھر اس کے بعد پیروی ظن کر کے گمراہی کی باتیں کرنے لگے۔

باب ہفدہم (۱۷)

نوادر

۱- عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ حَفْصِ بْنِ الْبَخْتَرِيِّ، رَفَعَهُ قَالَ: كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) يَقُولُ: رَوِّحُوا أَنْفُسَكُمْ بِبَدِيعِ الْحِكْمَةِ فَإِنَّهَا تَكِلُّ كَمَا تَكِلُّ الْأَبْدَانُ.

امیرالمومنین علیہ السّلام نے فرمایا کہ اپنے نفوس کو حکمت و دانائی کی باتوں سے سکون پہنچاؤ کیونکہ یہ نفوس کو (جہالت و نادانی) سے اس طرح ہلکا کردیتی ہیں جسطرح اجسام (بوجھ سے) ہلکے ہوجاتے ہیں۔

۲- عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ نُوحِ بْنِ شُعَيْبٍ النَّيْسَابُورِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الدِّهْقَانِ، عَنْ دُرُسْتَ بْنِ أَبِي مَنْصُورٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَخِي شُعَيْبٍ الْعَقَرْقُوفِيِّ، عَنْ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَقُولُ: كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) يَقُولُ: يَا طَالِبَ الْعِلْمِ! إِنَّ الْعِلْمَ ذُو فَضَائِلَ كَثِيرَةٍ: فَرَأْسُهُ التَّوَاضُعُ وَعَيْنُهُ الْبَرَاءَةُ مِنَ الْحَسَدِ وَأُذُنُهُ الْفَهْمُ وَلِسَانُهُ الصِّدْقُ وَحِفْظُهُ الْفَحْصُ وَقَلْبُهُ حُسْنُ النِّيَّةِ وَعَقْلُهُ مَعْرِفَةُ الْأَشْيَاءِ وَالْأُمُورِ وَيَدُهُ الرَّحْمَةُ وَرِجْلُهُ زِيَارَةُ الْعُلَمَاءِ وَهِمَّتُهُ السَّلَامَةُ وَحِكْمَتُهُ الْوَرَعُ وَمُسْتَقَرُّهُ النَّجَاةُ وَقَائِدُهُ الْعَافِيَةُ وَمَرْكَبُهُ الْوَفَاءُ وَسِلَاحُهُ لِينُ الْكَلِمَةِ وَسَيْفُهُ الرِّضَا وَقَوْسُهُ الْمُدَارَاةُ وَجَيْشُهُ مُحَاوَرَةُ الْعُلَمَاءِ وَمَالُهُ الْأَدَبُ وَذَخِيرَتُهُ اجْتِنَابُ الذُّنُوبِ وَزَادُهُ الْمَعْرُوفُ وَمَاؤُهُ الْمُوَادَعَةُ وَدَلِيلُهُ الْهُدَى وَرَفِيقُهُ مَحَبَّةُ الْأَخْيَارِ.

۲۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا طالب علم کے لئے کثیر فضیلتیں ہیں۔ اس کا سر تواضع ہے۔ آنکھ حسد سے دور رہنا ہے اس کا کان مسائل دین کو سمجھنا ہے اس کی زبان سچ ہے، حفاظت علم تلاش حق ہے اس کا دل اچھی نیت ہے اس کی عقل اشیاء و امور کی معرفت ہے اس کا ہاتھ رحم ہے اس کا پاؤں زیارت علماء، اس کی ہمت سلامتی نفس ہے اس کی حکمت پرہیزگاری ہے اس کی جائے قرار نجات ہے اس کا رہنما عافیت ہے اس کی سواری وفا ہے اس کے ہتھیار نرم گفتگو ہے اس کی تلوار رضائے خدا ہے اس کی کمان ہمدردی ہے اس کی مجلس صحبت علماء ہے اس کا مال ادب ہے اس کا

ذخیرہ گناہوں سے اجتناب ہے اس کا زادِ راہ نیکی ہے اور اس کی آبرو جھگڑے کا ترک کرنا ہے اس کا راہبر ہدایت ہے اس کا رفیق نیکوں کی طرف رغبت ہے۔

۳۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: نِعْمَ وَزِيرُ الْإِيمَانِ الْعِلْمُ، وَ نِعْمَ وَزِيرُ الْعِلْمِ الْحِلْمُ، وَنِعْمَ وَزِيرُ الْحِلْمِ الرِّفْقُ، وَنِعْمَ وَزِيرُ الرِّفْقِ الصَّبْرُ.

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا۔ ایمان کا اچھا وزیر علم ہے اور علم کا اچھا وزیر حلم ہے اور حلم کا اچھا وزیر لوگوں سے اچھا برتاؤ ہے اور رفق کا وزیر عبرت حاصل کرنا ہے۔

٤ ـ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَشْعَرِيِّ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَيْمُونٍ الْقَدَّاحِ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام عَنْ آبَائِهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا الْعِلْمُ؟ قَالَ: الْإِنْصَاتُ، قَالَ: ثُمَّ مَهْ؟ قَالَ الْاِسْتِمَاعُ، قَالَ: ثُمَّ مَهْ؟ قَالَ الْحِفْظُ، قَالَ: ثُمَّ مَهْ؟ قَالَ: الْعَمَلُ بِهِ، قَالَ ثُمَّ مَهْ يَا رَسُولَ اللهِ؟! قَالَ نَشْرُهُ.

۴۔ ایک شخص رسول اللہ کے پاس آیا کہنے لگا علم کیا ہے فرمایا خاموش رہنا۔ پوچھا۔ پھر کیا فرمایا کان لگا کر احادیث و آیات کا سننا۔ پوچھا پھر کیا۔ فرمایا ان کو یاد کرنا اور ان پر عمل کرنا پوچھا پھر کیا فرمایا ان کا نشر کرنا۔

٥ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ رَفَعَهُ إِلَى أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: طَلَبَةُ الْعِلْمِ ثَلَاثَةٌ فَاعْرِفْهُمْ بِأَعْيَانِهِمْ وَ صِفَاتِهِمْ: صِنْفٌ يَطْلُبُهُ لِلْجَهْلِ وَالْمِرَاءِ، وَ صِنْفٌ يَطْلُبُهُ لِلِاسْتِطَالَةِ وَالْخَتْلِ وَ صِنْفٌ يَطْلُبُهُ لِلْفِقْهِ وَالْعَقْلِ، فَصَاحِبُ الْجَهْلِ وَالْمِرَاءِ مُؤْذٍ مُمَارٍ مُتَعَرِّضٌ لِلْمَقَالِ فِي أَنْدِيَةِ الرِّجَالِ بِتَذَاكُرِ الْعِلْمِ وَ صِفَةِ الْحِلْمِ، قَدْ تَسَرْبَلَ بِالْخُشُوعِ وَ تَخَلَّى مِنَ الْوَرَعِ فَدَقَّ اللهُ مِنْ هٰذَا خَيْشُومَهُ وَ قَطَعَ مِنْهُ حَيْزُومَهُ؛ وَصَاحِبُ الْاِسْتِطَالَةِ وَالْخَتْلِ ذُو خِبٍّ وَمَلَقٍ يَسْتَطِيلُ عَلَى مِثْلِهِ مِنْ أَشْبَاهِهِ وَيَتَوَاضَعُ لِلْأَغْنِيَاءِ مِنْ دُونِهِ فَهُوَ لِحَلْوَائِهِمْ هَاضِمٌ وَ لِدِينِهِ حَاطِمٌ، فَأَعْمَى اللهُ عَلَى هٰذَا خُبْرَهُ وَقَطَعَ مِنْ آثَارِ الْعُلَمَاءِ أَثَرَهُ؛

وَ صَاحِبُ الْفِقْهِ وَالْعَقْلِ ذُو كَآبَةٍ وَ حُزْنٍ وَ سَهَرٍ قَدْ تَحَنَّكَ فِي بُرْنُسِهِ وَ قَامَ اللَّيْلَ فِي حِنْدِسِهِ يَعْمَلُ وَ يَخْشَى وَجِلاً دَاعِياً مُشْفِقاً مُقْبِلاً عَلَى شَأْنِهِ عَارِفاً بِأَهْلِ زَمَانِهِ مُسْتَوْحِشاً مِنْ أَوْثَقِ إِخْوَانِهِ فَشَدَّ اللهُ مِنْ هَذَا أَرْكَانَهُ وَ أَعْطَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمَانَهُ . وَ حَدَّثَنِي بِهِ مُحَمَّدُ بْنُ مَحْمُودٍ أَبُو عَبْدِ اللهِ الْقَزْوِينِيُّ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا مِنْهُمْ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّيْقَلُ بِقَزْوِينَ ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عِيسَى الْعَلَوِيِّ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ صُهَيْبٍ

۵ - علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے۔ طالبان حق تین قسم کے ہیں میں ان کے ایمان وصفات کو جانتا ہوں۔ ایک گروہ وہ ہے جو علم کو طلب کرتا ہے لوگوں سے جاہلانہ بحث کے لئے، دوسرا گروہ علم حاصل کرتا ہے تکبر و فریب کے لئے اور تیسرا گروہ اس کو حاصل کرتا ہے فقر اور عقل کے لئے۔ پس جاہل اور جھگڑالو لوگوں کو ستانے والا اور ان سے لڑنے والا ہوتا ہے لوگوں کے جلسوں میں صاحبان علم و حلم کا وصف اس لئے بیان کرتا ہے کہ وہ اسکی لچر باتوں پر اعتراض نہ کریں۔ وہ خضوع و خشوع کے لباس میں نظر آتا ہے۔ درآنحالیکہ پرہیز گاری سے خالی ہوتا ہے خدا اس کو ذلیل کرتا ہے اور زبان قطع کرتا ہے۔ صاحبان تکبر و فریب کی دو حالتیں ہیں یا وہ صاحبانِ علم کے سامنے ہرزہ سرائیاں کرتے ہیں اور پر شور شر شیخیاں مارتے ہیں یا امرا کی چاپلوسی کرکے اُن کے حلوے پراٹھے پر ہاتھ مارتے ہیں اور اپنے دین کو برباد کرتے ہیں۔ پس خدا نے ان کی باتوں پر پردہ ڈال دیا ہے اور اہل علم کے نزدیک ان کی باتوں کو بے اثر بنا دیا۔ جو صاحبان علم دین و عقل ہیں وہ بظاہر رنج و اندوہ میں ہیں۔ راتوں کو بیدار رہنے والے ہیں خوشنودی خدا کے لئے ٹاٹ کا لباس پہنتے ہیں اور تاریکی شب میں عبادت کرتے ہیں اور اس خیال سے کہ عبادت قبول نہ ہو۔ خائف و ترساں رہتے ہیں اور دعا کرتے ہیں ڈرتے ہوئے کہ مبادا ان کی دعا قبول نہ ہو اور اپنے زمانہ کے اہل باطل کو پہچان کر ان سے الگ رہتے ہیں اور اپنے بھائیوں تک پر اعتماد نہیں کرتے ان کی بے وفائی دیکھ کر پس خدا نے اس پرہیز گاری کو دیکھ کر ان کے اصول دین کو مستحکم بنا دیا اور روز قیامت ان کو امان دی۔

الْبَصْرِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام يَقُولُ: إِنَّ رُوَاةَ الْكِتَابِ كَثِيرٌ وَ إِنَّ رُعَاتَهُ قَلِيلٌ وَ كَمْ مِنْ مُسْتَنْصِحٍ لِلْحَدِيثِ مُسْتَغِشٍّ لِلْكِتَابِ، فَالْعُلَمَاءُ يَحْزُنُهُمْ تَرْكُ الرِّعَايَةِ وَ الْجُهَّالُ يَحْزُنُهُمْ حِفْظُ الرِّوَايَةِ فَرَاعٍ يَرْعَى حَيَاتَهُ وَ رَاعٍ يَرْعَى هَلَكَتَهُ فَعِنْدَ ذَلِكَ اخْتَلَفَ الرَّاعِيَانِ وَ تَغَايَرَ الْفَرِيقَانِ.

۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا، کتاب خدا کے راوی تو بہت ہیں اور قرآن پر عمل کرنے والے کم ہیں۔ بہت سے خالص سمجھتے ہیں حدیث کو اور غیر خالص جانتے ہیں قرآن کو۔ جب اس کو مخالف حدیث پاتے ہیں پس علماء فکر کرنے میں رعایت قرآن میں اور مذمت کرتے ہیں اس کے مخالفوں کی اور جہاں فکر کرتے ہیں۔ روایت کے متعلق پس تابعین دو قسم کے ہیں ایک جاودانی زندگی کا چاہنے والے دوسرے ہلاکت ابدی کے خواستگار (اس لئے یہ لوگ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے (ایک وہ جو قرآن پر عامل ہیں اور جو حدیث موافق قرآن نہ ہو اس کو ترک کر دیتے ہیں۔ دوسرا گروہ حدیث کو مقدم جانتا ہے چاہے مخالف قرآن ہو۔ جیسے حدیث لانورث ولا اورث۔

۷۔ اَلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَشْعَرِيُّ ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمْهُورٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي نَجْرَانَ ، عَمَّنْ ذَكَرَهُ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عليه السلام قَالَ : مَنْ حَفِظَ مِنْ أَحَادِيثِنَا أَرْبَعِينَ حَدِيثاً بَعَثَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَالِماً فَقِيهاً.

۷۔ ابو عبداللہ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا جس نے ہماری چالیس حدیثیں حفظ کر لیں تو اللہ اس کو روز قیامت عالم اور فقیہہ اٹھائے گا۔

۸۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَمَّنْ ذَكَرَهُ ، عَنْ زَيْدٍ الشَّحَّامِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام فِي قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ : « فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلىٰ طَعَامِهِ » قَالَ : قُلْتُ مَا طَعَامُهُ؟ قَالَ عِلْمُهُ الَّذِي يَأْخُذُهُ ، عَمَّنْ يَأْخُذُهُ؟

۸۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیۂ فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلىٰ طَعَامِهِ (۲۴ سورہ عبس) کے متعلق فرمایا، راوی نے پوچھا طعام سے کیا مراد ہے۔ فرمایا۔ اس کا علم جس سے بھی حاصل کرے۔

۹۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيىٰ ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسىٰ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ النُّعْمَانِ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُسْكَانَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ فَرْقَدٍ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: الْوُقُوفُ عِنْدَ الشُّبْهَةِ خَيْرٌ مِنَ الْاِقْتِحَامِ فِي الْهَلَكَةِ وَتَرْكُكَ حَدِيثاً لَمْ تُرْوَهُ خَيْرٌ مِنْ رِوَايَتِكَ حَدِيثاً لَمْ تُحْصِهِ.

۹۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا، شبہ کے موقع پر کردار و گفتار سے باز رہنا اس سے بہتر ہے کہ اپنے آپ کو خطرہ میں

ڈالا جائے۔ اور نقل نہ کرنا ایسی حدیث کا تیرے لئے بہتر ہے اس صورت میں روایت کرنے سے کہ اس کے تمام اجزا ترتیب کر دماغ میں محفوظ نہ ہوں۔

۱۰۔ مُحَمَّدٌ، عَنْ أَحْمَدَ، عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ الطَّيَّارِ أَنَّهُ عَرَضَ عَلَىٰ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام بَعْضَ خُطَبِ أَبِيهِ، حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَوْضِعاً مِنْهَا قَالَ لَهُ: كُفَّ وَاسْكُتْ، ثُمَّ قَالَ أَبُوعَبْدِاللهِ عليه السلام: لَايَسَعُكُمْ فِيمَا يَنْزِلُ بِكُمْ مِمَّا لَاتَعْلَمُونَ إِلَّا الْكَفُّ عَنْهُ وَالتَّثَبُّتُ وَالرَّدُّ إِلَىٰ أَئِمَّةِ الْهُدَىٰ حَتَّىٰ يَحْمِلُوكُمْ فِيهِ عَلَى الْقَصْدِ وَيَجْلُوا عَنْكُمْ فِيهِ الْعَمَىٰ وَيُعَرِّفُوكُمْ فِيهِ الْحَقَّ قَالَ اللهُ تَعَالَىٰ: «فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَاتَعْلَمُونَ».

۱۰۔ فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے تمہارے لئے سزاوار نہیں کچھ کہنا یا کرنا اس امر کے متعلق جس کا تم کو علم نہیں۔ بہتر ہے کہ اس سے رُک جاؤ اور رجوع کرو اس امر کے بارے میں آئمہ ہدیٰ کی طرف کہ وہ تم کو اس میں صحیح راستہ بتائیں گے اور نادانی کو تم پر واضح کر دیں گے اور امر حق کی معرفت کرائیں گے خدا فرماتا ہے کہ اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھو۔

۱۱ ۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْمِنْقَرِيِّ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَاعَبْدِاللهِ عليه السلام يَقُولُ: وَجَدْتُ عِلْمَ النَّاسِ كُلَّهُ فِي أَرْبَعٍ: أَوَّلُهَا أَنْ تَعْرِفَ رَبَّكَ وَالثَّانِي أَنْ تَعْرِفَ مَا صَنَعَ بِكَ وَالثَّالِثُ أَنْ تَعْرِفَ مَاأَرَادَ مِنْكَ وَالرَّابِعُ أَنْ تَعْرِفَ مَا يُخْرِجُكَ مِنْ دِينِكَ.

۱۱۔ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کو فرماتے سنا میں نے تمام آدمیوں کے علم کو چار صورتوں میں پایا۔ اوّل یہ کہ تو اپنے رب کی معرفت حاصل کرے دوسرے یہ کہ پہچانے کہ خدا نے تیرے اوپر کیا کیا احسان کئے ہیں تیسرے یہ جانے کہ خدا تجھ سے کیا چاہتا ہے چوتھے یہ جانے کہ کیا باتیں تجھے دین سے خارج کر دیں گی۔

۱۲ ۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ قُلْتُ: لِأَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام: مَاحَقُّ اللهِ عَلَىٰ خَلْقِهِ؟ فَقَالَ: أَنْ يَقُولُوا مَايَعْلَمُونَ وَيَكُفُّوا عَمَّا لَايَعْلَمُونَ فَإِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ فَقَدْ أَدَّوْا إِلَى اللهِ حَقَّهُ.

۱۲۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا اللہ کا کیا حق ہے اپنی مخلوق پر، فرمایا۔ وہ کہیں جو جانتے ہیں اور باز رہیں اس سے جو نہیں جانتے۔ ایسی صورت میں وہ اللہ کا حق ادا کریں گے۔

۱۳ ـ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ ، عَنِ ابْنِ سِنَانٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَرْوَانَ الْعِجْلِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَنْظَلَةَ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا عبدالله ﷺ يقولُ : اعْرِفُوا مَنَازِلَ النَّاسِ عَلَى قَدْرِ رِوَايَتِهِمْ عَنَّا.

۱۳۔ فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اللہ کے نزدیک لوگوں کے مراتب کا حال معلوم کرنے کے لئے یہ دیکھو کہ وہ ہم سے ہیں روایت کرنے میں کیسے ہیں کثرت تو نہیں کرتے اور (اپنی طرف سے اس کے معنی تو بیان نہیں کرتے)

۱٤ـ الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَكَرِيَّا الْغَلَابِيِّ ، عَنِ ابْنِ عَائِشَةَ الْبَصْرِيِّ رَفَعَهُ أَنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ﷺ قَالَ فِي بَعْضِ خُطَبِهِ : أَيُّهَا النَّاسُ اعْلَمُوا أَنَّهُ لَيْسَ بِعَاقِلٍ مَنِ انْزَعَجَ مِنْ قَوْلِ الزُّورِ فِيهِ وَلَا بِحَكِيمٍ مَنْ رَضِيَ بِثَنَاءِ الْجَاهِلِ عَلَيْهِ ، النَّاسُ أَبْنَاءُ مَا يُحْسِنُونَ وَقَدْرُ كُلِّ امْرِئٍ مَا يُحْسِنُ فَتَكَلَّمُوا فِي الْعِلْمِ تَبَيَّنْ أَقْدَارُكُمْ.

۱٤۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک خطبہ میں فرمایا ہے کہ لوگو جان لو کہ وہ شخص عقلمند نہیں جو اپنے متعلق کسی جھوٹی بات کے کہنے پر خوشی سے اچھل پڑا۔ اور کہنے والے کو سرزنش نہ کرے اور عقلمند و حکیم نہیں وہ شخص جو جاہل کی تعریف پر راضی ہو۔

۱٥ـ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنِ الْوَشَّاءِ ، عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ ﷺ يَقُولُ وَ عِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ يُقَالُ لَهُ: عُثْمَانُ الْأَعْمَى وَهُوَ يَقُولُ: إِنَّ الْحَسَنَ الْبَصْرِيَّ يَزْعَمُ أَنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ الْعِلْمَ يُؤْذِي رِيحُ بُطُونِهِمْ أَهْلَ النَّارِ ، فَقَالَ : أَبُو جَعْفَرٍ ﷺ : فَهَلَكَ إِذَنْ مُؤْمِنُ آلِ فِرْعَوْنَ مَازَالَ الْعِلْمُ مَكْتُوماً مُنْذُ بَعَثَ اللهُ نُوحاً ﷺ فَلْيَذْهَبِ الْحَسَنُ يَمِيناً وَ شِمَالاً فَوَاللهِ مَا يُوجَدُ الْعِلْمُ إِلَّا هٰهُنَا .

۱۵۔ حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ جب آپ کے پاس بصرہ کا ایک شخص عثمان نابینا بیٹھا ہوا تھا

اور اس نے کہا کہ حسن بصری کا گمان یہ ہے کہ جو لوگ علم کو چھپاتے ہیں ان کے بدن کی بدبو دوزخیوں کو تکلیف پہنچائے گی حضرت نے فرمایا تو اس صورت میں مومن آل فرعون جہنمی قرار پایا، کیونکہ وہ علم و ایمان کو چھپاتا تھا۔ جب خدا نے نوحؑ کو مبعوث کیا علم تو (ان کے اوصیاء میں) چھپا ہی رہا حسن بصری کے دائیں بائیں جا کر یہ سنا دو کہ یہاں کے سوا (یعنی آئمہ معصومین کے سوا) علم اور کہیں پایا ہی نہیں جاتا۔

باب ہیجدہم (۱۸)

روایت کتب و حدیث و فضیلت کتابت و تمسک بالکتب

۱۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ يُونُسَ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَوْلَ اللهِ جَلَّ ثَنَاؤُهُ: «اَلَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ» قَالَ: هُوَ الرَّجُلُ يَسْمَعُ الْحَدِيثَ فَيُحَدِّثُ بِهِ كَمَا سَمِعَهُ لَا يَزِيدُ فِيهِ وَلَا يَنْقُصُ مِنْهُ.

۱۔ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق پوچھا الذین یستمعون الخ فرمایا اس سے مراد وہ شخص ہے جو ہماری حدیث کو ویسے ہی بیان کرتا ہے جیسا سنتا ہے نہ اس میں کچھ زیادہ کرتا ہے اور نہ کم۔

۲۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنِ ابْنِ أُذَيْنَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام أَسْمَعُ الْحَدِيثَ مِنْكَ فَأَزِيدُ وَأَنْقُصُ؟ قَالَ: إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ مَعَانِيَهُ فَلَا بَأْسَ.

۲۔ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ میں آپ سے جو کلام سنتا ہوں چاہتا ہوں کہ اس کی روایت بے کم و کاست کروں۔ لیکن یاد نہیں آتا، فرمایا عمداً تو ایسا نہیں کرتے کہ جو بیان کرتے ہو اس سے لوگوں کو بدگمانی میں ڈالو۔ میں نے کہا نہیں فرمایا معنی و مفہوم تو بے کم و کاست بیان کرتے ہو۔ میں نے کہا ہاں، فرمایا تو کوئی مضائقہ نہیں۔

۳۔ وَعَنْهُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنِ ابْنِ سِنَانٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ فَرْقَدٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام: إِنِّي أَسْمَعُ الْكَلَامَ مِنْكَ فَأُرِيدُ أَنْ أَرْوِيَهُ كَمَا سَمِعْتُهُ مِنْكَ فَلَا يَجِيءُ، قَالَ: فَتَتَعَمَّدُ

ذٰلِكَ ؟ قُلْتُ : لاٰ فَقَالَ : تُرِيدُ الْمَعَانِيَ ؟ قُلْتُ : نَعَمْ ، قَالَ فَلاٰ بَأْسَ

۳۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کہا کہ میں جو حدیث آپ سے سنتا ہوں جب دوسروں سے نقل کرتا ہوں تو الفاظ میں کمی بیشی ہو جاتی ہے کیا یہ جائز ہے فرمایا کہ اگر معنی میں کوئی کمی و زیادتی نہیں ہوتی اور ہمارے مفہوم کو نہیں بدلتا تو کوئی مضائقہ نہیں۔

٤۔ وَعَنْهُ ، عَنْ أَحْمَدَبْنِ مُحَمَّدِبْنِ عِيسَى ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِاللهِ ؑ : اَلْحَدِيثَ أَسْمَعُهُ مِنْكَ أَرْوِيهِ عَنْ أَبِيكَ أَوْ أَسْمَعُهُ مِنْ أَبِيكَ أَرْوِيهِ عَنْكَ ؟ قَالَ سَوَاءٌ إِلاَّ أَنَّكَ تَرْوِيهِ عَنْ أَبِي أَحَبُّ إِلَيَّ وَقَالَ أَبُوعَبْدِاللهِ ؑ لِجَمِيلٍ: مَا سَمِعْتَ مِنِّي فَارْوِهِ عَنْ أَبِي

۴۔ میں نے صادق آل محمدؑ سے کہا جو حدیث میں آپ سے سنتا ہوں آپ کے والد ماجد کے نام سے روایت کرتا ہوں اور جو اُن سے سنتا ہوں وہ آپ کے نام سے بیان کر دیتا ہوں اس میں کوئی حرج تو نہیں۔ فرمایا کوئی مضائقہ نہیں، بات برابر ہے۔ آگاہ ہو جو تم میرے پدر بزرگوار کے نام سے ہمیری حدیث نقل کر دیا کرو۔ (اور یہ تقیہ) وہ شبہ کسے ہے۔

٥۔ وَعَنْهُ ، عَنْ أَحْمَدَبْنِ مُحَمَّدٍ ، وَمُحَمَّدُبْنُ الْحُسَيْنِ ، عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِاللهِ ؑ يَجِيئُنِي الْقَوْمُ فَيَسْتَمِعُونَ مِنِّي حَدِيثَكُمْ فَأَضْجَرُ وَلاَ أَقْوَى ، قَالَ : فَاقْرَأْ عَلَيْهِمْ مِنْ أَوَّلِهِ حَدِيثاً وَمِنْ وَسَطِهِ حَدِيثاً وَمِنْ آخِرِهِ حَدِيثاً

۵۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ لوگ میرے پاس آپ کی کتاب حدیث سننے کے لئے آتے ہیں تو آپ لوگوں کی کثرت حدیث سے دل تنگ پریشان اور کمزوری محسوس کرنے لگتا ہوں فرمایا حدیث کے تین حصہ کر کے انھیں سناؤ۔ پہلے اوّل حصہ پڑھو پھر درمیان پھر آخر۔

٦- عَنْهُ بِإِسْنَادِهِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عُمَرَ الْحَلَّالِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا ؑ: اَلرَّجُلُ مِنْ أَصْحَابِنَا يُعْطِينِي الْكِتَابَ وَلَا يَقُولُ: ارْوِهِ عَنِّي يَجُوزُ لِي أَنْ أَرْوِيَهُ عَنْهُ؟ قَالَ: فَقَالَ: إِذَا عَلِمْتَ أَنَّ الْكِتَابَ لَهُ فَارْوِهِ عَنْهُ.

۶- میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا۔ ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص مجھے حدیث کی کتاب دیتا ہے اور یہ نہیں کہتا کہ میری طرف سے اس کی روایت کرنا پس میرے لئے جائز ہے کہ میں اس کی طرف سے روایت کروں۔ فرمایا جب تم جان لو کہ یہ اسی نے ہم سے لکھا ہے تو اس کی طرف سے روایت کرو۔

٧- عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، وَعَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ النَّوْفَلِيِّ عَنِ السَّكُونِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِاللَّهِ ؑ قَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ ؑ: إِذَا حَدَّثْتُمْ بِحَدِيثٍ فَأَسْنِدُوهُ إِلَى الَّذِي حَدَّثَكُمْ فَإِنْ كَانَ حَقّاً فَلَكُمْ وَإِنْ كَانَ كَذِباً فَعَلَيْهِ.

۷- امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا جب تم کوئی حدیث نقل کرو تو اس راوی کا ذکر کرو جس سے تم نے سنی ہے پس اگر وہ سچا ہے تو اس کا فائدہ تمہیں پہنچے گا اور اگر جھوٹی ہے تو اس کا نقصان اس روایت کرنیوالے کو پہنچے گا۔

٨- عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْمَدَنِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ حُسَيْنٍ الْأَحْمَسِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللَّهِ ؑ قَالَ: الْقَلْبُ يَتَّكِلُ عَلَى الْكِتَابَةِ.

۸- فرمایا صادق آل محمد نے دل اعتماد کرتا ہے لکھے پر یعنی جو حدیث سنو اسے لکھ لو تاکہ اس میں شک نہ رہے۔

٩- اَلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْوَشَّاءِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِاللَّهِ ؑ يَقُولُ: اُكْتُبُوا فَإِنَّكُمْ لَا تَحْفَظُونَ حَتَّى تَكْتُبُوا.

۹- فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ جب کوئی حدیث سنو تو اسے لکھ لیا کرو اس لئے کہ تم بغیر لکھے یاد نہ رکھ سکو گے۔

۱۰۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيىٰ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسىٰ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ، عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ زُرَارَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام: احْتَفِظُوا بِكُتُبِكُمْ فَإِنَّكُمْ سَوْفَ تَحْتَاجُونَ إِلَيْهَا.

۱۰۔ عُبَیدِ بن زُرارہ سے مروی ہے کہ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ جو حدیث سنو اُسے لکھ لو اور پھر اپنے بھائیوں میں نشر کرو

۱۱۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الْبَرْقِيِّ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَيْبَرِيِّ، عَنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام: اكْتُبْ وَ بُثَّ عِلْمَكَ فِي إِخْوَانِكَ فَإِنْ مِتَّ فَأَوْرِثْ كُتُبَكَ بَنِيكَ فَإِنَّهُ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانُ هَرْجٍ لَا يَأْنَسُونَ فِيهِ إِلَّا بِكُتُبِهِمْ.

۱۱۔ اگر تم مرنے لگو تو اس کو اپنی اولاد میں بطور میراث چھوڑو ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ لوگ کتابوں سے مانوس ہوں گے

۱۲۔ وَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ رَفَعَهُ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام: إِيَّاكُمْ وَ الْكَذِبَ الْمُفْتَرِعَ قِيلَ لَهُ: وَمَا الْكَذِبُ الْمُفْتَرِعُ؟ قَالَ: أَنْ يُحَدِّثَكَ الرَّجُلُ بِالْحَدِيثِ فَتَتْرُكَهُ وَ تَرْوِيَهُ عَنِ الَّذِي حَدَّثَكَ عَنْهُ.

۱۲۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے کو کذب و مفترع سے بچاؤ۔ پوچھا گیا کہ کذب و مفترع کیا ہے فرمایا تم کسی حدیث کو امام سے روایت کرو اور اس کا نام نہ بتاؤ۔

۱۳۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيىٰ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسىٰ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ، عَنْ جَمِيلِ بْنِ دَرَّاجٍ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام: أَعْرِبُوا حَدِيثَنَا فَإِنَّا قَوْمٌ فُصَحَاءُ.

۱۳۔ فرمایا صادق آل محمد نے کہ ہماری احادیث پر اعراب لگاؤ کہ ہم خانوادۂ رسالت اور فصحائے عرب ہیں ہمارے کلام میں تغیر و تبدل نہ ہو۔ اعراب لگانے کے بعد لوگ پڑھنے میں غلطی نہ کریں گے۔

١٤- عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ وَحَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ وَغَيْرِهِ قَالُوا: سَمِعْنَا أَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام يَقُولُ: حَدِيثِي حَدِيثُ أَبِي وَحَدِيثُ أَبِي حَدِيثُ جَدِّي وَحَدِيثُ جَدِّي حَدِيثُ الْحُسَيْنِ وَحَدِيثُ الْحُسَيْنِ حَدِيثُ الْحَسَنِ وَحَدِيثُ الْحَسَنِ حَدِيثُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَحَدِيثُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام حَدِيثُ رَسُولِ اللهِ وَحَدِيثُ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

۱۴۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے میری حدیث میرے والد ماجد کی حدیث ہے اور ان کی حدیث میرے حسینؑ کی اور ان کی حدیث حسنؑ کی اور ان کی حدیث امیرالمومنین کی اور ان کی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور رسولؐ کی حدیث خدائے عزوجل کا قول ہے۔

١٥- عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي خَالِدٍ شَيْنُولَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ الثَّانِي عليه السلام: جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّ مَشَايِخَنَا رَوَوْا عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ وَأَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَكَانَتِ التَّقِيَّةُ شَدِيدَةً فَكَتَمُوا كُتُبَهُمْ وَلَمْ تُرْوَ عَنْهُمْ فَلَمَّا مَاتُوا صَارَتِ الْكُتُبُ إِلَيْنَا فَقَالَ: حَدِّثُوا بِهَا فَإِنَّهَا حَقٌّ.

۱۵۔ یعنی میں نے امام محمد تقی علیہ السلام سے کہا میں آپ پر قربان کہ جس جماعت سے ہم کو احادیث پہنچی ہیں انھوں نے روایت کی ہے امام محمد باقر اور امام جعفر علیہم السلام سے اس زمانہ میں سخت تقیہ تھا انھوں نے اپنی کتب احادیث کو چھپا دیا۔ پس ان کتابوں سے احادیث نقل نہ کی گئیں ان کے مرنے کے بعد وہ کتابیں ملیں۔ پس ان کتابوں سے ہم نقل حدیث کریں یا نہیں۔ فرمایا کرو۔ وہ صحیح و کار آمد ہیں۔

باب نوزدہم (۱۹)

تقلید

١- عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَحْيَى، عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ، عَنْ

أَبِي بَصِيرٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: قُلْتُ لَهُ: «اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَاباً مِنْ دُونِ اللهِ»؟ فَقَالَ: أَمَا وَاللهِ مَا دَعَوْهُمْ إِلَى عِبَادَةِ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ دَعَوْهُمْ مَا أَجَابُوهُمْ وَلٰكِنْ أَحَلُّوا لَهُمْ حَرَاماً وَحَرَّمُوا عَلَيْهِمْ حَلَالاً فَعَبَدُوهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ

(۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ راوی کہتا ہے کہ میں نے حضرت کے سامنے یہ آیت پڑھی۔ نصرانیوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے علماء اور رہبانوں کو اپنا رب بنا لیا اور اس کا مطلب پوچھا فرمایا نصاریٰ کو ان کے علماء و رہبان نے اپنے نفسوں کی پرستش کی دعوت نہیں دی تھی اور اگر ایسی دعوت دیتے تو وہ قبول نہ کرتے لیکن ان کے علماء نے یہ کیا کہ حلال کو حرام بتایا اور حرام کو حلال، بس انھوں نے اپنے علماء کی تقلید کی۔ اس طرح لاشعوری طور پر ان کی عبادت کی۔

۲۔ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام: يَا مُحَمَّدُ أَنْتُمْ أَشَدُّ تَقْلِيداً أَمِ الْمُرْجِئَةُ؟ قَالَ: قُلْتُ: قَلَّدْنَا وَقَلَّدُوا فَقَالَ: لَمْ أَسْأَلْكَ عَنْ هٰذَا، فَلَمْ يَكُنْ عِنْدِي جَوَابٌ أَكْثَرُ مِنَ الْجَوَابِ الْأَوَّلِ فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام: إِنَّ الْمُرْجِئَةَ نَصَبَتْ رَجُلاً لَمْ تَفْرِضْ طَاعَتَهُ وَقَلَّدُوهُ وَأَنْتُمْ نَصَبْتُمْ رَجُلاً وَفَرَضْتُمْ طَاعَتَهُ ثُمَّ لَمْ تُقَلِّدُوهُ فَهُمْ أَشَدُّ مِنْكُمْ تَقْلِيداً.

۲۔ محمد بن عبیدہ سے روایت ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا اے محمد تم شیعہ اپنے امام کی بات زیادہ ماننے والے ہو یا تمہارے مخالف، میں نے کہا انھوں نے بھی تقلید کی ہم نے بھی تقلید کی۔ حضرت نے فرمایا میرا یہ سوال نہیں میں نے کہا اس کے علاوہ میرے پاس جواب نہیں۔ حضرت نے فرمایا میرا کہنا یہ ہے کہ مرجیہ فرقہ نے ایسے کو اپنا امام بنایا جس کی اطاعت ان پر فرض نہ تھی مگر اس پر بھی انھوں نے اس کی تقلید کی اور بات مانی۔ اور تم نے امام مانا ایسے شخص کو جس کی اطاعت کو تم نے فرض سمجھا ہے مگر اس پر بھی تم نے اس کی پیروی نہ کی، پس تقلید کے بارے میں وہ تم سے زیادہ رہے۔

۳۔ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ عَبْدِاللهِ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام فِي قَوْلِ اللهِ جَلَّ وَعَزَّ: «اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَاباً مِنْ

دُونِ اللهِ » فَقالَ : وَاللهِ ما صامُوا لَهُمْ وَلا صَلّوا لَهُمْ وَلكِنْ أَحَلّوا لَهُمْ حَراماً وَ حَرَّمُوا عَلَيْهِمْ حَلالاً فَاتَّبَعُوهُمْ.

۳۔ ابوعبداللہ علیہ السلام سے مروی ہے اس آیہ کے متعلق (نصاریٰ نے اپنے علماء اور رہبان کو چھوڑ کر اپنا رب بنایا) فرمایا واللہ نصاریٰ نے ان کے لئے روزے رکھے تھے اور نہ نماز پڑھی تھی بلکہ ان کے علماء نے حلال کو ان کے لئے حرام قرار دے دیا تھا اور حرام کو حلال، پس اس امر میں انھوں نے اپنے علماء کا اتباع کیا تھا۔

باب بستم (۲۰)

بدعت و رائے و قیاس

۱۔ اَلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَشْعَرِيّ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْوَشّاءِ، وَ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحابِنا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ فَضّالٍ جَمِيعاً عَنْ عاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ﷺ قالَ : خَطَبَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ ﷺ النّاسَ فَقالَ : أَيُّهَا النّاسُ ! إِنَّما بَدْءُ وُقُوعِ الْفِتَنِ أَهْواءٌ تُتَّبَعُ وَ أَحْكامٌ تُبْتَدَعُ يُخالَفُ فِيها كِتابُ اللهِ يَتَوَلّى فِيها رِجالٌ رِجالاً فَلَوْ أَنَّ الْباطِلَ خَلَصَ لَمْ يَخْفَ عَلى ذِي حِجًى وَلَوْ أَنَّ الْحَقَّ خَلَصَ لَمْ يَكُنِ اخْتِلافٌ وَلكِنْ يُؤْخَذُ مِنْ هذا ضِغْثٌ وَ مِنْ هذا ضِغْثٌ فَيَمْتَزِجانِ فَيَجِيئانِ مَعاً فَهُنالِكَ اسْتَحْوَذَ الشَّيْطانُ عَلى أَوْلِيائِهِ وَنَجَى الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَ اللهِ الْحُسْنى.

۱۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک خطبہ میں فرمایا۔ لوگو فتنوں کی ابتداء خواہشات نفسانی کی پیروی اور اپنی طرف سے ان احکام کی ایجادات سے ہوتی ہے جو کتاب اللہ کے سراسر خلاف ہوتے ہیں اور لوگ لوگوں کو اس میں صاحب تصرف بنا لیتے ہیں پس اگر باطل کی صورت سے سامنے آتا ہے تو صاحبان عقل سے پوشیدہ نہ رہتا اور حق خالص صورت میں ہوتا تو اختلاف پیدا ہی نہ ہوتا لیکن ہوتا یہ ہے کہ کچھ باطل سے لیا جاتا ہے اور کچھ حق سے۔ اور یہ دونوں خلط ملط ہو کر لوگوں کے سامنے آتے ہیں اس صورت میں شیطان اپنے اولیاء پر غالب آجاتا ہے اور نجات پاتے ہیں باطل سے وہ لوگ جن کے لئے خیت

ایزدی میں بہترین منزلت ہے یعنی جنت۔

۲۔ اَلْحُسَیْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمْهُورٍ الْعَمِّيِّ يَرْفَعُهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ: إِذَا ظَهَرَتِ الْبِدَعُ فِي أُمَّتِي فَلْيُظْهِرِ الْعَالِمُ عِلْمَهُ فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ.

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بدعت میری امت میں ظاہر ہو تو عالم پر واجب ہے کہ وہ اپنے علم کو ظاہر کرے اور جو ایسا نہیں کرے گا اس پر اللہ کی لعنت۔

۳۔ وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمْهُورٍ رَفَعَهُ قَالَ: مَنْ أَتَى ذَا بِدْعَةٍ فَعَظَّمَهُ فَإِنَّمَا يَسْعَى فِي هَدْمِ الْإِسْلَامِ.

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی صاحب بدعت کے پاس آیا اور اس کی بزرگی کا اقرار کیا تو اس نے اسلام کو تباہ کرنے کی کوشش کی۔

۴۔ وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمْهُورٍ رَفَعَهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ أَبَى اللَّهُ لِصَاحِبِ الْبِدْعَةِ بِالتَّوْبَةِ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَ كَيْفَ ذَلِكَ؟ قَالَ: إِنَّهُ قَدْ أُشْرِبَ قَلْبُهُ حُبَّهَا

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ خدا نے صاحب بدعت کی توبہ قبول کرنے سے انکار فرمایا ہے کسی نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کیوں فرمایا۔ اس لئے کہ اس کے دل میں بدعت کی محبت راسخ ہو گئی۔ خدا جانتا ہے کہ وہ ترک بدعت نہیں کرے گا۔

۵۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ علیہ السلام يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ: إِنَّ عِنْدَ كُلِّ بِدْعَةٍ تَكُونُ مِنْ بَعْدِي يُكَادُ بِهَا الْإِيمَانُ وَلِيّاً مِنْ أَهْلِ بَيْتِي مُوَكَّلاً بِهِ يَذُبُّ عَنْهُ، يَنْطِقُ بِإِلْهَامٍ مِنَ اللَّهِ وَ يُعْلِنُ الْحَقَّ وَ يُنَوِّرُهُ وَ

يَرُدُّ كَيْدَ الْكَائِدِينَ يُعَبِّرُ عَنِ الضُّعَفَاءِ، فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ وَتَوَكَّلُوا عَلَى اللَّهِ.

۵۔ فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر بدعت پر جو واقع ہوگی میرے بعد تو اس پر جنگ کی جائیگی خدا اور رسول کی طرف مائل کرنے کے لئے اور اس کے لئے ولی ہوگا۔ میرے اہلبیت سے ایک شخص خوبیان دین و متوکل ہوگا دشمنوں کے حملوں کو احکام دین کے متعلق دفاع کریگا امر حق کا اعلان کریگا اور مطابق الہام الہٰی کلام کریگا اور مکاروں کے مکرو فریب کو دفع کریگا ضعیفوں کی طرف سے گفتگو کرے گا پس اے صاحبان عقل عبرت حاصل کرو اور اللہ پر توکل کرو۔

٦۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ، وَعَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ هَارُونَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْعَدَةَ بْنِ صَدَقَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام وَعَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ رَفَعَهُ، عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ مِنْ أَبْغَضِ الْخَلْقِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَرَجُلَيْنِ: رَجُلٌ وَكَلَهُ اللَّهُ إِلَى نَفْسِهِ فَهُوَ جَائِرٌ عَنْ قَصْدِ السَّبِيلِ مَشْعُوفٌ بِكَلَامِ بِدْعَةٍ، قَدْ لَهِجَ بِالصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ فَهُوَ فِتْنَةٌ لِمَنِ افْتَتَنَ بِهِ، ضَالٌّ عَنْ هَدْيِ مَنْ كَانَ قَبْلَهُ، مُضِلٌّ لِمَنِ اقْتَدَى بِهِ فِي حَيَاتِهِ وَبَعْدَ مَوْتِهِ، حَمَّالٌ خَطَايَا غَيْرِهِ، رَهْنٌ بِخَطِيئَتِهِ وَرَجُلٌ قَمَشَ جَهْلاً فِي جُهَّالِ النَّاسِ، عَانٍ بِأَغْبَاشِ الْفِتْنَةِ قَدْ سَمَّاهُ أَشْبَاهُ النَّاسِ عَالِماً وَلَمْ يَغْنَ فِيهِ يَوْماً سَالِماً، بَكَّرَ فَاسْتَكْثَرَ، مَا قَلَّ مِنْهُ خَيْرٌ مِمَّا كَثُرَ، حَتَّى إِذَا ارْتَوَى مِنْ آجِنٍ وَاكْتَنَزَ مِنْ غَيْرِ طَائِلٍ، جَلَسَ بَيْنَ النَّاسِ قَاضِياً ضَامِناً لِتَخْلِيصِ مَا الْتَبَسَ عَلَى غَيْرِهِ وَإِنْ خَالَفَ قَاضِياً سَبَقَهُ لَمْ يَأْمَنْ أَنْ يَنْقُضَ حُكْمَهُ مَنْ يَأْتِي بَعْدَهُ، كَفِعْلِهِ بِمَنْ كَانَ قَبْلَهُ وَإِنْ نَزَلَتْ بِهِ إِحْدَى الْمُبْهَمَاتِ الْمُعْضِلَاتِ هَيَّأَ لَهَا حَشْواً مِنْ رَأْيِهِ ثُمَّ قَطَعَ بِهِ فَهُوَ مِنْ لَبْسِ الشُّبُهَاتِ فِي مِثْلِ غَزْلِ الْعَنْكَبُوتِ لَا يَدْرِي أَصَابَ أَمْ أَخْطَأَ، لَا يَحْسَبُ الْعِلْمَ فِي شَيْءٍ مِمَّا أَنْكَرَ، وَلَا يَرَى أَنَّ وَرَاءَ مَا بَلَغَ فِيهِ مَذْهَباً، إِنْ قَاسَ شَيْئاً بِشَيْءٍ لَمْ يُكَذِّبْ نَظَرَهُ وَإِنْ أَظْلَمَ عَلَيْهِ أَمْرٌ اكْتَتَمَ بِهِ لِمَا يَعْلَمُ مِنْ جَهْلِ نَفْسِهِ لِكَيْلَا يُقَالَ لَهُ: لَا يَعْلَمُ، ثُمَّ جَسَرَ فَقَضَى، فَهُوَ مِفْتَاحُ عَشَوَاتٍ، رَكَّابُ شُبُهَاتٍ، خَبَّاطُ جَهَالَاتٍ، لَا يَعْتَذِرُ مِمَّا لَا يَعْلَمُ فَيَسْلَمَ وَلَا يَعَضُّ فِي الْعِلْمِ بِضِرْسٍ قَاطِعٍ فَيَغْنَمَ، يَذْرِي الرِّوَايَاتِ ذَرْوَ الرِّيحِ الْهَشِيمَ تَبْكِي مِنْهُ الْمَوَارِيثُ وَتَصْرُخُ مِنْهُ الدِّمَاءُ! يُسْتَحَلُّ بِقَضَائِهِ الْفَرْجُ

الْحَرَامَ وَيُحَرِّمُ بِقَضَائِهِ الْفَرْجَ الْحَلَالَ لَامَلِيٌّ بِإِصْدَارِ مَا عَلَيْهِ وَرَدَ وَلَا هُوَ أَهْلٌ لِمَا مِنْهُ فَرَطَ مِنِ ادِّعَائِهِ عِلْمَ الْحَقِّ.

۶ ۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک سب سے بدتر دشمن دو ہیں ایک وہ کہ خدا نے چھوڑا اس کے کام کو اس پر کہ سلب توفیق کی اس سے کہ وہ امام حق سے بے مکابرہ و اختلاف امرِ حق کو حاصل کرے پس وہ راہِ راست سے ہٹ گیا اور اپنے پُر از بدعت کلام کا عاشق بن گیا اور بجائے احکام قرآن اور صحیح دلائل کو لینے کے وہ روزہ و نماز پر فریفتہ ہو کر رہ گیا وہ ایک فتنہ ہے اپنے مریدوں کے لئے اور راہِ حق سے ہٹانے والا ہے اپنی زندگی میں ان لوگوں کو جو اس کی بات قبول کریں اور اپنی موت کے بعد بھی۔ اپنی پیروی کرنے والوں کے لئے وہ دوسروں کے گناہوں کا اٹھانے والا ہے اور اپنے گناہوں میں گرفتار ہے دوسرے وہ قاضی اور مفتی وغیرہ ہے جو جہل مرکب کا شکار ہو کر دوسروں کو جہالت میں پھانستا ہے اور فتنوں کو پھیلانے میں مدد دیتا ہے اور عوام الناس نے جو جاہل ہیں اس کو عالم سمجھ رکھا ہے۔ حالانکہ اس کا ایک دن بھی احکام الٰہیہ کے متعلق شبہ سے خالی نہیں۔ اس کے جہل مرکب کا نشان یہ ہے کہ جلدی جلدی اس نے بہت کچھ حاصل کر لیا اس چیز کو جس کا کم بہتر ہے اس کے زیادہ سے۔ یہاں تک کہ جب وہ آب گندہ سے سیراب ہو گیا اور لاطائل باتوں سے پُر ہو گیا تو قاضی بن بیٹھا اور ضامن بن بیٹھا لوگوں کو شبہات سے نکالنے کا۔ اگر اس نے اپنے سے پہلے کے قاضی کے حکم کی مخالفت کی تو وہ بے خوف نہ ہوا اس سے کہ اس کے بعد آنے والا اس کے حکم کو اس طرح توڑ دے گا جس طرح اس نے اپنے سے پہلے کے حکم کو توڑا ہے اور اگر کوئی سخت مسئلہ سامنے آ جاتا ہے تو اپنی رائے سے انٹ سنٹ بیان کرنے لگتا ہے پھر ان نامعقول باتوں پر معاملہ کو ختم کر دیتا ہے اور شبہات کی پردہ پوشی کے لئے حکم لگاتا ہے جس کی مثال مکڑی کے جالا تننے کی ہے۔ نہ اسے یہ پتہ کہ یہ رائے اس کی صحیح ہے یا غلط۔ اور اس کے گمان میں یہ بات نہیں کہ جس سے انکار کیا ہے علم اس میں ہے اور یہ نہیں سمجھتا کہ پیروی ظن اور قیاس آرائی میں پڑا ہوا ہے مذہب اس سے بالکل الگ ہے اگر قیاس کرتا ہے ایک چیز کا دوسری چیز پر بہ سبب دونوں کے مشابہ ہونے کے تو اپنی فکر کو غلط نہیں سمجھتا۔ اگر کوئی امر مخفی اس پر تاریک ہو جاتا ہے یعنی اپنے قیاس کی راہ میں نہیں پاتا تو چھپاتا ہے اس کو اپنے جہالت آگیں علم سے تاکہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ وہ نہیں جانتا، پس جسارت کر کے حکم لگاتا ہے اور کبھی بنکا ہے اندھاپن کی بسیار شبہات کی اور شکوک اوہام سے خبط الحواسی کرتا ہے جو نہیں جانتا اس کے متعلق عذر نہیں کرتا۔ تاکہ گمراہی سے بچے، اور پوری قوت سے علم حاصل نہیں کرتا تاکہ غنیمت علم و دانش حاصل کرے اور احادیث اس طرح پراگندہ کرتا ہے جیسے تیز ہوا گھاس کو۔ اس کے غلط حکم دینے سے میراث

روتی ہے اور مظلوموں کے خون جنہیں اس نے اپنے فتوے سے حرام شرمگاہوں کو حلال کر دیا اور اپنے فیصلے شرمگاہوں کو حرام بنا دیا۔ جو احکام اس سے صادر ہوئے وہ ان کے لئے بڑا اظلم نہیں، اور علم حق کے متعلق جو کچھ کرتا ہے وہ اس کا اہل نہیں۔

نوٹ:۔ حضرت نے اپنے خطبہ میں یہ ظاہر فرمایا ہے کہ ایک گروہ تو ان صوفی صاحبان کا ہے جو اہلبیت علیہم السلام کے صحیح راستہ سے ہٹ کر اپنا ایک نیا راستہ بنانے والے ہیں بظاہر روزے نماز کے بڑے پابند بن کر اپنے مریدوں کو اپنی رائے اور قیاس پر عمل کرا کے ان کو گمراہ کر رہے ہیں، دوسرا گروہ ان قاضیوں اور مفتیوں کا ہے جو جہل مرکب کا شکار ہیں وہ مدعی تو اس کے ہیں کہ لوگوں کے شبہات کو زائل کرنے والے ہیں حالانکہ وہ پیروی شیطان کر کے خود جہالت میں مبتلا ہیں اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ ایک قاضی یا مفتی دوسرے کے حکم کو توڑ دیتا ہے۔

۷ـ اَلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْوَشَّاءِ، عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي شَيْبَةَ الْخُرَاسَانِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام يَقُولُ: إِنَّ أَصْحَابَ الْمَقَايِيسِ طَلَبُوا الْعِلْمَ بِالْمَقَايِيسِ فَلَمْ تَزِدْهُمُ الْمَقَايِيسُ مِنَ الْحَقِّ إِلَّا بُعْداً وَ إِنَّ دِينَ اللهِ لَا يُصَابُ بِالْمَقَايِيسِ.

۷۔ میں نے حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام سے سنا کہ قیاس کرنے والے لوگ علم کو قیاس میں تلاش کرتے ہیں لیکن یہ قیاسات انہیں حق سے دور ہی ہٹاتے جاتے ہیں۔ دین قیاسات سے حاصل نہیں ہوتا۔

۸ ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ رَفَعَهُ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ وَ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ قَالَا: كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَ كُلُّ ضَلَالَةٍ سَبِيلُهَا إِلَى النَّارِ.

۸۔ فرمایا امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام نے کہ ہر بدعت ضلالت ہے اور ہر جہالت کا راستہ جہنم کی طرف ہے۔

۹ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حُكَيْمٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ مُوسَى عليه السلام: جُعِلْتُ فِدَاكَ فُقِّهْنَا فِي الدِّينِ وَ أَغْنَانَا اللهُ بِكُمْ عَنِ النَّاسِ حَتَّى أَنَّ الْجَمَاعَةَ مِنَّا لَتَكُونُ فِي الْمَجْلِسِ، مَا يَسْأَلُ رَجُلٌ صَاحِبَهُ، تَحْضُرُهُ الْمَسْأَلَةُ وَ يَحْضُرُهُ جَوَابُهَا فِيمَا

مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا بِكُمْ فَرُبَّمَا وَرَدَ عَلَيْنَا الشَّيْءُ لَمْ يَأْتِنَا فِيهِ عَنْكَ وَلَا عَنْ آبَائِكَ شَيْءٌ فَنَظَرْنَا إِلَى أَحْسَنِ مَا يَحْضُرُنَا وَ أَوْفَقِ الْأَشْيَاءِ لِمَا جَاءَنَا عَنْكُمْ فَنَأْخُذُ بِهِ؟ فَقَالَ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ فِي ذٰلِكَ وَ اللّٰهِ هَلَكَ مَنْ هَلَكَ يَا ابْنَ حُكَيْمٍ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ أَبَا حَنِيفَةَ كَانَ يَقُولُ: قَالَ: عَلِيٌّ وَقُلْتُ.

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ حُكَيْمٍ لِهِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ: وَاللّٰهِ مَا أَرَدْتُ إِلَّا أَنْ يُرَخِّصَ لِي فِي الْقِيَاسِ.

(۹) محمد ابن حکیم سے مروی ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کہا میں آپ پر فدا ہوں۔ ہم نے علم دین حاصل کیا اور آپ کی وجہ سے ہم دوسروں سے علم حاصل کرنے سے بے پروا ہو گئے یہاں تک کہ ہم میں سے کچھ لوگ جب جلسوں میں جاتے ہیں اور لوگ ہم سے سوال کرتے ہیں تو ہم ان کے جواب دے دیتے ہیں اس لئے کہ خدا نے ہم پر احسان کیا ہے آپ لوگوں کی وجہ سے۔ لیکن بعض اوقات ایسے سوالات بھی سامنے آجاتے ہیں کہ ہم نے ان کا جواب نہ آپ سے حاصل کیا نہ آپ کے آبائے طاہرین سے پس ایسے موقع پر جو ہمیں آتا ہے اس کے ہر پہلو پر غور کر کے جواب دے دیتے ہیں اے ابن حکیم افسوس کیا یہ صحیح فرمایا اس میں ہلاکت ہے جس نے ایسا کیا وہ ہلاک ہوا۔ پھر فرمایا۔ خدا لعنت کرے ابو حنیفہ پر کہ وہ کہتا ہے اس مسئلہ میں علی یہ کہتے ہیں اور میں یہ کہتا ہوں۔ یعنی میرا قول ان کے قول سے بہتر ہے۔
محمد بن حکیم کہتے ہیں کہ میں نے ہشام بن عبد الحکم سے کہا۔ واللہ میں چاہتا تھا کہ مجھے مسائل دین میں قیاس کرنے کی اجازت مل جاتی۔

۱۰ ـ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ رَفَعَهُ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ الْأَوَّلِ عليه السلام بِمَا أُوَحِّدُ اللّٰهَ؟ فَقَالَ: يَا يُونُسُ، لَا تَكُونَنَّ مُبْتَدِعاً، مَنْ نَظَرَ بِرَأْيِهِ هَلَكَ، وَمَنْ تَرَكَ أَهْلَ بَيْتِ نَبِيِّهِ صلى الله عليه وآله ضَلَّ، وَمَنْ تَرَكَ كِتَابَ اللّٰهِ وَ قَوْلَ نَبِيِّهِ كَفَرَ

۱۰۔ یونس بن عبد الرحمٰن سے مروی ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کیا امر ہے جس سے وحدانیت باری تعالیٰ کی شناخت کی جائے۔ فرمایا اے یونس بدعت پسند نہ بن جس نے احکام دین میں اپنی رائے سے عمل کیا وہ ہلاک ہوا اور جس نے اپنے نبی کے اہلبیت کو چھوڑ دیا۔ ہلاک ہوا اور جس نے کتاب خدا اور قول نبی کو ترک کیا وہ کافر ہوا۔

۱۱ ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْوَشَّاءِ، عَنْ مُثَنَّى الْحَنَّاطِ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عليه السلام: تَرِدُ عَلَيْنَا أَشْيَاءُ لَيْسَ نَعْرِفُهَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ وَلَا سُنَّةٍ فَنَنْظُرُ فِيهَا؟

قَالَ: لَا: أَمَا إِنَّكَ إِنْ أَصَبْتَ لَمْ تُؤْجَرْ، وَإِنْ أَخْطَأْتَ كَذَبْتَ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

(۱۱) راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ ہم پر کبھی ایسے مسائل پیش کیے جاتے ہیں جن کا جواب ہم کو نہ قرآن سے ملتا ہے نہ حدیث میں پس ہم خود ہی غور کر کے جواب دے دیتے ہیں۔ فرمایا خبردار ایسا نہ کرنا۔ اگر تمہارا قیاس ٹھیک ہوا تو اس کا اجر نہ ملے گا اور اگر تم نے غلطی کی تو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا۔

۱۲- عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبَانٍ الْكَلْبِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْقَصِيرِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ.

۱۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بدعت ضلالت ہے اور ہر ضلالت کا نتیجہ جہنم ہے۔

۱۳- عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سَمَاعَةَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ مُوسَى عليه السلام قَالَ: قُلْتُ: أَصْلَحَكَ اللهُ إِنَّا نَجْتَمِعُ فَنَتَذَاكَرُ مَا عِنْدَنَا فَلَا يَرِدُ عَلَيْنَا شَيْءٌ إِلَّا وَعِنْدَنَا فِيهِ شَيْءٌ مُسَطَّرٌ وَذَلِكَ مِمَّا أَنْعَمَ اللهُ بِهِ عَلَيْنَا بِكُمْ، ثُمَّ يَرِدُ عَلَيْنَا الشَّيْءُ الصَّغِيرُ لَيْسَ عِنْدَنَا فِيهِ شَيْءٌ فَيَنْظُرُ بَعْضُنَا إِلَى بَعْضٍ وَعِنْدَنَا مَا يُشْبِهُهُ فَنَقِيسُ عَلَى أَحْسَنِهِ؟ فَقَالَ: وَمَا لَكُمْ وَلِلْقِيَاسِ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ هَلَكَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِالْقِيَاسِ ثُمَّ قَالَ: إِذَا جَاءَكُمْ مَا تَعْلَمُونَ فَقُولُوا بِهِ وَإِنْ جَاءَكُمْ مَا لَا تَعْلَمُونَ فَهَا. وَأَهْوَى بِيَدِهِ إِلَى فِيهِ. ثُمَّ قَالَ: لَعَنَ اللهُ أَبَا حَنِيفَةَ كَانَ يَقُولُ: قَالَ عَلِيٌّ وَقُلْتُ أَنَا وَقَالَتِ الصَّحَابَةُ وَقُلْتُ، ثُمَّ قَالَ، أَكُنْتَ تَجْلِسُ إِلَيْهِ؟ فَقُلْتُ: لَا وَلَكِنْ هَذَا كَلَامُهُ، فَقُلْتُ: أَصْلَحَكَ اللهُ أَتَى رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله النَّاسَ بِمَا يَكْتَفُونَ بِهِ فِي عَهْدِهِ؟ قَالَ: نَعَمْ وَمَا يَحْتَاجُونَ إِلَيْهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَقُلْتُ: فَضَاعَ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ؟ فَقَالَ: لَا هُوَ عِنْدَ أَهْلِهِ.

(۱۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر بدعت ضلالت ہے۔ سماعہ بن مہران نے امام موسیٰ کاظمؑ سے کہا۔ اللہ آپ کی حفاظت کرے۔ جب ہم ایک جگہ جمع ہوتے ہیں تو آپ کی احادیث کو یاد کرتے ہیں جو سوال ہم سے کیا جاتا ہے ہم اس کا جواب

ان احادیث میں پالیتے ہیں جو ہمارے پاس لکھی ہوئی ہیں اور یہ وہ نعمت ہے جو اللہ نے آپ کی بدولت ہم کو دی ہے لیکن بعض اوقات کوئی ہلکا سا مسئلہ ایسا بھی ہم سے پوچھا جاتا ہے جس کا جواب ان احادیث میں ہم کو نہیں ملتا۔ اور ہم ایک دوسرے کو تکنے لگتے ہیں اور دلوں میں شبہات پیدا ہوتے ہیں ہم اس وقت کسی اچھے قیاس سے کام لیتے ہیں۔ فرمایا قیاس سے تمہارا کیا تعلق اسی قیاس کی بناء پر تم سے پہلے بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے۔ پھر فرمایا جب تم سے ایسا سوال کیا جائے جس کا جواب تم کو معلوم ہے تو اسے بیان کرو اور اگر معلوم نہ ہو تو حضرت نے اپنے دہن مبارک کی طرف اشارہ کیا کہ ہم سے پوچھا کرو۔ پھر فرمایا اللہ لعنت کرے ابوحنیفہ پر کہ وہ کہا کرتا ہے علی نے یہ کہا ہے اور میں یہ کہتا ہوں یعنی میرا قول علی سے بہتر ہے اور صحابہ نے یہ کہا ہے اور میں یہ کہتا ہوں میرا قول ان سے بہتر ہے پھر فرمایا کیا تم اس کے پاس بیٹھا کرتے ہو میں نے کہا نہیں لیکن یہ جانتا ہوں کہ وہ ایسی باتیں کرتا ہے میں نے کہا۔ خدا آپ کا نگہبان ہو کیا رسول اللہ نے لوگوں کو اتنا بتایا تھا جو حضرت کے زمانہ میں ان کے لئے کافی ہوتا۔ فرمایا بے شک۔ تنا بتا دیا تھا جس کی ضرورت ان کو قیامت تک ہوگی۔ میں نے کہا۔ کیا اس سے کچھ ضائع ہو گیا فرمایا نہیں وہ علم اس کے اہل کے یعنی ہمارے پاس ہے۔

۱۴ـ عَنْهُ ، عَنْ مُحَمَّدٍ ، عَنْ يُونُسَ ، عَنْ أَبَانٍ ، عَنْ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِاللهِ عليه السلام يَقُولُ ضَلَّ عِلْمُ ابْنِ شُبْرُمَةَ عِنْدَ الْجَامِعَةِ إِمْلَاءِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وَ خَطِّ عَلِيٍّ عليه السلام بِيَدِهِ إِنَّ الْجَامِعَةَ لَمْ تَدَعْ لِأَحَدٍ كَلَامًا ، فِيهَا عِلْمُ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ ، إِنَّ أَصْحَابَ الْقِيَاسِ طَلَبُوا الْعِلْمَ بِالْقِيَاسِ فَلَمْ يَزْدَادُوا مِنَ الْحَقِّ إِلَّا بُعْدًا ، إِنَّ دِينَ اللهِ لَا يُصَابُ بِالْقِيَاسِ .

۱۴۔ راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا۔ فرمایا کہ ابن شبرمہ کا علم (عہد عباسیہ کا قاضی) ضائع ہو گیا جامعہ سے (صحیفہ) طرح جس کو لکھوایا رسول اللہ نے اور اپنے ہاتھ سے لکھا علی علیہ السلام نے۔ اس میں کوئی بات ایسی نہیں چھوڑی گئی جس میں کسی کو کلام کی گنجائش ہو۔ اس میں علم حلال و حرام ہے قیاس کرنے والوں نے علم کو قیاس میں کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ امر حق سے دور ہوتے چلے گئے۔ خدا کے دین میں قیاس کا دخل نہیں۔

۱۵ـ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَجَّاجِ ، عَنْ أَبَانِ بْنِ تَغْلِبَ ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: إِنَّ السُّنَّةَ لَا تُقَاسُ أَلَا تَرَى أَنَّ الْمَرْأَةَ

تَقْضِي صَوْمَهَا وَلَا تَقْضِي صَلَوٰتَهَا، يَا أَبَانُ! إِنَّ السُّنَّةَ إِذَا قِيسَتْ مُحِقَ الدِّينُ.

۱۵۔ ابان بن تغلب سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ شریعت میں قیاس کو دخل نہیں کیا تو نہیں دیکھتا کہ عورت زمانہ حیض کے روزے ادا کرتی ہے مگر نمازیں نہیں، حالانکہ نماز روزہ سے افضل ہے۔ جب شریعت میں قیاس کو دخل ہوگا تو دین برباد ہو جائے گا۔

۱۶ ـ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى قَالَ، سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ مُوسَى عليه السلام عَنِ الْقِيَاسِ فَقَالَ: مَا لَكُمْ وَالْقِيَاسُ، إِنَّ اللهَ لَا يُسْأَلُ كَيْفَ أَحَلَّ وَكَيْفَ حَرَّمَ.

۱۶۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے میں نے پوچھا قیاس کے متعلق فرمایا، قیاس سے تمہارا کیا تعلق۔ خدا سے یہ سوال نہیں ہوگا کہ کسی چیز کو حلال کیوں کیا اور حرام کیوں (سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا کہ حلال و حرام کرنے کی وجہ کیا ہے)

۱۷ ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَارُونَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْعَدَةَ بْنِ صَدَقَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي جَعْفَرٌ، عَنْ أَبِيهِ عليهما السلام أَنَّ عَلِيًّا صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ قَالَ: مَنْ نَصَبَ نَفْسَهُ لِلْقِيَاسِ لَمْ يَزَلْ دَهْرَهُ فِي الْتِبَاسٍ وَمَنْ دَانَ اللهَ بِالرَّأْيِ لَمْ يَزَلْ دَهْرَهُ فِي ارْتِمَاسٍ. قَالَ: وَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام: مَنْ أَفْتَى النَّاسَ بِرَأْيِهِ فَقَدْ دَانَ اللهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ وَمَنْ دَانَ اللهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فَقَدْ ضَادَّ اللهَ حَيْثُ أَحَلَّ وَحَرَّمَ فِيمَا لَا يَعْلَمُ.

۱۷۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی نے فرمایا جس نے احکام الہیہ میں قیاس کو راہ دی وہ ہمیشہ شبہات میں مبتلا رہا۔ اور جس نے عمل آخرت اپنی رائے اور پیروی ظن سے کیا۔ وہ ہمیشہ شبہات میں ڈوبا رہا۔ فرمایا امام جعفر صادق نے کہ امام باقر فرماتے ہیں کہ جو لوگوں کو فتوے دیتا ہے وہ اپنی رائے سے عمل آخرت کرتا ہے اس چیز سے جس کو وہ نہیں جانتا اور جو باوجود جاننے کے ایسا کرتا ہے وہ خدا کا مقابلہ کرتا ہے حرام و حلال قرار دینے میں ان چیزوں کے جن کا اس کو علم نہیں۔

۱۸ ـ محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن الحسن بن علي بن يقطين، عن الحسين بن ميّاح، عن أبيه، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إنّ إبليس قاس نفسه بآدم فقال: خلقتني من نار و خلقته من طين، و لو قاس الجوهر الّذي خلق الله منه آدم

بالطین، کان ذلک أکثر نوراً وضیاء من النار

۱۸۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ شیطان نے قیاس کیا اپنے نفس کا نفس آدم پر اور کہا تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے اس نے قیاس کیا آگ کا مٹی پر۔ اگر وہ قیاس کرتا اس جوہر کا جس سے خدا نے آدم کو پیدا کیا تو وہ پاتا اس کو نور اور ضیا دینی نار سے بہتر۔

۱۹۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ حَرِيزٍ، عَنْ زُرَارَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام عَنِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ فَقَالَ: حَلَالُ مُحَمَّدٍ حَلَالٌ أَبَداً إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَحَرَامُهُ حَرَامٌ أَبَداً إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، لَا يَكُونُ غَيْرُهُ وَلَا يَجِيءُ غَيْرُهُ وَقَالَ: قَالَ عَلِيٌّ عليه السلام: مَا أَحَدٌ ابْتَدَعَ بِدْعَةً إِلَّا تَرَكَ بِهَا سُنَّةً.

۱۹۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے حلال و حرام کے متعلق پوچھا فرمایا جس کو آنحضرت صلعم نے حلال بتایا ہے وہ قیامت تک حلال ہے اور جسے حرام قرار دیا ہے وہ قیامت تک حرام ہے اس کے سوا اب کوئی شریعت نہ ہوگی اور حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا جس نے شریعت میں کوئی نئی چیز ایجاد کی۔ اس نے رسول خدا کے طریقہ کو چھوڑ دیا۔

۲۰۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْعَقِيلِيِّ، عَنْ عِيسَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْقُرَشِيِّ قَالَ: دَخَلَ أَبُو حَنِيفَةَ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام فَقَالَ لَهُ: يَا أَبَا حَنِيفَةَ! بَلَغَنِي أَنَّكَ تَقِيسُ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: لَا تَقِسْ فَإِنَّ أَوَّلَ مَنْ قَاسَ إِبْلِيسُ حِينَ قَالَ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ فَقَاسَ مَا بَيْنَ النَّارِ وَالطِّينِ وَلَوْ قَاسَ نُورِيَّةَ آدَمَ بِنُورِيَّةِ النَّارِ عَرَفَ فَضْلَ مَا بَيْنَ النُّورَيْنِ وَصَفَاءَ أَحَدِهِمَا عَلَى الْآخَرِ.

۲۰۔ ابوحنیفہ نے ایک روز امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس آئے حضرت نے فرمایا میں نے سنا ہے تم شرع میں قیاس کرتے ہو۔ انھوں نے کہا کہ ہاں فرمایا قیاس نہ کیا کرو۔ سب سے پہلے قیاس کرنے والا ابلیس ہے اس نے کہا تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو مٹی سے۔ اس نے آگ اور مٹی کے درمیان قیاس کیا اگر قیاس کرتا نورانیت آدم کا آگ پر تو دونوں کی نورانیت ظاہر ہو جاتی اور نور کو جو فضیلت نار پر ہے وہ اس سے پوشیدہ نہ رہتی۔

۲۱۔ عَلِيٌّ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى ، عَنْ يُونُسَ ، عَنْ قُتَيْبَةَ قَالَ : سَأَلَ رَجُلٌ أَبَا عَبْدِ اللهِ علیه السلام عَنْ مَسْأَلَةٍ فَأَجَابَهُ فِيهَا ، فَقَالَ الرَّجُلُ : أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ كَذَا وَكَذَا مَا يَكُونُ الْقَوْلُ فِيهَا؟ فَقَالَ لَهُ : مَهْ ، مَا أَجَبْتُكَ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ لَسْنَا مِنْ « أَرَأَيْتَ » فِي شَيْءٍ .

۲۱۔ ایک شخص امام جعفر صادقؑ کے پاس آیا اور ایک مسئلہ پوچھا۔ آپ نے اس کا جواب دیدیا۔ اس نے کہا کہ اگر یہ مسئلہ اس طرح ہوتا تو آپ کا جواب کیا ہوتا۔ فرمایا۔ خاموش۔ میں نے جو جواب دیا وہ وہی ہے جو میں نے رسولؐ سے نقل کیا ہے۔ ہم خود اپنی طرف سے نہیں کہتے۔

۲۲۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ ، عَنْ أَبِيهِ مُرْسَلاً قَالَ : قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ علیه السلام : لَا تَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللهِ وَلِيجَةً فَلَا تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ فَإِنَّ كُلَّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ وَقَرَابَةٍ وَوَلِيجَةٍ وَبِدْعَةٍ وَشُبْهَةٍ مُنْقَطِعٌ إِلَّا مَا أَثْبَتَهُ الْقُرْآنُ .

۲۲۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا احکام شریعت میں خدا کا شریک کسی کو نہ بناؤ۔ ورنہ مومن نہ رہو گے۔ ہر سبب، نسب و قرابت شرک و بدعت و شبہ روز قیامت کام نہ دے گی مگر وہی چیز جو قرآن سے ثابت ہے۔

باب بست و یکم (۲۱)

ہر مسئلہ میں کتاب و سنت کی طرف رجوع کرنا، حلال و حرام اور ہر وہ چیز جس کی طرف انسان محتاج ہے کتاب و سنت میں پائی جاتی ہے

۱۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَدِيدٍ ، عَنْ مُرَازِمٍ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ علیه السلام قَالَ : إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنْزَلَ فِي الْقُرْآنِ تِبْيَانَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى وَاللهِ مَا تَرَكَ اللهُ شَيْئاً يَحْتَاجُ إِلَيْهِ الْعِبَادُ حَتَّى لَا يَسْتَطِيعَ عَبْدٌ يَقُولُ لَوْ كَانَ هَذَا أُنْزِلَ فِي الْقُرْآنِ ، إِلَّا وَقَدْ أَنْزَلَهُ اللهُ فِيهِ .

۱۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ہر شے کو بیان فرمایا ہے اور جس جس چیز کے بندے محتاج تھے ان میں سے ایک کو بھی نہیں چھوڑا۔ کوئی یہ کہنے کی طاقت نہیں رکھتا کہ یہ چیز بھی قرآن میں نازل کی جاتی ہے آگاہ ہو کہ خدا نے قرآن میں اس کو ضرور نازل کیا ہے۔

٢ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ الْمُنْذِرِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَمْ يَدَعْ شَيْئاً يَحْتَاجُ إِلَيْهِ الْأُمَّةُ إِلَّا أَنْزَلَهُ فِي كِتَابِهِ وَبَيَّنَهُ لِرَسُولِهِ صلى الله عليه وآله وَجَعَلَ لِكُلِّ شَيْءٍ حَدّاً وَجَعَلَ عَلَيْهِ دَلِيلاً يَدُلُّ عَلَيْهِ، وَجَعَلَ عَلَى مَنْ تَعَدَّى ذَلِكَ الْحَدَّ حَدّاً.

۲۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا نے کسی ایسی چیز کو قرآن میں نہیں چھوڑا جس کی طرف امت محتاج تھی اس کو اپنی کتاب میں نازل کیا اور اپنے رسول پر ظاہر کر دیا اور ہر شے کی ایک حد قرار دی اور اس پر ایک دلیل بھی قائم کر دی اور عذاب رکھا اس کے لئے جو اس حد سے تجاوز کرے۔

٣ـ عَلِيٌّ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ أَبَانٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ هَارُونَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام يَقُولُ: مَا خَلَقَ اللهُ حَلَالاً وَلَا حَرَاماً إِلَّا وَلَهُ حَدٌّ كَحَدِّ الدَّارِ، فَمَا كَانَ مِنَ الطَّرِيقِ فَهُوَ مِنَ الطَّرِيقِ، وَمَا كَانَ مِنَ الدَّارِ فَهُوَ مِنَ الدَّارِ حَتَّى أَرْشِ الْخَدْشِ فَمَا سِوَاهُ وَالْجَلْدَةِ وَنِصْفِ الْجَلْدَةِ.

۳۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا کہ خدا نے قرار نہیں دیا حلال و حرام کو مگر ہر ایک کے لئے ایک حد مقرر کی ہے گھر کی حد کی طرح پس جو چیز راہ میں ہے وہ داخل خانہ نہیں بلکہ راہ میں ہے اور جو داخل خانہ ہے ظاہر ہے وہ راہ میں نہیں اور جو حدیث کہ جرح کرے اس کی ایسی ہی سزا ہے جیسے جسم کو مجروح کرنے والے کی بقدر زخم ایک تازیانہ یا نصف تازیانہ۔

٤ـ عَلِيٌّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: مَا مِنْ شَيْءٍ إِلَّا وَفِيهِ كِتَابٌ أَوْ سُنَّةٌ.

۴۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہر وہ چیز جس کی احتیاج لوگوں کو ہوتی ہے کتاب و سنت میں موجود ہے۔

٥ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ

بنِ سِنَان ، عَنْ أَبِي الْجَارُودِ قَالَ : قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام : إِذَا حَدَّثْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَاسْأَلُونِي مِنْ كِتَابِ اللهِ ، ثُمَّ قَالَ فِي بَعْضِ حَدِيثِهِ : إِنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله نَهَى عَنِ الْقِيلِ وَالْقَالِ ، وَ فَسَادِ الْمَالِ ، وَ كَثْرَةِ السُّؤَالِ : فَقِيلَ لَهُ : يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ أَيْنَ هَذَا مِنْ كِتَابِ اللهِ ؟ قَالَ ، إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ : «لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ» وَ قَالَ : «وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللهُ لَكُمْ قِيَاماً»[2] ، وَ قَالَ : «لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ».

۵۔ ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر تمھیں کسی مسئلہ میں خبردار دہو، مجھ سے پوچھو کتاب اللہ میں کہاں ہے پھر ایک حدیث میں فرمایا کہ رسول اللہ نے منع کیا ہے قیل و قال اور فساد مال اور کثرت سوال سے۔ کسی نے پوچھا یا بن رسول اللہ یہ کتاب خدا میں کہاں ہے فرمایا خدا فرماتا ہے کہ ان کی زیادہ سرگوشی میں فائدہ نہیں۔ مگر یہ کہ صدقہ یعنی زکوٰۃ وغیرہ کے لئے ہو یا احسان کرنے کے متعلق یا لوگوں کے درمیان اصلاح کرنے کے سلسلے میں اور خدا فرماتا ہے کہ اپنا وہ مال جو تمہارے لئے سرمایۂ معاش ہے بے وقوفوں کے حوالے نہ کرو۔ ورنہ وہ تلف کر دیں گے خدا فرماتا ہے چیزوں کے متعلق سوال نہ کرو کہ (بعض چیزیں ایسی ہوں گی) اگر تم پر ظاہر کی گئیں تو تم کو برا معلوم ہو گا۔ (امام علیہ السلام نے تینوں باتوں کا جواب آیات قرآنی سے دے دیا)

٦ ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مَيْمُونٍ ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ عَنِ الْمُعَلَّى بْنِ خُنَيْسٍ قَالَ : قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام : مَا مِنْ أَمْرٍ يَخْتَلِفُ فِيهِ اثْنَانِ إِلَّا وَلَهُ أَصْلٌ فِي كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَكِنْ لَا تَبْلُغُهُ عُقُولُ الرِّجَالِ

٦۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا نہیں ہے کوئی ایسا امر جس میں دو آدمی اختلاف رکھتے ہوں مگر یہ کہ وہ کتاب اللہ میں ہے لیکن لوگوں کی عقول ان تک نہیں پہنچتیں۔

٧ ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ ، عَنْ هَارُونَ بْنِ مُسْلِمٍ ، عَنْ مَسْعَدَةَ بْنِ صَدَقَةَ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَالَ : قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام : أَيُّهَا النَّاسُ ، إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى أَرْسَلَ إِلَيْكُمُ الرَّسُولَ صلى الله عليه وآله وَأَنْزَلَ إِلَيْهِ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَأَنْتُمْ أُمِّيُّونَ عَنِ الْكِتَابِ وَ مَنْ أَنْزَلَهُ وَعَنِ الرَّسُولِ وَمَنْ أَرْسَلَهُ ، عَلَى حِينِ فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ وَ طُولِ هَجْعَةٍ[3] مِنَ الْأُمَمِ وَ انْبِسَاطٍ مِنَ الْجَهْلِ وَ اعْتِرَاضٍ

مِنَ الْفِتْنَةِ وَ انْتِقَاضٍ مِنَ الْمُبْرَمِ وَ عَمىً عَنِ الْحَقِّ وَ اعْتِسَافٍ مِنَ الْجَوْرِ وَ امْتِحَاقٍ مِنَ الدِّينِ وَ تَلَظٍّ مِنَ الْحُرُوبِ عَلىٰ حِينِ اصْفِرَارٍ مِنْ رِيَاضِ جَنَّاتِ الدُّنْيَا وَ يُبْسٍ مِنْ أَغْصَانِهَا وَ انْتِثَارٍ مِنْ وَرَقِهَا وَ يَأْسٍ مِنْ ثَمَرِهَا وَ اغْوِرَارٍ مِنْ مَائِهَا، قَدْ دَرَسَتْ أَعْلَامُ الْهُدىٰ فَظَهَرَتْ أَعْلَامُ الرَّدىٰ فَالدُّنْيَا مُتَهَجِّمَةٌ فِي وُجُوهِ أَهْلِهَا مُكْفَهِرَّةٌ، مُدْبِرَةٌ غَيْرُ مُقْبِلَةٍ، ثَمَرَتُهَا الْفِتْنَةُ وَ طَعَامُهَا الْجِيفَةُ وَ شِعَارُهَا الْخَوْفُ وَ دِثَارُهَا السَّيْفُ، مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ قَدْ أَعْمَتْ عُيُونَ أَهْلِهَا وَ أَظْلَمَتْ عَلَيْهَا أَيَّامُهَا، قَدْ قَطَعُوا أَرْحَامَهُمْ وَ سَفَكُوا دِمَاءَهُمْ وَ دَفَنُوا فِي التُّرَابِ الْمَوْؤُودَةَ بَيْنَهُمْ مِنْ أَوْلَادِهِمْ، يَجْتَازُ دُونَهُمْ طِيبُ الْعَيْشِ وَ رَفَاهِيَةُ خُفُوضِ الدُّنْيَا، لَا يَرْجُونَ مِنَ اللهِ ثَوَاباً وَ لَا يَخَافُونَ وَ اللهِ مِنْهُ عِقَاباً، حَيُّهُمْ أَعْمىٰ نَجِسٌ وَ مَيِّتُهُمْ فِي النَّارِ مُبْلَسٌ فَجَاءَهُمْ بِنُسْخَةِ مَا فِي الصُّحُفِ الْأُولىٰ وَ تَصْدِيقِ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَ تَفْصِيلِ الْحَلَالِ مِنْ رَيْبِ الْحَرَامِ ذٰلِكَ الْقُرْآنُ فَاسْتَنْطِقُوهُ وَ لَنْ يَنْطِقَ لَكُمْ أُخْبِرُكُمْ عَنْهُ إِنَّ فِيهِ عِلْمَ مَا مَضىٰ وَ عِلْمَ مَا يَأْتِي إِلىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ حُكْمَ مَا بَيْنَكُمْ وَ بَيَانَ مَا أَصْبَحْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ فَلَوْ سَأَلْتُمُونِي عَنْهُ لَعَلَّمْتُكُمْ.

۷۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا لوگو اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف رسولؐ کو بھیجا اور ان پر کتاب حق نازل کی اور تم نہ ان پڑھ تھے۔ نہ کتاب کو جانتے تھے اور نہ اس کے نازل کرنے والے کو، نہ رسولؐ سے واقف تھے اور نہ اس ذات سے جس نے ان کو رسولؐ بنا کر بھیجا تھا آنحضرت کو اس وقت بھیجا جبکہ رسولوں کی آمد کا سلسلہ قطع ہو گیا تھا اور غفلت لوگوں پر چھائی ہوئی تھی اور جہالت اور فتنوں کا دور دورہ تھا اور پیغمبروں کے کاموں سے روگردانی اور امر حق میں انصاف اور ظلم و جور کی زیادتی اور آتش حرب کی ہر وقت شعلہ فشانی اور دنیا کے باغوں پر زردی چھائی ہوئی ہے اس کی شاخیں سوکھی ہوئی ہیں اس کے پتے بکھرے ہوئے ہیں اس کے پھل مایوس ہیں اس کا پانی زمین کی تہہ میں گھسا ہوا ہے ہدایت کے نشانات مٹے ہوئے ہیں ہلاکت کے نشانات ابھرے ہوئے ہیں۔ دنیا اپنے اہل کے ساتھ ترش روئی سے منہ چڑھائے ہوئے ہے پیچھے کو جانے والی آگے کو نہ آنے والی اس کے پھل فتنہ ہیں اس کا کھانا مردار ہے۔ اس کا شعار (وہ کپڑا جو نیچے پہنا جاتا ہے) خوف ہے اور اس کا دثار (جو کپڑا اوپر پہنا جاتا ہے) تلوار ہے اس نے اپنے اہل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور ان کی آنکھیں اندھی کر دیں اور ان کے ایام کو تاریک بنا دیا۔ ان دنیا والوں نے اپنے رحم کو قطع کیا آپس میں خونریزی کی اپنی زندہ لڑکیوں کو زمین میں دبا دیا۔ حالانکہ وہ انہی کی اولاد تھیں انھوں نے دنیا میں عیش و راحت کو طلب کیا اور اللہ سے ثواب کی امید نہ رکھی اور اسکے عذاب سے نہیں ڈرتے ہیں ان کے

زندہ اندھے اور ستمگار اور ان کے مردہ دوزخی اور نجات سے ناامید، پس لائے حضرت رسول خدا ان کے لیے ایک دستور جو کتب سابقہ میں تھا اور تصدیق کی اس کی جو سامنے ہے یعنی انجیل اور اس قرآن میں تفصیل ہے حرام اور حلال کی پس اسکی صفتوں کو بیان کرو۔ وہ تم سے نہیں بولے گا میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ اس میں ان چیزوں کا بھی علم ہے جو گزر چکیں اور ان باتوں کا بھی ہے جو آنے والی ہیں قیامت تک اور تمہارے نزاعات کا فیصلہ بھی ہے۔ اور جن باتوں سے تم اختلاف کرتے ہو وہ بھی اگر تم مجھ سے ان باتوں کو دریافت کرو تو میں بتا دوں۔

۸۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ، عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ أَعْيَنَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام يَقُولُ: قَدْ وَلَدَنِي رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وآله وَ أَنَا أَعْلَمُ كِتَابَ اللَّهِ وَ فِيهِ بَدْءُ الْخَلْقِ وَ مَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ فِيهِ خَبَرُ السَّمَاءِ وَ خَبَرُ الْأَرْضِ وَ خَبَرُ الْجَنَّةِ وَ خَبَرُ النَّارِ وَ خَبَرُ مَا كَانَ وَ [خَبَرُ] مَا هُوَ كَائِنٌ، أَعْلَمُ ذَلِكَ كَمَا أَنْظُرُ إِلَى كَفِّي، إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ فِيهِ تِبْيَانُ كُلِّ شَيْءٍ

۸۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا میں فرزند رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں میں سب سے زیادہ کتاب خدا کا جاننے والا ہوں۔ اس میں ابتدائے خلق کا حال بھی ہے اور جو قیامت تک ہونے والا ہے وہ بھی اس میں، آسمان کی خبر بھی ہے اور زمین کی بھی، اس میں جنت کی بھی خبر ہے اور دوزخ کی بھی، جو ہو چکا اس کی بھی اور جو ہونے والا ہے اس کی بھی اور میری نظر کے سامنے یہ سب چیزیں ایسی ہی بدیہی ہیں جیسے میری ہتھیلی میرے سامنے ہے خدا فرماتا ہے اس قرآن میں ہر شے کا بیان ہے۔

۹۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ عَلِيِّ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: كِتَابُ اللَّهِ فِيهِ نَبَأُ مَا قَبْلَكُمْ وَ خَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ وَ فَصْلُ مَا بَيْنَكُمْ وَ نَحْنُ نَعْلَمُهُ.

۹۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کتاب اللہ میں جو تم سے پہلے ہے اس کی بھی خبر ہے اور جو تم سے بعد میں ہوگا اس کی بھی اور تمہارے باہمی نزاعات کا فیصلہ بھی ہے اور ہم سب باتیں جانتے ہیں۔

۱۰ ۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مِهْرَانَ ، عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ ، عَنْ أَبِي الْمَغْرَاءِ ، عَنْ سَمَاعَةَ ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ مُوسَى عليه السلام قَالَ : قُلْتُ لَهُ : أَكُلُّ شَيْءٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَ سُنَّةِ نَبِيِّهِ صلى الله عليه وآله أَوْ تَقُولُونَ فِيهِ ؟ قَالَ : بَلْ كُلُّ شَيْءٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَ سُنَّةِ نَبِيِّهِ صلى الله عليه وآله .

۱۰۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے میں نے پوچھا کیا ہر شے قرآن اور سنت نبیؐ میں ہے ، جو لوگ کہتے ہیں اس میں ہر شے ، جو آپ کہتے ہیں کیا وہ بھی ہے ۔ فرمایا ہر شے کتاب اللہ اور احادیث نبوی میں ہے ۔

باب بست دوم (۲۲)
اختلاف حدیث

((بَابُ اخْتِلافِ الْحَدِيثِ))

۱ ۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُمَرَ الْيَمَانِيِّ ، عَنْ أَبَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ ، عَنْ سُلَيْمِ بْنِ قَيْسٍ الْهِلَالِيِّ قَالَ : قُلْتُ لِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام : إِنِّي سَمِعْتُ مِنْ سَلْمَانَ وَ الْمِقْدَادِ وَ أَبِي ذَرٍّ شَيْئاً مِنْ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ وَ أَحَادِيثَ عَنْ نَبِيِّ اللَّهِ صلى الله عليه وآله غَيْرَ مَا فِي أَيْدِي النَّاسِ ثُمَّ سَمِعْتُ مِنْكَ تَصْدِيقَ مَا سَمِعْتُ مِنْهُمْ وَ رَأَيْتُ فِي أَيْدِي النَّاسِ أَشْيَاءَ كَثِيرَةً مِنْ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ وَ مِنَ الْأَحَادِيثِ عَنْ نَبِيِّ اللَّهِ صلى الله عليه وآله أَنْتُمْ تُخَالِفُونَهُمْ فِيهَا وَ تَزْعُمُونَ أَنَّ ذَلِكَ كُلَّهُ بَاطِلٌ أَفَتَرَى النَّاسَ يَكْذِبُونَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وآله مُتَعَمِّدِينَ وَ يُفَسِّرُونَ الْقُرْآنَ بِآرَائِهِمْ ؟ قَالَ : فَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ : قَدْ سَأَلْتَ فَافْهَمِ الْجَوَابَ إِنَّ فِي أَيْدِي النَّاسِ حَقّاً وَ بَاطِلاً وَ صِدْقاً وَ كَذِباً وَ نَاسِخاً وَ مَنْسُوخاً وَ عَامّاً وَ خَاصّاً وَ مُحْكَماً وَ مُتَشَابِهاً وَ حِفْظاً وَ وَهَماً وَ قَدْ كُذِبَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وآله عَلَى عَهْدِهِ حَتَّى قَامَ خَطِيباً فَقَالَ : أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ الْكَذَّابَةُ فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ثُمَّ كُذِبَ عَلَيْهِ مِنْ بَعْدِهِ ، وَ إِنَّمَا أَتَاكُمُ الْحَدِيثُ مِنْ أَرْبَعَةٍ

لَيْسَ لَهُمْ خَامِسٌ: رَجُلٍ مُنَافِقٍ يُظْهِرُ الْإِيمَانَ مُتَصَنِّعٍ بِالْإِسْلَامِ لَا يَتَأَثَّمُ وَلَا يَتَحَرَّجُ أَنْ يَكْذِبَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُتَعَمِّداً فَلَوْ عَلِمَ النَّاسُ أَنَّهُ مُنَافِقٌ كَذَّابٌ لَمْ يَقْبَلُوا مِنْهُ وَلَمْ يُصَدِّقُوهُ وَلَكِنَّهُمْ قَالُوا هَذَا قَدْ صَحِبَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَرَآهُ وَسَمِعَ مِنْهُ، وَأَخَذُوا عَنْهُ وَهُمْ لَا يَعْرِفُونَ حَالَهُ وَقَدْ أَخْبَرَهُ اللَّهُ عَنِ الْمُنَافِقِينَ بِمَا أَخْبَرَهُ وَوَصَفَهُمْ بِمَا وَصَفَهُمْ فَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ: «وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ وَإِنْ يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ» ثُمَّ بَقُوا بَعْدَهُ فَتَقَرَّبُوا إِلَى أَئِمَّةِ الضَّلَالَةِ وَالدُّعَاةِ إِلَى النَّارِ بِالزُّورِ وَالْكَذِبِ وَالْبُهْتَانِ فَوَلَّوْهُمُ الْأَعْمَالَ وَحَمَلُوهُمْ عَلَى رِقَابِ النَّاسِ وَأَكَلُوا بِهِمُ الدُّنْيَا وَإِنَّمَا النَّاسُ مَعَ الْمُلُوكِ وَالدُّنْيَا إِلَّا مَنْ عَصَمَ اللَّهُ فَهَذَا أَحَدُ الْأَرْبَعَةِ. وَرَجُلٍ سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ شَيْئاً لَمْ يَحْمِلْهُ عَلَى وَجْهِهِ وَوَهِمَ فِيهِ وَلَمْ يَتَعَمَّدْ كَذِباً فَهُوَ فِي يَدِهِ يَقُولُ بِهِ وَيَعْمَلُ بِهِ وَيَرْوِيهِ فَيَقُولُ أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَوْ عَلِمَ الْمُسْلِمُونَ أَنَّهُ وَهَمٌ لَمْ يَقْبَلُوهُ وَلَوْ عَلِمَ هُوَ أَنَّهُ وَهَمٌ لَرَفَضَهُ. وَرَجُلٍ ثَالِثٍ سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ شَيْئاً أَمَرَ بِهِ ثُمَّ نَهَى عَنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ أَوْ سَمِعَهُ يَنْهَى عَنْ شَيْءٍ ثُمَّ أَمَرَ بِهِ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ، فَحَفِظَ مَنْسُوخَهُ وَلَمْ يَحْفَظِ النَّاسِخَ وَلَوْ عَلِمَ أَنَّهُ مَنْسُوخٌ لَرَفَضَهُ وَلَوْ عَلِمَ الْمُسْلِمُونَ إِذْ سَمِعُوهُ مِنْهُ أَنَّهُ مَنْسُوخٌ لَرَفَضُوهُ. وَآخَرَ رَابِعٍ لَمْ يَكْذِبْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، مُبْغِضٍ لِلْكَذِبِ خَوْفاً مِنَ اللَّهِ وَتَعْظِيماً لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَنْسَهُ بَلْ حَفِظَ مَا سَمِعَ عَلَى وَجْهِهِ فَجَاءَ بِهِ كَمَا سَمِعَ لَمْ يَزِدْ فِيهِ وَلَمْ يَنْقُصْ مِنْهُ وَعَلِمَ النَّاسِخَ مِنَ الْمَنْسُوخِ فَعَمِلَ بِالنَّاسِخِ وَرَفَضَ الْمَنْسُوخَ فَإِنَّ أَمْرَ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُ الْقُرْآنِ نَاسِخٌ وَمَنْسُوخٌ [وَ] خَاصٌّ وَعَامٌّ [وَ] مُحْكَمٌ وَمُتَشَابِهٌ قَدْ كَانَ يَكُونُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْكَلَامُ لَهُ وَجْهَانِ: كَلَامٌ عَامٌّ وَكَلَامٌ خَاصٌّ مِثْلُ الْقُرْآنِ وَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهِ: «مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ، وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا» فَيَشْتَبِهُ عَلَى مَنْ لَمْ يَعْرِفْ وَلَمْ يَدْرِ مَا عَنَى اللَّهُ بِهِ وَرَسُولُهُ ﷺ. وَلَيْسَ كُلُّ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَسْأَلُهُ عَنِ الشَّيْءِ فَيَفْهَمُ وَكَانَ مِنْهُمْ مَنْ يَسْأَلُهُ وَلَا يَسْتَفْهِمُهُ حَتَّى أَنْ كَانُوا لَيُحِبُّونَ أَنْ يَجِيءَ الْأَعْرَابِيُّ وَالطَّارِيُّ فَيَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَتَّى يَسْمَعُوا وَقَدْ كُنْتُ أَدْخُلُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كُلَّ يَوْمٍ دَخْلَةً وَكُلَّ لَيْلَةٍ دَخْلَةً فَيُخَلِّينِي فِيهَا أَدُورُ مَعَهُ حَيْثُ دَارَ، وَقَدْ عَلِمَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ لَمْ يَصْنَعْ ذَلِكَ بِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ غَيْرِي، فَرُبَّمَا كَانَ فِي بَيْتِي يَأْتِينِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

أَكْثَرُ ذٰلِكَ فِي بَيْتِي وَكُنْتُ إِذَا دَخَلْتُ عَلَيْهِ بَعْضَ مَنَازِلِهِ أَخْلَانِي وَأَقَامَ عَنِّي نِسَاءَهُ فَلَا يَبْقَى عِنْدَهُ غَيْرِي وَإِذَا أَتَانِي لِلْخَلْوَةِ مَعِي فِي مَنْزِلِي لَمْ تَقُمْ عَنِّي فَاطِمَةُ وَلَا أَحَدٌ مِنْ بَنِيَّ، وَكُنْتُ إِذَا سَأَلْتُهُ أَجَابَنِي وَإِذَا سَكَتُّ عَنْهُ وَفَنِيَتْ مَسَائِلِي ابْتَدَأَنِي فَمَا نَزَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله آيَةٌ مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا أَقْرَأَنِيهَا وَأَمْلَاهَا عَلَيَّ فَكَتَبْتُهَا بِخَطِّي وَعَلَّمَنِي تَأْوِيلَهَا وَتَفْسِيرَهَا وَنَاسِخَهَا وَمَنْسُوخَهَا وَمُحْكَمَهَا وَمُتَشَابِهَهَا وَخَاصَّهَا وَعَامَّهَا وَدَعَا اللّٰهَ أَنْ يُعْطِيَنِي فَهْمَهَا وَحِفْظَهَا فَمَا نَسِيتُ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَلَا عِلْماً أَمْلَاهُ عَلَيَّ وَكَتَبْتُهُ مُنْذُ دَعَا اللّٰهَ لِي بِمَا دَعَا وَمَا تَرَكَ شَيْئاً عَلَّمَهُ اللّٰهُ مِنْ حَلَالٍ وَلَا حَرَامٍ وَلَا أَمْرٍ وَلَا نَهْيٍ كَانَ أَوْ يَكُونُ وَلَا كِتَابٍ مُنْزَلٍ عَلَى أَحَدٍ قَبْلَهُ مِنْ طَاعَةٍ أَوْ مَعْصِيَةٍ إِلَّا عَلَّمَنِيهِ وَحَفِظْتُهُ فَلَمْ أَنْسَ حَرْفاً وَاحِداً، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِي وَدَعَا اللّٰهَ لِي أَنْ يَمْلَأَ قَلْبِي عِلْماً وَفَهْماً وَحُكْماً وَنُوراً فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي مُنْذُ دَعَوْتَ اللّٰهَ لِي بِمَا دَعَوْتَ لَمْ أَنْسَ شَيْئاً وَلَمْ يَفُتْنِي شَيْءٌ لَمْ أَكْتُبْهُ أَفَتَتَخَوَّفُ عَلَيَّ النِّسْيَانَ فِيمَا بَعْدُ؟ فَقَالَ: لَا لَسْتُ أَتَخَوَّفُ عَلَيْكَ النِّسْيَانَ وَالْجَهْلَ.

۱۔ سلیم بن قیس ہلالی سے مروی ہے کہ میں نے امیر المومنین علیہ السلام سے کہا کہ میں نے سلمان و مقداد و ابوذر سے تفسیر قرآن اور حدیث نبوی کے متعلق ایسی چیزیں سنی ہیں جو بالکل الگ ہیں ان چیزوں سے جو تفسیر قرآن کے متعلق عام لوگ بیان کرتے ہیں آپ حضرات کا گمان یہ ہے کہ وہ سب باطل ہیں تو کیا یہ سب لوگ رسول اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں عمداً اور قرآن مجید کی تفسیر اپنی رائے سے کرتے ہیں۔

امیر المومنین نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ تم نے جو سوال کیا اس کا جواب سنو، لوگوں کے ہاتھوں میں حق و باطل ہے اور صدق و کذب ہے اور ناسخ و منسوخ اور عام و خاص محکم اور متشابہ اور حفظ و وہم اور لوگوں نے رسول اللہ کے زمانہ میں ان پر جھوٹ بولا۔ آپ نے خطبہ میں فرمایا۔ لوگو! میرے اوپر بہت جھوٹ بولا جا رہا ہے۔ پس جس نے مجھ پر عمداً جھوٹ بولا۔ اس کی جگہ جہنم ہے اور حضرت کے بعد بھی آپ پر جھوٹ بولا گیا۔

تمہارے پاس احادیث چار طریقہ سے پہنچی ہیں ان کے علاوہ پانچواں طریقہ نہیں، اوّل مرد منافق سے جو ایمان کو ظاہر کرتا ہے اور تصنع سے اسلام قبول کئے ہوئے ہے وہ رسول پر عمداً جھوٹ بولنے کو نہ گناہ سمجھتا ہے نہ اس میں کوئی خرابی سمجھتا ہے اگر لوگ جانتے کہ یہ بڑا منافق اور جھوٹا ہے تو اس کی بات قبول نہ کرتے اور اس کی تصدیق

نہ کرتے۔ لیکن انھوں نے تو یہ کہا۔ یہ رسول اللہ کا صحابی ہے اس نے حضرتؐ کو دیکھا ہے اور ان سے احادیث کو سنا ہے لہذا انھوں نے احادیث کو اس سے لے لیا اور وہ اس کے حال سے واقف نہ تھے اور منافقوں کے بارے میں اللہ نے جو خبر دی ہے وہ دی ہے اور جو اوصاف ان کے بیان کئے ہیں وہ کئے ہیں فرماتا ہے جب اے رسولؐ تم ان کو دیکھتے ہو تو ان کے بھاری بھرکم ڈیل تم کو تعجب میں ڈال دیتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ تم ان کی باتیں سنو، یہ کہ وہ آنحضرتؐ کے بعد بھی باقی رہا۔ اب انھوں نے آئمہ ضلالت سے تقرب حاصل کیا اور جہنم کی طرف مکر و فریب سے بلانیوالوں سے جا ملے اور حکومت ان کے سپرد کردی اور لوگوں کی گردنوں پر انھیں سوار کردیا اور ان سے مل کر خوب خوب مزے اڑائے لوگ تو بادشاہان دنیا کے ساتھ ہو ہی جایا کرتے ہیں۔ مگر وہ جسے خدا بچائے بس یہ چار میں کا ایک کا گروہ ہے۔

اور دوسرا وہ ہے جس نے رسول اللہ سے کسی بات کو سنا لیکن اس کو پوری طرح یاد نہ رکھ سکا اور وہم کو اس میں دخل دیا اور عمداً جھوٹ نہ بولا پس یہ حدیث اس کے پاس ہے اور وہ اس پر عمل بھی کرتا ہے اور دوسروں سے اس کی روایت بھی کرتا ہے اور کہتا ہے میں نے حضرت رسولِ خدا سے ایسا سنا پس اگر مسلمانوں کو معلوم ہوتا کہ وہ از روئے وہم گمان ایسا کہہ رہا ہے اسے صحیح حدیث یاد نہیں تو وہ اس کی بات کو نہ مانتے اور اگر وہ خود جانتا کہ غلط بیانی کر رہا ہے اور مبتلائے وہم ہے تو اس کو خود ہی نہ بیان کرتا۔

اور تیسرا وہ ہے کہ جس نے رسول سے ایک ایسی حدیث کو سنا جس میں حضرت نے کسی چیز کا حکم دیا تھا اس کے بعد اس کی نہی بھی فرمادی تھی لیکن اسکو اس نہی کا علم نہ ہوا یا۔ نہی سن لی اور امر کا علم نہ ہوا پس اس نے حکم منسوخ کو تو یاد کرلیا اور ناسخ کو یاد نہ رکھا۔ اگر اس کو علم ہوتا کہ یہ حکم منسوخ شدہ ہے تو وہ اس کا بیان ترک کردیتا اور اگر مسلمان یہ جان لیتے کہ یہ منسوخ الحکم حدیث بیان کر رہا ہے تو وہ اس پر عمل ترک کردیتے۔

چوتھا وہ ہے جس نے رسول اللہ پر جھوٹ نہیں بولا۔ اسے جھوٹ سے عداوت ہے وہ اللہ سے خوف کرتا ہے اور رسولؐ کی عظمت ان کے دل میں ہے اور وہ نہیں بھولا اس کو جو رسولؐ سے سنا ہے اور اچھی طرح سے اسے یاد بھی ہے پس جیسا رسولؐ سے سنا ہے ویسا ہی بیان کرتا ہے نہ اس میں کچھ زیادہ کرتا ہے نہ کم، وہ ناسخ و منسوخ کا علم رکھتا ہے پس ناسخ پر عمل کرتا ہے اور منسوخ کو ترک کرتا ہے۔

حضرت رسولؐ خدا کے احکام بھی قرآن کی طرح ہیں جو ناسخ بھی ہیں منسوخ بھی، خاص بھی ہیں اور عام بھی، محکم

بھی ہیں اور متشابہ بھی، کبھی رسولؐ کے کلام کی دو صورتیں ہوتی ہیں، کلام عام اور کلام خاص قرآن کی طرح اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے رسول جو تم کو دیں اسے لے لو، اور جس سے منع کریں اس سے رُک جاؤ یہ امران لوگوں پر مشتبہ ہو گیا جنھوں نے نہ جانا اور نہ سمجھا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا مقصد اس سے کیا ہے۔

اور آنحضرتؐ کے تمام اصحاب ایسے نہ تھے کہ جو سوال کرتے ہوں، اس کے جواب کو سمجھ بھی لیتے ہوں بعض ایسے بھی تھے سوال تو کرتے تھے مگر سمجھنا نہیں چاہتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ چاہتے تھے کہ کوئی بدو عرب یا اجنبی مسافر آجائے اور وہ رسولؐ سے سوال کرے تو حضرت کے جواب کو ہم سنیں (کیونکہ خود بار بار سوال نہیں کر سکتے تھے) اور میرا یہ حال تھا کہ میں دن اور رات میں جب چاہتا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت مجھ سے تخلیہ فرماتے اور جو حضرت بیان فرماتے میں اس کو اپنے دل میں جگہ دیتا جاتا۔

اصحاب اس بات کو جانتے تھے کہ آنحضرت میرے سوا کسی اور کے ساتھ ایسا نہیں کرتے تھے بسا اوقات یہ عمل میرے گھر میں ہوتا تھا جب حضرت میرے گھر میں تشریف لاتے تو زیادہ وقت خلوت میں گزارتے اور ازواج ہمارے پاس سے ہٹ جاتیں۔ میرے سوا کوئی حضرت کے پاس نہ رہتا اور جب میرے گھر میں خلوت ہوتی تو نہ فاطمہ الگ ہوتیں اور نہ میرا کوئی لڑکا۔ جب میں حضرت سے سوال کرتا تو مجھے جواب دیتے اور جب میں چپ ہو جاتا اور سوالات ختم ہو جاتے تو حضرت ابتدا کرتے۔

قرآن کی کوئی آیت رسول اللہؐ پر ایسی نازل نہیں ہوئی کہ حضرت نے مجھے پڑھ کر نہ سنائی ہو اور اسے لکھوایا نہ ہو میں نے اپنے ہاتھ سے اسے لکھا ہے۔

اور مجھے تعلیم کی ہر آیت کی تاویل اور تفسیر اور اس کا ناسخ اور منسوخ اور محکم و متشابہ اور خاص و عام، اور حضرت نے دعا کی کہ وہ مجھے اس کے سمجھنے اور حفظ کرنے کی صلاحیت عطا فرمائے۔ پس کتاب خدا کی کوئی آیت میں نہیں بھولا اور نہ اس چیز کو جو رسول اللہؐ نے لکھوائی اور میں نے لکھی اور دعا کی۔ آنحضرتؐ نے میرے لئے جو دعا کی، آنحضرت کو علم خدا سے جو ملا۔ اس میں سے کوئی چیز میرے لئے بغیر بتائے نہ چھوڑی، حلال سے ہو یا حرام سے امر سے ہو یا نہی سے، طاعت سے ہو یا معصیت سے میں نے اسے سیکھا ہے اور حفظ کیا ہے اور ایک حرف تک اس کا نہیں بھولا۔

پھر اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا اور اللہ سے میرے لئے دعا کی کہ وہ میرے قلب کو علم و فہم و حکمت و نور سے پُر کر دے۔ میں نے کہا یا نبی اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں جب سے آپ نے دعا کی ہے میں کوئی بات نہیں

بھولا۔ اور جس چیز کو میں نے نہیں لکھا اسے فراموش نہیں کیا۔ کیا آپ کو یہ خوف ہے کہ بعد میں بھول جاؤں گا۔ فرمایا نہیں۔ مجھے تمہارے متعلق نسیان و جہل کا خوف ہی نہیں ہوتا۔

۲ ـ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَىٰ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْخَرَّازِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللّٰهِ عليه السلام قَالَ: قُلْتُ لَهُ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْوُونَ عَنْ فُلَانٍ وَ فُلَانٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله لَا يُتَّهَمُونَ بِالْكَذِبِ فَيَجِيءُ مِنْكُمْ خِلَافُهُ؟ قَالَ: إِنَّ الْحَدِيثَ يُنْسَخُ كَمَا يُنْسَخُ الْقُرْآنُ.

۲۔ راوی کہتا ہے۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ کچھ لوگ روایت کرتے ہیں اصحاب کے ایک سلسلہ کے ساتھ رسول اللہ سے چونکہ وہ حدیث متواتر ہوتی ہے۔ لہذا ہم ان راویوں کو دروغ گو نہیں کہہ سکتے۔ لیکن آپ سے سنتے ہیں تو وہ ان کی بیان کردہ حدیث کے خلاف ثابت ہوتی ہے فرمایا آیات قرآنی کی طرح احادیث بھی منسوخ الحکم ہوتی ہیں۔

۳ ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجْرَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَازِمٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِاللّٰهِ عليه السلام: مَا بَالِي أَسْأَلُكَ عَنِ الْمَسْأَلَةِ فَتُجِيبُنِي فِيهَا بِالْجَوَابِ ثُمَّ يَجِيئُكَ غَيْرِي فَتُجِيبُهُ فِيهَا بِجَوَابٍ آخَرَ؟ فَقَالَ: إِنَّا نُجِيبُ النَّاسَ عَلَى الزِّيَادَةِ وَالنُّقْصَانِ، قَالَ: قُلْتُ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله صَدَقُوا عَلَى مُحَمَّدٍ أَمْ كَذَبُوا؟ قَالَ: بَلْ صَدَقُوا، قَالَ: قُلْتُ: فَمَا بَالُهُمُ اخْتَلَفُوا؟ فَقَالَ: أَمَا تَعْلَمُ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ يَأْتِي رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله فَيَسْأَلُهُ عَنِ الْمَسْأَلَةِ فَيُجِيبُهُ فِيهَا بِالْجَوَابِ ثُمَّ يُجِيبُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ مَا يَنْسَخُ ذٰلِكَ الْجَوَابَ فَنَسَخَتِ الْأَحَادِيثُ بَعْضُهَا بَعْضاً.

۳۔ راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ ایک مسئلہ جب میں آپ سے پوچھتا ہوں تو آپ مجھے اس کا جواب دیتے ہیں، پھر میرا غیر جب آپ سے یہی مسئلہ پوچھتا ہے تو آپ اس کو دوسرا جواب دیتے ہیں۔ فرمایا، ہم جواب دیتے ہیں لوگوں کو کبھی زیادتی کے ساتھ اور کبھی کمی کے ساتھ، میں نے کہا اس بنا

پر کہ آنحضرتؐ نے کم وبیش بیان نہیں کیا اور اصحاب نے ایسا کیا تو انھوں نے رسولؐ کے متعلق سچ کہا یا جھوٹ، فرمایا سچ کہا، میں نے کہا جب ان کے بیان میں اختلاف ہے، ایک کہتا ہے رسولؐ نے یہ بیان فرمایا ہے دوسرا کہتا ہے یہ، تو پھر کیا صورت ہوگی، فرمایا۔ تم نہیں جانتے کہ ایک شخص رسولؐ کے پاس آتا ہے اور ایک مسئلہ دریافت کرتا ہے آپ اس کا جواب دے دیتے ہیں۔ اس کے بعد وحی الٰہی اس حکم کو منسوخ کر دیتی ہے اس کے بعد ایک دوسرا شخص آتا ہے اور وہی بات پوچھتا ہے آپ اس کو ناسخ حکم بتلاتے ہیں چونکہ ایک حدیث دوسری حدیث کی ناسخ ہو جاتی ہے لہٰذا اصحاب کے بیان میں اختلاف ہو جاتا ہے۔

٤ - عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رِئَابٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: قَالَ لِي: يَا زِيَادُ! مَا تَقُولُ لَوْ أَفْتَيْنَا رَجُلاً مِمَّنْ يَتَوَلاَّنَا بِشَيْءٍ مِنَ التَّقِيَّةِ؟ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: أَنْتَ أَعْلَمُ جُعِلْتُ فِدَاكَ، قَالَ: إِنْ أَخَذَ بِهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَأَعْظَمُ أَجْراً. وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى: إِنْ أَخَذَ بِهِ أُوجِرَ وَإِنْ تَرَكَهُ وَاللَّهِ أَثِمَ.

۴۔ ابو عبیدہ سے مروی ہے کہ امام محمد باقرؑ نے مجھ سے کہا، اے زیاد (نام ابو عبیدہ) تم کیا کہتے ہو اس معاملے میں کہ ہم فتویٰ دیں۔ اپنے دوستوں میں سے کسی ایک کو ایسے امر کا جس میں تقیہ ہو۔ میں نے کہا فرزند رسولؐ آپؑ بہتر جانتے ہیں فرمایا اگر وہ اس پر عمل کرے گا تو اس کے لئے بہتر ہوگا اور باعث اجر عظیم،

اور ایک روایت میں ہے کہ اگر اس پر عمل کرے گا تو اجر پائے گا اور اگر ترک کرے گا تو وہ گنہگار ہوگا۔

٥ - أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَعْيَنَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ مَسْأَلَةٍ فَأَجَابَنِي ثُمَّ جَاءَهُ رَجُلٌ فَسَأَلَهُ عَنْهَا فَأَجَابَهُ بِخِلاَفِ مَا أَجَابَنِي ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ آخَرُ فَأَجَابَهُ بِخِلاَفِ مَا أَجَابَنِي وَأَجَابَ صَاحِبِي فَلَمَّا خَرَجَ الرَّجُلاَنِ قُلْتُ: يَا ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ! رَجُلاَنِ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ مِنْ شِيعَتِكُمْ قَدِمَا يَسْأَلاَنِ فَأَجَبْتَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِغَيْرِ مَا أَجَبْتَ بِهِ صَاحِبَهُ؟ فَقَالَ: يَا زُرَارَةُ! إِنَّ هَذَا خَيْرٌ لَنَا وَأَبْقَى

لَنَا وَلَكُمْ وَلَوِ اجْتَمَعْتُمْ عَلَى أَمْرٍ وَاحِدٍ لَصَدَّقَكُمُ النَّاسُ عَلَيْنَا وَ لَكَانَ أَقَلَّ لِبَقَائِنَا وَ بَقَائِكُمْ. قَالَ: ثُمَّ قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام: شِيعَتُكُمْ لَوْ حَمَلْتُمُوهُمْ عَلَى الْأَسِنَّةِ أَوْ عَلَى النَّارِ لَمَضَوْا وَهُمْ يَخْرُجُونَ مِنْ عِنْدِكُمْ مُخْتَلِفِينَ. قَالَ: فَأَجَابَنِي بِمِثْلِ جَوَابِ أَبِيهِ.

۵۔ زرارہ بن اَعینؒ سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے میں نے ایک مسئلہ پوچھا حضرت نے اس کا جواب دیا۔ پھر ایک اور شخص آیا اور یہی مسئلہ پوچھا۔ آپ نے میرے جواب کے علاوہ جواب دیا۔ پھر ایک اور شخص آیا۔ اس کو میرے جواب سے علیحدہ جواب دیا اور دوسرے کے جواب سے بھی الگ۔ جب وہ دونوں آدمی چلے گئے تو میں نے کہا یا بن رسول اللہ یہ دونوں عراقی آپ کے پرانے شیعوں میں سے ہیں ان سوالوں کے جواب آپ نے الگ الگ کیوں دیئے۔ فرمایا۔ اے زرارہ یہی بہتر ہے ہمارے اور تمہارے لئے۔ اگر تم ایک ہی امر پر جمع ہو جاؤ۔ تو مخالف تم کو مجلس سے نکال دیں گے اور پھر تم ہمارے پاس۔ کہتے آؤ گے کہ خروج کیجئے۔ اس طرح ہمارا اور تمہارا دنیا میں رہنا کم ہو جائے گا۔ اس کے بعد میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ آپؑ کے شیعہ ایسے پکے ہیں کہ اگر آپ حکم دیں کہ جنگ میں نیزوں پر سینے تان دیں یا آگ میں کود پڑیں تو وہ آپؑ کے حکم سے منہ نہ پھیریں گے پھر کیا وجہ کہ آپؑ سے مختلف جواب سنیں، پس حضرت نے وہی جواب دیا جو ان کے والد ماجد نے دیا تھا۔

۶۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ نَصْرٍ الْخَثْعَمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِاللهِ عليه السلام يَقُولُ: مَنْ عَرَفَ أَنَّا لَا نَقُولُ إِلَّا حَقّاً فَلْيَكْتَفِ بِمَا يَعْلَمُ مِنَّا فَإِنْ سَمِعَ مِنَّا خِلَافَ مَا يَعْلَمُ فَلْيَعْلَمْ أَنَّ ذٰلِكَ دِفَاعٌ مِنَّا عَنْهُ.

۶۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام کو فرماتے سنا۔ جو شخص یہ جانتا ہے کہ ہم نہیں کہتے۔ مگر حق تو اس کو چاہیئے کہ اکتفا کرے اس پر جو ہم سے جانا ہے۔ اور اگر ہم سے کوئی بات ایسی سنی ہے جو حکم خدا کے خلاف ہو تو سمجھے کہ ہم نے تم سے دشمنوں کے ضرر کا دفع چاہا ہے یعنی بصورت تقیہ اس کو بیان کیا ہے۔

۷۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى وَالْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ جَمِيعاً، عَنْ سَمَاعَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ اخْتَلَفَ عَلَيْهِ رَجُلَانِ مِنْ أَهْلِ دِينِهِ فِي أَمْرٍ

كِلاهُما يَرْوِيهِ أَحَدُهُما يَأْمُرُ بِأَخْذِهِ وَالآخَرُ يَنْهاهُ عَنْهُ، كَيْفَ يَصْنَعُ؟ فَقالَ: يُرْجِئُهُ حَتّى يَلْقى مَنْ يُخْبِرُهُ، فَهُوَ في سَعَةٍ حَتّى يَلْقاهُ؛ وَفي رِوايَةٍ أُخْرى: بِأَيِّهِما أَخَذْتَ مِنْ بابِ التَّسْليمِ وَسِعَكَ.

۷۔ روایت ہے امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا اس شخص کے متعلق جس کے دو دینی بھائیوں نے ایک امر کے متعلق دو مختلف حدیثیں بیان کیں ایک سے کرنے کا حکم ثابت ہوتا ہے۔ دوسرے سے نہی۔ ایسی صورت میں وہ کیا کرے۔ فرمایا۔ اس کو چاہیئے کہ عمل میں تاخیر کرے۔ یہاں تک کہ ایسے شخص سے ملے جو امر واقع سے آگاہ کر دے۔ اس کے ملنے تک تاخیر عمل جائز ہوگی۔

اور ایک اور روایت میں صاحب الزمان علیہ السلام سے ہے کہ ان دونوں روایتوں میں سے کسی ایک پر عمل کرے اس اعتقاد سے کہ امام مفترض الطاعۃ کا قول ہے نہ اس اعتبار سے کہ ایک قول کو دوسرے پر ترجیح دے کر۔

۸۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْراهيمَ، عَنْ أَبيهِ، عَنْ عُثْمانَ بْنِ عيسى، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْمُخْتارِ، عَنْ بَعْضِ أَصْحابِنا، عَنْ أَبي عَبْدِاللهِ عليه السلام قالَ: أَرَأَيْتَكَ لَوْ حَدَّثْتُكَ بِحَديثِ الْعامَ ثُمَّ جِئْتَني مِنْ قابِلٍ فَحَدَّثْتُكَ بِخِلافِهِ بِأَيِّهِما كُنْتَ تَأْخُذُ؟ قالَ: قُلْتُ: كُنْتُ آخُذُ بِالأَخيرِ؛ فَقالَ لي: رَحِمَكَ اللهُ.

۸۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شیعہ سے فرمایا کہ اگر میں تم سے اس سال ایک حدیث بیان کروں اور دوسرے سال جب آؤ تو اس کے خلاف بیان کروں تو تم کس پر عمل کرو گے۔ میں نے کہا آخر والی پر۔ امام نے فرمایا۔ اللہ تم پر رحم کرے گا۔ (یعنے پہلی روایت بنا بر تقیہ تھی۔)

۹۔ وَعَنْهُ، عَنْ أَبيهِ، عَنْ إِسْماعيلَ بْنِ مَرّارٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ داوُدَ بْنِ فَرْقَدٍ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ خُنَيْسٍ قالَ: قُلْتُ لِأَبي عَبْدِاللهِ عليه السلام: إِذا جاءَ حَديثٌ عَنْ أَوَّلِكُمْ وَحَديثٌ عَنْ آخِرِكُمْ بِأَيِّهِما نَأْخُذُ؟ فَقالَ: خُذُوا بِهِ حَتّى يَبْلُغَكُمْ عَنِ الْحَيِّ فَإِنْ بَلَغَكُمْ عَنِ الْحَيِّ فَخُذُوا بِقَوْلِهِ، قالَ: ثُمَّ قالَ أَبُوعَبْدِاللهِ عليه السلام: إِنّا وَاللهِ لا نُدْخِلُكُمْ إِلّا فيما يَسَعُكُمْ؛ وَفي حَديثٍ آخَرَ: خُذُوا بِالأَحْدَثِ.

۹۔ راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ اگر کوئی حدیث ہم سے پہلے اماموں سے پہنچے۔ مثلاً امام زین العابدین سے اور دوسری ان کے بعد والے امام سے (امام محمد باقر) تو ہم کس پر عمل کریں۔ فرمایا عمل

کرو بعد والی پر جب تک کہ زندہ امام سے دوسری حدیث تم تک پہنچے جب یہ زندہ امام سے ملے تو اس پر عمل کرو۔ پھر امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ ہم نے بعد والے امام اور زندہ امام کے قول پر عمل کرنے کو اس لئے کہا کہ ہم ہر فرد کو تم سے دور رکھنا چاہتے ہیں اور اگر احتمال ضرر نہ ہو تو جس پر چاہو عمل کرو اور ایک روایت میں ہے کہ جو تازہ تر حدیث ہو اس پر عمل کرو۔

١٠... مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حَنْظَلَةَ قَالَ : سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام عَنْ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِنَا بَيْنَهُمَا مُنَازَعَةٌ فِي دَيْنٍ أَوْ مِيرَاثٍ فَتَحَاكَمَا إِلَى السُّلْطَانِ وَ إِلَى الْقُضَاةِ أَيَحِلُّ ذَلِكَ ؟ قَالَ : مَنْ تَحَاكَمَ إِلَيْهِمْ فِي حَقٍّ أَوْ بَاطِلٍ فَإِنَّمَا تَحَاكَمَ إِلَى الطَّاغُوتِ وَمَا يَحْكُمُ لَهُ فَإِنَّمَا يَأْخُذُ سُحْتاً وَإِنْ كَانَ حَقّاً ثَابِتاً لَهُ لِأَنَّهُ أَخَذَهُ بِحُكْمِ الطَّاغُوتِ وَقَدْ أَمَرَ اللَّهُ أَنْ يُكْفَرَ بِهِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: «يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ».

قُلْتُ : فَكَيْفَ يَصْنَعَانِ ؟

قَالَ : يَنْظُرَانِ [إِلَى] مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مِمَّنْ قَدْ رَوَى حَدِيثَنَا وَ نَظَرَ فِي حَلَالِنَا وَ حَرَامِنَا وَ عَرَفَ أَحْكَامَنَا فَلْيَرْضَوْا بِهِ حَكَماً فَإِنِّي قَدْ جَعَلْتُهُ عَلَيْكُمْ حَاكِماً فَإِذَا حَكَمَ بِحُكْمِنَا فَلَمْ يَقْبَلْهُ مِنْهُ فَإِنَّمَا اسْتَخَفَّ بِحُكْمِ اللَّهِ وَعَلَيْنَا رَدَّ وَالرَّادُّ عَلَيْنَا الرَّادُّ عَلَى اللَّهِ وَ هُوَ عَلَى حَدِّ الشِّرْكِ بِاللَّهِ.

قُلْتُ : فَإِنْ كَانَ كُلُّ رَجُلٍ اخْتَارَ رَجُلاً مِنْ أَصْحَابِنَا فَرَضِيَا أَنْ يَكُونَا النَّاظِرَيْنِ فِي حَقِّهِمَا وَ اخْتَلَفَا فِيمَا حَكَمَا وَ كِلَاهُمَا اخْتَلَفَا فِي حَدِيثِكُمْ؟

قَالَ : الْحُكْمُ مَا حَكَمَ بِهِ أَعْدَلُهُمَا وَ أَفْقَهُهُمَا وَ أَصْدَقُهُمَا فِي الْحَدِيثِ وَ أَوْرَعُهُمَا وَلَا يَلْتَفِتُ إِلَى مَا يَحْكُمُ بِهِ الْآخَرُ.

قَالَ قُلْتُ : فَإِنَّهُمَا عَدْلَانِ مَرْضِيَّانِ عِنْدَ أَصْحَابِنَا لَا يُفَضَّلُ وَاحِدٌ مِنْهُمَا عَلَى الْآخَرِ

قَالَ فَقَالَ: يُنْظَرُ إِلَى مَا كَانَ مِنْ رِوَايَتِهِمْ عَنَّا فِي ذَلِكَ الَّذِي حَكَمَا بِهِ الْمُجْمَعَ عَلَيْهِ مِنْ أَصْحَابِكَ فَيُؤْخَذُ بِهِ مِنْ حُكْمِنَا وَ يُتْرَكُ الشَّاذُّ الَّذِي لَيْسَ بِمَشْهُورٍ عِنْدَ أَصْحَابِكَ فَإِنَّ الْمُجْمَعَ عَلَيْهِ لَا رَيْبَ

فِيهِ وَ إِنَّمَا الْأُمُورُ ثَلَاثَةٌ: أَمْرٌ بَيِّنٌ رُشْدُهُ فَيُتَّبَعُ، وَأَمْرٌ بَيِّنٌ غَيُّهُ فَيُجْتَنَبُ وَأَمْرٌ مُشْكِلٌ يُرَدُّ عِلْمُهُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: حَلَالٌ بَيِّنٌ وَحَرَامٌ بَيِّنٌ وَشُبُهَاتٌ بَيْنَ ذَٰلِكَ فَمَنْ تَرَكَ الشُّبُهَاتِ نَجَا مِنَ الْمُحَرَّمَاتِ، وَمَنْ أَخَذَ بِالشُّبُهَاتِ ارْتَكَبَ الْمُحَرَّمَاتِ وَهَلَكَ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُ.

قُلْتُ: فَإِنْ كَانَ الْخَبَرَانِ عَنْكُمَا مَشْهُورَيْنِ قَدْ رَوَاهُمَا الثِّقَاتُ عَنْكُمْ؟

قَالَ: يُنْظَرُ فَمَا وَافَقَ حُكْمُهُ حُكْمَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَ خَالَفَ الْعَامَّةَ فَيُؤْخَذُ بِهِ وَ يُتْرَكُ مَا خَالَفَ حُكْمُهُ حُكْمَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَ وَافَقَ الْعَامَّةَ.

قُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ الْفَقِيهَانِ عَرَفَا حُكْمَهُ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَ وَجَدْنَا أَحَدَ الْخَبَرَيْنِ مُوَافِقاً لِلْعَامَّةِ وَالْآخَرَ مُخَالِفاً لَهَا بِأَيِّ الْخَبَرَيْنِ يُؤْخَذُ؟

قَالَ: مَا خَالَفَ الْعَامَّةَ فَفِيهِ الرَّشَادُ.

فَقُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ فَإِنْ وَافَقَهُمَا الْخَبَرَانِ جَمِيعاً.

قَالَ: يُنْظَرُ إِلَى مَا هُمْ إِلَيْهِ أَمْيَلُ حُكَّامُهُمْ وَ قُضَاتُهُمْ فَيُتْرَكُ وَ يُؤْخَذُ بِالْآخَرِ.

قُلْتُ: فَإِنْ وَافَقَ حُكَّامُهُمُ الْخَبَرَيْنِ جَمِيعاً.[۲]

قَالَ: إِذَا كَانَ ذَٰلِكَ فَأَرْجِهِ حَتَّى تَلْقَى إِمَامَكَ فَإِنَّ الْوُقُوفَ عِنْدَ الشُّبُهَاتِ خَيْرٌ مِنَ الِاقْتِحَامِ فِي الْهَلَكَاتِ.

۱۰۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اپنے اصحاب میں سے ایسے دو شخصوں کے بارے میں پوچھا جو آپس میں جھگڑا کرنے والے تھے۔ قرض میں یا میراث میں وہ اپنا مقدمہ لے گئے شیطان صفت بادشاہ یا غیر عادل قاضی کے

پاس آیا یہ جائز ہے ان کے لئے فرمایا۔ جو حکم بنائے گا سان کو حق یا باطل میں وہ مقدمہ لے جائے گا۔ ایک شیطان صفت کے پاس اور جو وہ حکم دے گا وہ رشوت کے تحت ہوگا۔ اگرچہ مدعی کے لئے حق ثابت ہو کیونکہ وہ فیصلہ شیطان سے لیا گیا ہے۔ حالانکہ اس سے کفر کرنے (بچنے) کا حکم دیا گیا ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ اپنا محاکمہ شیطان کی طرف لے جائیں۔ حالانکہ خدا نے ان کو حکم دیا ہے کہ وہ شیطان کے فریب میں نہ آئیں۔

فرمایا۔ ان دونوں نزاع کرنیوالے شیعوں کو چاہیئے کہ وہ اپنا معاملہ لے جائیں تم میں سے اس شخص کی طرف جو ہماری حدیث روایت کرتا ہے اور ہمارے حلال وحرام کو جانتا ہے اور ہمارے احکام کو پہچانتا ہے ان کو چاہیئے کہ ان کے فیصلہ پر راضی ہو جائیں اور اگر اس کو قبول نہ کیا تو، توہین کی حکم خدا کی اور ہماری تردید کی اور جس نے ہماری تردید کی اس نے اللہ کی تردید کی۔ وہ اللہ کے ساتھ شرک ہے۔

میں نے کہا۔ اگر دونوں میں سے ہر ایک، ایک ایک آدمی حَکَم انتخاب کرے ہمارے اصحاب میں سے اور وہ دونوں اس بات پر راضی ہو جائیں کہ ان دونوں کے حق کے بارے میں غور کریں گے۔ پھر مختلف ہو ان کا حکم اور آپ حضرات کے بارے میں بھی مختلف ہوں تو کیا کیا جائے۔ فرمایا ان میں سے اس کے حُکم کو مانا جائے جو دونوں میں زیادہ عادل ہو اور زیادہ توفیق دیا ہوا ہو اور بیان حدیث میں زیادہ صادق ہو اور زیادہ متقی و پرہیزگار ہو۔ اور دوسرے کے حُکم کی طرف توجہ نہ کی جائے۔

میں نے کہا اگر وہ دونوں یکساں عادل ہوں اور ہمارے اصحاب ان دونوں کو پسند کرتے ہوں اور ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ دی جاتی ہو تو کیا ہو۔ فرمایا یہ ہمارے شیعوں سے معلوم کیا جائے کہ کون سی حدیث ہماری ان میں زیادہ مانی جاتی ہے اسی پر عمل کیا جائے اور جو شاذ ہے اور تمہارے اصحاب میں زیادہ مشہور نہیں۔ اسے چھوڑ دیا جائے کیونکہ جس پر لوگوں کا اتفاق ہو اس میں شک نہ ہوگا اور امور شریعت تین قسم کے ہیں اوّل وہ کہ جن کی رشد و راستی صراحتہً قرآن و حدیث میں بیان کر دی گئی ہے ان پر عمل کیا جائے۔ دوسرے وہ امور جن کی گمراہی بیان کر دی گئی ہے ان سے اجتناب کیا جائے۔ تیسرے جو مشکل ہیں ان کی صراحت نہیں ان میں اللہ اور رسولؐ کی طرف رجوع کی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا، کہ حلال بیان کر دیئے گئے وہ واضح ہیں، حرام بیان کر دیئے وہ واضح ہیں، رہے ان کے درمیان شبہات، پس جس نے ان کو ترک کیا نجات پائی محرمات سے اور جس نے ان پر عمل کیا وہ مرتکب محرمات ہوا اور نادانی کی صورت میں وہ ہلاک ہوا۔

راوی نے کہا اگر آپ دونوں (امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے دو حدیثیں مشہور ہوں اور ثقہ حضرات نے ان دونوں کی روایت بھی کی ہو تو کیا کیا جائے۔ فرمایا۔ دیکھا جائے گا کہ کونسی حدیث قرآن و سنت کے مطابق اور رائے عامہ کے خلاف ہے جو موافق کتاب و سنت ہوگی اس پر عمل کیا جائے گا۔ اس حدیث کو جو کتاب سنت کے خلاف ہوگی اور رائے عامہ کے موافق۔ راوی کہتا ہے میں نے کہا۔ میں آپؑ پر فدا ہوں اگر دو فقیہہ

۱۰۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ ہر شخص کے لیے خواہش و رغبت ہوتی ہے (بچپن و جوانی میں طلب دنیا کی) اور سستی ہوتی ہے (بڑھاپے میں) پس جس کی سست رفتاری سنت کی طرف ہے اس نے ہدایت پائی اور جس کی بدعت کی طرف ہے۔ وہ گمراہ ہو گیا۔

١١ـ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْبَرْقِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَسَّانَ؛ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُوسَى بْنِ بَكْرٍ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَعْيَنَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام: قَالَ: كُلُّ مَنْ تَعَدَّى السُّنَّةَ رُدَّ إِلَى السُّنَّةِ.

۱۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جس نے درگذر کی سنت پیغمبر سے اور (پیروی ظن و قیاس کی) وہ پلٹا گیا سنت کی طرف ہے، یعنی جس کو قدرت ہو اس پر واجب ہے اس روش سے اُسے روکے۔

١٢ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّوْفَلِيِّ، عَنِ السَّكُونِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ، عَنْ آبَائِهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام: اَلسُّنَّةُ سُنَّتَانِ: سُنَّةٌ فِي فَرِيضَةٍ الْأَخْذُ بِهَا هُدًى وَتَرْكُهَا ضَلَالَةٌ وَسُنَّةٌ فِي غَيْرِ فَرِيضَةٍ الْأَخْذُ بِهَا فَضِيلَةٌ وَتَرْكُهَا إِلَى غَيْرِ خَطِيئَةٍ.

فَتَمَّ كِتَابُ فَضْلِ الْعِلْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّاهِرِينَ.

۱۲۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ سنت (ماجاء بہ النبی) کی دو قسمیں ہیں ایک سنت فریضہ (جیسے فرائض یومیہ) کہ اس پر عمل کرنا ہدایت ہے اور اس کا ترک ضلالت، دوسرے غیر فریضہ ہے (نوافل یومیہ) اس پر عمل باعث فضیلت ہے اور ترک کرنا گناہ نہیں۔

ترجمہ کتاب اُصولِ کافی

کتاب التوحید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمہ کتاب اصول کافی

کتاب التوحید

باب اوّل (۱)

حدوث عالم و اثبات المحدث

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ التَّوْحِيْدِ

○(بَابُ)○

حُدُوْثِ الْعَالَمِ وَ إِثْبَاتِ الْمُحْدِثِ

۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُوجَعْفَرٍ مُحَمَّدُبْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَنْصُورٍ قَالَ: قَالَ لِي هِشَامُ بْنُ الْحَكَمِ كَانَ بِمِصْرَ زِنْدِيقٌ تَبْلُغُهُ عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام أَشْيَاءُ، فَخَرَجَ إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُنَاظِرَهُ؛ فَلَمْ يُصَادِفْهُ بِهَا وَقِيلَ لَهُ: إِنَّهُ خَارِجٌ بِمَكَّةَ فَخَرَجَ إِلَىٰ مَكَّةَ وَنَحْنُ مَعَ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام فَصَادَفَنَا وَنَحْنُ مَعَ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام فِي الطَّوَافِ وَ كَانَ اسْمُهُ عَبْدَالْمَلِكِ وَ كُنْيَتُهُ أَبُوعَبْدِاللهِ فَضَرَبَ كَتِفَهُ كَتِفَ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام، فَقَالَ لَهُ أَبُوعَبْدِاللهِ عليه السلام: مَا اسْمُكَ؟ فَقَالَ: اسْمِي عَبْدُالْمَلِكِ، قَالَ: فَمَا كُنْيَتُكَ؟ قَالَ: كُنْيَتِي أَبُوعَبْدِاللهِ؛ فَقَالَ لَهُ أَبُوعَبْدِاللهِ عليه السلام فَمَنْ هٰذَا الْمَلِكُ الَّذِي أَنْتَ عَبْدُهُ؟ أَمِنْ مُلُوكِ الْأَرْضِ أَمْ مِنْ مُلُوكِ السَّمَاءِ؟ وَأَخْبِرْنِي عَنِ ابْنِكَ

عَبْدُ إِلٰهِ السَّمَاءِ أَمْ عَبْدُ إِلٰهِ الأَرْضِ؟ قُلْ مَا شِئْتَ تُخْصَمُ. قَالَ هِشَامُ بْنُ الْحَكَمِ: فَقُلْتُ لِلزِّنْدِيقِ: أَمَا تَرُدُّ عَلَيْهِ؟
قَالَ: فَقَبَّحَ قَوْلِي، فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ (ع): إِذَا فَرَغْتُ مِنَ الطَّوَافِ فَأْتِنَا. فَلَمَّا فَرَغَ أَبُو عَبْدِ اللهِ (ع) أَتَاهُ
الزِّنْدِيقُ فَقَعَدَ بَيْنَ يَدَيْ أَبِي عَبْدِ اللهِ (ع) وَ نَحْنُ مُجْتَمِعُونَ عِنْدَهُ، فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ (ع) لِلزِّنْدِيقِ:
أَتَعْلَمُ أَنَّ لِلأَرْضِ تَحْتاً وَ فَوْقاً؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَدَخَلْتَ تَحْتَهَا؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَمَا يُدْرِيكَ مَا تَحْتَهَا؟
قَالَ: لَا أَدْرِي إِلَّا أَنِّي أَظُنُّ أَنْ لَيْسَ تَحْتَهَا شَيْءٌ، فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ (ع): فَالظَّنُّ عَجْزٌ لِمَا لَا تَسْتَيْقِنُ،
ثُمَّ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ (ع): أَفَصَعِدْتَ السَّمَاءَ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: أَفَتَدْرِي مَا فِيهَا؟ قَالَ: لَا، قَالَ: عَجَباً لَكَ
لَمْ تَبْلُغِ الْمَشْرِقَ، وَلَمْ تَبْلُغِ الْمَغْرِبَ، وَلَمْ تَنْزِلِ الأَرْضَ، وَلَمْ تَصْعَدِ السَّمَاءَ، وَلَمْ تَجُزْ هُنَاكَ فَتَعْرِفَ
مَا خَلْفَهُنَّ، وَأَنْتَ جَاحِدٌ بِمَا فِيهِنَّ، وَهَلْ يَجْحَدُ الْعَاقِلُ مَا لَا يَعْرِفُ؟ قَالَ الزِّنْدِيقُ: مَا كَلَّمَنِي بِهَذَا
أَحَدٌ غَيْرُكَ، فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ (ع): فَأَنْتَ مِنْ ذٰلِكَ فِي شَكٍّ، فَلَعَلَّهُ هُوَ وَلَعَلَّهُ لَيْسَ هُوَ؟ فَقَالَ الزِّنْدِيقُ:
وَ لَعَلَّ ذٰلِكَ، فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ (ع): أَيُّهَا الرَّجُلُ، لَيْسَ لِمَنْ لَا يَعْلَمُ حُجَّةٌ عَلَى مَنْ يَعْلَمُ، وَلَا حُجَّةَ
لِلْجَاهِلِ، يَا أَخَا أَهْلِ مِصْرَ، تَفَهَّمْ عَنِّي فَإِنَّا لَا نَشُكُّ فِي اللهِ أَبَداً، أَمَا تَرَى الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَاللَّيْلَ وَالنَّهَارَ
يَلِجَانِ فَلَا يَشْتَبِهَانِ وَ يَرْجِعَانِ، قَدِ اضْطُرَّا لَيْسَ لَهُمَا مَكَانٌ إِلَّا مَكَانُهُمَا، فَإِنْ كَانَا يَقْدِرَانِ عَلَى أَنْ
يَذْهَبَا فَلِمَ يَرْجِعَانِ؟ وَ إِنْ كَانَا غَيْرَ مُضْطَرَّيْنِ فَلِمَ لَا يَصِيرُ اللَّيْلُ نَهَاراً وَالنَّهَارُ لَيْلاً؟ اضْطُرَّا وَاللهِ
يَا أَخَا أَهْلِ مِصْرَ إِلَى دَوَامِهِمَا، وَالَّذِي اضْطَرَّهُمَا أَحْكَمُ مِنْهُمَا وَأَكْبَرُ، فَقَالَ الزِّنْدِيقُ: صَدَقْتَ، ثُمَّ
قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ (ع): يَا أَخَا أَهْلِ مِصْرَ، إِنَّ الَّذِي تَذْهَبُونَ إِلَيْهِ وَتَظُنُّونَ أَنَّهُ الدَّهْرُ، إِنْ كَانَ الدَّهْرُ يَذْهَبُ بِهِمْ
لِمَ لَا يَرُدُّهُمْ؟ وَإِنْ كَانَ يَرُدُّهُمْ لِمَ لَا يَذْهَبُ بِهِمْ؟ الْقَوْمُ مُضْطَرُّونَ، يَا أَخَا أَهْلِ مِصْرَ، لِمَ السَّمَاءُ مَرْفُوعَةٌ
وَالأَرْضُ مَوْضُوعَةٌ؟ لِمَ لَا يَسْقُطُ السَّمَاءُ عَلَى الأَرْضِ؟ لِمَ لَا تَنْحَدِرُ الأَرْضُ فَوْقَ طِبَاقِهَا وَلَا يَتَمَاسَكَانِ
وَلَا يَتَمَاسَكُ مَنْ عَلَيْهَا؟ قَالَ الزِّنْدِيقُ: أَمْسَكَهُمَا اللهُ رَبُّهُمَا وَ سَيِّدُهُمَا، قَالَ: فَآمَنَ الزِّنْدِيقُ عَلَى
يَدَيْ أَبِي عَبْدِ اللهِ (ع)، فَقَالَ لَهُ حُمْرَانُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنْ آمَنَتِ الزَّنَادِقَةُ عَلَى يَدِكَ فَقَدْ آمَنَ
الْكُفَّارُ عَلَى يَدَيْ أَبِيكَ، فَقَالَ الْمُؤْمِنُ الَّذِي آمَنَ عَلَى يَدَيْ أَبِي عَبْدِ اللهِ (ع): اجْعَلْنِي مِنْ تَلَامِذَتِكَ،
فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ (ع): يَا هِشَامُ بْنَ الْحَكَمِ خُذْهُ إِلَيْكَ وَ عَلِّمْهُ، فَعَلَّمَهُ هِشَامٌ، فَكَانَ مُعَلِّمَ أَهْلِ الشَّامِ وَ

أَهْلِ مِصْرَ الْإِيمَانَ وَحَسُنَتْ طَهَارَتُهُ حَتَّى رَضِيَ بِهَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ؑ

۱۔ علی بن منصور سے مروی ہے کہ ہشام بن الحکم نے بیان کیا کہ مصر میں ایک زندیق (دہریہ) تھا اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی کچھ احادیث سنیں۔ وہ حضرت سے مناظرہ کرنے مدینہ آیا لیکن ملاقات نہ ہوئی لوگوں نے کہا کہ حضرت مکہ تشریف لے گئے ہیں وہ مکہ آیا۔ ہم طواف میں حضرت کے ساتھ تھے اس زندیق کا نام عبدالملک تھا اور کنیت ابوعبداللہ اس نے حضرت کے شانہ سے شانہ رگڑا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا تیرا نام کیا ہے۔ اس نے کہا میرا نام عبدالملک ہے فرمایا۔ تیری کنیت کیا ہے فرمایا۔ ابوعبداللہ۔ حضرت نے فرمایا یہ کون ملک ہے جس کا تو بندہ ہے آیا یہ زمین کے بادشاہوں میں سے ہے یا آسمان کے اور مجھے اپنے بیٹے کے متعلق بتا۔ یہ آسمان کے اللہ کا بندہ ہے یا زمین کے اللہ کا۔ ان دونوں شقوں میں سے جو بھی تو بتلائے گا ملزم قرار پائے گا۔ ہشام ابن الحکم نے اس دہریہ سے کہا تو حضرت کی بات کا جواب کیوں نہیں دیتا۔ اس کو میرا یہ کہنا برا معلوم ہوا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا۔ "جب میں طواف سے فارغ ہوں تو میرے پاس آنا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو زندیق آیا اور آپ کے پاس بیٹھ گیا ہم سب بھی حضرت کے پاس جمع تھے آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ زمین کے لئے تحت و فوق ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے کہا کیا تم زمین کے نیچے گئے ہو۔ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اس میں کیا ہے اس نے کہا کہ مجھے علم نہیں۔ مگر میرا گمان یہ ہے کہ اس کے نیچے کچھ نہیں۔ فرمایا تم آسمان پر چڑھے ہو۔ کہا۔ نہیں۔ فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اس میں کیا ہے اس نے کہا نہیں۔ فرمایا کیسی عجیب بات ہے کہ تم نہ مشرق میں گئے نہ مغرب میں، نہ زمین کے اندر گئے نہ آسمان کے اوپر۔ اور جب تم وہاں سے نہیں گزرے اور تم کو پتہ نہیں کہ کیا کیا وہاں پیدا کیا گیا ہے تو اس صورت میں ان چیزوں سے تمہارا انکار کیسا۔ کیا عقلمند کے لئے جائز ہے کہ جس چیز کو نہیں جانتا۔ اس سے انکار کرے۔

زندیق نے کہا۔ آپ کے سوا اور کسی نے ایسا کلام مجھ سے نہیں کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اس معاملہ میں تمہیں شک ہے کہ شاید آسمان و زمین میں کچھ ہو یا نہ ہو۔ زندیق نے کہا کہ ہاں ایسا ہی ہے حضرت نے فرمایا اے شخص جو کوئی نہیں جانتا وہ جاننے والے پر حجت تمام نہیں کرتا۔ جاہل کے لئے تو حجت ہی نہیں۔

اے مصری بھائی مجھ سے سمجھ۔ ہم کبھی اللہ کے بارے میں شک نہیں کرتے کیا تم سورج اور چاند اور رات

دن کو نہیں دیکھتے کہ وہ آتے جاتے ہیں۔ ان کی مقررہ حالت میں کوئی اشتباہ نہیں ہوتا۔ وہ جاتے ہیں اور پھر پلٹ آتے ہیں یہ ان کی اضطراری حالت ہے جوان کی معین جگہ ہے اس سے ہٹ نہیں سکتے۔ انھیں اس پر قدرت نہیں کہ جاکر واپس نہ آئیں۔ اگر غیر مضطر ہوتے تو رات دن نہ بنتی اور دن رات نہ ہوتا۔ اے مصری بھائی یہ دونوں ہمیشہ سے مضطر ہیں۔ پس جس نے انھیں مضطر بنایا ہے وہ ان سے زیادہ طاقتور اور بڑا ہے۔

زندیق نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ پھر ابوعبداللہؑ نے کہا اے مصری بھائی لوگ جس طرف جا رہے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ وہ دہر ہے اگر دہر ان کو لے جاتا ہے تو دہر ان کو لوٹاتا کیوں نہیں اور اگر لوٹاتا ہے تو پھر ان کو مارتا کیوں ہے باقی کیوں نہیں رکھتا اور حرکت تو اس کی ایک جیسی ہے پھر یہ دو متضاد باتیں کیسی) اے مصری بھائی لوگ مضطر ہیں۔ کیوں آسمان کو بلند کیا۔ کیوں زمین کو بچھایا۔

آسمان زمین پر کیوں نہیں گر پڑتا (اگر اس کا کوئی مدبر و منتظم نہیں) اور زمین اپنے طبقات کو لے کر کیوں دھنس نہیں جاتی اگر کوئی مدبر حکیم نہ ہوتا تو یہ زمین و آسمان قائم نہ رہتے اور زمین پر لوگ چل نہ سکتے۔

زندیق نے کہا۔ اللہ دونوں کا رب ان کو روکے ہوئے ہے اور ان کو مضبوط بنایا ہے۔ پس زندیق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہاتھ پر ایمان لے آیا حمران نے کہا میں آپؑ پر فدا ہوں زنادقہ آپؑ کے ہاتھ پر ایمان لائے اور کفار آپؑ کے پدر بزرگوار کے ہاتھ پر۔

اس مومن نے جو حضرت کے ہاتھ پر ایمان لایا تھا حضرت سے کہا۔ مجھے آپؑ اپنے شاگردوں میں بنا لیجیے۔ حضرت نے ہشام بن الحکم سے فرمایا۔ ان کو اپنے ساتھ رکھو پس ہشام نے تعلیم دی اور پھر اس نے اہل شام اور اہل مصر کو ایمان کی تعلیم دی اور اس کی پاکیزگی نفس سے حضرت خوش ہوئے۔

۲ ۲۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَبْنِ مُحَمَّدِبْنِ خَالِدٍ، عَنْ مُحَمَّدِبْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي هَاشِمٍ، عَنْ أَحْمَدَبْنِ مُحْسِنٍ الْمِيثَمِيِّ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي مَنْصُورٍ الْمُتَطَبِّبِ فَقَالَ أَخْبَرَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِي قَالَ كُنْتُ أَنَا وَابْنُ أَبِي الْعَوْجَاءِ وَعَبْدُاللهِ بْنُ الْمُقَفَّعِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ ابْنُ الْمُقَفَّعِ، تَرَوْنَ هٰذَا الْخَلْقَ - وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى مَوْضِعِ الطَّوَافِ - مَا مِنْهُمْ أَحَدٌ أُوجِبُ لَهُ اسْمَ الْإِنْسَانِيَّةِ إِلَّا ذٰلِكَ الشَّيْخُ الْجَالِسُ - يَعْنِي أَبَا عَبْدِاللهِ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ عليه السلام - فَأَمَّا الْبَاقُونَ فَرَعَاعٌ وَبَهَائِمُ فَقَالَ لَهُ

ابن أبي العوجاء: وكيف أوجبت هذا الاسم لهذا الشيخ دون هؤلاء؟ قال: لأني رأيت عنده ما لم
أره عندهم، فقال له ابن أبي العوجاء: لا بد من اختبار ما قلت فيه منه، قال: فقال له ابن المقفع:
لا تفعل فإني أخاف أن يفسد عليك ما في يدك، فقال: ليس ذا رأيك ولكن تخاف أن يضعف رأيك
عندي في إحلالك إياه المحل الذي وصفت، فقال ابن المقفع: أما إذا توهمت علي
هذا فقم إليه وتحفظ ما استطعت من الزلل ولا تثني عنانك إلى استرسال فيسلمك إلى
عقال[۲] وسمه ما لك أو عليك، قال: فقام ابن أبي العوجاء وبقيت أنا وابن المقفع جالسين
فلما رجع إلينا ابن أبي العوجاء قال: ويلك يا ابن المقفع ما هذا ببشر وإن كان في
الدنيا روحاني يتجسد إذا شاء ظاهرا ويتروح إذا شاء باطنا فهو هذا، فقال له: وكيف ذلك؟ قال:
جلست إليه فلما لم يبق عنده غيري ابتدأني فقال: إن يكن الأمر على ما يقول هؤلاء وهو على ما
يقولون -يعني أهل الطواف- فقد سلموا وعطبتم وإن يكن الأمر على ما تقولون وليس كما تقولون فقد
استويتم وهم، فقلت له: يرحمك الله وأي شيء نقول وأي شيء يقولون؟ ما قولي وقولهم إلا واحدا، فقال:
وكيف يكون قولك وقولهم واحدا؟ وهم يقولون: إن لهم معادا وثوابا وعقابا ويدينون بأن
في السماء إلها وأنها عمران وأنتم تزعمون أن السماء خراب ليس فيها أحد، قال: فاغتنمتها
منه فقلت له: ما منعه إن كان الأمر كما يقولون أن يظهر لخلقه ويدعوهم إلى عبادته حتى لا يختلف
منهم اثنان ولم احتجب عنهم وأرسل إليهم الرسل؟ ولو باشرهم بنفسه كان أقرب إلى الإيمان
به؟ فقال لي: ويلك وكيف احتجب عنك من أراك قدرته في نفسك نشوءك ولم تكن وكبرك بعد صغرك
وقوتك بعد ضعفك وضعفك بعد قوتك وسقمك بعد صحتك وصحتك بعد سقمك ورضاك بعد غضبك
وغضبك بعد رضاك وحزنك بعد فرحك وفرحك بعد حزنك وحبك بعد بغضك وبغضك بعد
حبك وعزمك بعد أناتك وأناتك بعد عزمك وشهوتك بعد كراهتك وكراهتك بعد شهوتك و
رغبتك بعد رهبتك ورهبتك بعد رغبتك ورجاءك بعد يأسك ويأسك بعد رجائك، وخاطرك بما لم
يكن في وهمك وعزوب ما أنت معتقده عن ذهنك وما زال يعد علي قدرته التي هي في نفسي
التي لا أدفعها حتى ظننت أنه سيظهر فيما بيني وبينه.

۵ـ عَنْهُ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا رَفَعَهُ وَزَادَ فِي حَدِيثِ ابْنِ أَبِي الْعَوْجَاءِ حِينَ سَأَلَهُ أَبُو عَبْدِاللَّهِ عليه السلام قَالَ: عَادَ ابْنُ أَبِي الْعَوْجَاءِ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي إِلَى مَجْلِسِ أَبِي عَبْدِاللَّهِ عليه السلام فَجَلَسَ وَ هُوَ سَاكِتٌ لَا يَنْطِقُ فَقَالَ أَبُو عَبْدِاللَّهِ عليه السلام: كَأَنَّكَ جِئْتَ تُعِيدُ بَعْضَ مَا كُنَّا فِيهِ؟ فَقَالَ: أَرَدْتُ ذَلِكَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِاللَّهِ عليه السلام: مَا أَعْجَبَ هَذَا! تُنْكِرُ اللَّهَ وَ تَشْهَدُ أَنِّي ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ؟ فَقَالَ: الْعَادَةُ تَحْمِلُنِي عَلَى ذَلِكَ، فَقَالَ لَهُ الْعَالِمُ فَمَا يَمْنَعُكَ مِنَ الْكَلَامِ؟ قَالَ: إِجْلَالاً لَكَ وَ مَهَابَةً مَا يَنْطَلِقُ لِسَانِي بَيْنَ يَدَيْكَ فَإِنِّي شَاهَدْتُ الْعُلَمَاءَ، وَنَاظَرْتُ الْمُتَكَلِّمِينَ فَمَا تَدَاخَلَنِي هَيْبَةٌ قَطُّ مِثْلُ مَا تَدَاخَلَنِي مِنْ هَيْبَتِكَ قَالَ: يَكُونُ ذَلِكَ وَلَكِنْ أَفْتَحُ عَلَيْكَ بِسُؤَالٍ وَأَقْبَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ: أَمَصْنُوعٌ أَنْتَ أَوْ غَيْرُ مَصْنُوعٍ؟ فَقَالَ عَبْدُالْكَرِيمِ بْنُ أَبِي الْعَوْجَاءِ بَلْ أَنَا غَيْرُ مَصْنُوعٍ فَقَالَ لَهُ الْعَالِمُ عليه السلام: فَصِفْ لِي لَوْ كُنْتَ مَصْنُوعاً كَيْفَ كُنْتَ تَكُونُ؟ فَبَقِيَ عَبْدُالْكَرِيمِ مَلِيّاً لَا يُحِيرُ جَوَاباً وَوَلَعَ بِخَشَبَةٍ كَانَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ طَوِيلٌ عَرِيضٌ عَمِيقٌ قَصِيرٌ مُتَحَرِّكٌ سَاكِنٌ كُلُّ ذَلِكَ صِفَةُ خَلْقِهِ، فَقَالَ لَهُ الْعَالِمُ: فَإِنْ كُنْتَ لَمْ تَعْلَمْ صِفَةَ الصَّنْعَةِ غَيْرَهَا فَاجْعَلْ نَفْسَكَ مَصْنُوعاً لِمَا تَجِدُ فِي نَفْسِكَ مِمَّا يَحْدُثُ مِنْ هَذِهِ الْأُمُورِ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُالْكَرِيمِ: سَأَلْتَنِي عَنْ مَسْأَلَةٍ لَمْ يَسْأَلْنِي عَنْهَا أَحَدٌ قَبْلَكَ وَلَا يَسْأَلُنِي أَحَدٌ بَعْدَكَ عَنْ مِثْلِهَا فَقَالَ أَبُو عَبْدِاللَّهِ عليه السلام: هَبْكَ عَلِمْتَ أَنَّكَ لَمْ تُسْأَلْ فِيمَا مَضَى فَمَا عَلَّمَكَ أَنَّكَ لَا تُسْأَلُ فِيمَا بَعْدُ؟ عَلَى أَنَّكَ يَا عَبْدَالْكَرِيمِ نَقَضْتَ قَوْلَكَ لِأَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّ الْأَشْيَاءَ مِنَ الْأَوَّلِ سَوَاءٌ فَكَيْفَ قَدَّمْتَ وَأَخَّرْتَ؟ ثُمَّ قَالَ: يَا عَبْدَالْكَرِيمِ أَزِيدُكَ وُضُوحاً أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ مَعَكَ كِيسٌ فِيهِ جَوَاهِرُ فَقَالَ لَكَ قَائِلٌ: هَلْ فِي الْكِيسِ دِينَارٌ فَنَفَيْتَ كَوْنَ الدِّينَارِ فِي الْكِيسِ، فَقَالَ لَكَ صِفْ لِيَ الدِّينَارَ وَ كُنْتَ غَيْرَ عَالِمٍ بِصِفَتِهِ هَلْ كَانَ لَكَ أَنْ تَنْفِيَ كَوْنَ الدِّينَارِ عَنِ الْكِيسِ وَأَنْتَ لَا تَعْلَمُ؟ قَالَ: لَا، فَقَالَ أَبُو عَبْدِاللَّهِ عليه السلام فَالْعَالَمُ أَكْبَرُ وَأَطْوَلُ وَ أَعْرَضُ مِنَ الْكِيسِ فَلَعَلَّ فِي الْعَالَمِ صَنْعَةً مِنْ حَيْثُ لَا تَعْلَمُ صِفَةَ الصَّنْعَةِ مِنْ غَيْرِ الصَّنْعَةِ، فَانْقَطَعَ عَبْدُالْكَرِيمِ وَ أَجَابَ إِلَى الْإِسْلَامِ بَعْضُ أَصْحَابِهِ وَ بَقِيَ مَعَهُ بَعْضٌ.

فَعَادَ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ فَقَالَ: أَقْلِبُ السُّؤَالَ؟ فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِاللَّهِ عليه السلام: سَلْ عَمَّا شِئْتَ فَقَالَ: مَا الدَّلِيلُ عَلَى حَدَثِ الْأَجْسَامِ؟ فَقَالَ: إِنِّي مَا وَجَدْتُ شَيْئاً صَغِيراً وَلَا كَبِيراً إِلَّا وَ إِذَا ضُمَّ إِلَيْهِ

مِثْلُهُ صَارَ أَكْبَرَ وَفِي ذَلِكَ زَوَالٌ وَانْتِقَالٌ عَنِ الْحَالَةِ الْأُولَى وَلَوْ كَانَ قَدِيماً مَا زَالَ وَلَا حَالَ لِأَنَّ الَّذِي يَزُولُ وَيَحُولُ يَجُوزُ أَنْ يُوجَدَ وَيَبْطُلَ فَيَكُونُ بِوُجُودِهِ بَعْدَ عَدَمِهِ دُخُولٌ فِي الْحَدَثِ وَفِي كَوْنِهِ فِي الْأَزَلِ دُخُولُهُ فِي الْعَدَمِ وَلَنْ تَجْتَمِعَ صِفَةُ الْأَزَلِ وَالْعَدَمِ وَالْحُدُوثِ وَالْقِدَمِ فِي شَيْءٍ وَاحِدٍ فَقَالَ عَبْدُ الْكَرِيمِ: هَبْكَ عَلِمْتَ فِي جَرْيِ الْحَالَتَيْنِ وَالزَّمَانَيْنِ عَلَى مَا ذَكَرْتَ وَاسْتَدْلَلْتَ بِذَلِكَ عَلَى حُدُوثِهَا فَلَوْ بَقِيَتِ الْأَشْيَاءُ عَلَى صِغَرِهَا مِنْ أَيْنَ كَانَ لَكَ أَنْ تَسْتَدِلَّ عَلَى حُدُوثِهِنَّ؟ فَقَالَ الْعَالِمُ (ع): إِنَّمَا نَتَكَلَّمُ عَلَى هَذَا الْعَالَمِ الْمَوْضُوعِ فَلَوْ رَفَعْنَاهُ وَوَضَعْنَا عَالَماً آخَرَ كَانَ لَا شَيْءَ أَدَلَّ عَلَى الْحَدَثِ مِنْ رَفْعِنَا إِيَّاهُ وَوَضْعِنَا غَيْرَهُ وَلَكِنْ أُجِيبُكَ مِنْ حَيْثُ قَدَّرْتَ أَنْ تُلْزِمَنَا فَنَقُولُ: إِنَّ الْأَشْيَاءَ لَوْ دَامَتْ عَلَى صِغَرِهَا لَكَانَ فِي الْوَهْمِ أَنَّهُ مَتَى ضُمَّ شَيْءٌ إِلَى مِثْلِهِ كَانَ أَكْبَرَ وَفِي جَوَازِ التَّغْيِيرِ عَلَيْهِ خُرُوجُهُ مِنَ الْقِدَمِ كَمَا أَنَّ فِي تَغْيِيرِهِ دُخُولَهُ فِي الْحَدَثِ لَيْسَ لَكَ وَرَاءَهُ شَيْءٌ يَا عَبْدَ الْكَرِيمِ فَانْقَطَعَ وَخَزِيَ.

فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْقَابِلِ الْتَقَى مَعَهُ فِي الْحَرَمِ فَقَالَ لَهُ بَعْضُ شِيعَتِهِ: إِنَّ ابْنَ أَبِي الْعَوْجَاءِ قَدْ أَسْلَمَ فَقَالَ الْعَالِمُ (ع): هُوَ أَعْمَى مِنْ ذَلِكَ لَا يُسْلِمُ، فَلَمَّا بَصُرَ بِالْعَالِمِ قَالَ: سَيِّدِي وَمَوْلَايَ. فَقَالَ لَهُ الْعَالِمُ (ع): مَا جَاءَ بِكَ إِلَى هَذَا الْمَوْضِعِ؟ فَقَالَ: عَادَةُ الْجَسَدِ وَسُنَّةُ الْبَلَدِ وَلِنَنْظُرَ مَا النَّاسُ فِيهِ مِنَ الْجُنُونِ وَالْحَلْقِ وَرَمْيِ الْحِجَارَةِ فَقَالَ لَهُ الْعَالِمُ (ع): أَنْتَ بَعْدُ عَلَى عُتُوِّكَ وَضَلَالِكَ يَا عَبْدَ الْكَرِيمِ فَذَهَبَ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ لَهُ (ع): لَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَنَفَضَ رِدَاءَهُ مِنْ يَدِهِ وَقَالَ: إِنْ يَكُنِ الْأَمْرُ كَمَا تَقُولُ وَلَيْسَ كَمَا تَقُولُ نَجَوْنَا وَنَجَوْتَ وَإِنْ يَكُنِ الْأَمْرُ كَمَا نَقُولُ وَهُوَ كَمَا نَقُولُ نَجَوْنَا وَهَلَكْتَ، فَأَقْبَلَ عَبْدُ الْكَرِيمِ عَلَى مَنْ مَعَهُ فَقَالَ: وَجَدْتُ فِي قَلْبِي حَزَازَةً فَرُدُّونِي فَرَدُّوهُ فَمَاتَ لَا رَحِمَهُ اللَّهُ]

۲۔ مَنصُور الْمُتَطَبِّب سے مروی ہے کہ خبر دی میرے ایک صحابی نے کہ میں اور ابن ابی العوجا اور عبداللہ بن ابی المقفع مسجد الحرام میں بیٹھے تھے۔ ابن المقفع نے کہا کہ تم اس مخلوق کو دیکھتے ہو اور اشارہ کیا جائے طواف کا اور کہا ان میں سے کوئی سزا و۔ لفظ انسانیت نہیں۔ مگر یہ بزرگ جو بیٹھے ہوئے ہیں یعنی امام جعفر صادق علیہ السلام اور باقی تو ناک کا پانی ہیں اور بہائم صفت ابن عوجا نے کہا۔ تم نے سب کو چھوڑ کر انہی بزرگ کے لئے ایسا

کیوں کہا۔ اس نے کہا جو بات میں ان میں پاتا ہوں دوسروں میں نہیں پاتا۔ ابن ابی العوجاء نے کہا۔ جو تم نے کہا ہے اس کی آزمائش ضروری ہے ابن المقفع نے کہا۔ ایسا نہ کر مجھے ڈر ہے کہ تیرا عقیدہ فاسد نہ ہو جائے اس نے کہا کہ نیرا عقیدہ نہیں ہے۔ بلکہ تو اس بات سے ڈرتا ہے کہ تیری رائے میرے نزدیک کمزور ثابت ہو۔ ان کی ان کی اس صفت کے بارے میں جو تو نے بیان کی ہے ابن مقفع نے کہا کہ اگر تیرا ایسا گمان ہے تو اٹھ اور ان کے پاس چل اور غلطی سے حتی المقدور اپنے آپ کو بچا۔

اور امید ہے کہ تو اپنی باگ کو ان کی مجلس میں راہ ہموار سے نہ پھیرے گا اور وہ سونپیں گے تجھ کو دو چیزیں اوّل وہ بندش جو حرکت سے مانع ہو۔ دوسرے وہ علامت جس سے تو جانے کہ کیا بات تیرے فائدے کی ہے اور کیا نقصان کی۔

ابن ابی العوجاء اٹھ کر چلا گیا اور میں اور المقفع بیٹھے رہے۔ جب لوٹا تو اس نے کہا وائے ہو تجھ پر یہ شخص بشر نہیں فرشتہ ہے جب چاہتا ہے بجسدہ اس دنیا میں ظاہر ہوتا ہے اور جب چاہتا ہے فرشتوں کی طرح پنہاں ہو جاتا ہے (زنادقہ کا یہ عقیدہ ہے کہ مجردات اپنے افعال میں بدن کی احتیاج نہیں رکھتے اور ہر شے کو جانتے ہیں یہاں تک کہ غیب کو بھی۔ لہذا اس نے اپنا یہی عقیدہ حضرت کے متعلق ظاہر کیا۔)

اس نے کہا کہ یہ کیسے ابن ابی العوجاء نے کہا میں حضرت کے پاس گیا۔ جب میرے سوا کوئی اور نہ رہا تو حضرت نے خود ہی فرمایا۔ اگر وہ امر جس کو زندیق لوگ کہتے ہیں۔ خلاف اس کے ہے جو اہل طواف کہتے ہیں پس اگر تمہاری بات صحیح ہو اور خدا کا وجود ہوا تو وہ سب نجات پائیں گے اور تم ہلاک ہو گے۔

اور اگر جیسا تم کہتے ہو۔ وہ صحیح ہوا یعنی خدا نہیں ہے اور کسی طرح کی بازپرس نہ ہو گی اور اہل طواف یعنی (مسلمانوں) کا عقیدہ غلط ہوا تو وہ اور تم برابر۔ خدا پرستی نے انھیں کوئی ضرر نہ پہنچایا۔)

میں نے کہا۔ اللہ آپ پر رحم کرے کونسی چیز ہے ——— جو ہم کہتے ہیں اور کونسی چیز ہے جو وہ کہتے ہیں میرا قول اور ان کا قول ایک ہی ہے حضرت نے فرمایا تمہارا اور ان کا قول ایک کیسے ہو جائے گا۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کے لئے معاد ہے ثواب ہے عذاب ہے اور ان کا عقیدہ ہے کہ آسمان میں بھی معبود ہے اور آسمان (فرشتوں سے آباد ہے) تم کہتے ہو کہ وہ ویران اور اجاڑ ہے اس میں کوئی بھی نہیں۔

ابن ابی العوجاء نے کہا۔ میں نے حضرت کا یہ کہنا (ثواب و عتاب وغیرہ) غنیمت سمجھا۔ میں نے ان سے کہا اگر ایسا ہی ہے

جیسا لوگ کہتے ہیں یعنی خدا کا وجود ہے تو وہ اپنی مخلوق کے سامنے کیوں نہیں آتا اور سامنے آکر اپنی عبادت کی دعوت کیوں نہیں دیتا اس صورت میں دو آدمیوں کے درمیان بھی اختلاف نہ ہوتا اور وہ ان سے کیوں چھپا اور اپنے رسولوں کو ان کی طرف بھیجا۔ اگر خود ہی یہ کام کرتا تو لوگ اس پر زیادہ ایمان لاتے۔

حضرت نے مجھ سے کہا وائے ہو تیرے اوپر۔ کہاں پوشیدہ ہے تجھ سے وہ ذات جس کی قدرت کو تو اپنے نفس میں دیکھتا ہے۔ تو نہیں تھا اس نے تجھے پیدا کیا اور بچپن سے تجھ کو بڑا کیا اور ضعف کے بعد تجھے قوت دی اور قوت کے ساتھ ضعیف بنایا اور صحت کے ساتھ بیماری دی اور بیماری کے بعد صحت دی اور رضا کے بعد غضب اور غضب کے بعد رضا دی۔ اور خوشی کے بعد غم دیا اور غم کے بعد خوشی اور محبت کے بعد دشمنی، ارادہ کے بعد سستی اور سستی کے بعد ارادہ دیا۔ اور خواہش کے بعد کراہت اور کراہت کے بعد خواہش اور رغبت کے بعد خوف اور خوف کے بعد رغبت۔ اور امید کے بعد مایوسی اور مایوسی کے بعد امید کو دیا اور دل میں ڈالا اس چیز کو جو تیرے وہم میں نہ تھی اور غائب کر دیا تیرے ذہن سے جس کو تو ذہن میں لئے ہوئے تھا اور ہمیشہ شمار کرتا ہے مجھ پر اپنی قدرت سے وہ چیزیں جو میرے نفس میں اس طرح ہیں کہ میں ان کو ہٹا نہیں سکتا یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ ظاہر کرے گا اس چیز کو جو میرے اور اس کے درمیان ہے۔

(حاصل استدلال یہ ہے کہ جب تو نے اپنے نفس میں قدرت کے وہ آثار پائے جو تیری طاقت اور قدرت سے باہر ہیں تو ضرور تو جانے گا کہ کوئی خدا ہے قادر ہے اور وہ کیوں کر غائب ہو سکتا ہے اس شخص سے جو اس کے آثار سے دم بھر خالی نہیں۔)

اصل۔ بعض نسخوں میں ابن العوجاء کے سوالات کے سلسلے میں ہے کہ دوسرے روز پھر امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا حضرت نے فرمایا۔ جو گفتگو تیرے اور ہمارے درمیان ہوئی تھی کیا اس کے اعادہ کے لئے آیا ہے تو اس نے کہا یا ابن رسول اللہ ارادہ تو یہی ہے آپ نے فرمایا کیسی عجیب بات ہے اللہ سے انکار کرتا ہے اور مجھ ابن رسول اللہ کہتا ہے اس نے کہا عادت کی بنا پر ایسا کہہ دیا حضرت نے فرمایا پھر تجھے کلام کرنے سے کس چیز نے روکا۔ اس نے کہا آپ کی جلالت شان میری زبان کو کلام کرنے کی اجازت نہیں دیتی میں نے بہت سے علماء کو دیکھا اور ان سے مناظرہ کیا۔ مگر ایسی ہیبت مجھ پر کہیں نہیں چھائی حضرت نے فرمایا۔ ان باتوں کو چھوڑ اور میرے سوال کا جواب دے۔

حضرت نے فرمایا تو کسی کا بنایا ہے یا بنایا ہوا نہیں۔ اس نے کہا میں بنایا ہوا نہیں ہوں۔ حضرت نے

فرمایا مجھے بتا اگر تو مصنوع ہوتا تو کیسے ہوتا۔ یہ سن کر وہ مبہوت ہو کر رہ گیا اور کوئی جواب نہ بن پڑا۔ اس نے ایک لکڑی اٹھائی اور کہنے لگا اس کا طول ہے عرض ہے گہرائی ہے کوتاہی ہے متحرک ہے یہ سوال ہے اس میں یہ سب باتیں اس کی خلقت ہے۔

حضرت نے فرمایا۔ اگر تو نے نہیں جانا ان صفتوں کے غیر کو تو تو اپنے نفس کو مصنوع قرار دے کیونکہ تو نے اپنے نفس میں نہ پایا۔ اس چیز کو جو ان امور سے پیدا ہوتی ہے عبدالکریم نے کہا۔ اس مسئلہ میں ایسا سوال مجھ سے نہ آپ سے پہلے کسی نے کیا ہے اور نہ آپ کے بعد کرے گا۔

حضرت نے فرمایا۔ اے عبدالکریم فرض کر تو نے یہ جان لیا کہ جو کچھ گزر گیا اس کے متعلق تجھ سے کسی نے سوال نہیں کیا پس تو نے یہ کیسے معلوم کر لیا کہ بعد میں بھی نہ کرے گا اے عبدالکریم تیرا قول ٹوٹ گیا کیونکہ تیرا گمان تو یہ تھا کہ وجود اشیاء اوّل سے برابر ہے پھر تقدم و تاخر کیسا۔ پھر فرمایا اے عبدالکریم میں اس کی وضاحت کرتا ہوں۔

غور کر اگر تیرے پاس تھیلی میں جواہرات ہوں۔ اور ایک کہنے والا کہے کیا اس میں دینار ہیں۔ تو کہے دینار نہیں نہیں ہیں۔ وہ کہے۔ دینار کی تعریف تو بتا۔ درآنحالیکہ تو اس کی صفت سے واقف نہیں تو کیا تو یہ کہہ دے گا کہ تھیلی میں دینار نہیں۔ اس نے کہا میں یہ نہیں کہہ سکتا حضرت نے فرمایا۔ پس یہ دنیا جو بہت بڑی اور زیادہ لمبی چوڑی ہے تھیلی سے اور اس میں بہت سی صنعتیں ایسی ہیں جو تیری نہ جانی ہوئی ہیں تو کہ بغیر علم ان سے کیسے انکار کر رہا ہے اس سے جواب نہ بن پڑا اس کے بعض ساتھی تو مسلمان ہو گئے اور بعض اس کے ساتھ رہے۔

تیسرے روز وہ پھر آیا کہنے لگا۔ اب میں سوال بدلتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ جو چاہے پوچھ۔ کیا دلیل ہے اجسام کے حادث ہونے پر، فرمایا میں ہر چھوٹی بڑی چیز کو اس حالت میں پاتا ہوں کہ جب اس سے اسی جیسی چیز ادل جاتی ہے تو وہ پہلے سے بڑی ہو جاتی ہے اس پہلی صورت کے زائل ہونے اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف بدلنے سے پتہ چلا کہ وہ حادث ہے اگر قدیم ہوتی تو نہ پہلی صورت زائل ہوتی اور نہ اس کی حالت میں تبدیلی واقع ہوتی۔ جو چیز زوال اور تبدیلی رکھتی ہے تو جائز ہے اس کے لئے وہ پائی جائے اور نہ پائی جائے۔ پس جس کا وجود بعد عدم ہو۔

وہ حادث ہے جو ازل میں پیدا ہوا اس کا داخلہ عدم میں لازم، ازل اور عدم حدوث و قدم، دونوں ضد صفتیں ایک چیز میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ عبدالکریم نے کہا۔ فرض کیجئے کہ دونوں حالتوں اور دونوں زمانوں کا جو آپ نے ذکر کیا اور ان کے حدوث پر آپ دلیل لائے۔ میں نے اس کو مان لیا۔ لیکن یہ تو بتائیے کہ اگر اشیاء اپنی چھوٹی حالت پر باقی

جیسا لوگ کہتے ہیں یعنی خدا کا وجود ہے تو وہ اپنی مخلوق کے سامنے کیوں نہیں آتا اور سامنے آکر اپنی عبادت کی دعوت کیوں نہیں دیتا اس صورت میں دو آدمیوں کے درمیان بھی اختلاف نہ ہوتا اور وہ ان سے کیوں چھپا اور اپنے رسولوں کو ان کی طرف بھیجا۔ اگر خود ہی یہ کام کرتا تو لوگ اس پر زیادہ ایمان لاتے۔

حضرت نے مجھ سے کہا وائے ہو تیرے اوپر۔ کہاں پوشیدہ ہے تجھ سے وہ ذات جس کی قدرت کو تو اپنے نفس میں دیکھتا ہے تو نہیں تھا اس نے تجھے پیدا کیا اور بچپن سے تجھ کو بڑا کیا اور ضعف کے بعد تجھے قوت دی اور قوت کے ساتھ ضعیف بنایا اور صحت کے ساتھ بیماری دی اور بیماری کے بعد صحت دی اور رضا کے بعد غضب اور غضب کے بعد رضا دی۔ اور خوشی کے بعد غم دیا اور غم کے بعد خوشی اور محبت کے بعد دشمنی، ارادہ کے بعد سستی اور سستی کے بعد ارادہ دیا۔ اور خواہش کے بعد کراہت اور کراہت کے بعد خواہش اور رغبت کے بعد خوف اور خوف کے بعد رغبت اور امید کے بعد مایوسی اور مایوسی کے بعد امید کو دیا اور دل میں ڈالا اس چیز کو جو تیرے وہم میں نہ تھی اور غائب کر دیا تیرے ذہن سے جس کو تو ذہن میں لئے ہوئے تھا اور ہمیشہ شمار کرتا ہے مجھ پر اپنی قدرت سے وہ چیزیں جو میرے نفس میں اس طرح ہیں کہ میں ان کو ہٹا نہیں سکتا۔ یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ ظاہر کرے گا اس چیز کو جو میرے اور اس کے درمیان ہے۔

(حاصل استدلال یہ ہے کہ جب تو نے اپنے نفس میں قدرت کے وہ آثار پائے جو تیری طاقت اور قدرت سے باہر ہیں تو ضرور تو جانے گا کہ کوئی خدا ہے قادر ہے اور وہ کیوں کر غائب ہو سکتا ہے اس شخص سے جو اس کے آثار سے دم بھر خالی نہیں۔)

اصل۔ بعض نسخوں میں ابن العوجاء کے سوالات کے سلسلے میں ہے کہ دوسرے روز پھر امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا حضرت نے فرمایا جو گفتگو تیرے اور ہمارے درمیان ہوئی تھی کیا اس کے اعادہ کے لئے آیا ہے تو اس نے کہا یا ابن رسول اللہ ارادہ تو یہی ہے آپ نے فرمایا کیسی عجیب بات ہے اللہ سے انکار کرتا ہے اور مجھ ابن رسول اللہ کہتا ہے اس نے کہا عادت کی بنا پر ایسا کہہ دیا حضرت نے فرمایا پھر تجھے کلام کرنے سے کس چیز نے روکا۔ اس نے کہا آپ کی جلالت شان میری زبان کو کلام کرنے کی اجازت نہیں دیتی میں نے بہت سے علماء کو دیکھا اور ان سے مناظرہ کیا۔ مگر ایسی ہیبت مجھ پر کبھی نہیں چھائی حضرت نے فرمایا۔ ان باتوں کو چھوڑ اور میرے سوال کا جواب دے۔

حضرت نے فرمایا تو کسی کا بنایا ہے یا بنایا ہوا نہیں۔ اس نے کہا میں بنایا ہوا نہیں ہوں۔ حضرت نے

رہیں تو پھر آپ ان کے حدوث پر کیا دلیل لائیں گے۔ حضرت نے فرمایا اے عبدالکریم ہم گفتگو کر رہے ہیں۔ اس عالم موضوع پر اگر ہم اس کو ہٹا کر دوسرا عالم اس جگہ رکھ دیں تو یہ دلیل حدوث ہوگی۔ لیکن اب میں ایک ایسا جواب دیتا ہوں کہ تمہیں ماننا پڑے گا۔ یہ تمام اشیاء اگر چھوٹائی کی حالت ہی میں ہمیشہ رہیں تو تمہارے وہم و خیال میں یہ بات ضرور رہے گی کہ جب انہیں کوئی چیز ان سے ملے گی تو یہ پہلے ہی بڑی ہو جائیں گی پس ان پر تغیر کا جواز ان کے قدم سے خارج کرے گا کیونکہ تغیر کا ثابت ہو جانا حادث ہونے کی دلیل ہے اس کے بعد اب کوئی حجت تیرے لئے باقی نہیں رہی پس اس نے بحث کو قطع کیا اور ذلیل ہوا۔

سال آئندہ وہ حرم میں پھر ملا ایک شیعہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا۔ ابن ابی العوجاء مسلمان ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا وہ اس طرف سے اندھا ہے اسلام نہیں لائے گا جب وہ حضرت کے سامنے آیا تو کہنے لگا اے میرے سردار اے میرے مولانا، حضرت نے پوچھا تم یہاں کیسے آئے۔ اس نے کہا جسمانی عادت لائی ہے تاکہ (موسم حج میں) اس شہر کے طریقے دیکھوں۔ لوگوں کی مجنونانہ حرکات، ان کا سر منڈانا، کنکریاں پھینکنا۔ دیکھوں۔ حضرت نے فرمایا اے عبدالکریم تو ابھی اسی سرکشی اور ضلالت پر باقی ہے پس اس نے پھر کلام شروع کیا حضرت نے فرمایا۔ اس وقت بحث مسائل حج سے نہیں ہے بلکہ وجود باری ہے پس جیسا تو کہتا ہے (نہ خدا ہے نہ ثواب نہ عقاب) اور ایسا نہیں ہے ہم کہتے ہیں تو نہ ہمیں کھٹکا اور نہ تجھے؟ ہماری بھی نجات اور تیری بھی۔ اگر ایسا ہوا جیسا ہم کہتے ہیں (یعنی خدا ہے اور اعمال کی باز پرس ہونی ہے۔) اور ایسا ہی ہے تو ہم نجات پائیں گے اور تو ہلاک ہوگا یہ سن کر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا میں اپنے دل میں درد پاتا ہوں بس مجھے یہاں سے لے چلو، لوگ لے گئے اور وہ مر گیا اللہ کا رحم اس کے لئے نہیں۔

۳ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْأَسَدِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْبَرْمَكِيِّ الرَّازِيِّ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ بُرْدٍ الدِّينَوَرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْخُرَاسَانِيِّ خَادِمِ الرِّضَا عليه السلام قَالَ: دَخَلَ رَجُلٌ مِنَ الزَّنَادِقَةِ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ عليه السلام وَعِنْدَهُ جَمَاعَةٌ فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام: أَيُّهَا الرَّجُلُ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ الْقَوْلُ قَوْلَكُمْ وَلَيْسَ هُوَ كَمَا تَقُولُونَ أَلَسْنَا وَإِيَّاكُمْ شَرَعاً سَوَاءً، لَا يَضُرُّنَا مَا صَلَّيْنَا وَصُمْنَا وَزَكَّيْنَا وَأَقْرَرْنَا؟ فَسَكَتَ الرَّجُلُ، ثُمَّ قَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام: وَإِنْ كَانَ الْقَوْلُ قَوْلَنَا وَهُوَ قَوْلُنَا أَلَسْتُمْ قَدْ هَلَكْتُمْ وَنَجَوْنَا؟ فَقَالَ: رَحِمَكَ اللهُ أَوْجِدْنِي[2] كَيْفَ هُوَ وَأَيْنَ هُوَ؟ فَقَالَ: وَيْلَكَ إِنَّ الَّذِي

ذَهَبْتَ إِلَيْهِ غَلَطٌ هُوَ أَيَّنَ الْأَيْنَ بِلَا أَيْنٍ وَ كَيَّفَ الْكَيْفَ بِلَا كَيْفٍ فَلَا يُعْرَفُ بِالْكَيْفُوفِيَّةِ وَلَا بِأَيْنُونِيَّةٍ وَلَا يُدْرَكُ بِحَاسَّةٍ وَلَا يُقَاسُ بِشَيْءٍ.

فَقَالَ الرَّجُلُ: فَإِذاً إِنَّهُ لَا شَيْءَ إِذَا لَمْ يُدْرَكْ بِحَاسَّةٍ مِنَ الْحَوَاسِّ؟ فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام: وَيْلَكَ لَمَّا عَجَزَتْ حَوَاسُّكَ عَنْ إِدْرَاكِهِ أَنْكَرْتَ رُبُوبِيَّتَهُ وَنَحْنُ إِذَا عَجَزَتْ حَوَاسُّنَا عَنْ إِدْرَاكِهِ أَيْقَنَّا أَنَّهُ رَبُّنَا بِخِلَافِ شَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ.

قَالَ الرَّجُلُ: فَأَخْبِرْنِي مَتَى كَانَ؟ قَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام: أَخْبِرْنِي مَتَى لَمْ يَكُنْ فَأُخْبِرَكَ مَتَى كَانَ.

قَالَ الرَّجُلُ: فَمَا الدَّلِيلُ عَلَيْهِ؟ فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام: إِنِّي لَمَّا نَظَرْتُ إِلَى جَسَدِي وَلَمْ يُمْكِنِّي فِيهِ زِيَادَةٌ وَلَا نُقْصَانٌ فِي الْعَرْضِ وَالطُّولِ وَ دَفْعِ الْمَكَارِهِ عَنْهُ وَ جَرِّ الْمَنْفَعَةِ إِلَيْهِ عَلِمْتُ أَنَّ لِهَذَا الْبُنْيَانِ بَانِياً فَأَقْرَرْتُ بِهِ مَعَ مَا أَرَى مِنْ دَوَرَانِ الْفَلَكِ بِقُدْرَتِهِ وَ إِنْشَاءِ السَّحَابِ وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَ مَجْرَى الشَّمْسِ وَ الْقَمَرِ وَ النُّجُومِ وَ غَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْآيَاتِ الْعَجِيبَاتِ الْمُبَيِّنَاتِ عَلِمْتُ أَنَّ لِهَذَا مُقَدِّراً وَ مُنْشِئاً

۳۔ ایک دہریہ امام رضا علیہ السلام کے پاس آیا حضرت کے پاس بہت سے لوگ بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا اے شخص غور کر اگر تیرا قول سچا ہے (خدا نہیں) حالانکہ جو تم کہتے ہو ایسا نہیں تو تم اور ہم برابر ہیں ہمارے لئے کوئی نقصان نہ ہوگا۔ نمازیں پڑھنے، روزہ رکھنے اور زکوٰۃ دینے سے اور خدا کا اقرار کرنے سے، یہ سن کر وہ چپ ہو گیا۔ پھر حضرت نے فرمایا اگر ہمارا کہنا سچا ہوا اور وہ سچ ہی ہے تو کیا تم ہلاک نہ ہوگے اور ہم نجات نہ پائیں گے۔

اس نے حسب عادت کہا۔ اللہ آپ پر رحم کرے۔ اب مجھے بتائیے وہ کیونکر ہے اور کہاں ہے فرمایا وائے ہو تیرے اوپر جو خیال تو نے کیا ہے وہ غلط ہے وہ تو ہر جگہ کا پیدا کرنے والا ہے خود کسی جگہ میں نہیں، کیفیتوں کا پیدا کرنے والا ہے خود کسی کیفیات میں نہیں وہ کیفیت اور مقام سے نہیں پہچانا جاتا۔ ہم نے جب عاجز پایا۔ اپنے حواس سے اس کے ادراک کو یقین کر لیا کہ وہ ہمارا رب ہر شئے سے علیحدہ ہے۔

اس نے کہا۔ جب وہ حواس اور ادراک سے نہیں پہچانا جاسکتا تو وہ لاشئے ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ وائے ہو تجھ پر۔ جب تیرے حواس ادراک سے قاصر ہوئے۔ تو تو نے اس کی ربوبیت سے انکار کر دیا۔ اور ہم نے جب حواس سے قابل

رہیں تو پھر آپ ان کے حدوث پر کیا دلیل لائیں گے۔ حضرت نے فرمایا اے عبدالکریم ہم گفتگو کر رہے ہیں۔ اس عالم موضوع پر اگر ہم اس کو ہٹا کر دوسرا عالم اس جگہ رکھ دیں تو یہ دلیل حدوث ہوگی۔ لیکن اب میں ایک ایسا جواب دیتا ہوں کہ تمہیں ماننا پڑے گا۔ یہ تمام اشیاء اگر چھوٹائی کی حالت ہی میں ہمیشہ رہیں تو ہمارے وہم و خیال میں یہ بات ضرور رہے گی کہ جب انہیں کوئی چیز ان سے ملے گی تو یہ پہلے ہی بڑی ہو جائیں گی پس ان پر تغیر کا جواز ان کے قدم سے خارج کر دے گا کیونکہ تغیر کا ثابت ہو جانا حادث ہونے کی دلیل ہے اس کے بعد اب کوئی حجت تیرے لئے باقی نہیں رہی پس اس نے بحث کو قطع کیا اور ذلیل ہوا۔

سال آئندہ وہ حرم میں پھر ملا ایک شیعہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا۔ ابن ابی العوجا مسلمان ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا وہ اس طرف سے اندھا ہے اسلام نہیں لائے گا جب وہ حضرت کے سامنے آیا تو کہنے لگا اے میرے سردار اے میرے مولانا، حضرت نے پوچھا تم یہاں کیسے آئے۔ اس نے کہا جسمانی عادت لائی ہے تاکہ (موسم حج میں) اس شہر کے طریقے دیکھوں۔ لوگوں کی مجنونانہ حرکات، اُن کا سر منڈانا، کنکریاں پھینکنا۔ دیکھوں۔ حضرت نے فرمایا اے عبدالکریم تو ابھی اسی سرکشی اور ضلالت پر باقی ہے پس اس نے پھر کلام شروع کیا حضرت نے فرمایا۔ اس وقت بحث مسائل حج سے نہیں ہے بلکہ وجود باری ہے پس جیسا تو کہتا ہے (نہ خدا ہے نہ ثواب نہ عذاب) اور ایسا نہیں ہے جو ہم کہتے ہیں تو نہ ہمیں کھٹکا اور نہ تجھے؟ ہماری بھی نجات اور تیری بھی۔ اگر ایسا ہوا جیسا ہم کہتے ہیں (یعنی خدا ہے اور اعمال کی باز پرس ہونی ہے۔) اور ایسا ہی ہے تو ہم نجات پائیں گے اور تو ہلاک ہوگا یہ سن کر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا میں اپنے دل میں درد پاتا ہوں بس مجھے یہاں سے لے چلو، لوگ لے گئے اور وہ مر گیا اللہ کا رحم اس کے لئے نہیں۔

۳ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْأَسَدِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْبَرْمَكِيِّ الرَّازِيِّ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ بُرْدٍ الدِّينَوَرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ(۱)، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْخُرَاسَانِيِّ خَادِمِ الرِّضَا (ع) قَالَ: دَخَلَ رَجُلٌ مِنَ الزَّنَادِقَةِ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ (ع) وَعِنْدَهُ جَمَاعَةٌ فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ (ع): أَيُّهَا الرَّجُلُ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ الْقَوْلُ قَوْلَكُمْ وَلَيْسَ هُوَ كَمَا تَقُولُونَ أَلَسْنَا وَإِيَّاكُمْ شَرَعاً سَوَاءً، لَا يَضُرُّنَا مَا صَلَّيْنَا وَصُمْنَا وَزَكَّيْنَا وَأَقْرَرْنَا؟ فَسَكَتَ الرَّجُلُ، ثُمَّ قَالَ أَبُو الْحَسَنِ (ع): وَإِنْ كَانَ الْقَوْلُ قَوْلَنَا وَهُوَ قَوْلُنَا أَلَسْتُمْ قَدْ هَلَكْتُمْ وَنَجَوْنَا؟ فَقَالَ: رَحِمَكَ اللهُ أَوْجِدْنِي(۲) كَيْفَ هُوَ وَأَيْنَ هُوَ؟ فَقَالَ: وَيْلَكَ إِنَّ الَّذِي

وَاحِداً وَاللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَلَّ صِحَّةُ الْأَمْرِ وَالتَّدْبِيرِ وَائْتِلَافُ الْأَمْرِ عَلَى أَنَّ الْمُدَبِّرَ وَاحِدٌ ثُمَّ يَلْزَمُكَ إِنِ ادَّعَيْتَ اثْنَيْنِ فُرْجَةٌ مَا بَيْنَهُمَا حَتَّى يَكُونَا اثْنَيْنِ فَصَارَتِ الْفُرْجَةُ ثَالِثاً بَيْنَهُمَا قَدِيماً مَعَهُمَا فَيَلْزَمُكَ ثَلَاثَةٌ فَإِنِ ادَّعَيْتَ ثَلَاثَةً لَزِمَكَ مَا قُلْتَ فِي الْاِثْنَيْنِ حَتَّى تَكُونَ بَيْنَهُمْ فُرْجَةٌ فَيَكُونُوا خَمْسَةً ثُمَّ يَتَنَاهَى فِي الْعَدَدِ إِلَى مَا لَا نِهَايَةَ لَهُ فِي الْكَثْرَةِ قَالَ هِشَامٌ فَكَانَ مِنْ سُؤَالِ الزِّنْدِيقِ أَنْ قَالَ: فَمَا الدَّلِيلُ عَلَيْهِ؟ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام: وُجُودُ الْأَفَاعِيلِ دَلَّتْ عَلَى أَنَّ صَانِعاً صَنَعَهَا أَلَا تَرَى أَنَّكَ إِذَا نَظَرْتَ إِلَى بِنَاءٍ مُشَيَّدٍ مَبْنِيٍّ عَلِمْتَ أَنَّ لَهُ بَانِياً وَ إِنْ كُنْتَ لَمْ تَرَ الْبَانِيَ وَلَمْ تُشَاهِدْهُ، قَالَ: فَمَا هُوَ؟ قَالَ: شَيْءٌ بِخِلَافِ الْأَشْيَاءِ[2] ارْجِعْ بِقَوْلِي إِلَى إِثْبَاتِ مَعْنًى وَ أَنَّهُ شَيْءٌ بِحَقِيقَةِ الشَّيْئِيَّةِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا جِسْمٌ وَلَا صُورَةٌ وَلَا يُحَسُّ وَلَا يُجَسُّ وَلَا يُدْرَكُ بِالْحَوَاسِّ الْخَمْسِ لَا تُدْرِكُهُ الْأَوْهَامُ وَلَا تَنْقُصُهُ الدُّهُورُ وَلَا تُغَيِّرُهُ الْأَزْمَانُ.

۵۔ ہشام بن الحکم سے حدیث زندیق میں مروی ہے کہ وہ آیا ابو عبداللہ (امام جعفر صادق) علیہ السلام کے پاس۔ آپ نے اس سے فرمایا۔ تیرا قول تین حال سے خالی نہیں۔ یا تو وہ دونوں قدیم اور قوی ہیں یا دونوں ضعیف ہیں یا ایک قوی ہے اور دوسرا ضعیف پس اگر دونوں قوی ہیں تو کیوں نہیں دفع کرتا ہر ایک ان میں سے دوسرے کو اور خود منفرد مدبر نہیں بنتا۔ اور اگر تیرا خیال یہ ہے کہ ایک قوی ہے اور دوسرا ضعیف تو ثابت ہوا کہ ایک ہے جیسا کہ دوسرے کا عجز ظاہر کرتا ہے۔

اگر تو کہے کہ دو ہی ہیں تو دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ متفق ہیں ہر کام میں یا متفرق ہیں ہر کام میں لیکن جب ہم مخلوق کو ایک نظام کے تحت پاتے ہیں اور آسمان کو گردش میں دیکھتے ہیں اور رات دن اور چاند سورج کو صحیح طریقہ پر اور ایک تدبیر کے تحت کام کرتا دیکھتے ہیں اور ان کے کاموں میں موافقت پاتے ہیں تو ہمیں یقین ہوتا ہے کہ مدبر ایک ہے۔

اگر تو نے دو خدا ہونے کا دعویٰ کیا تو لازم آئے گا کہ جہان کو ایک جدا کرنے والا ہو تاکہ دو دکھلائیں۔ اس صورت میں جدا کرنے والا ان کے درمیان تیسرا قدیم اور ہو جائے گا۔ پس اگر تین کا تو نے دعویٰ کیا تو پھر وہی صورت پیش آئے گی جو میں نے دو کے درمیان کہی پس ان تین کو جدا کرنے والے دو اور ہو جائیں گے اور اس صورت میں پانچ قدیم ہو

پر بھی فاسد ہے کہ دنیا کو انڈے میں داخل کر سکتا تھا لیکن نہ دنیا کم ہو نہ انڈا ٹوٹے۔ یہ سن کر ہشام خوشی سے اچھل پڑے اور حضرت کے ہاتھ پیر کو بوسہ دیا اور کہا یا ابن رسول اللہ! یہ جواب کافی ہے۔ پس وہ اپنے گھر چلے آئے۔ دوسرے روز دیصانی آیا اور کہنے لگا۔ اے ہشام میں تم کو سلام کرنے آیا ہوں، جواب کے تقاضے کے لئے نہیں۔ ہشام نے کہا۔ جواب بھی حاضر ہے دیصانی یہ جواب سن کر حضرت کے دروازہ پر آیا اور اجازت چاہی آپ نے اجازت دے دی۔ جب وہ بیٹھا تو کہنے لگا اے جعفر بن محمد مجھے میرے معبود کو بتاؤ فرمایا۔ بیٹا تیرا نام کیا ہے۔ پس وہ بغیر نام بتلائے چلا گیا۔ اس کے ساتھیوں نے کہا تو نے نام کیوں نہ بتایا۔ اس نے کہا اگر میں کہتا عبداللہ تو وہ کہتے یہ اللہ کون ہے جس کا تو بندہ ہے انھوں نے کہا پھر جا اور کہنا میرا نام پوچھے بغیر بتلائیے کہ میرا معبود ہے کون۔ اس نے جا کر ایسا ہی کہا۔ اتفاقاً ایک کم سن لڑکے کے ہاتھ میں انڈا تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا۔ یہ انڈا مجھ کو دے دے۔ پھر دیصانی سے فرمایا۔ دیکھ یہ ایک محفوظ قلعہ ہے اس کی موٹی جلد ہے اور موٹی جلد کے نیچے ایک باریک جلد ہے اور اس کے اندر بہتا ہوا سونا ہے اور پگھلی ہوئی چاندی ہے لیکن نہ تو سونا چاندی سے ملتا ہے اور نہ چاندی ———— سونے سے ملتی ہے دونوں اپنی اپنی جگہ پر ہیں نہ کوئی اس کے اندر سے نکلا کہ اس کے درست حال کی خبر دیتا اور نہ اس کے اندر کوئی داخل ہوا کہ اندرونی فساد کی خبر لاتا نہ کسی کو یہ پتہ ہے کہ نر پیدا ہوگا یا مادہ، ناگاہ وہ پھٹتا ہے اور اس میں سے مور کے سے نقش و نگار پیروں پر لئے ہوئے ایک بچہ پیدا ہوتا ہے تو کیا تیرے نزدیک کوئی مدبر نہیں۔ یہ سن کر اس نے سر جھکا لیا اور پھر کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ وحدہٗ لاشریک ہے اور محمدؐ اس کے عبد و رسول ہیں اور آپؑ امام ہیں اور اللہ کی طرف سے اس کی مخلوق پر حجت ہیں اور میں اپنے گزشتہ عقائد سے توبہ کرتا ہوں۔

۵- عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبَّاسِ بْنِ عَمْرٍو الْفُقَيْمِيِّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ فِي حَدِيثِ الزِّنْدِيقِ الَّذِي أَتَى أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عليه السلام وَكَانَ مِنْ قَوْلِ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عليه السلام: لَا يَخْلُو قَوْلُكَ: إِنَّهُمَا اثْنَانِ مِنْ أَنْ يَكُونَا قَدِيمَيْنِ قَوِيَّيْنِ، أَوْ يَكُونَا ضَعِيفَيْنِ، أَوْ يَكُونَ أَحَدُهُمَا قَوِيّاً وَالْآخَرُ ضَعِيفاً، فَإِنْ كَانَا قَوِيَّيْنِ فَلِمَ لَا يَدْفَعُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ وَيَتَفَرَّدُ بِالتَّدْبِيرِ، وَإِنْ زَعَمْتَ أَنَّ أَحَدَهُمَا قَوِيٌّ وَالْآخَرَ ضَعِيفٌ ثَبَتَ أَنَّهُ وَاحِدٌ كَمَا نَقُولُ لِلْعَجْزِ الظَّاهِرِ فِي الثَّانِي، فَإِنْ قُلْتَ: إِنَّهُمَا اثْنَانِ لَمْ يَخْلُ مِنْ أَنْ يَكُونَا مُتَّفِقَيْنِ مِنْ كُلِّ جِهَةٍ، أَوْ مُفْتَرِقَيْنِ[2] مِنْ كُلِّ جِهَةٍ، فَلَمَّا رَأَيْنَا الْخَلْقَ مُنْتَظِماً وَالْفَلَكَ جَارِياً وَالتَّدْبِيرَ

جائیں گے۔

ہشام نے کہا زندیق کا سوال یہ تھا کہ وجود خدا پر دلیل کیا ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا دنیا کی عجیب و غریب چیزوں کا وجود اس کی دلیل ہے کہ ان کا کوئی صانع ہے جس نے ان کو بنایا ہے کیا تم کسی مضبوط عمارت کو دیکھتے ہو تو یہ نہیں سمجھتے کہ ضرور اس کا کوئی بانی ہے اگرچہ تم نے اس کو دیکھا نہ مشاہدہ کیا۔ اس نے پھر کہا وہ ہے کیا فرمایا وہ ایک ذات ہے۔ بخلاف تمام اشیاء عالم کے میں رجوع کرتا ہوں اپنے قول کی طرف اس مفہوم کو ثابت کرنے کے لئے کہ وہ ایک شئے ہے۔ حقیقت الشیئہ کے ساتھ نہ اس کے جسم ہے نہ صورت۔ وہ محسوس ہوتا ہے نہ حواس خمسہ سے اس کا ادراک ہوتا ہے نہ اوہام اس کو پلٹتے ہیں نہ گردش دہر اس کو ناقص بناتی ہے۔ نہ زمانے اس میں تغیر پیدا کرتے ہیں

٦ ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْبَرْقِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ فَرْقَدٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ؑ قَالَ: كَفَى لِأُولِي الْأَلْبَابِ بِخَلْقِ الرَّبِّ الْمُسَخِّرِ وَمُلْكِ الرَّبِّ الْقَاهِرِ وَجَلَالِ الرَّبِّ الظَّاهِرِ وَنُورِ الرَّبِّ الْبَاهِرِ وَبُرْهَانِ الرَّبِّ الصَّادِقِ وَمَا أَنْطَقَ بِهِ أَلْسُنَ الْعِبَادِ وَمَا أَرْسَلَ بِهِ الرُّسُلَ وَمَا أَنْزَلَ عَلَى الْعِبَادِ دَلِيلاً عَلَى الرَّبِّ

٦۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ عقلمندوں کے لئے یہی دلیل کافی ہے کہ دنیا کی ہر شئے اس کی تسخیر میں ہے اب وہ رب قاہر ہے صاحب عظمت و جلال ہے اور اس کی قدرت ظاہر ہے اس کا نور باہر ہے اس کی قدرت کی دلیلیں روشن ہیں اور وہ صادق ہے اس کی قدرت کی دلیلیں اس کے بندوں کی زبانیں ہیں اور رسولوں کا بھیجنا ہے اور جو بندوں پر نازل کیا ہے۔

باب دوم (۲)

اس کا بیان کہ اللہ شے ہے

((بَابُ إِطْلَاقِ الْقَوْلِ بِأَنَّهُ شَيْءٌ))

۱۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ ؛ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي نَجْرَانَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام عَنِ التَّوْحِيدِ فَقُلْتُ: أَتَوَهَّمُ شَيْئاً؟ فَقَالَ: نَعَمْ، غَيْرَ مَعْقُولٍ وَلَا مَحْدُودٍ، فَمَا وَقَعَ وَهْمُكَ عَلَيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ خِلَافُهُ، لَا يُشْبِهُهُ شَيْءٌ وَلَا تُدْرِكُهُ الْأَوْهَامُ، كَيْفَ تُدْرِكُهُ الْأَوْهَامُ وَهُوَ خِلَافُ مَا يُعْقَلُ وَ خِلَافُ مَا يُتَصَوَّرُ فِي الْأَوْهَامِ؟! إِنَّمَا يُتَوَهَّمُ شَيْءٌ غَيْرُ مَعْقُولٍ وَلَا مَحْدُودٍ.

۱۔ عبدالرحمان بن ابی نجران نے کہا میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے توحید کے متعلق دریافت کیا میں کسی چیز کو اپنے وہم و خیال میں لوں، فرمایا۔ وہ ذات عقل میں آنے والی اور حدود میں محدود ہونے والی نہیں جو چیز تیرے وہم میں آئے وہ اس کے خلاف ہے۔ نہ وہ کسی چیز سے مشابہ ہے نہ اس سے مشابہ کوئی شے۔ وہم اس کو پا نہیں سکتا اور وہم پائے گا کیسے وہ خلاف ہے اس چیز کے جو عقل میں آئے اور خلاف ہے اس شے کے جس کا تصور وہم میں ہو جو غیر معقول اور لامحدود ذات ہو وہ وہم میں نہیں آسکتی۔

۲۔ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ بَكْرِ بْنِ صَالِحٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: سُئِلَ أَبُو جَعْفَرٍ الثَّانِي عليه السلام : يَجُوزُ أَنْ يُقَالَ لِلّٰهِ: إِنَّهُ شَيْءٌ؟ قَالَ: نَعَمْ يُخْرِجُهُ مِنَ الْحَدَّيْنِ: حَدِّ التَّعْطِيلِ وَحَدِّ التَّشْبِيهِ.

۲۔ امام محمد تقی علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کیا کہنا جائز ہے کہ خدا کوئی شے ہے۔ فرمایا۔ ہاں دو باتوں سے الگ کر دیا جائے اوّل اس کے غیر یقینی اس کے بندوں سے اسے جدا کیا جائے۔ دوسرے کسی چیز سے اسے تشبیہ نہ دی جائے۔

۳ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَىٰ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ أَبِي الْمَغْرَا رَفَعَهُ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: قَالَ إِنَّ اللهَ خِلْوٌ مِنْ خَلْقِهِ وَ خَلْقَهُ خِلْوٌ مِنْهُ وَكُلَّمَا وَقَعَ عَلَيْهِ اسْمُ شَيْءٍ فَهُوَ مَخْلُوقٌ مَا خَلَا اللهَ.

۳- فرمایا امام باقر علیہ السلام نے اللہ الگ ہے صفات مخلوق سے اور مخلوق جدا ہے اس کے صفات سے ہر وہ چیز جس پر اطلاق شئے ہو وہ مخلوق ہے اللہ کی۔

۴ - عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الْبَرْقِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى الْحَلَبِيِّ، عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام يَقُولُ: إِنَّ اللهَ خِلْوٌ مِنْ خَلْقِهِ وَخَلْقَهُ خِلْوٌ مِنْهُ وَكُلُّ مَا وَقَعَ عَلَيْهِ اسْمُ شَيْءٍ مَا خَلَا اللهَ فَهُوَ مَخْلُوقٌ وَاللهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ تَبَارَكَ الَّذِي لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ.

۴- فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ مخلوق سے الگ ہے (یعنی وہ وجود جس کے لئے نہ کوئی صورت ہے نہ جگہ) اور مخلوق اس سے الگ ہے جس پر لفظِ شئے بولا جائے وہ اللہ کے سوا ہے اور اس کی مخلوق ہے اور وہ ہر شئے کا خالق ہے پاک ہے وہ اللہ جس کی مثل کوئی نہیں اور وہ بڑا سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

۵- عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: إِنَّ اللهَ خِلْوٌ مِنْ خَلْقِهِ وَخَلْقَهُ خِلْوٌ مِنْهُ وَكُلُّ مَا وَقَعَ عَلَيْهِ اسْمُ شَيْءٍ مَا خَلَا اللهَ تَعَالَىٰ فَهُوَ مَخْلُوقٌ وَاللهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ.

۵۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ اپنی مخلوق سے الگ ہے اور مخلوق اس سے جدا ہے اللہ جس پر لفظ شئے بولا جائے وہ اللہ کے سوا ہے اور اس کی مخلوق ہے وہ ہر شئے کا خالق ہے۔

٦- عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَمْرٍو الْفُقَيْمِيِّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام أَنَّهُ قَالَ لِلزِّنْدِيقِ حِينَ سَأَلَهُ: مَا هُوَ؟ قَالَ: هُوَ شَيْءٌ بِخِلَافِ الْأَشْيَاءِ، ارْجِعْ بِقَوْلِي إِلَىٰ إِثْبَاتِ مَعْنًى وَأَنَّهُ شَيْءٌ بِحَقِيقَةِ الشَّيْئِيَّةِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا جِسْمٌ وَلَا صُورَةٌ وَلَا يُحَسُّ وَلَا يُجَسُّ

وَلَا يُدْرَكُ بِالْحَوَاسِّ الْخَمْسِ لَا تُدْرِكُهُ الْأَوْهَامُ وَلَا تَنْقُصُهُ الدُّهُورُ وَلَا تُغَيِّرُهُ الْأَزْمَانُ، فَقَالَ لَهُ السَّائِلُ: فَتَقُولُ إِنَّهُ سَمِيعٌ بَصِيرٌ؟ قَالَ: هُوَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ: سَمِيعٌ بِغَيْرِ جَارِحَةٍ وَبَصِيرٌ بِغَيْرِ آلَةٍ، بَلْ يَسْمَعُ بِنَفْسِهِ وَيُبْصِرُ بِنَفْسِهِ، لَيْسَ قَوْلِي: إِنَّهُ سَمِيعٌ يَسْمَعُ بِنَفْسِهِ وَبَصِيرٌ يُبْصِرُ بِنَفْسِهِ أَنَّهُ شَيْءٌ وَالنَّفْسُ شَيْءٌ آخَرُ وَلٰكِنْ أَرَدْتُ عِبَارَةً عَنْ نَفْسِي إِذْ كُنْتُ مَسْؤُولاً وَإِفْهَاماً لَكَ إِذْ كُنْتَ سَائِلًا، فَأَقُولُ: إِنَّهُ سَمِيعٌ بِكُلِّهِ لَا أَنَّ الْكُلَّ مِنْهُ لَهُ بَعْضٌ وَلٰكِنِّي أَرَدْتُ إِفْهَامَكَ وَالتَّعْبِيرُ عَنْ نَفْسِي وَلَيْسَ مَرْجِعِي فِي ذٰلِكَ إِلَّا إِلَى أَنَّهُ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ الْعَالِمُ الْخَبِيرُ بِلَا اخْتِلَافِ الذَّاتِ وَلَا اخْتِلَافِ الْمَعْنَى.

قَالَ لَهُ السَّائِلُ: فَمَا هُوَ؟ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عليه السلام: هُوَ الرَّبُّ وَهُوَ الْمَعْبُودُ وَهُوَ اللّٰهُ وَلَيْسَ قَوْلِي: اللّٰهُ إِثْبَاتَ هٰذِهِ الْحُرُوفِ: أَلِفٍ وَلَامٍ وَهَاءٍ وَلَا رَاءٍ وَلَا بَاءٍ وَلٰكِنِ ارْجِعْ إِلَى مَعْنًى وَشَيْءٍ خَالِقِ الْأَشْيَاءِ وَصَانِعِهَا وَنَعْتِ هٰذِهِ الْحُرُوفِ وَهُوَ الْمَعْنَى سُمِّيَ بِهِ اللّٰهُ وَالرَّحْمٰنُ وَالرَّحِيمُ وَالْعَزِيزُ وَأَشْبَاهُ ذٰلِكَ مِنْ أَسْمَائِهِ وَهُوَ الْمَعْبُودُ جَلَّ وَعَزَّ.

قَالَ لَهُ السَّائِلُ: فَإِنَّا لَمْ نَجِدْ مَوْهُوماً إِلَّا مَخْلُوقاً، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عليه السلام: لَوْ كَانَ ذٰلِكَ كَمَا تَقُولُ لَكَانَ التَّوْحِيدُ عَنَّا مُرْتَفِعاً لِأَنَّا لَمْ نُكَلَّفْ غَيْرَ مَوْهُومٍ وَلٰكِنَّا نَقُولُ: كُلُّ مَوْهُومٍ بِالْحَوَاسِّ مُدْرَكٍ بِهِ تَحُدُّهُ الْحَوَاسُّ وَتُمَثِّلُهُ فَهُوَ مَخْلُوقٌ، إِذْ كَانَ النَّفْيُ هُوَ الْإِبْطَالُ وَالْعَدَمُ، وَالْجِهَةُ الثَّانِيَةُ: التَّشْبِيهُ إِذْ كَانَ التَّشْبِيهُ هُوَ صِفَةُ الْمَخْلُوقِ الظَّاهِرِ التَّرْكِيبِ وَالتَّأْلِيفِ فَلَمْ يَكُنْ بُدٌّ مِنْ إِثْبَاتِ الصَّانِعِ لِوُجُودِ الْمَصْنُوعِينَ وَالِاضْطِرَارِ إِلَيْهِمْ أَنَّهُمْ مَصْنُوعُونَ وَأَنَّ صَانِعَهُمْ غَيْرُهُمْ وَلَيْسَ مِثْلَهُمْ إِذْ كَانَ مِثْلُهُمْ شَبِيهاً بِهِمْ فِي ظَاهِرِ التَّرْكِيبِ وَالتَّأْلِيفِ وَفِيمَا يَجْرِي عَلَيْهِمْ مِنْ حُدُوثِهِمْ بَعْدَ إِذْ لَمْ يَكُونُوا وَتَنَقُّلِهِمْ مِنْ صِغَرٍ إِلَى كِبَرٍ وَسَوَادٍ إِلَى بَيَاضٍ وَقُوَّةٍ إِلَى ضَعْفٍ وَأَحْوَالٍ مَوْجُودَةٍ لَا حَاجَةَ بِنَا إِلَى تَفْسِيرِهَا لِبَيَانِهَا وَوُجُودِهَا.

قَالَ لَهُ السَّائِلُ: فَقَدْ حَدَدْتَهُ إِذْ أَثْبَتَّ وُجُودَهُ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عليه السلام: لَمْ أَحُدَّهُ وَلٰكِنِّي أَثْبَتُّهُ إِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ النَّفْيِ وَالْإِثْبَاتِ مَنْزِلَةٌ.

قَالَ لَهُ السَّائِلُ: فَلَهُ إِنِّيَّةٌ وَمَائِيَّةٌ؟ قَالَ: نَعَمْ لَا يُثْبَتُ الشَّيْءُ إِلَّا بِإِنِّيَّةٍ وَمَائِيَّةٍ.

قَالَ لَهُ السَّائِلُ: فَلَهُ كَيْفِيَّةٌ؟ قَالَ: لَا لِأَنَّ الْكَيْفِيَّةَ جِهَةُ الصِّفَةِ وَالْإِحَاطَةِ وَلٰكِنْ لَا بُدَّ مِنَ الْخُرُوجِ مِنْ جِهَةِ التَّعْطِيلِ وَالتَّشْبِيهِ لِأَنَّ مَنْ نَفَاهُ فَقَدْ أَنْكَرَهُ وَدَفَعَ رُبُوبِيَّتَهُ وَأَبْطَلَهُ، وَمَنْ شَبَّهَهُ بِغَيْرِهِ فَقَدْ أَثْبَتَهُ بِصِفَةِ الْمَخْلُوقِينَ الْمَصْنُوعِينَ الَّذِينَ لَا يَسْتَحِقُّونَ الرُّبُوبِيَّةَ وَلٰكِنْ لَا بُدَّ مِنْ إِثْبَاتِ أَنَّ لَهُ كَيْفِيَّةً لَا يَسْتَحِقُّهَا غَيْرُهُ وَلَا يُشَارَكُ فِيهَا وَلَا يُحَاطُ بِهَا وَلَا يَعْلَمُهَا غَيْرُهُ.

قَالَ السَّائِلُ: فَيُعَانِي الْأَشْيَاءَ بِنَفْسِهِ؟ قَالَ أَبُو عَبْدِاللّٰهِ عليه السلام: هُوَ أَجَلُّ مِنْ أَنْ يُعَانِيَ الْأَشْيَاءَ بِمُبَاشَرَةٍ وَمُعَالَجَةٍ لِأَنَّ ذٰلِكَ صِفَةُ الْمَخْلُوقِ الَّذِي لَا تَجِيءُ الْأَشْيَاءُ لَهُ إِلَّا بِالْمُبَاشَرَةِ وَالْمُعَالَجَةِ وَهُوَ مُتَعَالٍ نَافِذُ الْإِرَادَةِ وَالْمَشِيئَةِ، فَعَّالٌ لِمَا يَشَاءُ.

۶- ہشام بن الحکم نے روایت کی ہے کہ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ ایک زندیق نے سوال کیا کہ خدا کیا ہے۔ فرمایا وہ شے ہے مگر اشیاء کے خلاف۔ اس سے میری مراد یہ ہے کہ وہ شئے ہے حقیقت شیئیہ کے ساتھ لیکن نہ اس کا جسم ہے نہ صورت۔ نہ وہ محسوس ہوتا ہے نہ حواس خمسہ اس کا ادراک کرتے ہیں اور نہ اوہام اس کو پاتے ہیں نہ دہر کی گردش اس کو کم کرتی ہے اور نہ زمانے اس میں تغیر پیدا کرتے ہیں۔ سائل نے کہا۔ آپ تو یہ کہتے ہیں کہ وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ فرمایا بےشک وہ سمیع و بصیر ہے لیکن بغیر کسی عضو کے سنتا ہے اور بغیر کسی آلہ کے دیکھتا ہے ——— اپنے نفس سے دیکھتا ہے، اپنے نفس سے میری مراد یہ نہیں ہے کہ وہ اور شے ہے اور اس کا نفس اور شے ہے بلکہ ارادہ کیا ہے میں نے اظہار کا اس چیز کے جو میرے دل میں ہے جبکہ مجھ سے پوچھا گیا ہے تیرے سمجھانے کے لئے جب تو سوال کر رہا ہے تو میں کہتا ہوں کہ وہ سننے والا کل کے ساتھ، مگر اس سے یہ مراد نہیں کہ ——— اس کل کا کوئی جزء ہے میں نے تو صرف تیرے سمجھانے کیلئے تعبیر کی ہے اس شئے سے جو میرے دل میں ہے اور یہ کہ وہ سمیع و بصیر و عالم و خبیر ہے لیکن کوئی صفت اس کی ذات سے الگ نہیں اور نہ کوئی مفہوم اس سے جدا (یعنی اس کی تمام صفات عین ذات ہیں زائد بر ذات نہیں اور وہ سننے یا دیکھنے میں کان یا آنکھ کا محتاج نہیں۔ وہ ایسی ذات ہے جو مخلوق سے بالکل الگ ہے)

ایک سائل نے یہ سوال کیا کہ، خدا کیا ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا وہ رب ہے وہ معبود ہے

وہ اللہ ہے۔ لیکن میری مراد اللہ سے ان حروف کا ثابت کرنا نہیں۔ ا، ل، ہ، اور نہ ر ب کا، بلکہ میری مراد وہ ذات ہے جو خالق اشیاء اور ان کا صانع ہے اور ان حروف کا ذکر کرنے سے وہ معنی مراد ہیں جن پر لفظ اللہ، رحمٰن، رحیم اور عزیز وغیرہ اس کے اسماء کا اطلاق ہوتا ہے۔ وہ معبود ہے جلالہ۔ عزت والا۔ سائل کا سوال یہ تھا کہ حقیقت ذات کا قائم مقام کون اسم ہے امام نے فرمایا۔ اللہ ہے رب ہے۔ لیکن ان الفاظ کے حروف اس حقیقت اور معنئ ذات کو نہیں سمجھاتے، وہ سب کا معبود ہے اس کی ذات کو کوئی نہیں پا سکتا۔

زندیق سائل نے کہا ہم نہیں پاتے موہوم شئے کو مگر مخلوق (یعنی جب صانع عالم کا تصوّر اس کے ناموں سے کیا جا سکتا ہے۔ جیسے مفہوم رب سے تو وہ مخلوق ہوگا) حضرت نے فرمایا۔ اگر تو ایسا کہتا ہے تو لوگوں کے لئے حقیقت توحید بیان کرنے کی تکلیف ہم سے ساقط ہو جائے گی کیونکہ غیر موہوم کی مخلوقیت اور اس کے متعلق کے توحید کے بیان کی ہمیں تکلیف ہی نہیں دی گئی۔ یعنی ہمارا کام بیان توحید کے متعلق زیادہ آسان ہو جائے گا۔ کیونکہ استدلال کے لئے ایک اچھا مقدمہ ہمیں مل جائے گا اور وہ حدوث عالم ہے اثبات محدث ہے جو بدیہی ہے کیونکہ عالم غیر موہوم نہیں ہے اور اس سے توحید ثابت ہوگی جو موہوم بالحواس ہو اور اس کا ادراک حواس کے سامنے آئے تو ضرور مخلوق ہے ورنہ اس کے ابطال و عدم ماننا ہوگا۔ دوسرے کسی سے مشابہت ہونا صفت مخلوق ہے اور اس کا مرکب ہونا ظاہر کرتا ہے۔

جب اشیائے عالم کی ترکیب و تالیف ثابت ہوگئی تو ضرور اس مصنوع کا کوئی صانع بھی ہو۔ اجزائے عالم کا اضطرار اس کا ثبوت ہے کہ ان کا صانع ان کا غیر ہے اور وہ ان کی مثال نہیں۔ کیونکہ جو مثل ہوگا وہ ان کا مشابہ ہوگا ظاہری ترکیب و تالیف اور ان چیزوں میں جن کا ان کے حدوث سے تعلق ہے جیسے نیست سے اس کا ہست ہونا اور صغر سے کبر کی طرف اور سفیدی سے سیاہی اور ضعف سے قوت کی طرف جانا اور یہ حالات حدوث کے ایسے واضح ثبوت ہیں کہ ان کے متعلق کسی توضیح کی ضرورت نہیں۔

زندیق نے کہا۔ جب آپ نے وجود خدا کو ثابت کیا تو آپ نے اس کو محدود کر دیا۔ حضرت نے فرمایا۔ میں نے محدود نہیں کیا بلکہ اس کے وجود کو ثابت کیا ہے۔ کیونکہ نفی و اثبات کے درمیان اور تو کوئی درجہ ہی نہیں۔

سائل نے کہا۔ جب وجود آپ کے نزدیک ہے تو اس کے لئے اسم مشتق یا جامد بھی ہوگا فرمایا۔ ہر شے کے لئے اسم مشتق یا جامد ضروری ہے۔

سائل نے کہا اگر اس کا نام شئی ہے (جیسے قادر) تو لامحالہ اس کے لئے کیفیت ماننا پڑے گی فرمایا ایسا نہیں ہے کیونکہ کیفیت تو صفت کی ایک صورت ہے اور اس کے لئے احاطہ ضروری ہے اور خدا کے لئے لازم ہے کہ مخلوق سے اس کو جدا کیا جائے۔ اور کسی سے اسے تشبیہ نہ دی جائے کیونکہ ان دونوں صورتوں میں اس کا انکار لازم آئے گا اور اس کی ربوبیت سے الگ ہونا پڑے گا اور اس کے وجود کو باطل قرار دینا پڑے گا جس نے خدا کو اس کے غیر سے تشبیہ دی تو اس نے شابہ بنایا۔ ایسے لوگوں سے جو مستحق ربوبیت نہیں ہے خدا کے لئے تو ایسی صفات ہیں جس کا مستحق اس کا غیر نہیں اور نہ اس میں شریک ہے اور ان کو اس کا غیر جاننا ہم نہیں۔

سائل نے کہا جب خدا کی تدبیر اس کی مخلوق سے منقطع نہیں ہوتی تو لامحالہ اس کو تعب و تکان لاحق ہوگی، حضرت نے فرمایا وہ اجل وارفع ہے اس سے کہ اشیاء میں تصرف کرنے سے تکان ہوگی یہ تو مخلوق کی صفت ہے کہ ان کو کام کرنے اور ہاتھ پاؤں ہلانے میں تکان ہوتی ہے وہ اس سے برتر ہے اور اپنے ارادہ اور مشیت کو جاری کرنے والا ہے اور جو چاہتا ہے اس کا کرنے والا ہے۔

۷۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَمَّنْ ذَكَرَهُ قَالَ: سُئِلَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام: أَيَجُوزُ أَنْ يُقَالَ: إِنَّ اللهَ شَيْءٌ؟ قَالَ: نَعَمْ يُخْرِجُهُ مِنَ الْحَدَّيْنِ حَدِّ التَّعْطِيلِ وَحَدِّ التَّشْبِيهِ.

۷۔ راوی کہتا ہے امام محمد باقر علیہ السلام نے پوچھا آیا خدا کے لئے یہ کہنا جائز ہے کہ وہ کوئی شے ہے۔ اس نے کہا ہاں فرمایا اسے تعطیل و تشبیہ کی حدود سے الگ کر۔

باب سوم (۳)

وہ نہیں پہچانا گیا مگر اپنی ذات سے

«(بَابُ أَنَّهُ لَا يُعْرَفُ إِلَّا بِهِ)»

۱۔ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَمَّنْ ذَكَرَهُ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حُمْرَانَ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ

السَّكَنِ ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ : قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام : اعْرِفُوا اللهَ بِاللهِ وَالرَّسُولَ بِالرِّسَالَةِ وَأُولِي الْأَمْرِ بِالْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ . وَمَعْنَى قَوْلِهِ عليه السلام "اعْرِفُوا اللهَ بِاللهِ" يَعْنِي أَنَّ اللهَ خَلَقَ الْأَشْخَاصَ وَالْأَنْوَارَ وَالْجَوَاهِرَ وَالْأَعْيَانَ ، فَالْأَعْيَانُ: الْأَبْدَانُ وَالْجَوَاهِرُ: الْأَرْوَاحُ وَهُوَ جَلَّ وَعَزَّ لَا يُشْبِهُ جِسْماً وَلَا رُوحاً وَلَيْسَ لِأَحَدٍ فِي خَلْقِ الرُّوحِ الْحَسَّاسِ الدَّرَّاكِ أَمْرٌ وَلَا سَبَبٌ ، هُوَ الْمُتَفَرِّدُ بِخَلْقِ الْأَرْوَاحِ وَالْأَجْسَامِ فَإِذَا نَفَى عَنْهُ الشَّبَهَيْنِ: شَبَهَ الْأَبْدَانِ وَشَبَهَ الْأَرْوَاحِ فَقَدْ عَرَفَ اللهَ بِاللهِ وَإِذَا شَبَّهَهُ بِالرُّوحِ أَوِ الْبَدَنِ أَوِ النُّورِ فَلَمْ يَعْرِفِ اللهَ بِاللهِ.

ـ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عُقْبَةَ بْنِ قَيْسِ بْنِ سَمْعَانَ بْنِ أَبِي رُبَيْحَةَ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله قَالَ: سُئِلَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام : بِمَ عَرَفْتَ رَبَّكَ ؟ قَالَ: بِمَا عَرَّفَنِي نَفْسَهُ، قِيلَ: وَكَيْفَ عَرَّفَكَ نَفْسَهُ؟ قَالَ: لَا يُشْبِهُهُ صُورَةٌ وَلَا يُحَسُّ بِالْحَوَاسِّ وَلَا يُقَاسُ بِالنَّاسِ، قَرِيبٌ فِي بُعْدِهِ ، بَعِيدٌ فِي قُرْبِهِ ، فَوْقَ كُلِّ شَيْءٍ وَلَا يُقَالُ شَيْءٌ فَوْقَهُ ، أَمَامَ كُلِّ شَيْءٍ وَلَا يُقَالُ لَهُ أَمَامٌ ، دَاخِلٌ فِي الْأَشْيَاءِ لَا كَشَيْءٍ دَاخِلٍ فِي شَيْءٍ وَخَارِجٌ مِنَ الْأَشْيَاءِ لَا كَشَيْءٍ خَارِجٍ مِنْ شَيْءٍ ، سُبْحَانَ مَنْ هُوَ هٰكَذَا وَلَا هٰكَذَا غَيْرُهُ وَ لِكُلِّ شَيْءٍ مُبْتَدَءٌ

ـ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَازِمٍ قَالَ : قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام : إِنِّي نَاظَرْتُ قَوْماً فَقُلْتُ لَهُمْ : إِنَّ اللهَ جَلَّ جَلَالُهُ أَجَلُّ وَ أَعَزُّ وَ أَكْرَمُ مِنْ أَنْ يُعْرَفَ بِخَلْقِهِ بَلِ الْعِبَادُ يُعْرَفُونَ بِاللهِ ، فَقَالَ: رَحِمَكَ اللهُ.

۱۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا اللہ کو پہچانو انہی اسماء صفات سے جو اس نے خود بیان کیا ہے اور رسول کو پہچانو اس کے معجزات سے اور اولی الامر کو امر بالمعروف اور عدل و احسان سے۔

خدا نے پیدا کیا ہے اشخاص و انوار و جواہر و اعیان کو اور اعیان سے مراد ہیں ابدان و جواہر و ارواح اور صاحب عز و جلال ذات ۔ نہ جسم سے مشابہ ہے نہ روح سے اور نہ حساس و دراک ، روحوں کے پیدا کرنے میں کسی کو دخل اور نہ طاقت وہ خلق اجسام و ارواح میں اکیلا ہی خالق ہے پس جب اس سے اجسام و ارواح کی مشابہت کو دور کر دیا جائے تو یہ اللہ کی معرفت سے ہے اور جب اس کو روح بدن و نور سے

مشابہ کردیا جائے تو پھر اللہ سے معرفت نہ ہوئی۔

امیرالمومنین سے کسی نے پوچھا آپ نے اپنے رب کو کیسے پہچانا۔ فرمایا اس چیز سے جس سے اس نے اپنی ذات کا تعارف کرایا۔ اس نے پوچھا کیسے کرایا۔ فرمایا وہ کسی صورت سے مشابہ نہیں اور نہ حواس سے محسوس ہوتا ہے نہ کسی شے پر اس کا قیاس کیا جاتا ہے وہ باوجود بُعد کے قریب ہے اور باوجود قریب ہونے کے دور ہے۔ ہر شے سے فوق ہے اس سے مافوق کوئی شے نہیں۔ ہر شے سے الگ ہے اس سے آگے کوئی شے نہیں۔ وہ اپنی قدرت سے اشیاء میں داخل ہے لیکن اس چیز کی مانند نہیں جو کسی شے میں داخل ہو وہ اشیاء سے خارج ہے لیکن اس طرح نہیں جیسے کوئی شے کسی چیز سے نکلتی ہے پاک ہے وہ ذات جو ایسی ہے اور غیر اس کا ایسا نہیں ہر شے کی ابتداء ہے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا کہ میں نے ایک قوم سے مناظرہ کیا اور کہا کہ اللہ بزرگ تر ہے اس سے کہ اس کے اسماء و صفات کو پہچانا جائے مخلوق کے قیاس پر بلکہ اس کے مخصوص بندے اس کی معرفت رکھتے ہیں فرمایا تم پر رحمتِ خدا ہو۔

باب چہارم (۴)

ادنے المعرفت

٥(بَابُ أَدْنَى الْمَعْرِفَةِ)٥

١ـ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْحَسَنِ الْعَلَوِيِّ ؛ وَعَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُخْتَارِ الْهَمْدَانِيِّ جَمِيعاً ، عَنِ الْفَتْحِ بْنِ يَزِيدَ ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ عليه السلام قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ أَدْنَى الْمَعْرِفَةِ فَقَالَ : الْإِقْرَارُ بِأَنَّهُ لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ وَلَا شِبْهَ لَهُ وَلَا نَظِيرَ وَأَنَّهُ قَدِيمٌ مُثْبَتٌ مَوْجُودٌ غَيْرُ فَقِيدٍ وَ أَنَّهُ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ.

۱۔ امام علی نقی علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ ادنیٰ معرفت کیا ہے۔ فرمایا اقرار کرنا کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں

نہ کوئی اس کی نظیر ہے نہ مثل و مانند اور وہ قدیم اور ثابت الوجود اور موجود ہے اور فنا ہونے والا نہیں ہے اور اس کی مثل کوئی شے نہیں۔

٢- عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ طَاهِرِ بْنِ حَاتِمٍ فِي حَالِ اسْتِقَامَتِهِ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى الرَّجُلِ مَا الَّذِي لَايُجْتَزَءُ فِي مَعْرِفَةِ الْخَالِقِ بِدُونِهِ؟ فَكَتَبَ إِلَيْهِ: لَمْ يَزَلْ عَالِماً وَسَامِعاً وَبَصِيراً وَهُوَ الْفَعَّالُ لِمَا يُرِيدُ. وَسُئِلَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام عَنِ الَّذِي لَايُجْتَزَءُ بِدُونِ ذَلِكَ مِنْ مَعْرِفَةِ الْخَالِقِ فَقَالَ: لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَلَايُشْبِهُهُ شَيْءٌ، لَمْ يَزَلْ عَالِماً سَمِيعاً بَصِيراً.

٢- طاہر بن حاتم سے مروی ہے اس نے آئمہ کے بارے میں غلو سے باز آنے کے بعد امام رضا علیہ السلام کو لکھا۔ وہ کیا ہے جس کے بغیر معرفت خالق کافی نہیں۔ حضرت نے لکھا۔ اس کا اقرار کہ وہ ہمیشہ سے عالم ہے سامع ہے بصیر ہے اور جو ارادہ کرتا ہے اس کا پورا کرنے والا ہے اور امام محمد باقر علیہ السلام سے کسی نے پوچھا وہ کیا ہے جس کے بغیر معرفت کافی نہیں ہے۔ فرمایا۔ اس کا اقرار کہ اس کی مثل کوئی شے نہیں۔ اور نہ اس سے ملتی جلتی کوئی شے ہے، اور یہ کہ ہمیشہ سے سمیع و بصیر ہے۔

٣- مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ يُوسُفَ بْنِ بَقَّاحٍ، عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام يَقُولُ: إِنَّ أَمْرَ اللهِ كُلَّهُ عَجِيبٌ إِلَّا أَنَّهُ قَدِ احْتَجَّ عَلَيْكُمْ بِمَا قَدْ عَرَّفَكُمْ مِنْ نَفْسِهِ.

٣- ابراہیم بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے سنا کہ انھوں نے فرمایا۔ خدا کا ہر ایک امر عجیب ہے لیکن اس نے تم پر حجت تمام کی ہے اسی چیز سے جس سے اس نے اپنی ذات کا تعارف تم سے کرا لیا ہے۔

باب پنجم (۵)

باب المعبود

(بَابُ الْمَعْبُوْدِ)

۱۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ، عَنِ ابْنِ رِئَابٍ وَعَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: مَنْ عَبَدَاللهَ بِالتَّوَهُّمِ فَقَدْ كَفَرَ وَمَنْ عَبَدَالْإِسْمَ دُونَ الْمَعْنَى فَقَدْ كَفَرَ وَمَنْ عَبَدَالْإِسْمَ وَالْمَعْنَى فَقَدْ أَشْرَكَ وَمَنْ عَبَدَالْمَعْنَى بِإِيقَاعِ الْأَسْمَاءِ عَلَيْهِ بِصِفَاتِهِ الَّتِي وَصَفَ بِهَا نَفْسَهُ فَعَقَدَ عَلَيْهِ قَلْبَهُ وَنَطَقَ بِهِ لِسَانُهُ فِي سَرَائِرِهِ وَعَلَانِيَتِهِ فَأُولٰئِكَ أَصْحَابُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام حَقّاً. وَفِي حَدِيثٍ آخَرَ: أُولٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقّاً.

۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جس نے ذات باری کی عبادت توہم سے کی۔ اس نے کفر کیا۔ (یعنی جس نے یہ خیال کیا کہ اس کا کوئی نام اس کی فرد حقیقی ہے۔ جیسے کوئی اس کو صاحب جسم یا قابل رویت جانے) اور جس نے معنی کو چھوڑ کر صرف نام کو پوجا وہ بھی کافر ہوا یعنی (جس نے یہ سمجھا کہ کوئی اسماء الٰہی سے عین مسمّٰی نہیں ہے) جس نے اسم و معنی دونوں کی عبادت کی اس نے شرک کیا (یعنی جو اسماء کو فی نفسہٖ خارج میں موجود سمجھتا ہے۔ جیسے اشاعرہ) پس اس نے اسم و معنی دونوں کی عبادت کی اور جس نے اس کی اس اعتقاد سے عبادت کی کہ اس کے نام ان صفتوں کے ساتھ ہیں جن کا وصف اس نے خود بیان کیا ہے اور اس عقیدے کو اپنے دل میں جگہ دی اور زبان سے ناطق ہوا۔ اس کے خفیہ اور علانیہ امر میں۔ وہ سچے اصحاب امیر المومنین ہیں ایک روایت میں ہے سچے مومن ہیں۔

۲۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَاعَبْدِاللهِ عليه السلام، عَنْ أَسْمَاءِ اللهِ وَاشْتِقَاقِهَا، اللهُ مِمَّا هُوَ مُشْتَقٌّ؟ قَالَ: فَقَالَ لِي: يَا هِشَامُ! اللهُ مُشْتَقٌّ مِنْ إِلٰهٍ وَالْإِلٰهُ يَقْتَضِي مَأْلُوهاً وَالْإِسْمُ غَيْرُ الْمُسَمَّى، فَمَنْ عَبَدَالْإِسْمَ دُونَ الْمَعْنَى فَقَدْ كَفَرَ وَلَمْ يَعْبُدْ شَيْئاً وَمَنْ

عَبَدَالِاسْمَ وَ الْمَعْنىٰ فَقَدْ كَفَرَ وَعَبَدَ اثْنَيْنِ وَ مَنْ عَبَدَ الْمَعْنىٰ دُونَ الِاسْمِ فَذَاكَ التَّوْحِيدُ أَفَهِمْتَ يَا هِشَامُ، قَالَ فَقُلْتُ زِدْنِي قَالَ: إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَ تِسْعِينَ اسْماً فَلَوْ كَانَ الِاسْمُ هُوَالْمُسَمّٰى لَكَانَ كُلُّ اسْمٍ مِنْهَا إِلٰهاً وَلٰكِنَّ اللّٰهَ مَعْنًى يُدَلُّ عَلَيْهِ بِهٰذِهِ الْأَسْمَاءِ وَكُلُّهَا غَيْرُهُ، يَاهِشَامُ! الْخُبْزُ اسْمٌ لِلْمَأْكُولِ وَالْمَاءُ اسْمٌ لِلْمَشْرُوبِ وَ الثَّوْبُ اسْمٌ لِلْمَلْبُوسِ وَ النَّارُ اسْمٌ لِلْمُحْرِقِ أَفَهِمْتَ يَا هِشَامُ فَهْماً تَدْفَعُ بِهِ وَ تُنَاضِلُ بِهِ أَعْدَاءَنَا وَالْمُتَّخِذِينَ مَعَ اللّٰهِ جَلَّ وَعَزَّ غَيْرَهُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَقَالَ: نَفَعَكَ اللّٰهُ بِهِ وَثَبَّتَكَ يَا هِشَامُ، قَالَ هِشَامٌ فَوَاللّٰهِ مَا قَهَرَنِي أَحَدٌ فِي التَّوْحِيدِ حَتّٰى قُمْتُ مَقَامِي هٰذَا.

۲۔ ہشام بن الحکم نے سوال کیا امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسما الٰہیہ کی اشتقاق کے متعلق اور یہ کہ لفظ اللہ کس سے مشتق ہے۔ فرمایا وہ مشتق ہے لفظ الٰہ سے اور وہ مقتضی ما ومہ ہے اور یہ اسم غیر مسمی ہے پس جس نے معنی کو چھوڑ اسم کی عبادت کی اس نے کفر کیا اور کسی کی بھی عبادت نہ کی۔ اور جس نے اسم و معنی دونوں کی عبادت کی۔ اس نے کفر کیا اور دونوں کی عبادت کی اور جس نے معنی کی عبادت کی نہ کہ اسم کی تو یہ توحید ہے۔

حضرت نے فرمایا اے ہشام تم سمجھ گئے۔ میں نے کہا کچھ اور زیادہ واضح کیجئے۔ فرمایا خدا کے ننانوے نام ہیں پس اگر ہر اسم مسمی بن جائے تو ان میں سے ہر نام ایک معبود بن جائے گا۔ لیکن لفظ اللہ سے مراد وہ معنی ہیں جس کی طرف یہ تمام اسمار دلالت کرتے ہیں وہ سب اس کے غیر ہیں، اے ہشام روٹی ایک خوردنی چیز کا نام ہے خود وہ چیز نہیں، پانی نوشیدنی ایک چیز ہے۔ کپڑا پہننے کی چیز ہے۔ آگ جلانے والی ایک چیز کا نام ہے۔ یہ نام خود وہ شئے نہیں بلکہ اس کو بتلانے والے ہیں اے ہشام اب تو سمجھ گئے اب تم ہمارے دشمنوں کے اعتراضات کو دفع کرسکتے ہو۔ خدا کے سوا غیر کو معبود بنانے والوں کو راہ حق دکھا سکتے ہو۔ میں نے کہا بیشک۔ فرمایا۔ خدا تم کو ان دلائل سے نفع پہنچائے اور ہر معرکہ میں تمہیں ثابت قدم رکھے۔ ہشام نے کہا۔ واللہ اس کے بعد مسئلہ توحید میں کوئی مجھ پر غالب نہ آیا اور میں اپنے مقام پر ثابت قدم رہا۔

۳۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ مَعْرُوفٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي نَجْرَانَ قَالَ: كَتَبْتُ إِلىٰ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام أَوْقُلْتُ لَهُ: جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ نَعْبُدُالرَّحْمٰنَ الرَّحِيمَ الْوَاحِدَ الْأَحَدَ الصَّمَدَ؟ قَالَ فَقَالَ: إِنَّ مَنْ عَبَدَالِاسْمَ دُونَ الْمُسَمّٰى بِالْأَسْمَاءِ فَقَدْ أَشْرَكَ وَ كَفَرَ وَجَحَدَ وَلَمْ يَعْبُدْ

شَيْئاً بَلِ اعْبُدِ اللهَ الْوَاحِدَ الْأَحَدَ الصَّمَدَ الْمُسَمّىٰ بِهٰذِهِ الْأَسْمَاءِ دُونَ الْأَسْمَاءِ، إِنَّ الْأَسْمَاءَ صِفَاتٌ وَصَفَ بِهَا نَفْسَهُ.

۳۔ عبدالرحمٰن بن ابی نجران نے کہا۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو لکھا میں آپ پر فدا ہوں آپؑ نے فرمایا ہے کہ ہم عبادت کرتے ہیں رحمٰن و رحیم و واحد، واحد و صمد کی، فرمایا جس نے مسمّیٰ کو چھوڑ کر کسی نام کی عبادت کی اس نے شرک و کفر کیا اور کسی چیز کی عبادت نہ کی۔ میں عبادت کرتا ہوں خدائے واحد، واحد و صمد کی۔ جو نام رکھا گیا ہے ان اسمار سے یہ اسمار تو صفات ہیں۔ جن سے اس نے اپنا وصف بیان کیا ہے۔

باب ششم (۶)

باب الکون والمکان

(بَابُ الْكَوْنِ وَالْمَكَانِ)

۱۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ: سَأَلَ نَافِعُ بْنُ الْأَزْرَقِ أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام فَقَالَ: أَخْبِرْنِي عَنِ اللهِ مَتَىٰ كَانَ؟ فَقَالَ: مَتَىٰ لَمْ يَكُنْ حَتَّىٰ أُخْبِرَكَ مَتَىٰ كَانَ؟ سُبْحَانَ مَنْ لَمْ يَزَلْ وَلَا يَزَالُ فَرْداً صَمَداً لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَلَا وَلَداً.

۱۔ نافع نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا مجھے بتلائیے۔ خدا کب سے ہے۔ فرمایا۔ وہ کب نہ تھا کہ میں بتاؤں کہ وہ کب سے ہے پاک ہے وہ ذات جو ہمیشہ ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ وہ اکیلا ہے بے نیاز ہے نہ اس کے بی بی ہے نہ بچے۔

۲۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَىٰ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا عليه السلام مِنْ وَرَاءِ نَهَرِ بَلْخَ فَقَالَ: إِنِّي أَسْأَلُكَ عَنْ مَسْأَلَةٍ فَإِنْ أَجَبْتَنِي فِيهَا بِمَا عِنْدِي قُلْتُ بِإِمَامَتِكَ. فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام: سَلْ عَمَّا شِئْتَ فَقَالَ: أَخْبِرْنِي عَنْ رَبِّكَ مَتَىٰ كَانَ؟

وَ كَيْفَ كَانَ؟ وَ عَلىٰ أَيِّ شَيْءٍ كَانَ اعْتِمَادُهُ؟ فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام: إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالىٰ أَيَّنَ الْأَيْنَ بِلاَ أَيْنٍ وَ كَيَّفَ الْكَيْفَ بِلاَ كَيْفٍ وَ كَانَ اعْتِمَادُهُ عَلىٰ قُدْرَتِهِ، فَقَامَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَقَبَّلَ رَأْسَهُ وَ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللهِ وَ أَنَّ عَلِيّاً وَصِيُّ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وَ الْقَيِّمُ بَعْدَهُ بِمَا قَامَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وَ أَنَّكُمُ الْأَئِمَّةُ الصَّادِقُونَ وَ أَنَّكَ الْخَلَفُ مِنْ بَعْدِهِمْ.

۲۔ ایک شخص امام رضا علیہ السلام کے پاس آیا۔ وراء نہر بلخ سے اور کہنے لگا۔ میں آپؑ سے ایک سوال کرتا ہوں اگر آپ نے جواب دے دیا تو میں آپؑ کی امامت کا معتقد ہو جاؤں گا۔ فرمایا جو چاہے پوچھ لے۔ اس نے کہا کہ یہ بتائیے کہ آپؑ کا رب کب سے ہے اور کیسا ہے اور کس چیز پر سہارا کئے ہوئے ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اس نے ہر جگہ والے کو جگہ والا بنایا۔ اس کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ وہ کیفیتوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ خود صاحب کیفیت نہیں۔ اس کا اعتماد اپنی قدرت پر ہے یہ سن کر وہ شخص اٹھا اور حضرت کے سر کو بوسہ دیا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمدؐ رسول ہیں اور علیؑ وصی رسولؐ ہیں اور رسول اللہؐ کو جس راہ پر قائم کیا تھا قائم ہیں اور آپ لوگ سچے امام ہیں اور آپ ان کے صحیح جانشین ہیں۔

۳۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيىٰ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسىٰ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلىٰ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام فَقَالَ لَهُ: أَخْبِرْنِي عَنْ رَبِّكَ مَتىٰ كَانَ؟ فَقَالَ: وَيْلَكَ إِنَّمَا يُقَالُ لِشَيْءٍ لَمْ يَكُنْ: مَتىٰ كَانَ، إِنَّ رَبِّي تَبَارَكَ وَ تَعَالىٰ كَانَ وَلَمْ يَزَلْ حَيّاً بِلاَ كَيْفٍ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كَانَ، وَلاَ كَانَ لِكَوْنِهِ كَوْنٌ كَيْفَ، وَلاَ كَانَ لَهُ أَيْنٌ، وَلاَ كَانَ فِي شَيْءٍ، وَلاَ كَانَ عَلىٰ شَيْءٍ، وَلاَ ابْتَدَعَ لِمَكَانِهِ مَكَاناً، وَلاَ قَوِيَ بَعْدَ مَا كَوَّنَ الْأَشْيَاءَ، وَلاَ كَانَ ضَعِيفاً قَبْلَ أَنْ يُكَوِّنَ شَيْئاً، وَ لاَ كَانَ مُسْتَوْحِشاً قَبْلَ أَنْ يَبْتَدِعَ شَيْئاً، وَلاَ يُشْبِهُ شَيْئاً مَذْكُوراً، وَلاَ كَانَ خِلْواً مِنَ الْمُلْكِ قَبْلَ إِنْشَائِهِ، وَلاَ يَكُونُ مِنْهُ خِلْواً بَعْدَ ذَهَابِهِ، لَمْ يَزَلْ حَيّاً بِلاَ حَيَاةٍ وَ مَلِكاً قَادِراً قَبْلَ أَنْ يُنْشِئَ شَيْئاً وَمَلِكاً جَبَّاراً بَعْدَ إِنْشَائِهِ لِلْكَوْنِ، فَلَيْسَ لِكَوْنِهِ كَيْفٌ، وَلاَ لَهُ أَيْنٌ، وَلاَ لَهُ حَدٌّ، وَلاَ يُعْرَفُ بِشَيْءٍ يُشْبِهُهُ، وَلاَ يَهْرَمُ لِطُولِ الْبَقَاءِ، وَلاَ يَصْعَقُ لِشَيْءٍ بَلْ لِخَوْفِهِ تَصْعَقُ الْأَشْيَاءُ كُلُّهَا، كَانَ حَيّاً بِلاَ حَيَاةٍ حَادِثَةٍ، وَلاَ كَوْنٍ مَوْصُوفٍ، وَلاَ كَيْفٍ مَحْدُودٍ، وَلاَ أَيْنٍ مَوْقُوفٍ عَلَيْهِ، وَلاَ مَكَانٍ جَاوَرَ شَيْئاً، بَلْ حَيٌّ يُعْرَفُ وَمَلِكٌ لَمْ يَزَلْ لَهُ الْقُدْرَةُ وَالْمُلْكُ، أَنْشَأَ مَا شَاءَ حِينَ شَاءَ بِمَشِيئَتِهِ، لاَ يُحَدُّ وَلاَ يُبَعَّضُ وَلاَ يَفْنىٰ، كَانَ أَوَّلاً بِلاَ

كَيْفٍ وَيَكُونُ آخِراً بِلاَأَيْنٍ وَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ، لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ.
وَيْلَكَ أَيُّهَا السَّائِلُ إِنَّ رَبِّي لَاتَغْشَاهُ الْأَوْهَامُ وَلَاتَنْزِلُ بِهِ الشُّبُهَاتُ وَلَا يَحَارُ مِنْ شَيْءٍ وَلَا يُجَاوِرُهُ شَيْءٌ وَلَا تَنْزِلُ بِهِ الْأَحْدَاثُ وَلَايُسْأَلُ عَنْ شَيْءٍ وَلَايَنْدَمُ عَلَى شَيْءٍ وَلَاتَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَانَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرَى.

۳۔ ابو بصیر سے مروی ہے کہ ایک شخص محمد باقر علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا مجھے بتائیے آپ کا رب کب سے ہے۔ فرمایا وائے ہو تجھ پر وہ کب نہ تھا میرا رب ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ بغیر کسی کیفیت کے زندہ ہے اور اس کے لئے ہونا نہیں ہے۔ وہ ہر کیفیت کا پیدا کرنیوالا ہے اس کے لئے کوئی جگہ نہیں نہ وہ کسی شئے میں ہے نہ وہ کسی شے پر ہے نہ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا ہے نہ وہ قوی اشیاء کو پیدا کرنے کے بعد اور نہ کسی شئے کو پیدا کرنے کے بعد کمزور ہوا۔ نہ وہ کسی شے کو پیدا کرنے سے پہلے گھبرایا ہوا تھا اور نہ مذکورہ اشیاء میں سے کسی چیز کے مشابہ ہے نہ وہ پیدا کرنے سے پہلے اپنے ملک سے الگ تھا اور نہ ان کے زوال کے بعد وہ اپنی حکومت سے الگ ہوا۔ بغیر حیات کے تعلق کے وہ ہمیشہ سے زندہ ہے اور صاحب قدرت حاکم رہا قبل اس کے کہ وہ کسی چیز کو پیدا کرے اور پیدا کرنے سے پہلے بھی وہ ملک جبّار رہا۔ اس کے لئے نہ کوئی کیفیت ہے نہ جگہ ہے نہ حد ہے اور اپنی مشابہ چیز سے نہیں پہچانا جاتا اور نہ طول بقا سے وہ بوڑھا ہوتا ہے۔ وہ مضطرب نہیں ہوتا کسی چیز سے بلکہ تمام مخلوق اس کے خوف سے مضطرب ہوتی ہے وہ حئی ہے۔ لیکن حیات اس میں پیدا نہیں ہوئی اور نہ وہ ہونے سے موصوف ہے اور نہ کسی کیفیت میں محدود ہے اور نہ کسی جگہ ٹھہرا ہوا ہے اور نہ وہ کوئی جگہ ہے کہ کسی چیز کو جگہ دے۔ وہ حئی ہے جس کی معرفت حاصل کی جاتی ہے وہ ہمیشگی کے ساتھ مالک ہے اس کی قدرت اور حکومت ہمیشہ رہنے والی ہے اس نے جو چاہا اور جیسا چاہا پیدا کیا اپنے ارادہ سے نہ اس کی کوئی حد ہے نہ اس کا کوئی جزو ہے نہ وہ فنا ہونیوالا ہے وہ بغیر کسی تغیر کے اوّل ہے اور بغیر کسی جگہ میں ہونے کے آخر ہے سوائے اس کی ذات کے ہر شئے ہلاک ہونیوالی ہے۔ خلق اور امر کا تعلق اسی سے ہے وہ ذات پاک رب العالمین ہے افسوس اے سائل تجھ پر میرا رب وہ ہے جس کو اوہام نہیں گھیرتے اور شبہات اس کے ساخت قدس میں داخل نہیں ہوتے، حوادث کا اس سے تعلق نہیں اس سے کسی چیز کے متعلق سوال نہیں کیا جاتا۔ وہ کوئی کام کر کے نادم نہیں ہوتا نہ اسے اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ آسمانوں میں زمین میں جو ان کے درمیان ہے اور جو زمین کے نیچے ہے۔ سب اسی کا ہے۔

۴۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِيهِ رَفَعَهُ قَالَ: اجْتَمَعَتِ الْيَهُودُ إِلَى رَأْسِ الْجَالُوتِ(۲) فَقَالُوا لَهُ: إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ عَالِمٌ -يَعْنُونَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام- فَانْطَلِقْ بِنَا إِلَيْهِ نَسْأَلْهُ فَأَتَوْهُ فَقِيلَ لَهُمْ: هُوَ فِي الْقَصْرِ فَانْتَظَرُوهُ حَتَّى خَرَجَ، فَقَالَ لَهُ رَأْسُ الْجَالُوتِ: جِئْنَاكَ نَسْأَلُكَ فَقَالَ: سَلْ يَا يَهُودِيُّ عَمَّا بَدَا لَكَ، فَقَالَ: أَسْأَلُكَ عَنْ رَبِّكَ مَتَى كَانَ؟ فَقَالَ: كَانَ بِلَا كَيْنُونِيَّةٍ كَانَ بِلَا كَيْفٍ، كَانَ لَمْ يَزَلْ بِلَا كَمٍّ وَ بِلَا كَيْفٍ، كَانَ لَيْسَ لَهُ قَبْلٌ، هُوَ قَبْلَ الْقَبْلِ بِلَا قَبْلٍ وَلَا غَايَةٍ وَلَا مُنْتَهًى انْقَطَعَتْ عَنْهُ الْغَايَةُ وَ هُوَ غَايَةُ كُلِّ غَايَةٍ، فَقَالَ رَأْسُ الْجَالُوتِ: امْضُوا بِنَا فَهُوَ أَعْلَمُ مِمَّا يُقَالُ فِيهِ.

۴۔ کچھ یہودی راس الجالوت کے پاس جمع ہوئے اور کہا کہ یہ شخص (امیرالمومنین) عالم ہے ہمارے ساتھ ان کے پاس چلو تاکہ ان سے سوال کریں۔ پس وہ آئے۔ ان سے کہا گیا حضرت قصر میں ہیں جب آپ برآمد ہوئے تو راس الجالوت نے کہا ہم آپ سے سوال کرنے آئے ہیں فرمایا۔ جو چاہو پوچھو۔ اس نے کہا میں آپ کے رب کے متعلق پوچھتا ہوں کہ وہ کب سے ہے۔ فرمایا اس کے ہونے کی ابتدا نہیں، نہ اس کے لئے کوئی کیفیت ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے بغیر کسی مدت اور کیفیت کے وہ ہے اور اس کے قبل کوئی نہیں اور پہلے سے پہلے ہے اس کی کوئی حد و انتہا نہیں، انتہا کا تعلق ہی اس سے نہیں، وہ ہر انتہا کی انتہا ہے۔ راس الجالوت نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ چلو یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کے بڑے عالم ہیں۔

۵۔ وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الْمَوْصِلِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَالَ: جَاءَ حِبْرٌ مِنَ الْأَحْبَارِ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَتَى كَانَ رَبُّكَ؟ فَقَالَ لَهُ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ وَمَتَى لَمْ يَكُنْ؟ حَتَّى يُقَالَ: مَتَى كَانَ؟ كَانَ رَبِّي قَبْلَ الْقَبْلِ بِلَا قَبْلٍ، وَ بَعْدَ الْبَعْدِ بِلَا بَعْدٍ وَلَا غَايَةَ وَلَا مُنْتَهَى لِغَايَتِهِ، انْقَطَعَتِ الْغَايَاتُ عِنْدَهُ فَهُوَ مُنْتَهَى كُلِّ غَايَةٍ، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَفَنَبِيٌّ أَنْتَ؟ فَقَالَ: وَيْلَكَ إِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ مِنْ عَبِيدِ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله. وَ رُوِيَ أَنَّهُ سُئِلَ عليه السلام: أَيْنَ كَانَ رَبُّنَا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ سَمَاءً وَ أَرْضاً؟ فَقَالَ عليه السلام: أَيْنَ سُؤَالٌ عَنْ مَكَانٍ، وَ كَانَ اللهُ وَلَا مَكَانَ.

۵۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہودیوں کا ایک عالم امیرالمومنین علیہ السلام کے پاس آیا اور

کہنے لگا یہ بتلائیے کہ آپ کا رب کب سے ہے فرمایا تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے۔ وہ کب نہ تھا کہ یہ کہا جائے کہ وہ کب سے ہے وہ ہر شئے سے پہلے ہے اس سے پہلے کچھ نہیں وہ ہر شئے کے بعد ہے اس کے بعد کوئی نہیں۔ اس کے لئے انتہا نہیں۔ اس نے کہا کیا آپ نبی ہیں فرمایا وائے ہو تجھ پر۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سے پوچھا گیا۔ ہمارا رب کہاں تھا۔ زمین و آسمان کو پیدا کرنے سے پہلے۔ فرمایا یہ سوال مکان سے ہے اور خدا کے لئے مکان نہیں

٦ـ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيادٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَماعَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قالَ: قالَ رَأْسُ الْجالُوتِ لِلْيَهُودِ: إِنَّ الْمُسْلِمِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّ عَلِيّاً مِنْ أَجْدَلِ النّاسِ وَأَعْلَمِهِمْ اذْهَبُوا بِنا إِلَيْهِ لَعَلِّي أَسْأَلُهُ عَنْ مَسْأَلَةٍ وَأُخَطِّئُهُ فِيها فَأَتاهُ فَقالَ: يا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ مَسْأَلَةٍ قالَ: سَلْ عَمّا شِئْتَ، قالَ يا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَتى كانَ رَبُّنا؟ قالَ لَهُ: يا يَهُودِيُّ إِنَّما يُقالُ: مَتى كانَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ، فَكانَ مَتى كانَ هُوَ كائِنٌ بِلا كَيْنُونِيَّةٍ كائِنٍ، كانَ بِلا كَيْفٍ يَكُونُ، بَلى يا يَهُودِيُّ ثُمَّ بَلى يا يَهُودِيُّ كَيْفَ يَكُونُ لَهُ قَبْلٌ؟! هُوَ قَبْلَ الْقَبْلِ بِلا غايَةٍ وَلا مُنْتَهى غايَةٍ وَلا غايَةَ إِلَيْها انْقَطَعَتِ الْغاياتُ عِنْدَهُ، هُوَ غايَةُ كُلِّ غايَةٍ. فَقالَ: أَشْهَدُ أَنَّ دِينَكَ الْحَقُّ وَأَنَّ ما خالَفَهُ باطِلٌ.

۶۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ راس الجالوت نے کہا کہ مسلمانوں کا خیال ہے کہ حضرت علی معارف یقینیہ کے سب سے بڑے جاننے والے ہیں۔ میرے ساتھ ان کے پاس چلو تاکہ میں ایک سوال ایسا کروں کہ ان کی خطا ظاہر ہو جائے۔ اس نے امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا میں آپ سے ایک سوال کا جواب چاہتا ہوں فرمایا۔ جو چاہے پوچھ۔ اس نے کہا بتلائیے کہ ہمارا رب کب سے ہے فرمایا کب سے ہونا تو اس کے لئے کہا جائے گا جو پہلے نہ ہو۔ وہ تو ہمیشہ سے ہے اس لئے کوئی وقت اور زمانہ نہیں وہ بغیر کسی کیفیت کے ہے۔ ہاں۔ ہاں اے یہودی۔ اس سے پہل کا کیا تعلق۔ جو قبل سے قبل ہو بغیر کسی انتہا کے اس کے لئے تو حد و انتہا ہے ہی نہیں۔ تمام حدیں اس کے ساحت جلال تک پہنچ کر ختم ہو جاتی ہیں وہ ہر انتہا کی انتہا ہے یہ سن کر اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا دین حق ہے اور جو اس کے خلاف ہے وہ باطل ہے۔

٧ـ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ رَفَعَهُ، عَنْ زُرَارَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام: أَكَانَ اللَّهُ وَلَا شَيْءَ؟ قَالَ: نَعَمْ كَانَ وَلَا شَيْءَ. قُلْتُ: فَأَيْنَ كَانَ يَكُونُ؟ قَالَ: وَ كَانَ مُتَّكِئاً فَاسْتَوَى جَالِساً وَقَالَ: أَحَلْتَ[1] يَا زُرَارَةُ وَ سَأَلْتَ عَنِ الْمَكَانِ إِذْ لَا مَكَانَ.

٧۔ زرارہ نے کہا میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا۔ اللہ تھا اور اس کے سوا کچھ نہ تھا فرمایا ہاں کوئی چیز نہ تھی میں نے کہا پھر وہ کہاں تھا حضرت تکیہ لگائے بیٹھے تھے پس سیدھے ہوئے اور فرمایا تو نے غلط خیال کر کے محال بات پوچھی۔ اے زرارہ تو نے مکان کا سوال اس کے لئے کیا جس کے لئے مکان نہیں۔

٨ـ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَصْرٍ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الْمَوْصِلِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: أَتَى حِبْرٌ مِنَ الْأَحْبَارِ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! مَتَى كَانَ رَبُّكَ؟ قَالَ: وَيْلَكَ إِنَّمَا يُقَالُ: مَتَى كَانَ لِمَا لَمْ يَكُنْ فَأَمَّا مَا كَانَ فَلَا يُقَالُ: مَتَى كَانَ، كَانَ قَبْلَ الْقَبْلِ بِلَا قَبْلٍ، وَ بَعْدَ الْبَعْدِ بِلَا بَعْدٍ وَلَا مُنْتَهَى غَايَةٍ لِتَنْتَهِيَ غَايَتُهُ، فَقَالَ لَهُ: أَنَبِيٌّ أَنْتَ؟ فَقَالَ: لِأُمِّكَ الْهَبَلُ إِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ مِنْ عَبِيدِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وآله.

٨۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک یہودی عالم حضرت علی علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ یہ بتایئے کہ آپ کا رب کب سے ہے فرمایا وائے ہو تجھ پر کب کا سوال تو اس کے لئے ہوگا جو پہلے نہ ہوا اور جو پہلے سے ہو۔ اس کے لئے کب کیسا۔ وہ ہر پہلے سے پہلے ہے اور ہر بعد کے بعد ہے اس کی حد انتہا نہیں وہ ہر انتہا کی انتہا ہے اس نے کہا کیا آپ نبی ہیں۔ فرمایا نہیں فرمایا تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے میں تو غلامان محمدؐ میں سے ایک غلام ہوں۔

باب ہفتم (٧)

باب النسبت

(بَابُ النِّسْبَةِ)

١ـ أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ

محمد بن مسلم، عن أبي عبد الله علیه السلام قال: إنّ اليهود سألوا رسول الله صلی الله علیه و آله فقالوا: انسب لنا ربّك فلبث ثلاثاً لا يجيبهم ثمّ نزلت «قل هو الله أحد» إلى آخرها.

ورواه محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن علي بن الحكم، عن أبي أيوب.

۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کچھ یہودی حضرت رسول خدا کے پاس آئے اور کہنے لگے اپنے رب کا نسب نامہ بتلایئے حضرت نے تین دن تک کچھ جواب ان کو نہ دیا۔ پھر سورۂ قل ہو اللہ آخر تک نازل ہوا۔

۲ ۔ محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد بن عيسى؛ ومحمد بن الحسين، عن ابن محبوب، عن حمّاد بن عمرو النصيبي، عن أبي عبد الله علیه السلام قال: سألت أبا عبد الله علیه السلام عن «قل هو الله أحد» فقال علیه السلام: نسبة الله إلى خلقه، أحداً صمداً أزليّاً صمديّاً لا ظلّ له يمسكه وهو يمسك الأشياء بأظلّتها، عارف بالمجهول، معروف عند كلّ جاهل، فردانيّاً؛ لا خلقه فيه ولا هو في خلقه، غير محسوس ولا مجسوس، لا تدركه الأبصار، علا فقرب ودنا فبعد، وعُصي فغفر وأُطيع فشكر؛ لا تحويه أرضه ولا تقلّه سماواته، حامل الأشياء بقدرته، ديموميّ أزليّ لا ينسى ولا يلهو ولا يغلط ولا يلعب ولا لإرادته فصل وفصله جزاء وأمره واقع، لم يلد فيورث ولم يولد فيشارك ولم يكن له كفواً أحد.

۲۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے قل ہو اللہ احد کے متعلق سوال کیا فرمایا۔ اللہ کی نسبت اس کی مخلوق سے یہ ہے کہ وہ احد و صمد ہے سایہ اس کو پکڑتا نہیں، تمام اشیاء کا سایہ اس کے قبضے میں ہے وہ ہر مجہول شئے کا جاننے والا ہے اور ہر جاہل کا پہچانا ہوا ہے اکیلا ہے مخلوق اس کے اندر نہیں وہ حواس سے محسوس نہیں ہوتا نہ کسی چیز کے اندر محبوس ہے نگاہیں اس کو ادراک نہیں کر سکتیں باوجود بلندی کے قریب ہے اور باوجود نزدیکی کے دور ہے نافرمانوں کو بخش دیتا ہے۔ اطاعت گزاروں کا شکر گزار ہے اس کی زمین اس پر غالب نہیں آسمان کی گردش اس کو کم نہیں کرتی۔ وہ اپنی قدرت سے ہر شئے کا اٹھانے والا ہے ہمیشگی والا ہے ازلی ہے نہ تو بھولتا ہے نہ لہو لعب میں مبتلا ہے اس کے ارادہ میں فصل نہیں۔ اور اس کا فیصلہ اعمال کا بدلہ ہے اس کا ہر امر واقع ہونے والا ہے اس کا کوئی بیٹا نہیں کہ اس کا وارث ہو۔ وہ کسی کا بیٹا نہیں کہ اس کی دولت میں شریک ہو۔ کوئی اس کا کفو اور ہمسر نہیں۔

۳۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ: قَالَ: سُئِلَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عليهما السلام عَنِ التَّوْحِيدِ فَقَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلِمَ أَنَّهُ يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ أَقْوَامٌ مُتَعَمِّقُونَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى «قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ» وَالآيَاتِ مِنْ سُورَةِ الْحَدِيدِ إِلَى قَوْلِهِ: «وَهُوَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ» فَمَنْ رَامَ وَرَاءَ ذَلِكَ فَقَدْ هَلَكَ.

۳۔ حضرت علی بن الحسین سے توحید کے بارے میں پوچھا گیا، فرمایا۔ خدا کے علم میں یہ بات تھی کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو خدا کے بارے میں یہودیوں، زندیقوں اور فلاسفہ کی طرح سوچیں گے لہذا اس نے سورۂ قل ہو اللہ احد اور سورۂ حدید کی آیتیں تا وَهُوَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ نازل کر دیں پس جس نے اس کے سوا دوسرا اعتقاد رکھا ہلاک ہوا۔

٤۔ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللهِ رَفَعَهُ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ الْمُهْتَدِي قَالَ: سَأَلْتُ الرِّضَا عليه السلام عَنِ التَّوْحِيدِ فَقَالَ: كُلُّ مَنْ قَرَأَ «قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ» وَآمَنَ بِهَا فَقَدْ عَرَفَ التَّوْحِيدَ، قُلْتُ: كَيْفَ يَقْرَؤُهَا؟ قَالَ: كَمَا يَقْرَؤُهَا النَّاسُ وَزَادَ فِيهِ كَذَلِكَ اللهُ رَبِّي، كَذَلِكَ اللهُ رَبِّي.

۴۔ امام رضا علیہ السلام سے میں نے دریافت کیا، توحید کے متعلق فرمایا جس نے سورۂ قل ہو اللہ احد کو پڑھا اور اس پر ایمان لایا۔ اس نے معرفت توحید حاصل کی۔ میں نے پوچھا اسے کیسے پڑھا جائے۔ فرمایا جیسے لوگ پڑھتے ہیں اور پھر کہے۔ کَذٰلِكَ اللّٰهُ رَبِّی۔ کَذٰلِكَ اللّٰهُ رَبِّی

بابِ ہشتم (۸)

کیفیت میں کلام کرنے کی ممانعت

(بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْكَلَامِ فِي الْكَيْفِيَّةِ)

۱۔ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رِئَابٍ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام: تَكَلَّمُوا فِي خَلْقِ اللهِ وَلَا تَتَكَلَّمُوا فِي اللهِ فَإِنَّ الْكَلَامَ فِي اللهِ

لَا يَزْدَادُ صَاحِبُهُ إِلَّا تَحَيُّراً.

۱۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا خالق کے متعلق کلام کرو، لیکن خدا کے بارے میں نہیں، خدا کے بارے میں کلام کرنے سے آدمی کی حیرت بڑھتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ہر شے کے متعلق کلام کرو سوائے ذات باری کے۔

٢ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَجَّاجِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: «وَأَنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الْمُنْتَهَىٰ» فَإِذَا انْتَهَى الْكَلَامُ إِلَى اللهِ فَأَمْسِكُوا.

۲۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے، خدا فرماتا ہے تمہارے رب کی طرف انتہا ہے پس جب کلام کی انتہا رب کی طرف ہو تو خاموش ہو جاؤ۔

٣ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام: يَا مُحَمَّدُ إِنَّ النَّاسَ لَا يَزَالُ بِهِمُ الْمَنْطِقُ حَتَّى يَتَكَلَّمُوا فِي اللهِ فَإِذَا سَمِعْتُمْ ذٰلِكَ فَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْوَاحِدُ الَّذِي لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ.

۳۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگ طرح طرح کی چہ میگوئیاں کیا کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ خدا کے بارے میں بھی کلام کرتے ہیں جب تم ایسا کلام سنو تو کہو۔ لا الٰہ الا اللہ۔ وہ ایسا واحد ہے کہ کوئی شے اس کی مثل نہیں

٤ـ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حُمْرَانَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ الْحَذَّاءِ قَالَ: قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام: يَا زِيَادُ إِيَّاكَ وَالْخُصُومَاتِ فَإِنَّهَا تُورِثُ الشَّكَّ وَتُحْبِطُ الْعَمَلَ وَتُرْدِي صَاحِبَهَا وَعَسَى أَنْ يَتَكَلَّمَ بِالشَّيْءِ فَلَا يُغْفَرُ لَهُ، إِنَّهُ كَانَ فِيمَا مَضَى قَوْمٌ تَرَكُوا عِلْمَ مَا وُكِلُوا بِهِ وَطَلَبُوا عِلْمَ مَا كُفُوهُ حَتَّى انْتَهَى كَلَامُهُمْ إِلَى اللهِ فَتَحَيَّرُوا حَتَّى أَنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيُدْعَى مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ فَيُجِيبُ مِنْ خَلْفِهِ وَيُدْعَى مِنْ خَلْفِهِ فَيُجِيبُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى: حَتَّى تَاهُوا فِي الْأَرْضِ

۴۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے، اے زیاد پرہیز کرو مذہبی نزاعات سے کہ یہ شکوک کو پیدا کرنے والی چیز ہے اور صاحب نزاع کو مستحق جہنم بنا دیتی ہے اور کبھی وہ ایسا کلام کرجاتا ہے کہ جس کو خدا نہیں بخشے گا۔ گزشتہ زمانوں میں ایسے لوگ ہوئے ہیں کہ انھوں نے علم کو چھوڑ دیا جس کا جاننا انھیں لازم تھا اور غیر ضروری کو حاصل کیا۔ یہاں تک کہ ان کا مباحثہ ذات باری تک پہنچا جس نے انھیں حیرت میں ڈال دیا یہاں تک کہ اگر کوئی پیچھے سے اس کو پکارے تو جواب آگے سے دیتے ہیں اور جب آگے سے پکارے تو پیچھے سے۔

٥۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْمَيَّاحِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام يَقُولُ: مَنْ نَظَرَ فِي اللهِ كَيْفَ هُوَ هَلَكَ.

۵۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے جس نے اللہ کی کیفیت پر غور کیا وہ ہلاک ہوا۔

٦۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ، عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَعْيَنَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَالَ: إِنَّ مَلَكاً عَظِيمَ الشَّأْنِ كَانَ فِي مَجْلِسٍ لَهُ فَتَنَاوَلَ الرَّبَّ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى فَفُقِدَ فَمَا يُدْرَى أَيْنَ هُوَ.

۶۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ ایک عظیم المرتبت فرشتہ خدا کے بارے میں غور کرنے لگا پس وہ بیت نہ چلا سکا کہ خدا کیسا ہے یعنے آدمی کا کیا ذکر فرشتہ کو بھی حقیقت باری تعالیٰ کا علم نہیں۔

٧۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ رَزِينٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالتَّفَكُّرَ فِي اللهِ وَلَكِنْ إِذَا أَرَدْتُمْ أَنْ تَنْظُرُوا إِلَى عَظَمَتِهِ فَانْظُرُوا إِلَى عَظِيمِ خَلْقِهِ.

۷۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ خدا کے بارے میں تفکر سے بچو۔ لیکن اگر تم چاہتے ہو کہ اس کی عظمت پر غور کرو تو اس کی عظیم مخلوق کو دیکھو۔

٨۔ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللهِ رَفَعَهُ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام: يَا ابْنَ آدَمَ، لَوْ أَكَلَ قَلْبَكَ طَائِرٌ لَمْ يُشْبِعْهُ، وَ بَصَرُكَ لَوْ وُضِعَ عَلَيْهِ خَرْقُ إِبْرَةٍ لَغَطَّاهُ، تُرِيدُ أَنْ تَعْرِفَ بِهِمَا مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضِ؟ إِنْ كُنْتَ صَادِقاً فَهَذِهِ الشَّمْسُ خَلْقٌ مِنْ خَلْقِ اللهِ فَإِنْ قَدَرْتَ أَنْ تَمْلَأَ عَيْنَيْكَ مِنْهَا فَهُوَ كَمَا تَقُولُ.

۸۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ اے ابن آدمؑ اگر ایک طائر تیرے قلب کو کھالے تو اس کا پیٹ نہ بھرے گا اور اگر ایک سوئی کا ناکہ تیری آنکھ پر رکھ دیا جائے تو وہ اس کو ڈھانپ لے گا تو کیا ان دونوں چیزوں سے نظام سموات والارض کو جاننا چاہتا ہے اگر تو اس ارادہ میں سچا ہے تو یہ سورج اسکی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے اگر تیری آنکھوں میں طاقت ہے تو ذرا نظر جما کر دیکھ لے تو معلوم ہو کہ جیسا تو کہتا ہے ویسا ہی ہے۔

٩۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنِ الْيَعْقُوبِيِّ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى مَوْلَى آلِ سَامٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَالَ: إِنَّ يَهُودِيّاً يُقَالُ لَهُ: سُبَخْتُ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، جِئْتُ أَسْأَلُكَ عَنْ رَبِّكَ، فَإِنْ أَنْتَ أَجَبْتَنِي عَمَّا أَسْأَلُكَ عَنْهُ وَإِلَّا رَجَعْتُ، قَالَ: سَلْ عَمَّا شِئْتَ، قَالَ: أَيْنَ رَبُّكَ؟ قَالَ: هُوَ فِي كُلِّ مَكَانٍ وَ لَيْسَ فِي شَيْءٍ مِنَ الْمَكَانِ الْمَحْدُودِ، قَالَ: وَ كَيْفَ هُوَ؟ قَالَ: وَ كَيْفَ أَصِفُ رَبِّي بِالْكَيْفِ وَ الْكَيْفُ مَخْلُوقٌ وَ اللهُ لَا يُوصَفُ بِخَلْقِهِ، قَالَ فَمِنْ أَيْنَ يُعْلَمُ أَنَّكَ نَبِيُّ اللهِ؟ قَالَ: فَمَا بَقِيَ حَوْلَهُ حَجَرٌ وَ لَا غَيْرُ ذَلِكَ إِلَّا تَكَلَّمَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ: يَا سُبَخْتُ، إِنَّهُ رَسُولُ اللهِ فَقَالَ سُبَخْتُ: مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ أَمْراً أَبْيَنَ مِنْ هَذَا، ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ.

۹۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک یہودی سبخت نامی حضرت رسولؐ خدا کی خدمت میں آیا اور کہا میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں اگر آپ نے جواب دیا تو ٹھیک ہے ورنہ واپس چلا جاؤں گا فرمایا جو چاہے پوچھ۔ اس نے کہا کہ یہ بتلائیے آپ کا رب کہاں ہے۔ فرمایا ہر جگہ ہے کسی مکان میں محدود نہیں۔ پوچھا پھر وہ کس حال میں ہے۔ فرمایا۔ میں اپنے رب کی کیفیت کیونکر بتاؤں۔ کیفیت تو اس کی مخلوق ہے اور مخلوق کے وصف سے

اس کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ اس نے کہا پھر کیسے پتہ چلے کہ آپ اللہ کے نبی ہیں۔ پس کوئی حجر یا مدر ایسا باقی نہ رہا جس نے صاف عربی میں یہ نہ کہا ہو۔ اے سبحت یہ رسول اللہ ہیں یہ سن کر سبخت نے کہا میں نے آج سے زیادہ اس معاملہ میں واضح تر اور کوئی دن نہیں دیکھا۔ پھر اس نے توحید باری تعالیٰ اور آنحضرت صلعم کی رسالت کی گواہی دی۔

۱۰۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى الْخَثْعَمِيِّ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَتِيكٍ الْقَصِيرِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام عَنْ شَيْءٍ مِنَ الصِّفَةِ فَرَفَعَ يَدَهُ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ قَالَ: تَعَالَى الْجَبَّارُ، تَعَالَى الْجَبَّارُ، مَنْ تَعَاطَى مَا ثَمَّ هَلَكَ.

۱۰۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے صفت باری تعالیٰ کے متعلق پوچھا گیا۔ آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر فرمایا۔ بلند مرتبت ہے خدا۔ بلند مرتبت ہے خدا جس نے اس کی کنہ ذات کو معلوم کرنا چاہا تو وہ ہلاک ہوا۔

باب نہم (۹)

ابطال رویت

(بَابٌ فِي إِبْطَالِ الرُّؤْيَةِ)

۱۔ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِاللهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي الْقَاسِمِ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام أَسْأَلُهُ كَيْفَ يَعْبُدُ الْعَبْدُ رَبَّهُ وَهُوَ لَا يَرَاهُ؟ فَوَقَّعَ عليه السلام: يَا أَبَا يُوسُفَ، جَلَّ سَيِّدِي وَمَوْلَايَ وَالْمُنْعِمُ عَلَيَّ وَعَلَى آبَائِي أَنْ يُرَى، قَالَ: وَسَأَلْتُهُ: هَلْ رَأَى رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله رَبَّهُ؟ فَوَقَّعَ عليه السلام: إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَرَى رَسُولَهُ بِقَلْبِهِ مِنْ نُورِ عَظَمَتِهِ مَا أَحَبَّ.

۱۔ ابو یوسف سے مروی ہے کہ میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کو لکھا کہ جب بندہ نے اپنے رب کو دیکھا ہی نہیں تو وہ اس کی عبادت کیسے کرے۔ آپ نے جواب میں لکھا۔ اے ابو یوسف میرا سردار، میرا مولا، میرا آقا، میرا منعم بالاتر ہے اس سے کہ دیکھا جائے۔ میں نے پوچھا کیا معراج میں حضرت رسول خدا نے اپنے رب کو دیکھا تھا

آپ نے جواب میں لکھا کہ خدا نے دکھایا قلب رسول کو اپنے نور عظمت سے جتنا چاہا۔

۲۔ أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى قَالَ: سَأَلَنِي أَبُو قُرَّةَ الْمُحَدِّثُ أَنْ أُدْخِلَهُ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا عليه السلام فَاسْتَأْذَنْتُهُ فِي ذَلِكَ فَأَذِنَ لِي فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَسَأَلَهُ عَنِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَالْأَحْكَامِ حَتَّى بَلَغَ سُؤَالُهُ إِلَى التَّوْحِيدِ فَقَالَ أَبُو قُرَّةَ: إِنَّا رُوِّينَا أَنَّ اللَّهَ قَسَمَ الرُّؤْيَةَ وَالْكَلَامَ بَيْنَ نَبِيَّيْنِ فَقَسَمَ الْكَلَامَ لِمُوسَى وَلِمُحَمَّدٍ الرُّؤْيَةَ، فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام فَمَنِ الْمُبَلِّغُ عَنِ اللَّهِ إِلَى الثَّقَلَيْنِ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ؟ «لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ» «وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا» «وَلَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ» أَلَيْسَ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وآله؟ قَالَ: بَلَى؛ قَالَ: كَيْفَ يَجِيءُ رَجُلٌ إِلَى الْخَلْقِ جَمِيعًا فَيُخْبِرُهُمْ أَنَّهُ جَاءَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَأَنَّهُ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللَّهِ بِأَمْرِ اللَّهِ فَيَقُولُ: «لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ» «وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا» «وَلَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ» ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا رَأَيْتُهُ بِعَيْنِي وَأَحَطْتُ بِهِ عِلْمًا وَهُوَ عَلَى صُورَةِ الْبَشَرِ؟ أَمَا تَسْتَحُونَ؟ مَا قَدَرَتِ الزَّنَادِقَةُ أَنْ تَرْمِيَهُ بِهَذَا أَنْ يَكُونَ يَأْتِي مِنْ عِنْدِ اللَّهِ بِشَيْءٍ ثُمَّ يَأْتِي بِخِلَافِهِ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ

قَالَ أَبُو قُرَّةَ: فَإِنَّهُ يَقُولُ: «وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى» فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام: إِنَّ بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ مَا يَدُلُّ عَلَى مَا رَأَى حَيْثُ قَالَ: «مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى» يَقُولُ: مَا كَذَبَ فُؤَادُ مُحَمَّدٍ مَا رَأَتْ عَيْنَاهُ، ثُمَّ أَخْبَرَ بِمَا رَأَى فَقَالَ: «لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى» فَآيَاتُ اللَّهِ غَيْرُ اللَّهِ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ: «وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا» فَإِذَا رَأَتْهُ الْأَبْصَارُ فَقَدْ أَحَاطَتْ بِهِ الْعِلْمُ وَوَقَعَتِ الْمَعْرِفَةُ فَقَالَ أَبُو قُرَّةَ: فَتُكَذِّبُ بِالرِّوَايَاتِ؟ فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام: إِذَا كَانَتِ الرِّوَايَاتُ مُخَالِفَةً لِلْقُرْآنِ كَذَّبْتُهَا وَمَا أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ أَنَّهُ لَا يُحَاطُ بِهِ عِلْمًا وَلَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَلَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ.

۲۔ صفوان بن یحییٰ سے مروی ہے کہ مجھ سے ابو قرہ نے امام رضا علیہ السلام سے ملنے کی خواہش کی۔ میں نے حضرت سے اجازت چاہی۔ وہ آیا اور اس نے حضرت سے حلال و حرام کے متعلق سوال کیا۔ اس کے بعد توحید کا نمبر آیا۔ اس نے کہا۔ ہم سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ خدا نے تقسیم کیا۔ رویت اور کلام کو دو نبیوں پر، موسیٰ کو کلام سے مخصوص کیا اور محمد کو رویت سے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا۔ خدا کی طرف سے جن و انس کی طرف وہ کون بھیجا گیا ہے جس نے یہ خبر دی۔

بینائیاں اس کا ادراک نہیں کرتیں اور از روئے علم اس کا ادراک اور اس کا احاطہ ممکن نہیں اور اس کا مثل کوئی نہیں۔ کیا یہ خبر دینے والے محمدؐ نہیں۔ اس نے کہا وہی ہیں۔ فرمایا کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص تمام مخلوق کی طرف آئے اور کہے کہ میں اللہ کی طرف سے آیا ہوں اور پھر وہ حکم خدا سے لوگوں کو امرِ خدا کی طرف دعوت دے اور کہے۔ وہ ایسا ہے کہ بینائیاں اسے نہیں پاتیں۔ اور علم اس کا احاطہ نہیں کرتے اور وہی یہ بھی کہے کہ بشری صورت پر ہے کیا تم کو حیا نہیں آتی کہ زندیقوں کی طرح حضرت کو نشانۂ ملامت بناؤ اس بات پر کہ وہ کبھی خدا کی طرف سے ایک بات بیان کرتے ہیں اور کبھی اس کے خلاف، ابو قرہ نے کہا کہ خدا ہی تو فرماتا ہے کہ انھوں نے دیکھا اس کو نزلہ اخریٰ میں حضرت نے فرمایا اس کے بعد کی آیت یہ بھی تو ہے کہ جو کچھ محمدؐ نے دیکھا۔ اس کے دل نے اسے جھٹلایا نہیں۔ پھر یہ بھی بتایا کہ کیا دیکھا۔ خدا آیتوں میں سے ایک بڑی آیت دیکھی اور آیات الٰہیہ، اللہ کے غیر ہیں۔ خدا نے فرمایا ہے کوئی از روئے علم اس کا احاطہ نہیں کر سکتا اور جب آنکھیں اسے دیکھ لیں۔ تو علم نے احاطہ کر لیا اور معرفت واقع ہو گئی۔ ابو قرہ نے کہا۔ آپ نے روایت کی تکذیب کی۔

حضرت نے فرمایا۔ جو روایتیں مخالف قرآن ہوں ان کی تکذیب کرتا ہوں اور مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ کوئی علم خدا کا احاطہ نہیں کر سکتا اور یہ کہ بینائیاں اس کو نہیں پا سکتیں اور اس کی مثل کوئی شے نہیں۔

٣۔ أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ عَلِيِّ بْنِ سَيْفٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا عليه السلام أَسْأَلُهُ عَنِ الرُّؤْيَةِ وَمَا تَرْوِيهِ الْعَامَّةُ وَالْخَاصَّةُ وَسَأَلْتُهُ أَنْ يَشْرَحَ لِي ذَلِكَ، فَكَتَبَ بِخَطِّهِ: اتَّفَقَ الْجَمِيعُ لَا تَمَانُعَ بَيْنَهُمْ أَنَّ الْمَعْرِفَةَ مِنْ جِهَةِ الرُّؤْيَةِ ضَرُورَةٌ فَإِذَا جَازَ أَنْ يُرَى اللهُ بِالْعَيْنِ وَقَعَتِ الْمَعْرِفَةُ ضَرُورَةً ثُمَّ لَمْ تَخْلُ تِلْكَ الْمَعْرِفَةُ مِنْ أَنْ تَكُونَ إِيمَاناً أَوْ لَيْسَتْ بِإِيمَانٍ فَإِنْ كَانَتْ تِلْكَ الْمَعْرِفَةُ مِنْ جِهَةِ الرُّؤْيَةِ إِيمَاناً فَالْمَعْرِفَةُ الَّتِي فِي دَارِ الدُّنْيَا مِنْ جِهَةِ الِاكْتِسَابِ لَيْسَتْ بِإِيمَانٍ لِأَنَّهَا ضِدُّهُ، فَلَا يَكُونُ فِي الدُّنْيَا مُؤْمِنٌ لِأَنَّهُمْ لَمْ يَرَوُا اللهَ عَزَّ ذِكْرُهُ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ تِلْكَ الْمَعْرِفَةُ الَّتِي مِنْ جِهَةِ الرُّؤْيَةِ إِيمَاناً لَمْ تَخْلُ هَذِهِ الْمَعْرِفَةُ الَّتِي مِنْ جِهَةِ الِاكْتِسَابِ أَنْ تَزُولَ وَلَا تَزُولُ فِي الْمَعَادِ فَهَذَا دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يُرَى بِالْعَيْنِ إِذِ الْعَيْنُ تُؤَدِّي إِلَى مَا وَصَفْنَاهُ.

۳۔ محمد بن عبید سے مروی ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام کو مسئلہ رویت اور عامہ اور خاصہ کی روایات کے متعلق لکھا اور اس کی شرح چاہی۔ حضرت نے اپنے قلم سے تحریر فرمایا کہ مخالفوں کا اس پر اجماع ہے کہ خدا کی معرفت ازروئے رویت ضروری ہے اور جب اللہ کو آنکھ سے دیکھنا جائز ہوگا تو اس کی معرفت بھی ضروری ہوگی پس اس قسم کی معرفت یا تو ازروئے ایمان ہوگی یا ازروئے ایمان نہ ہوگی۔ اگر ازروئے رویت یہ معرفت ایمان قرار پائے گی تو جو معرفت اس دنیا میں آثار قدرت کے معائنہ سے حاصل ہوگی وہ ایمان قرار نہ پائے گی کیوں کہ ضد رویت ہے۔ اس صورت میں کوئی مومن دنیا میں پایا ہی نہ جائے گا کیونکہ کسی نے خدا کو نہیں دیکھا اور اگر یہ معرفت ازروئے رویت نہ ہوگی تو اس معرفت میں کوئی خرابی پیدا نہ ہوگی جو ازروئے اکتساب ہوگی قیامت میں بھی یہ معرفت قائم رہے گی یہ دلیل ہے اس کی کہ خدا آنکھ سے دیکھا نہیں جاتا۔ کیونکہ آنکھ سے دیکھنا وہی خرابی پیدا کرتا ہے جس کو ہم نے بیان کیا۔

٤۔ وَ عَنْهُ، عَنْ أَحْمَدَبْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ الثَّالِثِ ﷺ أَسْأَلُهُ عَنِ الرُّؤْيَةِ وَ مَا اخْتَلَفَ فِيهِ النَّاسُ فَكَتَبَ: لَاتَجُوزُ الرُّؤْيَةُ مَالَمْ يَكُنْ بَيْنَ الرَّائِي وَ الْمَرْئِيِّ هَوَاءٌ [لَمْ] يَنْفُذْهُ الْبَصَرُ فَإِذَا انْقَطَعَ الْهَوَاءُ عَنِ الرَّائِي وَالْمَرْئِيِّ لَمْ تَصِحَّ الرُّؤْيَةُ وَكَانَ فِي ذَلِكَ الِاشْتِبَاهُ لِأَنَّ الرَّائِيَ مَتَى سَاوَى الْمَرْئِيَّ فِي السَّبَبِ الْمُوجِبِ بَيْنَهُمَا فِي الرُّؤْيَةِ وَجَبَ الِاشْتِبَاهُ وَكَانَ ذَلِكَ التَّشْبِيهُ لِأَنَّ الْأَسْبَابَ لَابُدَّ مِنِ اتِّصَالِهَا بِالْمُسَبَّبَاتِ.

۴۔ احمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ میں نے امام علی نقی علیہ السلام کو مسئلہ رویت اور اس کے اختلاف کے متعلق بتایا۔ فرمایا۔ نہیں جائز ہے رویت جب تک رائی و مرئی کے درمیان ہوا نہ ہو (روشنی) جو بینائی کو اس چیز تک پہنچائے اگر دیکھنے والے اور دیکھی جانے والی کے درمیان ہوا نہ ہو تو دیکھنا ممکن نہ ہوگا اور شبہات بھی پیدا ہوں گے (کیوں کہ یا تو رائی کی طرف سے کوئی رکاوٹ ہوگی یا مرئی کی طرف سے یا دونوں کی طرف سے) اس لئے کہ رائی جب برابر ہوگا مرئی کے اس سبب میں جو ان کے درمیان رویت میں ہے تو اشتباہ لازم ہوگا اور یہ اس لئے ہوگا کہ اسباب اتصال مسببات سے ضروری ہے یعنی جب تک اسباب رویت جہت مکان، رنگ، وجود ہوا وغیرہ) موجود نہ ہوں گے رویت ممکن نہ ہوگی اور اس صورت میں بھی اشتباہات واقع ہوں گے۔

٥ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَعْبَدٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: حَضَرْتُ أَبَاجَعْفَرٍ عليه السلام فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنَ الْخَوَارِجِ فَقَالَ لَهُ: يَا أَبَاجَعْفَرٍ أَيَّ شَيْءٍ تَعْبُدُ؟ قَالَ: اللهَ تَعَالَى، قَالَ: رَأَيْتَهُ؟ قَالَ: بَلْ لَمْ تَرَهُ الْعُيُونُ بِمُشَاهَدَةِ الْأَبْصَارِ وَلٰكِنْ رَأَتْهُ الْقُلُوبُ بِحَقَائِقِ الْإِيمَانِ، لَا يُعْرَفُ بِالْقِيَاسِ وَلَا يُدْرَكُ بِالْحَوَاسِّ وَلَا يُشْبِهُ بِالنَّاسِ، مَوْصُوفٌ بِالْآيَاتِ، مَعْرُوفٌ بِالْعَلَامَاتِ، لَا يَجُورُ فِي حُكْمِهِ، ذٰلِكَ اللهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ. قَالَ: فَخَرَجَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ: اللهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ.

۵۔ راوی کہتا ہے میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ایک خارجی آیا اور کہنے لگا۔ اے ابو جعفر آپ کس کی عبادت کرتے ہیں۔ فرمایا۔ اللہ کی۔ اس نے کہا کیا آپ نے اسے دیکھا ہے۔ فرمایا۔ ہاں، لیکن ان آنکھوں سے نہیں۔ بلکہ دلوں نے اس کو دیکھا ہے۔ حقائق ایمان کے ساتھ۔ وہ قیاس سے نہیں پہچانا جاتا اور نہ ادراک سے محسوس ہوتا ہے نہ لوگوں سے مشابہ ہے وہ اپنی نشانیوں سے موصوف ہے اور اپنی علامات سے پہچانا ہوتا ہے وہ اپنے حکم میں ظلم نہیں کرتا۔ یہ ہے اللہ۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہ سن کر یہ کہتا نکلا اللہ بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں قرار دے۔

٦ - عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ؛ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الْمَوْصِلِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: جَاءَ حِبْرٌ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ حِينَ عَبَدْتَهُ؟ قَالَ: فَقَالَ: وَيْلَكَ مَا كُنْتُ أَعْبُدُ رَبًّا لَمْ أَرَهُ، قَالَ: وَكَيْفَ رَأَيْتَهُ؟ قَالَ: وَيْلَكَ لَا تُدْرِكُهُ الْعُيُونُ فِي مُشَاهَدَةِ الْأَبْصَارِ وَلٰكِنْ رَأَتْهُ الْقُلُوبُ بِحَقَائِقِ الْإِيمَانِ.

۶۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک یہودی عالم امیر المومنین کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ اے امیر المومنین جب سے آپ نے عبادت کی ہے کبھی اپنے رب کو دیکھا ہے فرمایا۔ وائے ہو تجھ پر۔ میں اس رب کی کیوں عبادت کرتا جس کو نہیں دیکھا۔ اس نے کہا کیسا دیکھا۔ فرمایا وائے ہو تجھ پر یہ آنکھیں اپنی بینائیوں سے اسے نہیں پاتیں لیکن دل اسے دیکھتے ہیں حقائق ایمان کے ساتھ۔

٧_ أحمد بن إدريس ، عن محمد بن عبدالجبار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عاصم ابن حميد ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ذاكرت أبا عبدالله عليه السلام فيما يروون من الرؤية فقال : الشمس جزء من سبعين جزءاً من نور الكرسي والكرسي جزء من سبعين جزءاً من نور العرش والعرش جزء من سبعين جزءاً من نور الحجاب والحجاب جزء من سبعين جزءاً من نور الستر فإن كانوا صادقين فليملأوا أعينهم من الشمس ليس دونها سحاب .

۷۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے رویت سے متعلق روایات کا ذکر کیا فرمایا۔ سورج نور کرسی کے ستر جزوں میں سے ایک جزو ہے اور کرسی نور عرش کے ستر جزوں میں سے ایک جزو ہے اور عرش نور حجاب کے ستر جزوں میں سے ایک جزو ہے پس اگر وہ لوگ سچے ہیں تو جبکہ بادل نہ ہو سورج سے پوری طرح آنکھ ملا کے تو دیکھ لیں ۔

٨_ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَغَيْرُهُ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنِ ابْنِ أَبِي نَصْرٍ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا عليه السلام قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: لَمَّا أُسْرِيَ بِي إِلَى السَّمَاءِ بَلَغَ بِي جَبْرَئِيلُ مَكَاناً لَمْ يَطَأْهُ قَطُّ جَبْرَئِيلُ فَكَشَفَ لَهُ فَأَرَاهُ اللهُ مِنْ نُورِ عَظَمَتِهِ مَا أَحَبَّ

(في قوله تعالى: لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ) ۱۰۳/۶ الانعام

۸۔ امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شب معراج مجھے آسمان کی طرف لے گئے تو جبرئیل نے مجھے ایسی جگہ پہنچایا۔ جہاں جبرئیل کا قدم اس سے پہلے کبھی نہ گیا تھا۔ پس پردہ ہٹایا گیا اور دکھایا خدا نے اپنے نور عظمت کو جس کو اللہ نے چاہا ۔

٩_ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجْرَانَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام فِي قَوْلِهِ «لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ» قَالَ: إِحَاطَةُ الْوَهْمِ، أَلَا تَرَى إِلَى قَوْلِهِ: «قَدْ جَاءَكُمْ بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ»[2] لَيْسَ يَعْنِي بَصَرَ الْعُيُونِ «فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ» لَيْسَ يَعْنِي مِنَ الْبَصَرِ بِعَيْنِهِ «وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا» لَيْسَ يَعْنِي عَمَى الْعُيُونِ إِنَّمَا عَنَى إِحَاطَةَ الْوَهْمِ كَمَا يُقَالُ: فُلَانٌ بَصِيرٌ بِالشِّعْرِ وَفُلَانٌ بَصِيرٌ بِالْفِقْهِ وَفُلَانٌ بَصِيرٌ بِالدَّرَاهِمِ وَفُلَانٌ بَصِيرٌ بِالثِّيَابِ اللهُ أَعْظَمُ مِنْ أَنْ يُرَى بِالْعَيْنِ

۹۔ آیہ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ کے متعلق امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ انسان کا وہم اس کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ کیا تم نے اس آیت پر غور نہیں کیا قَدْ جَاءَكُمْ بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ اس میں بصائر سے مراد بصر عیون نہیں جیسا کہ آگے فرماتا ہے فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ اس سے مراد آنکھ سے دیکھنا نہیں اور پھر فرمایا وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَيْهَا۔ اس سے مراد آنکھوں سے اندھا ہونا نہیں۔ بلکہ احاطۂ وہم مراد ہے یعنی دل سے عقل سے کام لینا۔ جیسے کہا جاتا ہے فلاں شعر میں بصیر ہے فلاں فقہ میں فلاں روپیہ پیسہ میں فلاں کپڑوں میں اللہ کی ذات اس سے عظیم تر ہے کہ آنکھیں اس کو دیکھیں

۱۰۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الْجَعْفَرِيِّ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا ؑ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ اللهِ هَلْ يُوصَفُ؟ فَقَالَ: أَمَا تَقْرَءُ الْقُرْآنَ؟ قُلْتُ: بَلَى. قَالَ: أَمَا تَقْرَءُ قَوْلَهُ تَعَالَى: «لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ»؟ قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: فَتَعْرِفُونَ الْأَبْصَارَ؟ قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: مَا هِيَ؟ قُلْتُ: أَبْصَارُ الْعُيُونِ، فَقَالَ: إِنَّ أَوْهَامَ الْقُلُوبِ أَكْبَرُ مِنْ أَبْصَارِ الْعُيُونِ فَهُوَ لَا تُدْرِكُهُ الْأَوْهَامُ وَ هُوَ يُدْرِكُ الْأَوْهَامَ.

۱۰۔ راوی کہتا ہے میں نے امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا۔ اللہ کا وصف بیان کیا جائے۔ فرمایا تو نے قرآن پڑھا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا۔ کیا تو نے یہ نہیں پڑھا۔ بینائیاں اس کا ادراک نہیں کرتیں وہ بینائیوں کا ادراک کرتا ہے۔ میں نے کہا۔ یہ آیت پڑھی ہے۔ فرمایا تم نے ابصار کو سمجھا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ بتاؤ ان سے کیا مراد ہے۔ میں نے کہا آنکھوں کا دیکھنا۔ فرمایا قلوب کے اوہام ابصار عیون سے زیادہ بڑے ہیں۔ پس اس کے معنی یہ ہیں کہ اوہام سے اس کا ادراک نہیں ہوتا۔ البتہ وہ ادراک اوہام کرتا ہے۔

۱۱ ـ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِاللهِ، عَمَّنْ ذَكَرَهُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْقَاسِمِ أَبِي هَاشِمٍ الْجَعْفَرِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ ؑ: لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ؟ فَقَالَ: يَا أَبَا هَاشِمٍ أَوْهَامُ الْقُلُوبِ أَدَقُّ مِنْ أَبْصَارِ الْعُيُونِ، أَنْتَ قَدْ تُدْرِكُ بِوَهْمِكَ السِّنْدَ وَالْهِنْدَ وَالْبُلْدَانَ الَّتِي لَمْ تَدْخُلْهَا وَلَا تُدْرِكُهَا بِبَصَرِكَ وَأَوْهَامُ الْقُلُوبِ لَا تُدْرِكُهُ فَكَيْفَ أَبْصَارُ الْعُيُونِ؟!

۱۱۔ ابو ہاشم جعفری سے مروی ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے آیہ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ الخ کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے فرمایا۔ اے ابو ہاشم، اوہام قلوب ابصار عیون سے زیادہ لطیف وادق ہیں۔ تم نے اپنے وہم وخیال سے سندھ و ہندوستان شہروں کا ادراک کر لیا جن میں تم نہیں گئے حالانکہ تم نے آنکھ سے ان کا ادراک نہیں کیا۔ پس جب اوہام قلوب ذات باری کا ادراک نہیں کر سکتے تو آنکھوں سے دیکھنے کا تو ذکر ہی کیا۔

۱۲ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: الْأَشْيَاءُ [كُلُّهَا] لَا تُدْرَكُ إِلَّا بِأَمْرَيْنِ: بِالْحَوَاسِّ وَالْقَلْبِ؛ وَالْحَوَاسُّ إِدْرَاكُهَا عَلَى ثَلَاثَةِ مَعَانٍ: إِدْرَاكاً بِالْمُدَاخَلَةِ وَإِدْرَاكاً بِالْمُمَاسَّةِ وَإِدْرَاكاً بِلَا مُدَاخَلَةٍ وَلَا مُمَاسَّةٍ، فَأَمَّا الْإِدْرَاكُ الَّذِي بِالْمُدَاخَلَةِ فَالْأَصْوَاتُ وَالْمَشَامُّ وَالطُّعُومُ وَ أَمَّا الْإِدْرَاكُ بِالْمُمَاسَّةِ فَمَعْرِفَةُ الْأَشْكَالِ مِنَ التَّرْبِيعِ وَالتَّثْلِيثِ وَ مَعْرِفَةُ اللَّيِّنِ وَالْخَشِنِ وَالْحَرِّ وَالْبَرْدِ وَ أَمَّا الْإِدْرَاكُ بِلَا مُمَاسَّةٍ وَلَا مُدَاخَلَةٍ فَالْبَصَرُ فَإِنَّهُ يُدْرِكُ الْأَشْيَاءَ بِلَا مُمَاسَّةٍ وَلَا مُدَاخَلَةٍ فِي حَيِّزِ غَيْرِهِ وَلَا فِي حَيِّزِهِ، وَ إِدْرَاكُ الْبَصَرِ لَهُ سَبِيلٌ وَسَبَبٌ فَسَبِيلُهُ الْهَوَاءُ وَ سَبَبُهُ الضِّيَاءُ فَإِذَا كَانَ السَّبِيلُ مُتَّصِلاً بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمَرْئِيِّ وَالسَّبَبُ قَائِمٌ أَدْرَكَ مَا يُلَاقِي مِنَ الْأَلْوَانِ وَالْأَشْخَاصِ فَإِذَا حُمِلَ الْبَصَرُ عَلَى مَا لَا سَبِيلَ لَهُ فِيهِ رَجَعَ رَاجِعاً فَحَكَى مَا وَرَاءَهُ كَالنَّاظِرِ فِي الْمِرْآةِ لَا يَنْفُذُ بَصَرُهُ فِي الْمِرْآةِ فَإِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ سَبِيلٌ رَجَعَ رَاجِعاً، يَحْكِي مَا وَرَاءَهُ؛ وَ كَذَلِكَ النَّاظِرُ فِي الْمَاءِ الصَّافِي يَرْجِعُ رَاجِعاً فَيَحْكِي مَا وَرَاءَهُ إِذْ لَا سَبِيلَ لَهُ فِي إِنْفَاذِ بَصَرِهِ، فَأَمَّا الْقَلْبُ فَإِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الْهَوَاءِ فَهُوَ يُدْرِكُ جَمِيعَ مَا فِي الْهَوَاءِ وَ يَتَوَهَّمُهُ، فَإِذَا حُمِلَ الْقَلْبُ عَلَى مَا لَيْسَ فِي الْهَوَاءِ مَوْجُوداً رَجَعَ رَاجِعاً فَحَكَى مَا فِي الْهَوَاءِ، فَلَا يَنْبَغِي لِلْعَاقِلِ أَنْ يَحْمِلَ قَلْبَهُ عَلَى مَا لَيْسَ مَوْجُوداً فِي الْهَوَاءِ مِنْ أَمْرِ التَّوْحِيدِ جَلَّ اللهُ وَعَزَّ فَإِنَّهُ إِنْ فَعَلَ ذَلِكَ لَمْ يَتَوَهَّمْ إِلَّا مَا فِي الْهَوَاءِ مَوْجُودٌ كَمَا قُلْنَا فِي أَمْرِ الْبَصَرِ تَعَالَى اللهُ أَنْ يُشْبِهَهُ خَلْقُهُ.

۱۲۔ ہشام بن الحکم نے فرمایا کہ اشیاء کا ادراک دو چیزوں سے ہوتا ہے حواس سے اور قلب سے، اور حواس سے ادراک کی چند صورتیں ہیں۔ یا مداخلت سے یا مس کرنے سے یا نہ دخل سے نہ مس سے۔ جو ادراک مداخلت سے

ہو وہ آوازیں ہیں جو کان میں آئیں یا خوشبوئیں جو ناک میں آئیں یا ذائقہ جو زبان پر کوئی چیز رکھنے سے ہوا اور جو ادراک چھونے سے ہوتا ہے وہ معرفت ہے اشیاء کی۔ بایں طور کہ مربع ہیں یا مثلث، نرم ہیں یا سخت، گرم ہیں یا سرد اور جو بلا دخل و مس ہیں۔ وہ دیکھتا ہے کہ آنکھ بغیر دخل و مس معلوم کرتی ہے نہ وہ کسی جگہ میں داخل ہوتی ہے اور نہ کوئی چیز اس میں، اور ادراک بصر کے لئے سبیل و سبب کا ہونا ضروری ہے، سبیل سے مراد ہے فضا یا ہوا اور سبب سے مراد ہے روشنی جب ہوا متصل ہوا۔ رائی (دیکھنے والا) اور مرئی (دیکھا ہوا) کے درمیان اور روشنی بھی ہو۔ تو آنکھ رنگ شناس کو دیکھتی ہے اور جب آنکھ کو راستہ بڑھنے کا نہیں ملتا تو نگاہ لوٹ آتی ہے اور بیان کرتی ہے اور اپنے پیچھے کا حال جیسے آئینہ کا دیکھنے والا کہ بینائی آئینہ کے اندر نفوذ نہیں کرتی اور جب وہ آگے بڑھنے کی راہ نہیں پاتی۔ تو نظر کرنے والے کی نگاہ لوٹ کر حال بیان کرتی ہے اب رہا دل اس کو ہوا پر غلبہ ہے وہ جو کچھ ہوا میں ہے اس کو ادراک کرتا ہے اور سمجھتا ہے جب دل متوجہ ہوتا ہے اس چیز کی طرف جو ہوا میں نہیں ہے تو لوٹ آتا ہے اور اسی کو بیان کرتا ہے جو فضا میں ہے پس عقلمند کو نہیں چاہیئے کہ اپنے قلب کو متوجہ کرے اس چیز کو معلوم کرنے کی طرف جو فضا میں موجود ہی نہیں یعنی ذات باری تعالیٰ۔ اور اگر ایسا کرنا چاہے گا تو وہ اسی چیز کا ادراک کرے گا جو فضا میں ہو گی نہ کہ ذات باری کا جو کسی میں نہیں اور نہ اپنی مخلوق سے مشابہ ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ذات باری تعالیٰ نہ تو حواس سے محسوس ہوتی ہے اور نہ دل اس کی ذات کی حقیقت کو سمجھ سکتا ہے وہ نہ کوئی آواز ہے کہ قوت سامعہ سے اس کا ادراک ہو۔ نہ کھانے پینے کی اشیاء میں سے ہے کہ زبان ادراک کرے نہ وہ چھونے کی چیزوں میں سے ہے کہ قوت لامسہ ادراک کرے اور نہ دل میں اس کی حقیقت آسکتی ہے کیونکہ دل کا تعلق بھی ان ہی چیزوں سے جو فضا میں موجود ہوں۔

باب دھم (۱۰)

اس وصف کی نہی جو خدا نے اپنے لئے نہیں بیان کیا

(باب)

(النَّهْيِ عَنِ الصِّفَةِ بِغَيْرِ مَا وَصَفَ بِهِ نَفْسَهُ تَعَالَى)

۱۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ مَعْرُوفٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجْرَانَ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ

عَنْ عَبْدِالرَّحِيمِ بْنِ عَتِيكٍ الْقَصِيرِ قَالَ: كَتَبْتُ عَلَى يَدَيْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ أَعْيَنَ إِلَى أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام: أَنَّ قَوْماً بِالْعِرَاقِ يَصِفُونَ اللهَ بِالصُّورَةِ وَ بِالتَّخْطِيطِ فَإِنْ رَأَيْتَ جَعَلَنِيَ اللهُ فِدَاكَ أَنْ تَكْتُبَ إِلَيَّ بِالْمَذْهَبِ الصَّحِيحِ مِنَ التَّوْحِيدِ، فَكَتَبَ إِلَيَّ: سَأَلْتَ رَحِمَكَ اللهُ عَنِ التَّوْحِيدِ وَ مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ مَنْ قِبَلَكَ فَتَعَالَى اللهُ الَّذِي لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ، تَعَالَى عَمَّا يَصِفُهُ الْوَاصِفُونَ الْمُشَبِّهُونَ اللهَ بِخَلْقِهِ الْمُفْتَرُونَ عَلَى اللهِ، فَاعْلَمْ رَحِمَكَ اللهُ أَنَّ الْمَذْهَبَ الصَّحِيحَ فِي التَّوْحِيدِ مَا نَزَلَ بِهِ الْقُرْآنُ مِنْ صِفَاتِ اللهِ جَلَّ وَ عَزَّ، فَانْفِ عَنِ اللهِ تَعَالَى الْبُطْلَانَ وَ التَّشْبِيهَ فَلَا نَفْيَ وَلَا تَشْبِيهَ هُوَ اللهُ الثَّابِتُ الْمَوْجُودُ تَعَالَى اللهُ عَمَّا يَصِفُهُ الْوَاصِفُونَ[1] وَلَا تَعْدُوا الْقُرْآنَ فَتَضِلُّوا بَعْدَ الْبَيَانِ.

۱۔ عبدالرحیم سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو خط میں لکھا کہ عراق کی ایک قوم اللہ کی تعریف صورت اور خط و خال سے کرتی ہے آپ مجھے توحید کے بارے میں مذہب صحیح سے مطلع فرمائیں حضرت نے مجھے لکھا۔ خدا تم پر رحمت نازل کرے تم نے توحید کے متعلق اور پہلے لوگوں کے مذہب کے متعلق سوال کیا ہے ذات باری تعالیٰ اس سے بلند تر ہے کہ کوئی چیز اس کی مثل ہو۔ وہ بڑا سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ اس کا غلط وصف کرنے والے اور مخلوق سے اس کی تشبیہ دینے والا اللہ پر افترا کرنے والوں میں ہے خدا کی رحمت تم پر ہو۔ یہ جان لو کہ توحید کے بارے میں مذہب صحیح وہی ہے جو قرآن نے صفات باری تعالیٰ بیان کی ہیں بطلان اور تشبیہ کو اللہ سے دور رکھو، نہ تو اس کی بیان کردہ صفات کی نفی کرنی چاہیئے اور نہ اسے اس کی مخلوق سے تشبیہ دینی چاہیئے اس کی ذات ثابت و موجود ہے اور بلند تر ہے اس غلط اوصاف سے جن کو لوگ اس کے متعلق بیان کرتے ہیں قرآن سے تجاوز نہ کرو۔ ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔

۲۔ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِالْحَمِيدِ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ: قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عليهما السلام: يَا أَبَا حَمْزَةَ، إِنَّ اللهَ لَا يُوصَفُ بِمَحْدُودِيَّةٍ، عَظُمَ رَبُّنَا عَنِ الصِّفَةِ فَكَيْفَ يُوصَفُ بِمَحْدُودِيَّةٍ مَنْ لَا يُحَدُّ وَلَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَ هُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَ هُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ.

۲۔ ابوحمزہ سے مروی ہے کہ میں نے امام زین العابدین علیہ السلام سے توحید کے متعلق پوچھا۔ فرمایا خدا کی تعریف محدود صورتوں سے نہیں کی جاتی۔ وہ زاید بر ذات صفتوں سے مُبرّہ ہے پھر محدودیت سے اس کا کیا تعلق بینائیاں اس کا ادراک نہیں کرتیں۔ وہ ابصار کا ادراک کرتا ہے وہ لطیف و خبیر ہے۔

٣ ـ محمّد بن أبي‌عبدالله ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن الحسين بن الحسن ، عن بكر بن صالح ، عن الحسن بن سعيد ، عن إبراهيم بن محمّد الخزّاز ومحمّد بن الحسين قالا : دخلنا على أبي‌الحسن الرضا عليه السلام فحكينا له أنّ محمّداً صلى الله عليه وآله رأى ربّه في‌صورة الشابّ الموفّق في سنّ أبناء ثلاثين سنة وقلنا : إنّ هشام بن سالم و صاحب الطاق والميثمي يقولون : إنّه أجوف إلى السرّة والبقيّة صمد ؟ فخرّ ساجداًلله ثمّ قال : سبحانك ماعرفوك ولا وحّدوك فمن أجل‌ذلك وصفوك ، سبحانك‌لوعرفوك لوصفوك بما وصفت به نفسك ، سبحانك كيف طاوعتهم أنفسهم أن يشبّهوك بغيرك ، اللّهمّ لا أصفك إلاّ بما وصفت‌به نفسك ولا اُشبّهك بخلقك ، أنت أهل لكلّ خير ، فلا تجعلني من القوم‌الظالمين ؛ ثمّ التفت إلينا فقال : ما توهّمتم من شيء فتوهّموا الله غيره‌ثمّ قال : نحن آل محمّد النمط الأوسط الّذي لا يدركنا الغالي و لا يسبقنا التالي ، يامحمّد إنّ رسول الله صلى الله عليه وآله حين نظر إلى‌عظمة ربّه‌كان في‌هيئة الشابّ الموفّق وسنّ أبناء ثلاثين سنة يا محمّد عظم ربّي عزّ و جلّ أن يكون في صفة المخلوقين ؛ قال قلت : جعلت فداك من كانت رجلاه في خضرة ؟ قال : ذاك محمّد كان إذا نظر إلى ربّه بقلبه جعله في نور مثل نور الحجب حتّى يستبين له ما في الحجب ، إنّ نور الله منه أخضر ومنه‌أحمر ومنه‌أبيض‌ومنه غيرذلك‌يامحمّد ماشهدله‌الكتاب‌والسنّة فنحن‌القائلون‌به.

۳۔ ابراہیم محمد بن الحسین سے مروی ہے کہ ان دونوں نے کہا ہم امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے بیان کیا حضرت رسول خدا نے شب معراج اپنے رب کو ایک کامل نوجوان کی صورت میں دیکھا جس کا سن تیس برس کا تھا اور ہم نے یہ بھی کہا کہ ہشام ابن سالم مومن طاق اور میثمی کہتے ہیں کہ خالی ہے ناف تک اور بقیہ روحانی ہے۔ حضرت سجدہ میں گئے اور فرمایا۔ اے معبود تو پاک ذات ہے لوگوں نے تجھ کو پہچانا نہیں اور تجھے واحد نہ

جانا۔ اسی لیے تیرا وصف غلط بیان کرتے جس طرح تو نے خود اپنا وصف بیان کیا ہے۔ کیسا مبلغ بنایا۔ ان کے نفسوں نے ان کو کہ تجھے مشابہ قرار دیا تیرے غیر سے خداوندا میں تیرا وہی وصف بیان کرتا ہوں جو تو نے اپنی ذات کا وصف خود بیان کیا ہے میں تیری مخلوق سے تجھے مشابہ قرار نہیں دیتا۔ تو ہر اچھائی کا اہل ہے بس تو مجھے ظالموں میں سے قرار نہ دے۔ پھر حضرت ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ جو ذات تم اپنے خیال میں لیتے ہو وہ اللہ کا غیر ہے۔ پھر فرمایا۔ ہم اولادِ رسولؐ ہیں۔ ہم اُمت وسط ہیں غالی ہماری معرفت حاصل نہیں کر سکتا اور پیچھے رہنے والا ہم پر سبقت نہیں کرتا۔ اے محمد آگاہ ہو۔ جب رسول اللہ نے اپنے رب کی عظمت پر نظر کی تو وہ اس وقت ایک کامل نوجوان کی صورت میں تھا۔ جو تیس سال کا ہو۔ اے محمد پاک ہے میرا رب اس سے کہ اس میں مخلوق کی صفت ہو۔ میں نے کہا وہ کون تھا جس کے دونوں پاؤں سبزہ میں تھے۔ فرمایا جب آنحضرت نے اپنے قلب کو دیکھا تو خدا نے ان کے لیے ایک نور کو پیدا کیا جو نور حجاب کی طرح تھا اس سے حجاب کے اندر کی ہر شے روشن ہو گئی۔ یہ نور خدا سبزہ سرخ و سفید وغیرہ تھا۔ اے محمدؐ جو کتاب و سنت میں ہے ہم اسی کی گواہی دیتے ہیں اور اسی کے قائل ہیں۔

٤ ـ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ بَشِيرٍ الْبَرْقِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ عَامِرٍ الْقَصَبَانِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ الْجَهْمِ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ قَالَ: قَالَ: لَوِ اجْتَمَعَ أَهْلُ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَنْ يَصِفُوا اللهَ بِعَظَمَتِهِ لَمْ يَقْدِرُوا.

۴۔ فرمایا۔ حضرت علی بن الحسینؑ نے اگر تمام آسمانوں اور زمینوں والے جمع ہو کر خدا کی عظمت کی تعریف کرنا چاہیں تو اس پر قادر نہ ہوں گے۔

٥ ـ سَهْلٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْهَمَذَانِيِّ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى الرَّجُلِ عليه السلام: أَنَّ مَنْ قِبَلَنَا مِنْ مَوَالِيكَ قَدِ اخْتَلَفُوا فِي التَّوْحِيدِ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ: جِسْمٌ، وَمِنْهُمْ يَقُولُ: صُورَةٌ، فَكَتَبَ عليه السلام بِخَطِّهِ: سُبْحَانَ مَنْ لَا يُحَدُّ وَلَا يُوصَفُ، لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ، أَوْ قَالَ: الْبَصِيرُ.

۵۔ ابراہیم بن محمد ہمدانی سے مروی ہے کہ میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کو لکھا کہ ہم سے پہلے آپ کے دوستوں نے توحید کے بارے میں اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں وہ جسم ہے بعض کہتے ہیں وہ صورت ہے۔ حضرت نے اپنے قلم سے تحریر فرمایا۔ پاک ہے وہ ذات جس کے لئے حد نہیں اور جس کا وصف اوصاف مخلوق سے نہیں کیا جاتا۔ اس کی مثل کوئی شے نہیں۔

٦۔ سَهْلٌ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَكِيمٍ: قَالَ: كَتَبَ أَبُو الْحَسَنِ مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ عليهما السلام إِلَى أَبِي: أَنَّ اللهَ أَعْلَى وَأَجَلُّ وَأَعْظَمُ مِنْ أَنْ يُبْلَغَ كُنْهُ صِفَتِهِ، فَصِفُوهُ بِمَا وَصَفَ بِهِ نَفْسَهُ وَكُفُّوا عَمَّا سِوَى ذَلِكَ

محمد بن حکیم سے مروی ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے میرے باپ کو لکھا کہ اللہ تعالیٰ اعلیٰ و اجل و اعظم ہے اس سے کہ کوئی اس کی صفت کی حقیقت کو پہنچ سکے پس اس کی وہی تعریف کرو جو اس نے اپنے نفس کی خود کی ہے۔ اس کے سوا تعریف سے بچو۔

۷۔ سَهْلٌ، عَنِ السِّنْدِيِّ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ حَفْصٍ أَخِي مُرَازِمٍ، عَنِ الْمُفَضَّلِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ عليه السلام عَنْ شَيْءٍ مِنَ الصِّفَةِ فَقَالَ: لَا تَجَاوَزُوا مَا فِي الْقُرْآنِ.

۷۔ مفضّل سے مروی ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم سے پوچھا صفات باری تعالیٰ کے متعلق۔ فرمایا قرآن سے تجاوز نہ کرو۔

٨۔ سَهْلٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْقَاسَانِيِّ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَيْهِ عليه السلام أَنَّ مَنْ قِبَلَنَا قَدِ اخْتَلَفُوا فِي التَّوْحِيدِ قَالَ: فَكَتَبَ عليه السلام: سُبْحَانَ مَنْ لَا يُحَدُّ وَلَا يُوصَفُ، لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ.

۸۔ محمد بن علی قاسانی سے مروی ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو لکھا کہ ہم سے پہلے لوگوں نے توحید کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ حضرت نے لکھا خدا کے لئے حد نہیں اور نہ صفات مخلوق سے متصف ہے اس کی مثل کوئی شے نہیں وہ سمیع و بصیر ہے۔

۹۔ سَهْلٌ، عَنْ بِشْرِ بْنِ بَشَّارٍ النَّيْسَابُورِيِّ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى الرَّجُلِ عليه السلام أَنَّ مَنْ قِبَلَنَا قَدِ اخْتَلَفُوا فِي التَّوْحِيدِ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ: (هُوَ) جِسْمٌ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ: (هُوَ) صُورَةٌ، فَكَتَبَ إِلَيَّ: سُبْحَانَ مَنْ لَا يُحَدُّ وَلَا يُوصَفُ وَلَا يُشْبِهُهُ شَيْءٌ وَلَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ.

۹۔ بشر سے مروی ہے میں نے امام حسن عسکری کو لکھا کہ ہم سے پہلے لوگوں نے توحید میں اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں وہ جسم ہے بعض کہتے ہیں وہ صورت ہے۔ فرمایا پاک ہے وہ ذات جس کی تعریف حد سے نہیں کی جاتی، نہ مخلوق کے وصف سے اس کا وصف کیا جاتا ہے اور نہ اس سے کوئی شئے مشابہ ہے اور وہ سمیع و بصیر ہے۔

۱۰۔ سَهْلٌ، قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام سَنَةَ خَمْسٍ وَخَمْسِينَ وَمِائَتَيْنِ: قَدِ اخْتَلَفَ يَا سَيِّدِي أَصْحَابُنَا فِي التَّوْحِيدِ، مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ: هُوَ جِسْمٌ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ: هُوَ صُورَةٌ، فَإِنْ رَأَيْتَ يَا سَيِّدِي أَنْ تُعَلِّمَنِي مِنْ ذَلِكَ مَا أَقِفُ عَلَيْهِ وَلَا أَجُوزُهُ فَعَلْتَ مُتَطَوِّلاً عَلَى عَبْدِكَ، فَوَقَّعَ بِخَطِّهِ عليه السلام: سَأَلْتَ عَنِ التَّوْحِيدِ وَهَذَا عَنْكُمْ مَعْزُولٌ، اللهُ وَاحِدٌ أَحَدٌ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُواً أَحَدٌ، خَالِقٌ وَلَيْسَ بِمَخْلُوقٍ، يَخْلُقُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مَا يَشَاءُ مِنَ الْأَجْسَامِ وَغَيْرِ ذَلِكَ وَلَيْسَ بِجِسْمٍ وَيُصَوِّرُ مَا يَشَاءُ وَلَيْسَ بِصُورَةٍ، جَلَّ ثَنَاؤُهُ وَتَقَدَّسَتْ أَسْمَاؤُهُ أَنْ يَكُونَ لَهُ شِبْهٌ، هُوَ لَا غَيْرُهُ، لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ.

۱۰۔ سہل سے مروی ہے میں نے ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو ۲۵۵ھ میں لکھا کہ اے میرے سردار ہمارے اصحاب نے توحید کے بارے میں اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں وہ جسم ہے بعض کہتے ہیں وہ صورت ہے اگر آپ مجھے تعلیم دیں تو میں اس پر قائم رہوں اور تجاوز نہ کروں اور آپ کے غلام پر آپ کا بڑا احسان ہو۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے لکھا۔ تم نے توحید کے متعلق سوال کیا۔ جو صورتیں تم نے بیان کیں تم ان سے الگ ہو۔ اللہ ایک ہے نہ اس نے کسی کو پیدا کیا اور نہ کسی نے اس کو، نہ اس کا کوئی مثل ہے نہ مانند، وہ خالق ہے مخلوق نہیں۔ اجسام وغیرہ سے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ وہ جسم نہیں وہ جیسی صورت

چاہتا ہے بنا دیتا ہے وہ خود صورت نہیں۔ اس کی ثنا میں بندگی ہے اس کے اسماء میں تقدیس ہے وہ بری ہے اس سے کہ کوئی اس سے مشابہ ہو۔ اس کی مثل کوئی نہیں وہ سمیع و بصیر ہے۔

١١ـ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ عَبْدِاللهِ، عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَاعَبْدِاللهِ عليه السلام يَقُولُ: إِنَّ اللهَ لَا يُوصَفُ وَكَيْفَ يُوصَفُ وَقَدْ قَالَ فِي كِتَابِهِ: «وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهِ» فَلَا يُوصَفُ بِقَدْرٍ إِلَّا كَانَ أَعْظَمَ مِنْ ذَٰلِكَ.

۱۱۔ فضیل بن یسار سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کو فرماتے سنا کہ خدا کا وصف بیان نہیں کیا جا سکتا اور کیونکر بیان کیا جائے جبکہ وہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے کہ لوگوں نے اس کی تعظیم کا حق ادا نہیں کیا۔ پس جس انداز سے اس کی تعظیم کی جائے گی وہ اس سے کہیں زیادہ ہوگا

١٢ ـ عليٌّ بن محمد، عن سهل بن زياد، وعن غيره، عن محمد بن سليمان، عن عليّ ابن إبراهيم، عن عبدالله بن سنان، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قال: إنَّ الله عظيم رفيعٌ لا يقدر العباد على صفته ولايبلغون كنه عظمته، لاتدركه الأبصار وهو يدرك الأبصار وهو اللّطيف الخبير ولايوصف بكيف ولاأين وحيث، وكيف أصفه بالكيف؟! وهو الّذي كيّف الكيف حتّى صار كيفاً فعرفت الكيف بما كيّف لنا من الكيف أم كيف أصفه بأين؟! وهو الّذي أيّن الأين حتّى صار أيناً فعرفت الأين بما أيّن لنا من الأين، أم كيف أصفه بحيث؟! وهو الّذي حيّث الحيث حتّى صار حيثاً فعرفت الحيث بما حيّث لنا من الحيث، فالله تبارك وتعالى داخل في كلّ مكان وخارج من كلّ شيء، لا تدركه الأبصار و هو يدرك الأبصار؟ لا إله إلّا هو العليّ العظيم و هو اللّطيف الخبير.

۱۲۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر ہے۔ بندے اس کی صفت بیان کرنے پر قادر نہیں اور نہ اس کی عظمت کی حقیقت تک پہنچ سکتے ہیں بینائیاں اس کو نہیں پاتیں، وہ بینائیوں کا ادراک کرتا ہے وہ لطیف خبیر ہے اس کا وصف کیفیت سے نہیں ہوتا۔ نہ

جگہ اور حیثیت سے اور کیفیت سے۔ اس کی تعریف کیونکر ہو جبکہ وہ کیفیت کا پیدا کرنے والا ہے وہ کیونکر کیفیت سے متعلق ہوگا۔ ہم نے کیف کی معرفت حاصل کی ہے جبکہ اسنے ہم کو تکییف بہ کیفیت کیا ہے۔

ہم کیونکر موصوف کریں گے اس کو جگہ سے، درآنحالیکہ وہ جگہ کا پیدا کرنے والا ہے اس کو پیدا کرنے کے بعد جگہ کا اطلاق ہوا ہے پس حادث ہے ہم نے جگہ کی معرفت اس وقت حاصل کی کہ اس نے جگہ کو بنایا اور کسی حالت وحیثیت سے ہم اس کو موصوف کیسے کرسکتے ہیں جبکہ ہر حیثیت کو حیثیت اسی نے دی ہے

بس خدا اپنی قدرت سے ہر جگہ میں داخل ہے اور ہر جگہ سے علیحدہ ہے (اس کے لئے نہ کوئی کیفیت ہے نہ مکان نہ حیثیت، وہ ان سب چیزوں کا خالق ہے اور یہ اس کی مخلوق اور حادث ہیں اور مخلوق کا وصف خالق سے نہیں ہوسکتا) خدا کا ادراک بینائیاں نہیں کرتیں۔ البتہ وہ ان کا ادراک کرتا ہے اور وہ لطیف وخبیر ہے۔

باب یازدہم (۱۱)

نہی جسم وصورت

٥(بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْجِسْمِ وَالصُّورَةِ)٥

١ـ أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ الْحَكَمِ يَرْوِي عَنْكُمْ أَنَّ اللهَ جِسْمٌ صَمَدِيٌّ نُورِيٌّ، مَعْرِفَتُهُ ضَرُورَةٌ، يَمُنُّ بِهَا عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ خَلْقِهِ، فَقَالَ عليه السلام: سُبْحَانَ مَنْ لَا يَعْلَمُ أَحَدٌ كَيْفَ هُوَ إِلَّا هُوَ، لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ، لَا يُحَدُّ وَلَا يُحَسُّ وَلَا يُجَسُّ وَلَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَلَا الْحَوَاسُّ وَلَا يُحِيطُ بِهِ شَيْءٌ وَلَا جِسْمٌ وَلَا صُورَةٌ وَلَا تَخْطِيطٌ وَلَا تَحْدِيدٌ

۱۔ علی بن حمزہ سے مروی ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ ہشام بن الحکم نے آپ حضرات سے یہ روایت کی ہے کہ خدا جسم ہے صمدی اور نورانی ہے اور اس کی معرفت ضروری ہے اپنی مخلوق میں جس پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے حضرت نے فرمایا پاک ہے وہ اللہ جسے کوئی نہیں جانتا کہ وہ کیسا ہے کوئی معبود

اس کے سوا نہیں اس کی کوئی مثل نہیں وہ سمیع و بصیر ہے نہ اس کی کوئی حد ہے نہ وہ محسوس ہوتا ہے نہ تلاش کیا جاتا ہے بینائیاں اور حواس اس کو نہیں پا سکتے۔ نہ کوئی شے اس کا احاطہ کرتی ہے نہ وہ جسم ہے نہ صورت نہ اس کے لئے خط ہے نہ حد۔

۲۔ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ عليه السلام أَسْأَلُهُ عَنِ الْجِسْمِ وَالصُّورَةِ؛ فَكَتَبَ: سُبْحَانَ مَنْ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ لَا جِسْمٌ وَلَا صُورَةٌ.
وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يُسَمِّ الرَّجُلَ.

۲۔ حمزہ ابن محمد نے بیان کیا کہ میں نے امام علی نقی علیہ السلام سے سوال کیا جسم و صورت کے متعلق آپ نے تحریر فرمایا پاک ہے وہ اللہ جس کی مثل کوئی نہیں۔ نہ وہ جسم ہے نہ صورت۔

۳۔ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بَزِيعٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: جِئْتُ إِلَى الرِّضَا عليه السلام أَسْأَلُهُ عَنِ التَّوْحِيدِ فَأَمْلَى عَلَيَّ: الْحَمْدُ لِلَّهِ فَاطِرِ الْأَشْيَاءِ إِنْشَاءً وَمُبْتَدِعِهَا ابْتِدَاعاً بِقُدْرَتِهِ وَحِكْمَتِهِ، لَا مِنْ شَيْءٍ فَيَبْطُلَ الِاخْتِرَاعُ، وَلَا لِعِلَّةٍ فَلَا يَصِحَّ الِابْتِدَاعُ، خَلَقَ مَا شَاءَ كَيْفَ شَاءَ مُتَوَحِّداً بِذَلِكَ لِإِظْهَارِ حِكْمَتِهِ وَحَقِيقَةِ رُبُوبِيَّتِهِ، لَا تَضْبِطُهُ الْعُقُولُ وَلَا تَبْلُغُهُ الْأَوْهَامُ وَلَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَلَا يُحِيطُ بِهِ مِقْدَارٌ، عَجَزَتْ دُونَهُ الْعِبَارَةُ وَكَلَّتْ دُونَهُ الْأَبْصَارُ وَضَلَّ فِيهِ تَصَارِيفُ الصِّفَاتِ، احْتَجَبَ بِغَيْرِ حِجَابٍ مَحْجُوبٍ، وَاسْتَتَرَ بِغَيْرِ سِتْرٍ مَسْتُورٍ، عُرِفَ بِغَيْرِ رُؤْيَةٍ وَوُصِفَ بِغَيْرِ صُورَةٍ وَنُعِتَ بِغَيْرِ جِسْمٍ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالُ.

۳۔ محمد بن زید سے مروی ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے ______ توحید کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے لکھ کر بھیجا۔ حمد ہے اس خدا کے لئے جو اشیاء کا پیدا کرنے والا ہے اور اس نے اپنی قدرت و حکمت سے چیزوں کو ایجاد کیا، کوئی ایجاد کو باطل قرار نہیں دے سکتا اور نہ اس کے لئے کوئی علت ہے کہ اس کی ابتداء صحیح نہ ہو۔ اس نے جو چاہا پیدا کیا۔ اور وہ اکیلا ہے اور یہ پیدا کرنا اپنی حکمت کے اظہار اور

اپنی ربوبیت کے اعلان اور اس کی حقیقت کے بیان کے لئے تھا۔ عقول اس کو ضبط میں نہیں لا سکتیں، اوہام اس تک پہنچ نہیں سکتے، ابصار اس کا ادراک نہیں کرتے اور کسی مقدار سے اس کا احاطہ نہیں ہو سکتا اور عبارتیں اس کے اوصاف کے بیان سے عاجز ہیں اور بینائیاں اس کے ساحت جلال تک پہنچنے سے تھک گئی ہیں اور صفاف کے تغیر وہاں تک جا کر گم ہو گئے ہیں وہ پوشیدہ ہے مگر بغیر کسی پردہ کے اور مستور ہے بغیر کسی روک کے وہ پہچانا ہوا ہے بغیر دیکھے ہوئے وہ وصف کیا جاتا ہے اور بغیر صورت کے اور تعریف کیا جاتا ہے بغیر جسم کے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بزرگ اور عالی مرتبت ہے۔

٤۔ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللهِ، عَمَّنْ ذَكَرَهُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْعَبَّاسِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ: وَصَفْتُ لِأَبِي إِبْرَاهِيمَ عليه السلام قَوْلَ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ الْجَوَالِيقِيِّ وَحَكَيْتُ لَهُ: قَوْلَ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ أَنَّهُ جِسْمٌ فَقَالَ إِنَّ اللهَ تَعَالَى لَا يُشْبِهُهُ شَيْءٌ، أَيُّ فُحْشٍ أَوْ خَنَاً أَعْظَمُ مِنْ قَوْلِ مَنْ يَصِفُ خَالِقَ الْأَشْيَاءِ بِجِسْمٍ أَوْ صُورَةٍ أَوْ بِخِلْقَةٍ أَوْ بِتَحْدِيدٍ وَأَعْضَاءٍ، تَعَالَى اللهُ عَنْ ذَلِكَ عُلُوّاً كَبِيراً.

۴۔ محمد بن حکیم سے مروی ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے بیان کیا قول ہشام بن سالم الجوالیقی کا اور ہشام بن الحکم کا کہ خدا جسم ہے حضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ مشابہ نہیں کسی چیز سے جو نامعقول ہے اور جس میں مادہ فساد ہے یعنی حادث و فانی ہے اور عظیم تر ہے ہر اس شخص کے قول سے جو وصف بیان کرتا ہے خالق اشیاء کا جسم اور صورت سے اور اعضاء مخلوق سے یا اس کے لئے حد بندی کرتا ہے یا اعضاء تجویز کرتا ہے پاک ہے اللہ ان تمام باتوں سے اور اس کی شان بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔

توضیح ۔ اس حدیث میں اور اس سے پہلے بھی ایک حدیث میں ہشام بن سالم اور ہشام بن الحکم کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ جسم تعالیٰ کے قائل تھے۔ لہذا یہ محل نظر ہے کیونکہ یہ دونوں بزرگ امام جعفر صادقؑ کے اصحاب خاص میں سے تھے یا تو ان دونوں نے کسی جگہ بصورت تنزیلیا کہا ہوگا یا امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے یہ لوگ اس عقیدہ کے ہوں گے یا یہ صورت ہوگی کہ کسی جلسہ میں دونوں نے ایک فرضی نزاع قائم کر کے مخالفوں کے دلائل کو سننا چاہا ہوگا اور پھر اس کا جواب دیا ہوگا یا یہ کہ سننے والے نے ان

کے کلام کو سمجھا نہیں ۔ انھوں نے جسم فرض کر کے اس کی تردید میں ادلہ بیان کی ہوں گی یا ان کا کلام مخالفین کے کلام سے مخلوط کر دیا گیا ہے یا مخالفوں نے اس عقیدہ کو ان کی طرف منسوب کر کے بیان کیا ہے اور اس حدیث کے راوی نے ان مخالفوں سے سن کر امام کے سامنے بیان کیا ہے چنانچہ ان مخالفوں نے ایسے غلط عقیدے زرارہ، مومن طاق اور میثمی کے متعلق بھی لوگوں کے سامنے بیان کئے تھے امام نے مصلحتاً یہ نہ کہا کہ ان لوگوں کے متعلق مخالفوں کا غلط پروپگنڈا ہے بلکہ اس کے بجائے جو عقیدہ کی صحیح صورت تھی وہ بیان کر دی۔ جناب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے ہشامین کی اس عقیدہ سے برأت کے متعلق بہت سی دلیلیں اپنی کتاب شافی میں بیان فرمائی ہیں ۔

٥ـ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ رَفَعَهُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَرَجِ الرُّخَّجِيِّ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ عليه السلام أَسْأَلُهُ عَمَّا قَالَ هِشَامُ بْنُ الْحَكَمِ فِي الْجِسْمِ وَهِشَامُ بْنُ سَالِمٍ فِي الصُّورَةِ فَكَتَبَ: دَعْ عَنْكَ حَيْرَةَ الْحَيْرَانِ وَاسْتَعِذْ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ، لَيْسَ الْقَوْلُ مَا قَالَ الْهِشَامَانِ.

۵۔ محمد بن الفرج سے مروی ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام کو ہشام بن الحکم اور ہشام ابن سالم کے متعلق لکھا کہ وہ جسم و صورت کے قائل ہیں حضرت نے جواب میں لکھا کہ حیران لوگوں کی حیرت کو چھوڑ دو اور شیطان کے متعلق خدا سے پناہ مانگو۔ دونوں ہشام نے جیسا کہا یہ بات نہیں ہے یعنی خدا نہ صاحب جسم ہے نہ صورت ۔

٦ـ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ بَكْرِ بْنِ صَالِحٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ: سَمِعْتُ يُونُسَ بْنَ ظَبْيَانَ يَقُولُ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ هِشَامَ بْنَ الْحَكَمِ يَقُولُ قَوْلاً عَظِيماً إِلَّا أَنِّي أَخْتَصِرُ لَكَ مِنْهُ أَحْرُفاً فَزَعَمَ أَنَّ اللهَ جِسْمٌ لِأَنَّ الْأَشْيَاءَ شَيْئَانِ: جِسْمٌ وَفِعْلُ الْجِسْمِ، فَلَا يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ الصَّانِعُ بِمَعْنَى الْفِعْلِ وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ بِمَعْنَى الْفَاعِلِ: فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام: وَيْحَهُ أَمَا عَلِمَ أَنَّ الْجِسْمَ مَحْدُودٌ مُتَنَاهٍ وَالصُّورَةَ مَحْدُودَةٌ مُتَنَاهِيَةٌ فَإِذَا احْتَمَلَ الْحَدَّ احْتَمَلَ الزِّيَادَةَ وَالنُّقْصَانَ وَإِذَا احْتَمَلَ الزِّيَادَةَ وَالنُّقْصَانَ كَانَ مَخْلُوقاً قَالَ: قُلْتُ: فَمَا أَقُولُ؟ قَالَ: لَا جِسْمٌ وَلَا صُورَةٌ وَهُوَ مُجَسِّمُ الْأَجْسَامِ وَمُصَوِّرُ الصُّوَرِ، لَمْ يَتَجَزَّأْ وَلَمْ يَتَنَاهَ وَلَمْ يَتَزَايَدْ وَلَمْ يَتَنَاقَصْ، لَوْ كَانَ كَمَا يَقُولُونَ

لَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْخَالِقِ وَالْمَخْلُوقِ فَرْقٌ وَلَا بَيْنَ الْمُنْشِئِ وَالْمُنْشَأ لٰكِنْ هُوَ الْمُنْشِئُ فَرَّقَ بَيْنَ مَنْ جَسَّمَهُ وَصَوَّرَهُ وَأَنْشَأَهُ، إِذْ كَانَ لَا يُشْبِهُهُ شَيْءٌ وَلَا يُشْبِهُ هُوَ شَيْئاً

۶۔ محمد بن زیاد سے مروی ہے کہ میں نے یونس ابن ظبیان کو کہتے سُنا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ ہشام بن الحکم نے ایک بہت بڑی بات بیان کی ہیں اس کو اختصار کے ساتھ بیان کرتا ہوں۔ اس کا گمان یہ ہے کہ اللہ جسم رکھتا ہے اور دلیل یہ بیان کی ہے کہ تمام اشیاء کی حقیقت دو چیزیں ہیں ایک جسم دوسرے فعل جسم۔ پس صانع عالم بمعنی فعل تو ہے نہیں پس لامحالہ بمعنی فاعل ہوگا۔

حضرت نے فرمایا وائے ہو اس پر کیا وہ یہ نہیں جانتا کہ جسم محدود متناہی ہے اسیطرح صورت پس جس کو محدود مان لیا گیا اس کے لئے زیادتی و نقصان بھی ماننا پڑے گا اور جس کے لئے نقصان و زیادتی ہے وہ مخلوق ہے راوی کہتا ہے میں نے کہا پھر میں کیا کہوں، فرمایا وہ نہ جسم ہے نہ صورت، وہ جسموں کا پیدا کرنے والا اور صورتوں کا بنانے والا ہے نہ وہ صاحب اجزا ہے اور اس کی انتہا ہے نہ کم ہوتا ہے نہ زائد۔ اگر وہ ایسا ہوتا جیسا لوگ کہتے ہیں تو خالق و مخلوق کے درمیان کوئی فرق نہ ہوتا اور نہ پیدا کرنے والے اور پیدا ہونیوالے کے درمیان، وہ پیدا کرنیوالا ہے، فرق ہے مخلوق کے اور اس کے درمیان جو جسموں کا بنانے والا، صورت گری کرنے والا اور ایجاد کرنے والا ہے کیونکہ وہ نہ کسی چیز سے مشابہ ہے نہ اس سے کوئی شے۔

۷۔ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِاللهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْعَبَّاسِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحِمَّانِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عليه السلام: إِنَّ هِشَامَ بْنَ الْحَكَمِ زَعَمَ أَنَّ اللهَ جِسْمٌ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ، عَالِمٌ، سَمِيعٌ، بَصِيرٌ، قَادِرٌ، مُتَكَلِّمٌ، نَاطِقٌ. وَالْكَلَامُ وَالْقُدْرَةُ وَالْعِلْمُ يَجْرِي مَجْرَى وَاحِدٍ، لَيْسَ شَيْءٌ مِنْهَا مَخْلُوقاً فَقَالَ: قَاتَلَهُ اللهُ أَمَا عَلِمَ أَنَّ الْجِسْمَ مَحْدُودٌ وَالْكَلَامَ غَيْرُ الْمُتَكَلِّمِ مَعَاذَ اللهِ وَأَبْرَأُ إِلَى اللهِ مِنْ هٰذَا الْقَوْلِ، لَا جِسْمٌ وَلَا صُورَةٌ وَلَا تَحْدِيدٌ وَكُلُّ شَيْءٍ سِوَاهُ مَخْلُوقٌ، إِنَّمَا تَكَوَّنَ الْأَشْيَاءُ بِإِرَادَتِهِ وَمَشِيئَتِهِ، مِنْ غَيْرِ كَلَامٍ وَلَا تَرَدُّدٍ فِي نَفَسٍ وَلَا نُطْقٍ بِلِسَانٍ.

۷۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کہا کہ ہشام ابن الحکم کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ

صاحب جسم ہے اس کی شل کوئی شے نہیں۔ وہ عالم ہے سمیع و بصیر ہے۔ قادر ہے ناطق ہے متکلم ہے اور کلام و قدرت و علم و قائم مقام ذات واحد کے لئے ہیں ان میں سے کوئی چیز مخلوق نہیں۔ فرمایا اللہ اس کو قتل کرے کیا اسے نہیں معلوم کہ جسم محدود ہوتا ہے اور کلام متکلم کا غیر ہوتا ہے خدا کی پناہ کرمیں اللہ کو اس قول سے بری جانتا ہوں۔ اس کے نہ جسم ہے نہ اس کے لئے حد ہے اس کے سوا ہر شے مخلوق ہے تمام چیزیں اس کے ارادہ اختیار سے پیدا ہوتی ہیں لیکن اس کے لئے نہ کلام کرنے کی ضرورت ہے نہ اس کے نفس میں حرکت پیدا ہوتی ہے اور نہ اس کا نطق زبان سے ہے

توضیح۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں ہشام بن الحکم کا یہ عقیدہ صحبت امام جعفر صادق علیہ السلام میں آنے سے پہلے ہوگا۔ راوی نے بعد عقیدہ سے بے خبر ہو کر اس کو بیان کر دیا اور امام علیہ السلام نے جو قاتلہ اللہ فرمایا یہ خبر ماضی سے متعلق ہے نہ حال سے اور ممکن ہے یہ کلام ہشام ابن سالم کے ساتھ کسی بحث میں ہوا اور قاتلہ اللہ کی ضمیر اس قول کے قائل کی طرف ہو۔

۸۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ: وَصَفْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ عليه السلام قَوْلَ هِشَامٍ الْجَوَالِيقِيِّ وَمَا يَقُولُ فِي الشَّابِّ الْمُوَفَّقِ وَوَصَفْتُ لَهُ قَوْلَ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ فَقَالَ: إِنَّ اللهَ لَا يُشْبِهُهُ شَيْءٌ.

۸۔ محمد بن حکیم سے مروی ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے ہشام جوالیقی کا یہ قول بیان کیا کہ خدا ایک خوبرو جوان ہے اور ہشام ابن الحکم کا قول بھی بیان کیا فرمایا وہ کسی چیز سے مشابہ نہیں

باب دوازدہم (۱۲)

صفات الذّات

(بَابُ صِفَاتِ الذَّاتِ)

۱۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الطَّيَالِسِيِّ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى، عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ،

عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام يَقُولُ: لَمْ يَزَلِ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ رَبَّنَا وَالْعِلْمُ ذَاتُهُ وَلَا مَعْلُومَ وَالسَّمْعُ ذَاتُهُ وَلَا مَسْمُوعَ وَالْبَصَرُ ذَاتُهُ وَلَا مُبْصَرَ وَالْقُدْرَةُ ذَاتُهُ وَلَا مَقْدُورَ، فَلَمَّا أَحْدَثَ الْأَشْيَاءَ وَكَانَ الْمَعْلُومُ، وَقَعَ الْعِلْمُ مِنْهُ عَلَى الْمَعْلُومِ وَالسَّمْعُ عَلَى الْمَسْمُوعِ وَالْبَصَرُ عَلَى الْمُبْصَرِ وَالْقُدْرَةُ عَلَى الْمَقْدُورِ، قَالَ: قُلْتُ: فَلَمْ يَزَلِ اللهُ مُتَحَرِّكاً؟ قَالَ فَقَالَ: تَعَالَى اللهُ [عَنْ ذَلِكَ] إِنَّ الْحَرَكَةَ صِفَةٌ مُحْدَثَةٌ بِالْفِعْلِ، قَالَ: قُلْتُ: فَلَمْ يَزَلِ اللهُ مُتَكَلِّماً؟ قَالَ فَقَالَ: إِنَّ الْكَلَامَ صِفَةٌ مُحْدَثَةٌ لَيْسَتْ بِأَزَلِيَّةٍ، كَانَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا مُتَكَلِّمَ

۱۔ ابوبصیر سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو کہتے سنا کہ خدائے عز وجل ہمارا رب ہمیشہ سے ہے علم اس کی ذات ہے وہ ہمارا جانا ہوا نہیں۔ سمع اس کی ذات ہے وہ سنا ہوا نہیں، بصر اس کی ذات ہے وہ دیکھا ہوا نہیں، قدرت اس کی ذات ہے وہ قدرت دیا ہوا نہیں (یعنی اس کی تمام صفات عین ذات ہیں حدوث کا ان سے تعلق نہیں اس کی صفات ہماری سی نہیں کہ وہ ہماری ذات کو عارض ہوتی ہے) اس نے چیزوں کو پیدا کیا اور وہ معلوم نہیں ہے اور ہمارا علم واقع ہوا پیدا ہونے کے بعد۔ اسی طرح سمع سے مسموع پر اور بصر سے مبصر پر اور قدرت سے مقدور پر واقع العلم علی المعلوم سے مراد یہ ہے کہ وہ متعلق ہوا اس چیز سے جو اس کو معلوم تھی ازل میں اس کا علم اس پر منطبق ہوا۔ وقوع علم علی المعلوم سے مقصود یہ ہے کہ وہ چیز اس کے علم میں حاضر و موجود تھی اور اس کا علم متعلق تھا اس شے سے۔

علی وجہ الغیبت اس کا وجود بعد میں ہوا پس تغیر کا تعلق معلوم سے ہے نہ کہ علم سے)، راوی کہتا ہے میں نے کہا تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ متحرک رہا بحرکت فکریہ۔ امام علیہ السلام نے فرمایا۔ خدا بزرگ و برتر ہے اس سے۔ کیونکہ حرکت ایک صفت حادث ہے فعل کے ساتھ یعنی مخلوق ایک فعل ہے دوسرے فعل کی طرف۔ محتاج حرکت ہے نہ کہ خالق، ورنہ اس میں اور مخلوق میں فرق نہ رہے گا۔

راوی نے کہا تو کیا خدا ہمیشہ کلام کرنے والا رہا ہے فرمایا۔ کلام تو ایک صفت حادث ہے قدیم نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری طرح کلام کرنے والا نہیں۔

۲۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: كَانَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا شَيْءَ غَيْرُهُ وَلَمْ يَزَلْ عَالِماً بِمَا يَكُونُ، فَعِلْمُهُ بِهِ قَبْلَ كَوْنِهِ كَعِلْمِهِ بِهِ بَعْدَ كَوْنِهِ.

۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ خدائے عز وجل ہے اور اس کے سوا کوئی شے نہیں وہ ہمیشہ سے عالم ہے پس خلق عالم سے پہلے بھی اس کا علم اسی طرح سے تھا جیسا کہ اس کے بعد۔

٣- مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى، عَنِ الْكَاهِلِيِّ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ عليه السلام: فِي دُعَاءٍ: اَلْحَمْدُ لِلَّهِ مُنْتَهَى عِلْمِهِ، فَكَتَبَ إِلَيَّ لَا تَقُولَنَّ مُنْتَهَى عِلْمِهِ فَلَيْسَ لِعِلْمِهِ مُنْتَهًى وَلَكِنْ قُلْ: مُنْتَهَى رِضَاهُ.

۳۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام کو لکھا۔ اس طرح دعا کرنے کے متعلق حمد ہے اس خدا کی جس کا علم انتہا درجہ کا ہے حضرت نے لکھا ایسا نہ کہو۔ اس کے علم کے لئے انتہا کا لفظ کہنا درست نہیں، بلکہ یوں کہو حمد ہے اس خدا کی جس کی رضا انتہا درجہ کی ہے۔

٤- مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ نُوحٍ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ عليه السلام يَسْأَلُهُ عَنِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ أَكَانَ يَعْلَمُ الْأَشْيَاءَ قَبْلَ أَنْ خَلَقَ الْأَشْيَاءَ وَكَوَّنَهَا أَوْ لَمْ يَعْلَمْ ذَلِكَ حَتَّى خَلَقَهَا وَأَرَادَ خَلْقَهَا وَتَكْوِينَهَا فَعَلِمَ مَا خَلَقَ عِنْدَ مَا خَلَقَ وَمَا كَوَّنَ عِنْدَ مَا كَوَّنَ؟ فَوَقَّعَ بِخَطِّهِ: لَمْ يَزَلِ اللهُ عَالِماً بِالْأَشْيَاءِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ الْأَشْيَاءَ كَعِلْمِهِ بِالْأَشْيَاءِ بَعْدَ مَا خَلَقَ الْأَشْيَاءَ.

۴۔ راوی کہتا ہے میں نے امام رضا علیہ السلام کو لکھا اور خدائے عز وجل کے متعلق یہ سوال کیا۔ کیا وہ خلق و تکوین اشیاء سے پہلے ان چیزوں کو جانتا تھا یا نہیں جانتا تھا اور جب جانا تو ارادہ ان کی خلق و تکوین کا کیا یا اس وقت علم ہوا جب ان کو پیدا کیا۔ حضرت نے اپنے قلم سے یہ جواب لکھا۔ وہ اشیاء کے متعلق ہمیشہ سے علم رکھنے والا ہے ان کی خلقت سے پہلے بھی اس کا علم اشیاء کے متعلق ویسا ہی تھا جیسا ان کی خلقت کے بعد

۵- عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَمْزَةَ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى الرَّجُلِ عليه السلام أَسْأَلُهُ أَنَّ مَوَالِيَكَ اخْتَلَفُوا فِي الْعِلْمِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَمْ يَزَلِ اللهُ عَالِماً قَبْلَ فِعْلِ الْأَشْيَاءِ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا نَقُولُ: لَمْ يَزَلِ اللهُ عَالِماً، لِأَنَّ مَعْنَى يَعْلَمُ يَفْعَلُ فَإِنْ أَثْبَتْنَا الْعِلْمَ فَقَدْ أَثْبَتْنَا فِي الْأَزَلِ مَعَهُ شَيْئاً فَإِنْ رَأَيْتَ جَعَلَنِيَ اللهُ فِدَاكَ أَنْ تُعَلِّمَنِي مِنْ ذَلِكَ مَا أَقِفُ عَلَيْهِ وَلَا أَجُوزُهُ؟ فَكَتَبَ عليه السلام بِخَطِّهِ: لَمْ يَزَلِ اللهُ عَالِماً تَبَارَكَ وَتَعَالَى ذِكْرُهُ.

۵- راوی کہتاہے میں نے امام علی نقی علیہ السلام کو لکھاکہ آپ کے دوستوں نے اختلاف کیاہے علم باری تعالیٰ کے متعلق. بعض کہتے ہیں وہ ہمیشہ سے عالم قبل فعل اشیاء، بعض کہتے ہیں کہ یہ نہ کہو۔ کہ خدا ہمیشہ سے عالم ہے کیونکہ وہ عالم ہے کے معنی ہیں وہ کرتاہے۔ پس اگر ہم علم کا ازلی ہونا بھی ثابت کریں گے تو اس کے ساتھ کوئی چیز ثابت کرنا ہوگی جس کا اسے علم ہو۔ میں آپ پر فدا ہوں اس کے بارے میں مجھے بتایئے تاکہ میں اس پر قائم رہوں اور تجاوز نہ کروں حضرت نے اپنے قلم سے مجھے تحریر فرمایاکہ خدائے تبارک وتعالیٰ ہمیشہ سے عالم ہے۔

۶- مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنْ فُضَيْلِ بْنِ سُكَّرَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام: جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنْ رَأَيْتَ أَنْ تُعَلِّمَنِي هَلْ كَانَ اللهُ جَلَّ وَجْهُهُ يَعْلَمُ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ أَنَّهُ وَحْدَهُ؟ فَقَدِ اخْتَلَفَ مَوَالِيكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: قَدْ كَانَ يَعْلَمُ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ شَيْئاً مِنْ خَلْقِهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّمَا مَعْنَى يَعْلَمُ يَفْعَلُ فَهُوَ الْيَوْمَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا غَيْرُهُ قَبْلَ فِعْلِ الْأَشْيَاءِ فَقَالُوا: إِنْ أَثْبَتْنَا أَنَّهُ لَمْ يَزَلْ عَالِماً بِأَنَّهُ لَا غَيْرُهُ فَقَدْ أَثْبَتْنَا مَعَهُ غَيْرَهُ فِي أَزَلِيَّتِهِ؟ فَإِنْ رَأَيْتَ يَا سَيِّدِي أَنْ تُعَلِّمَنِي مَا لَا أَعْدُوهُ إِلَى غَيْرِهِ؟ فَكَتَبَ عليه السلام: مَا زَالَ اللهُ عَالِماً تَبَارَكَ وَتَعَالَى ذِكْرُهُ.

۶- راوی کہتاہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ آیا۔ خدا مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے اس کا علم رکھتا تھا۔ آپ کے شیعہ اس امر میں مختلف عقیدے رکھتے ہیں کہ وہ مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے اس کا علم رکھتا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ یعلم (جانتاہے) کے معنی یفعل (کرتاہے) ہیں پس وہ آج

(بوقتِ خلقت جانتا ہے) کو قبل خلق اشیاء اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ پس وہ یہ دلیل لاتے ہیں کہ اگر ہم یہ ثابت کریں کہ وہ ہمیشہ سے عالم تھا اس بات کا کہ اس کا غیر نہیں تو پھر ہم نے یہ ثابت کیا کہ اس کا غیر ہمیشہ سے اس کے ساتھ ہے پس اے میرے سردار آپ مجھے تعلیم دیں تاکہ میں اس کے سوا دوسرا عقیدہ نہ رکھوں۔ حضرت نے جواب میں لکھا کہ خداوند عالم ہمیشہ سے عالم ہے۔

توضیح - اس حدیث میں امام علیہ السلام نے جواب شبہہ بیان نہیں فرمایا صرف حقیقت کی نقاب کشائی کی ہے شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ سائل کو اس قابلیت کا نہ پایا ہو کہ وہ اس شبہہ کے جواب کو ٹھیک ٹھیک سمجھ سکے یا یہ کہ دوسروں کے سامنے پوری طرح بیان کر سکے یا مخالفین سے کسی ضرر کا اندیشہ ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باب سیزدہم (۱۳)

تتمۂ باب سابق

٥(بَابٌ آخَرُ وَهُوَ مِنَ الْبَابِ الْأَوَّلِ)٥

١ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ حَرِيزٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام أَنَّهُ قَالَ فِي صِفَةِ الْقَدِيمِ: إِنَّهُ وَاحِدٌ صَمَدٌ أَحَدِيُّ الْمَعْنَى لَيْسَ بِمَعَانِي كَثِيرَةٍ مُخْتَلِفَةٍ، قَالَ: قُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ يَزْعُمُ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ أَنَّهُ يَسْمَعُ بِغَيْرِ الَّذِي يُبْصِرُ وَ يُبْصِرُ بِغَيْرِ الَّذِي يَسْمَعُ، قَالَ: فَقَالَ: كَذَبُوا وَأَلْحَدُوا وَ شَبَّهُوا تَعَالَى اللهُ عَنْ ذَلِكَ، إِنَّهُ سَمِيعٌ بَصِيرٌ يَسْمَعُ بِمَا يُبْصِرُ وَ يُبْصِرُ بِمَا يَسْمَعُ، قَالَ: قُلْتُ: يَزْعُمُونَ أَنَّهُ بَصِيرٌ عَلَى مَا يَعْقِلُونَهُ، قَالَ: فَقَالَ: تَعَالَى اللهُ إِنَّمَا يُعْقَلُ مَا كَانَ بِصِفَةِ الْمَخْلُوقِ وَلَيْسَ اللهُ كَذَلِكَ

۱۔ محمد بن مسلم سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے صفت قدیم کے بارے میں فرمایا کہ وہ واحد

وصمد ہے ایک ہی معنی میں بہت سے معانی نہیں کہ علیحدہ علیحدہ ذاتیں سمجھی جائیں) میں نے کہا عراق کے کچھ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ سنتا ہے بغیر اس چیز کے جس سے دیکھتا ہے اور دیکھتا ہے بغیر اس چیز کے جس سے سنتا ہے فرمایا وہ جھوٹے ہیں ملحد ہیں۔ اور خدا کو مشابہ بنانے والے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے (وہ بغیر کسی آلہ کے سمیع وبصیر ہے جس (قدرت) سے وہ سنتا ہے اسی سے دیکھتا ہے۔ میں نے کہا وہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ اس صورت سے بصیر ہے جیسا کہ وہ اس کو سمجھتے ہیں۔ فرمایا۔ خدا اس سے بلند و برتر ہے جو ان کی عقل میں آتا ہے وہ مخلوق کی صفت ہے اللہ ایسا نہیں۔

۲۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ فِي حَدِيثِ الزِّنْدِيقِ الَّذِي سَأَلَ أَبَا عَبْدِاللهِ عليه السلام، أَنَّهُ قَالَ لَهُ: أَتَقُولُ: إِنَّهُ سَمِيعٌ بَصِيرٌ؟ فَقَالَ أَبُو عَبْدِاللهِ عليه السلام: هُوَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ، سَمِيعٌ بِغَيْرِ جَارِحَةٍ وَبَصِيرٌ بِغَيْرِ آلَةٍ بَلْ يَسْمَعُ بِنَفْسِهِ وَيُبْصِرُ بِنَفْسِهِ وَلَيْسَ قَوْلِي إِنَّهُ سَمِيعٌ بِنَفْسِهِ أَنَّهُ شَيْءٌ وَالنَّفْسُ شَيْءٌ آخَرُ وَلٰكِنِّي أَرَدْتُ عِبَارَةً عَنْ نَفْسِي إِذْ كُنْتُ مَسْؤُولاً وَإِفْهَاماً لَكَ إِذْ كُنْتَ سَائِلاً فَأَقُولُ يَسْمَعُ بِكُلِّهِ لَا أَنَّ كُلَّهُ لَهُ بَعْضٌ لِأَنَّ الْكُلَّ لَنَا لَهُ بَعْضٌ وَلٰكِنْ أَرَدْتُ إِفْهَامَكَ وَالتَّعْبِيرَ عَنْ نَفْسِي وَلَيْسَ مَرْجِعِي فِي ذٰلِكَ كُلِّهِ إِلَّا أَنَّهُ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ الْعَالِمُ الْخَبِيرُ بِلَا اخْتِلَافِ الذَّاتِ وَلَا اخْتِلَافِ مَعْنًى.

۲۔ ہشام بن الحکم نے ایک ملحد کی بات بیان کی کہ اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا۔ کیا آپ کہتے ہیں کہ خدا سمیع و بصیر ہے فرمایا بے شک وہ سمیع و بصیر ہے لیکن سننے والا ہے بغیر کسی عضو کے اور دیکھنے والا ہے بغیر کسی آلہ کے وہ اپنے نفس سے سنتا ہے اور اپنے نفس سے دیکھتا ہے اور یہ میں نے نفس کہا اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ اور ہے اور نفس اور ہے بلکہ میں نے ارادہ کیا اس لفظ اپنے نفس سے کیونکہ مجھ سے سوال کیا گیا ہے اور تیرے سمجھانے کے لئے کیونکہ تو سائل ہے میں کہتا ہوں وہ اپنے کل سے سنتا ہے لیکن وہ یہ کل نہیں جس کے آگے بعض ہو۔ یہ بعض ہمارے لئے ہے میں نے تو یہ تیرے سمجھانے اور اپنے نفس سے اس کو الگ کرنے کے لئے کہا۔ میرا مقصد اس کل سے یہ ہے کہ وہ سمیع و بصیر ہے عالم ہے خبیر ہے بلا اختلاف ذات و اختلاف معنی۔

باب چہاردہم (۱۴)

ارادہ صفات فعل سے ہے اور تمام صفات فعل

(بابٌ)

اَلْإِرَادَةِ اَنَّهَا مِنْ صِفَاتِ الْفِعْلِ وَسَائِرِ صِفَاتِ الْفِعْلِ

۱۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْعَطَّارُ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى الْأَشْعَرِيِّ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ الْأَهْوَازِيِّ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ قُلْتُ: لَمْ يَزَلِ اللهُ مُرِيداً؟ قَالَ: إِنَّ الْمُرِيدَ لَا يَكُونُ إِلَّا لِمُرَادٍ مَعَهُ، لَمْ يَزَلِ اللهُ عَالِماً قَادِراً ثُمَّ أَرَادَ.

۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے راوی نے پوچھا کیا اللہ ہمیشہ سے صاحب ارادہ ہے۔ فرمایا مرید کے لئے یہ دیکھنا ہوگا۔ مصداق مراد کیا ہے اللہ ہمیشہ سے عالم و قادر ہے پھر اس نے ارادہ کیا یعنی علم و قدرت بلحاظ مفہوم و مصداق ارادہ سے الگ ہے کیونکہ مصداق علم و قدرت ایک چیز ہے یعنی ذاتِ باری تعالیٰ۔ پس علم و قدرت صفات ذات ہیں اور ارادہ صفات فعل لہذا وہ صفت ذات نہیں۔

۲۔ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِاللهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ بَكْرِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْجَهْمِ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام: عِلْمُ اللهِ وَمَشِيئَتُهُ هُمَا مُخْتَلِفَانِ أَوْ مُتَّفِقَانِ؟ فَقَالَ: الْعِلْمُ لَيْسَ هُوَ الْمَشِيئَةَ، أَلَا تَرَى أَنَّكَ تَقُولُ: سَأَفْعَلُ كَذَا إِنْ شَاءَ اللهُ، وَلَا تَقُولُ: سَأَفْعَلُ كَذَا إِنْ عَلِمَ اللهُ، فَقَوْلُكَ إِنْ شَاءَ اللهُ، دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ لَمْ يَشَأْ، فَإِذَا شَاءَ كَانَ الَّذِي شَاءَ كَمَا شَاءَ، وَعِلْمُ اللهِ السَّابِقُ لِلْمَشِيئَةِ.

۲۔ راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ علم و مشیئت الٰہی الگ الگ یا متفق ہیں فرمایا علم مشیت نہیں ہے کیا تم نے غور نہیں کیا کہ تم کہتے ہو جب یہ کام ان شاء اللہ کروں گا اور یوں نہیں کہتے کہ اگر اللہ نے جانا تو کروں گا اور یوں بھی نہیں کہتے کہ اگر اللہ نے جانا تو کرونگا یہ دلیل ہے کہ اللہ نے نہیں جانا۔ جب چاہے گا تو وہی ہوگا جو اس نے چاہا ہے خدا سابق ہے مشیت پر۔

۳۔ أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ عليه السلام: أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِرَادَةِ مِنَ اللهِ وَمِنَ الْخَلْقِ قَالَ: فَقَالَ: الْإِرَادَةُ مِنَ الْخَلْقِ: الضَّمِيرُ وَ مَا يَبْدُو لَهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنَ الْفِعْلِ وَ أَمَّا مِنَ اللهِ تَعَالَى فَإِرَادَتُهُ إِحْدَاثُهُ لَا غَيْرُ ذٰلِكَ لِأَنَّهُ لَا يُرَوِّي وَلَا يَهُمُّ وَلَا يَتَفَكَّرُ وَ هٰذِهِ الصِّفَاتُ مَنْفِيَّةٌ عَنْهُ وَهِيَ صِفَاتُ الْخَلْقِ؛ فَإِرَادَةُ اللهِ الْفِعْلُ لَا غَيْرُ ذٰلِكَ يَقُولُ لَهُ: كُنْ فَيَكُونُ بِلَا لَفْظٍ وَلَا نُطْقٍ بِلِسَانٍ، وَلَا هِمَّةٍ وَلَا تَفَكُّرٍ، وَلَا كَيْفَ لِذٰلِكَ، كَمَا أَنَّهُ لَا كَيْفَ لَهُ.

۳۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے کہا کہ ارادۂ خدا اور ارادۂ خلق سے مطلع فرمائیے فرمایا ارادۂ خلق ضمیر کی آواز ہے جس کے بعد ان سے کوئی فعل ظاہر ہوتا ہے لیکن ارادہ باری احداث یعنی خلق کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے کیوں کہ اس کا تعلق فکر و رویت سے نہیں، نہ غور و تامل سے، یہ صفات اس سے دور ہیں یہ تو مخلوق کی صفات ہیں اللہ کا ارادہ اس کا فعل ہے وہ کسی چیز سے کہتا ہے کن (ہو جا) پس وہ ہو جاتی ہے کن کہنا نہ لفظ سے تعلق رکھتا ہے نہ زبان کی گویائی سے، نہ ہمت و تفکر سے اور نہ کسی کیفیت سے کیونکہ کیفیت اس کے لئے ہے ہی نہیں۔

۴۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أُذَيْنَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَالَ: خَلَقَ اللهُ الْمَشِيئَةَ بِنَفْسِهَا ثُمَّ خَلَقَ الْأَشْيَاءَ بِالْمَشِيئَةِ.

۴۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا نے پہلے نفس مشیئت کو پیدا کیا۔ پھر مشیئت سے اشیاء کو پیدا کیا۔

(توضیح: مشیت کے معنی ہیں اللہ کی خواہش اوّل جس کا تعلق وجود نظام عالم سے ہے اور مشیئت سے مراد یہاں مصداق مشیت ہے کہ جس کے بغیر مشیئت کا تحقق نہیں ہوتا اور وہ پانی ہے جو مادہ میں سب سے پہلی مخلوق ہے۔)

٥ـ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد البرقي، عن محمّد بن عيسى، عن المشرقي
حمزة بن المرتفع عن بعض أصحابنا قال: كنت في مجلس أبي جعفر عليه السلام إذ دخل عليه
عمرو بن عبيد فقال له: جعلت فداك قول الله تبارك وتعالى: «ومن يحلل عليه غضبي فقد
هوى» ماذلك الغضب؟ فقال أبو جعفر عليه السلام: هو العقاب يا عمرو إنّه من زعم أنّ الله
قد زال من شيء إلى شيء فقد وصفه صفة مخلوق وإنّ الله تعالى لا يستفزّه شيء فيغيره.

٥ـ راوی کہتا ہے میں امام محمد باقر علیہ السلام کی مجلس میں حاضر تھا کہ عمرو بن عبید (معتزلی) آیا اور کہنے لگا۔ آیہ
وَمَن يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَىٰ ۔ میں غضب سے کیا مراد ہے۔ حضرت نے فرمایا اس سے مراد ہے عذاب۔ اے عمر
جس نے یہ گمان کیا کہ خدا ایک حال سے دوسرے حال کی طرف بدلتا ہے اس نے مخلوق کی صفت سے خدا کو متصف کیا خداوند
عالم کو کوئی شے برانگیختہ نہیں کرتی کہ اس کی حالت میں تغیر ہو۔

٦ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ فِي حَدِيثِ
الزِّنْدِيقِ الَّذِي سَأَلَ أَبَا عَبْدِاللهِ عليه السلام فَكَانَ مِنْ سُؤَالِهِ أَنْ قَالَ لَهُ: فَلَهُ رِضاً وَسَخَطٌ؟ فَقَالَ أَبُو عَبْدِاللهِ
عليه السلام: نَعَمْ وَلٰكِنْ لَيْسَ ذٰلِكَ عَلَىٰ مَا يُوجَدُ مِنَ الْمَخْلُوقِينَ وَ ذٰلِكَ أَنَّ الرِّضَا حَالٌ تَدْخُلُ عَلَيْهِ
فَتَنْقُلُهُ مِنْ حَالٍ إِلَىٰ حَالٍ لِأَنَّ الْمَخْلُوقَ أَجْوَفُ مُعْتَمِلٌ مُرَكَّبٌ، لِلْأَشْيَاءِ فِيهِ مَدْخَلٌ، وَ خَالِقُنَا
لَا مَدْخَلَ لِلْأَشْيَاءِ فِيهِ لِأَنَّهُ وَاحِدٌ وَاحِدِيُّ الذَّاتِ وَاحِدِيُّ الْمَعْنَىٰ فَرِضَاهُ ثَوَابُهُ وَ سَخَطُهُ عِقَابُهُ
مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ يَتَدَاخَلُهُ فَيُهَيِّجُهُ وَ يَنْقُلُهُ مِنْ حَالٍ إِلَىٰ حَالٍ لِأَنَّ ذٰلِكَ مِنْ صِفَةِ الْمَخْلُوقِينَ
الْعَاجِزِينَ الْمُحْتَاجِينَ.

٦ـ ہشام بن الحکم سے مروی ہے کہ ایک زندیق نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ خدا کے لئے
خوشنودی ہے اور غصہ ہے حضرت نے فرمایا ہاں ہے۔ لیکن اس کی مثال یہ نہیں جو مخلوق میں ہے رضا یا خوشنودی ایک حالت ہے
جو کسی شخص پر طاری ہوتی ہے اور ایک حال سے دوسرے حال کی طرف بدل دیتی ہے، مخلوق کی شان یہ ہے کہ وہ چیزوں کا
اثر قبول کرتی ہے اور ان کے عمل کو اپنے اوپر لیتی ہے اور اجزاء سے مرکب ہے اشیاء اس میں داخل ہوتی ہیں اور ہمارا

خالق وہ ہے جس میں کوئی چیز داخل نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ واحد ہے اور ذات کے لحاظ سے یکتا ہے اور معنی کے لحاظ سے یگانہ ہے پس اس کی خوشنودی اس کا ثواب عطا کرنا اور غضب عذاب نازل کرنا ہے بغیر اس کے کہ کوئی شئے اس میں داخل ہو کر اسے ہیجان میں لائے اور ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل کرے کیونکہ یہ تو مخلوق اور عاجزوں اور محتاجوں کی صفت ہے۔

۷۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنِ ابْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللَّهِ عليه السلام قَالَ: الْمَشِيئَةُ مُحْدَثَةٌ.

۷۔ راوی کہتا ہے فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے مشیت باری تعالیٰ یعنی مصداق مشیت عالم حادث اور مخلوق ہونا ہے۔

ضابطہ صفات ذات وصفات الفعل

○ (جُمْلَةُ الْقَوْلِ فِي صِفَاتِ الذَّاتِ وَصِفَاتِ الْفِعْلِ) ○

إِنَّ كُلَّ شَيْءٍ وَصَفْتَ اللَّهَ بِهِمَا وَ كَانَا جَمِيعاً فِي الْوُجُودِ فَذَلِكَ صِفَةُ فِعْلٍ، وَ تَفْسِيرُ هَذِهِ الْجُمْلَةِ أَنَّكَ تُثْبِتُ فِي الْوُجُودِ مَا يُرِيدُ وَ مَا لَا يُرِيدُ وَ مَا يَرْضَاهُ وَ مَا يُسْخِطُهُ وَ مَا يُحِبُّ وَ مَا يُبْغِضُ فَلَوْ كَانَتِ الْإِرَادَةُ مِنْ صِفَاتِ الذَّاتِ مِثْلَ الْعِلْمِ وَ الْقُدْرَةِ كَانَ مَا لَا يُرِيدُ نَاقِضاً لِتِلْكَ الصِّفَةِ وَ لَوْ كَانَ مَا يُحِبُّ مِنْ صِفَاتِ الذَّاتِ كَانَ مَا يُبْغِضُ نَاقِضاً لِتِلْكَ الصِّفَةِ؛ أَلَا تَرَى أَنَّا لَا نَجِدُ فِي الْوُجُودِ مَا لَا يَعْلَمُ وَ مَا لَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ وَ كَذَلِكَ صِفَاتُ ذَاتِهِ الْأَزَلِيِّ لَسْنَا نَصِفُهُ بِقُدْرَةٍ وَ عَجْزٍ [وَ عِلْمٍ وَ جَهْلٍ وَ سَفَهٍ وَ حِكْمَةٍ وَ خَطَاءٍ وَ عِزٍّ] وَ ذِلَّةٍ وَ يَجُوزُ أَنْ يُقَالَ: يُحِبُّ مَنْ أَطَاعَهُ وَ يُبْغِضُ مَنْ عَصَاهُ وَ يُوَالِي مَنْ أَطَاعَهُ وَ يُعَادِي مَنْ عَصَاهُ وَ إِنَّهُ يَرْضَى وَ يَسْخَطُ، وَ يُقَالُ فِي الدُّعَاءِ: اللَّهُمَّ ارْضَ عَنِّي وَ لَا تَسْخَطْ عَلَيَّ وَ تَوَلَّنِي وَ لَا تُعَادِنِي وَ لَا يَجُوزُ أَنْ يُقَالَ: يَقْدِرُ أَنْ يَعْلَمَ وَ لَا يَقْدِرُ أَنْ لَا يَعْلَمَ وَ يَقْدِرُ أَنْ يَمْلِكَ وَ لَا يَقْدِرُ أَنْ لَا يَمْلِكَ، وَ يَقْدِرُ أَنْ يَكُونَ عَزِيزاً حَكِيماً وَ لَا يَقْدِرُ أَنْ لَا يَكُونَ عَزِيزاً حَكِيماً، وَ يَقْدِرُ أَنْ

يَكُونَ جَوَاداً وَلَا يَقْدِرُ أَنْ لَا يَكُونَ جَوَاداً ، وَيَقْدِرُ أَنْ يَكُونَ غَفُوراً وَلَا يَقْدِرُ أَنْ لَا يَكُونَ غَفُوراً وَلَا يَجُوزُ أَيْضاً أَنْ يُقَالَ : أَرَادَ أَنْ يَكُونَ رَبّاً وَقَدِيماً وَعَزِيزاً وَحَكِيماً وَمَالِكاً وَعَالِماً وَقَادِراً لِأَنَّ هٰذِهِ مِنْ صِفَاتِ الذَّاتِ وَالْإِرَادَةُ مِنْ صِفَاتِ الْفِعْلِ ، أَلَا تَرَىٰ أَنَّهُ يُقَالُ : أَرَادَ هٰذَا وَلَمْ يُرِدْ هٰذَا وَصِفَاتُ الذَّاتِ تَنْفِي عَنْهُ بِكُلِّ صِفَةٍ مِنْهَا ضِدَّهَا ، يُقَالُ : حَيٌّ وَعَالِمٌ وَسَمِيعٌ وَبَصِيرٌ وَعَزِيزٌ وَحَكِيمٌ ، غَنِيٌّ ، مَلِكٌ ، حَلِيمٌ ، عَدْلٌ ، كَرِيمٌ ؛ فَالْعِلْمُ ضِدُّهُ الْجَهْلُ ، وَالْقُدْرَةُ ضِدُّهَا الْعَجْزُ ، وَالْحَيَاةُ ضِدُّهَا الْمَوْتُ ، وَالْعِزَّةُ ضِدُّهَا الذِّلَّةُ ، وَالْحِكْمَةُ ضِدُّهَا الْخَطَأُ ، وَضِدُّ الْحِلْمِ الْعَجَلَةُ وَالْجَهْلُ ، وَضِدُّ الْعَدْلِ الْجَوْرُ وَالظُّلْمُ .

ہر دو چیزیں جسے تعریف باری تعالیٰ کی جائے اگر وہ دونوں وجود باری میں جمع ہو سکیں تو صفات فعل ہیں۔

توضیح :- اللہ عز و جل کی صفات دو قسم کی ہیں: ذاتی اور صفاتی ، ذاتی وہ ہیں کہ ایک صفت اور اس کی ضد دونوں اس کی ذات میں جمع نہیں ہوتیں مثلاً حیات و موت کہ یہ دونوں اس کی ذات میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ پس حیات اس کی صفت ذاتی ہے اور جو دو صفتیں اس کی ذات میں جمع ہو جائیں۔ وہ صفات فعلی ہیں جیسے رضا و سخط (خوشنودی و غضب)

تفسیر اس جملہ کی یہ ہے کہ تم ثابت کرتے ہو وجود باری کے لئے کہ وہ ارادہ کرتا ہے اور نہیں ارادہ کرتا اور خوش ہوتا ہے اور غضبناک ہوتا ہے اور محبت کرتا ہے اور بغض رکھتا ہے پس اگر ارادہ صفات ذات سے ہوتا، علم و قدرت کی طرح تو یہ کہنا کہ وہ ارادہ نہیں کرتا اس کا توڑنے والا ہوگا۔ یہ کہنا کہ وہ ارادہ کرتا ہے اور اگر یہ کہنا کہ وہ محبت کرتا ہے تو اس کے خلاف یہ نہ کہا جاتا کہ وہ بغض رکھتا ہے کیا تم نہیں غور کرتے کہ ہم اس کے وجود کو عدم علم اور قدرت سے موصوف نہیں کر سکتے کیونکہ علم و قدرت صفات ذات ہیں ہم اس کو موصوف نہیں کرتے قدرت اور علم و جہل اور بے دقوفی و حکمت اور عزت و ذلت سے۔ ہاں یہ کہنا جائز ہے کہ خدا محبت کرتا ہے اس سے جو اس کی اطاعت کرے اور بغض رکھتا ہے اس سے جو اس کی نافرمانی کرے۔ دوست رکھتا ہے اپنے اطاعت کرنے والے اور دشمن رکھتا ہے اپنے نافرمان کو۔ وہ راضی ہوتا ہے اور غضبناک ہوتا ہے۔ دعا میں کہا جاتا ہے خداوند تو مجھ سے راضی ہو اور مجھ سے ناراض نہ ہو۔ مجھے دوست رکھ اور میرا دشمن نہ بن۔

اور یہ کہنا جائز نہیں کہ وہ قدرت رکھتا ہے جاننے پر اور نہیں قدرت رکھتا اس پر کہ نہ جانے اور قدرت رکھتا ہے اس پر کہ مالک ہو اور نہیں قدرت رکھتا کہ مالک نہ ہو۔ اور قدرت رکھتا ہے اس پر کہ حکیم و عزیز ہو اور

نہیں قدرت رکھتا اس پر کہ حکیم و عزیز نہ ہو اور قدرت رکھتا ہے اس پر کہ جواد ہو اور نہیں قدرت رکھتا ہے کہ جواد نہ ہو اور قدرت رکھتا ہے اس پر کہ غفور ہو اور نہیں قدرت رکھتا ہے اس پر کہ غفور نہ ہو۔

یہ کہنا جائز نہیں کہ خدا نے ارادہ کیا اس بات کا کہ وہ رب ہو اور قدیم ہو اور عزیز ہو اور حکیم ہو اور مالک و عالم و قادر ہو کیونکہ یہ سب صفات ذات ہیں اور ارادہ صفات افعال سے ہے، صفات فعل سے ہے کیا تم غور نہیں کرتے کہ کہا جاتا ہے کہ اس نے یہ ارادہ کیا اور یہ ارادہ نہ کیا۔ صفات ذات نفی کرتی ہیں ہر اس صفت کی جس کی ضد ہو کہا جاتا ہے خدا حیٌ و عالم و سمیع و بصیر و عزیز و حکیم مالک، حلیم و عادل و کریم ہے پس ضد علم جہل ہے ضد قدرت عاجزی ضد حیات و موت، ضد عزت ذلت، ضد حکمت ہے خطا اور ضد حلم جلدی اور جہالت اور ضد عدل ظلم و جور ہے ان کا اس سے تعلق نہیں۔

باب پانزدہم (۱۵)

حدوث الاسماء

(بَابُ حُدُوْثِ الْأَسْمَاءِ)

۱۔ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي حَمَّادٍ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ يَزِيْدَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَالَ: إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى خَلَقَ اسْماً بِالْحُرُوفِ غَيْرَ مُتَصَوَّتٍ وَبِاللَّفْظِ غَيْرَ مُنْطَقٍ وَبِالشَّخْصِ غَيْرَ مُجَسَّدٍ وَبِالتَّشْبِيهِ غَيْرَ مَوْصُوفٍ وَبِاللَّوْنِ غَيْرَ مَصْبُوغٍ، مَنْفِيٌّ عَنْهُ الْأَقْطَارُ، مُبَعَّدٌ عَنْهُ الْحُدُودُ، مَحْجُوبٌ عَنْهُ حِسُّ كُلِّ مُتَوَهِّمٍ، مُسْتَتِرٌ غَيْرُ مَسْتُورٍ، فَجَعَلَهُ كَلِمَةً تَامَّةً عَلَى أَرْبَعَةِ أَجْزَاءٍ مَعاً لَيْسَ مِنْهَا وَاحِدٌ قَبْلَ الْآخَرِ، فَأَظْهَرَ مِنْهَا ثَلَاثَةَ أَسْمَاءٍ لِفَاقَةِ الْخَلْقِ إِلَيْهَا وَحَجَبَ مِنْهَا وَاحِداً وَهُوَ الِاسْمُ الْمَكْنُونُ الْمَخْزُونُ، فَهَذِهِ الْأَسْمَاءُ الَّتِي ظَهَرَتْ، فَالظَّاهِرُ هُوَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، وَسَخَّرَ سُبْحَانَهُ لِكُلِّ اسْمٍ مِنْ هَذِهِ الْأَسْمَاءِ أَرْبَعَةَ أَرْكَانٍ،

فَذٰلِكَ اِثْنَا عَشَرَ رُكْنًا، ثُمَّ خَلَقَ لِكُلِّ رُكْنٍ مِنْهَا ثَلَاثِينَ اسْمًا فِعْلًا مَنْسُوبًا اِلَيْهَا فَهُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ، الْمَلِكُ، الْقُدُّوسُ، الْخَالِقُ، الْبَارِئُ، الْمُصَوِّرُ، الْحَيُّ، الْقَيُّومُ، لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ، الْعَلِيمُ، الْخَبِيرُ، السَّمِيعُ، الْبَصِيرُ، الْحَكِيمُ، الْعَزِيزُ، الْجَبَّارُ، الْمُتَكَبِّرُ، الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ، الْمُقْتَدِرُ، الْقَادِرُ، السَّلَامُ، الْمُؤْمِنُ، الْمُهَيْمِنُ، [الْبَارِئُ] الْمُنْشِئُ، الْبَدِيعُ، الرَّفِيعُ، الْجَلِيلُ، الْكَرِيمُ، الرَّازِقُ، الْمُحْيِي، الْمُمِيتُ، الْبَاعِثُ، الْوَارِثُ، فَهٰذِهِ الْأَسْمَاءُ وَمَا كَانَ مِنَ الْأَسْمَاءِ الْحُسْنٰى حَتّٰى تَتِمَّ ثَلَاثَ مِائَةٍ وَسِتِّينَ اسْمًا فَهِيَ نِسْبَةٌ لِهٰذِهِ الْأَسْمَاءِ الثَّلَاثَةِ وَهٰذِهِ الْأَسْمَاءُ الثَّلَاثَةُ أَرْكَانٌ، وَحَجَبَ الْاِسْمَ الْوَاحِدَ الْمَكْنُونَ الْمَخْزُونَ بِهٰذِهِ الْأَسْمَاءِ الثَّلَاثَةِ، وَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى: «قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ أَيًّا مَا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى»

۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ خداوند عالم نے ایک اسم کو حروف سے پیدا کیا لیکن ان حروف کی آواز نہ تھی اور نہ لفظ بولا جاتا تھا اور وجود بغیر جسم تھا اور کسی تشبیہ سے موصوف نہ تھا نہ کسی رنگ میں رنگا ہوا۔ اطراف کی اس سے نفی تھی حدود اس سے دور تھے ہر حس سے پوشیدہ تھا اللہ نے اس کو کلمہ تامہ قرار دیا۔ مطلب یہ ہے کہ مذکورہ بالا چیزیں اس اسم سے چونکہ بعد میں پیدا ہوئیں لہذا اس کا تعلق ان چیزوں سے نہ تھا۔ اس کلمہ تامہ کے اس نے ایک ساتھ چار جز و قرار دیئے (ذات و مفہوم ہو و مفہوم، الف و لام و مفہوم، اللہ تعالیٰ ان چیزوں میں تقدم و تاخر نہیں اس سے تین نام ظاہر کئے۔ کیونکہ خلق کو ان کی طرف احتیاج تھی اور ایک کو پوشیدہ رکھا پس یہ اسماء جو ظاہر ہوئے وہ لفظ اللہ سے ظاہر ہوئے اور ان تینوں ناموں کے تابع بنایا چار ارکان کو، پس یہ بارہ رکن ہو گئے۔ پھر ہر رکن سے تیس اسم فعلی پیدا کئے جو منسوب ہیں اسماء کی طرف اور وہ رحمن و رحیم و ملک و قدوس و خالق و مصور حی و قیوم نہ اس کو اونگھ ہے نہ نیند، و علیم و خبیر، سمیع و بصیر، حکیم و عزیز و جبار و متکبر، علی و عظیم و مقتدر و قادر و سلام و مومن و مہیمن، بادی و ماشی و بدیع و رفیع، جلیل و کریم و رازق و محی و ممیت و باعث و وارث ہیں یہ اور تمام اسماء حسنیٰ مل کر تین سو ساٹھ ہوئے ہیں جو تین ناموں سے منسوب ہیں اور یہ تین ارکان و حجب ہیں اسم واحد کے جو پوشیدہ ہے ان تین اسماء میں مراد ہے قول باری سے قل ادعوا اللہ حقیقت یہ ہے کہ حدوث اسماء کے متعلق جو اوپر بیان ہوا وہ اسرار الٰہیہ سے ہے جن کو نبی و امام کے سوا دوسرا نہیں سمجھ سکتا۔ ہم اس کے سوا کچھ نہیں کہہ

سکتے کہ اللہ اسم ذات ہے اس کی حقیقت کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ کیونکہ اس کی حقیقت عقل و وہم و حواس ہر شے سے مستور ہے اس کے علاوہ جو اور اسس کے اسمائے حسنیٰ ہیں ہم اس کی معرفت ان کے ذریعہ سے حاصل کرتے ہیں۔

٢ ـ أحمد بن إدريس ، عن الحسين بن عبدالله ، عن محمّد بن عبدالله و موسى بن عمر ؛ والحسن بن عليّ بن عثمان ، عن ابن سنان قال : سألت أبا الحسن الرّضا عليه السلام : هل كان الله عزّ وجلّ عارفاً بنفسه قبل أن يخلق الخلق ؟ قال : نعم ، قلت : يراها ويسمعها ؟ قال : ما كان محتاجاً إلى ذلك لأنّه لم يكن يسألها ولا يطلب منها ، هو نفسه ونفسه هو ، قدرته نافذة فليس يحتاج أن يسمّي نفسه ، ولكنّه اختار لنفسه أسماء لغيره يدعوه بها لأنّه إذا لم يدع باسمه لم يعرف ، فأوّل ما اختار لنفسه : العليّ العظيم لأنّه أعلى الأشياء كلّها ، فمعناه الله واسمه العليّ العظيم ، هو أوّل أسمائه ، علا على كلّ شيء .

سنان سے مروی ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا۔ کیا مخلوق کو خلق کرنے سے پہلے خدا اپنے نفس کا عالم تھا۔ فرمایا۔ ہاں۔ میں نے کہا کیا وہ اس کو دیکھتا اور سنتا تھا۔ فرمایا۔ وہ اس کا محتاج نہ تھا کہ وہ اپنا نام لے۔ کیوں کہ وہ کسی مشکل میں سوال کرنے والا اور کسی کا طلب گار نہیں۔ اس کا نفس اس کی ذات ہے اور اس کی ذات اس کا نفس ہے اسکی قدرت جاری ہونے والی ہے وہ اس کا محتاج نہیں کہ اس کی ذات کا نام رکھا جائے۔ لیکن اس نے کچھ نام اپنے لئے منتخب کئے ہیں جو اس کی ذات کے غیر ہیں وہ انہی ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ کیوں کہ اگر کسی نام سے پکارا نہ جاتا تو اس کی معرفت نہ ہوتی پس سب سے پہلے اس نے اپنا نام علی العظیم رکھا کیوں کہ وہ تمام چیزوں سے اعلیٰ ہے اس کی ذات اللہ ہے علی عظیم اس کا نام ہے وہ اس کا سب سے پہلے نام ہے وہ ہر شئے سے بلند تر ہے۔

٣ـ وَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ : سَأَلْتُهُ عَنِ الْإِسْمِ مَا هُوَ ؟ قَالَ : صِفَةٌ لِمَوْصُوفٍ .

۳۔ اور اسی سند کے ساتھ محمد بن سنان سے مروی ہے کہ میں نے سوال کیا کہ اسم کیا ہے۔ فرمایا موصوف کی صفت۔

٤ ـ محمّد بن أبي عبدالله ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن بعض أصحابه ، عن بكر بن

من زعم أنّه يعرف الله بحجاب أو بصورة أو بمثال فهو مشركٌ لأنّ حجابه و مثاله و صورته غيره وإنّما هوواحد متوحّد فكيف يوحّده من زعم أنّه عرفه بغيره ، وإنّما عرف الله من عرفه بالله ، فمن لم يعرفه به فليس يعرفه ، إنّما يعرف غيره ، ليس بين الخالق والمخلوق شيء ، والله خالق الأشياء لامن شيء كان ، والله يسمّى بأسمائه وهو غير أسمائه والأسماء غيره .

صالح ، عن عليّ بن صالح ، عن الحسن بن محمّد بن خالد بن يزيد ، عن عبد الأعلى عن أبي عبدالله عليه السلام قال : اسم الله غيره ، وكلّ شيء وقع عليه اسم شيء فهو مخلوق ما خلا الله فأمّا ما عبّرته الألسن أو عملت الأيدي ، فهو مخلوق ، والله غاية من غاياه والمغيّى غير الغاية ، والغاية موصوفة وكلّ موصوف مصنوع وصانع الأشياء غير موصوف بحدّ مسمّى لم يتكوّن فيعرف كينونيّته بصنع غيره ، ولم يتناه إلى غاية إلّا كانت غيره ، لا يزلّ من فهم هذا الحكم أبداً ، وهو التوحيد الخالص ، فارعوه وصدّقوه وتفهّموه بإذن الله

فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ اسم اللہ کا غیر ہے ہر وہ شے جس کے لئے کوئی نام ہو مخلوق ہے سوائے اللہ کے جس کو زبانیں تعبیر کرتی ہیں اور ہاتھ اس میں کام کرتے ہیں وہ مخلوق ہے اس خالق برحق کا نام اس کے نشانات میں سے ایک نشان ہے اور جس کا نشان ہو وہ نشان سے علیحدہ ذات ہوتی ہے اور نہایت یا نشان موصوف ہوتا ہے اور جو موصوف ہوتا ہے وہ مصنوع ہے اور خالق اشیا غیر موصوف ہے۔ مسمیٰ کی حد میں وہ پیدا نہیں ہوا کہ اس کے ہونے کو غیر کی صفت سے پہچانا جائے اور اس کے لئے حد و انتہا بھی نہیں کوئی نشان بھی نہیں اور جو ہے وہ اس کا غیر ہے کبھی لغزش نہیں کھائے گا وہ جس نے اس بات کو سمجھ لیا اور یہی توحید ہے خالص توحید، اس کی رعایت کرو، اس کی تصدیق کرو اور باذن خدا اُسے سمجھو جس نے گمان کیا کہ اس نے اللہ کو حجاب یا صورت یا مثال سے پہچانا وہ مشرک ہے کیونکہ حجاب اور صورت اور مثال اس کے غیر ہیں وہ ذات وحدہٗ لاشریک ہے جس نے اللہ کو اس طرح سے پہچانا اس نے خدا کی معرفت حاصل کی۔ اور جس نے اس طرح نہ پہچانا اس نے خدا کو نہ پہچانا اور اس کے غیر کو پہچانا۔ خالق و مخلوق کے درمیان کوئی شے مشترک نہیں۔ خدا خالق اشیا ہے وہ کسی چیز سے خود نہیں پیدا ہوا۔ اس کے ناموں سے اسے موسوم کیا جاتا ہے لیکن اس کی ذات ناموں سے الگ ہے اور وہ ناموں سے الگ ہے

باب شانزدہم (۱۶)

اسمار کے معانی اور ان کا اشتقاق

(بَابُ مَعَانِي الْأَسْمَاءِ وَاشْتِقَاقِهَا)

١ـ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ يَحْيَى، عَنْ جَدِّهِ الْحَسَنِ بْنِ رَاشِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام عَنْ تَفْسِيرِ «بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ» قَالَ: الْبَاءُ بَهَاءُ اللهِ، وَالسِّينُ سَنَاءُ اللهِ، وَالْمِيمُ مَجْدُ اللهِ؛ وَرَوَى بَعْضُهُمْ: الْمِيمُ مُلْكُ اللهِ، وَاللهُ إِلٰهُ كُلِّ شَيْءٍ، الرَّحْمٰنُ بِجَمِيعِ خَلْقِهِ، وَالرَّحِيمُ بِالْمُؤْمِنِينَ خَاصَّةً

۱۔ عبداللہ بن سنان سے مروی ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تفسیر پوچھی۔ فرمایا۔ ب سے بہا یعنی اس کا غالب ہونا مراد ہے اور س سے سنا یعنی اس کی رفعت۔ وعظمت مراد ہے میم سے مجد اللہ یعنی بزرگی خدا اور بعض کے نزدیک بادشاہت خدا مراد ہے اور اللہ ہر شے کا معبود ہے۔ رحمٰن ہے اپنی مخلوق پر اور رحیم ہے خاص کر مومنین پر۔

٢ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام عَنْ أَسْمَاءِ اللهِ وَاشْتِقَاقِهَا، اَللهُ مِمَّا هُوَ مُشْتَقٌّ؟ فَقَالَ: يَا هِشَامُ! اَللهُ مُشْتَقٌّ مِنْ إِلٰهٍ وَإِلٰهٌ يَقْتَضِي مَأْلُوهاً وَالْاِسْمُ غَيْرُ الْمُسَمّٰى، فَمَنْ عَبَدَ الْاِسْمَ دُونَ الْمَعْنٰى فَقَدْ كَفَرَ وَلَمْ يَعْبُدْ شَيْئاً وَمَنْ عَبَدَ الْاِسْمَ وَالْمَعْنٰى فَقَدْ أَشْرَكَ وَعَبَدَ اثْنَيْنِ وَمَنْ عَبَدَ الْمَعْنٰى دُونَ الْاِسْمِ فَذَاكَ التَّوْحِيدُ، أَفَهِمْتَ يَا هِشَامُ؟ قَالَ: قُلْتُ: زِدْنِي قَالَ: لِلّٰهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ اسْماً فَلَوْ كَانَ الْاِسْمُ هُوَ الْمُسَمّٰى لَكَانَ كُلُّ اسْمٍ مِنْهَا إِلٰهاً وَلٰكِنَّ اللهَ مَعْنًى يُدَلُّ عَلَيْهِ بِهٰذِهِ الْأَسْمَاءِ وَكُلُّهَا غَيْرُهُ، يَا هِشَامُ! الْخُبْزُ اسْمٌ لِلْمَأْكُولِ وَالْمَاءُ اسْمٌ

لِلْمَشْرُوبِ وَالثَّوْبُ اسْمٌ لِلْمَلْبُوسِ وَالنَّارُ اسْمٌ لِلْمُحْرِقِ، أَفَهِمْتَ يَا هِشَامُ فَهْماً تَدْفَعُ بِهِ وَتُنَاضِلُ بِهِ أَعْدَاءَنَا الْمُتَّخِذِينَ مَعَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ غَيْرَهُ، قُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: نَفَعَكَ اللهُ بِهِ وَثَبَّتَكَ يَا هِشَامُ، قَالَ: فَوَاللهِ مَا قَهَرَنِي أَحَدٌ فِي التَّوْحِيدِ حَتَّى قُمْتُ مَقَامِي هٰذَا

۲۔ ہشام بن الحکم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسمائے الٰہیہ اور ان کے اشتقاق کے متعلق سوال کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے ہشام اللہ مشتق ہے الٰہ سے (معبود) اور الٰہ کے لئے ضروری ہے کہ عبادت کرنے والا بھی ہو اور اسم مسمّیٰ کے غیر ہوتا ہے پس جس نے معنی کو چھوڑ کر نام کی عبادت کی اس نے کفر کیا اور کسی چیز کی بھی عبادت نہ کی اور جس نے نام اور معنی دونوں کی عبادت کی اس نے شرک کیا۔ اور دو کی عبادت کی اور جس نے صرف معنی کی عبادت کی تو یہ توحید ہے اے ہشام تم سمجھ گئے۔ میں نے کہا کچھ اور فرمایئے۔ فرمایا اللہ کے ۹۹ نام ہیں۔ اگر ہر نام ایک ذات ہوتا تو ہر نام ایک معبود بن جاتا۔ لیکن اللہ کا ایک مفہوم ہے جو ان سب ناموں پر ایک دلالت کرتا ہے اور وہ مفہوم ان تمام اسماء کا غیر ہے اے ہشام سمجھو، روٹی ایک ماکول چیز کا نام ہے (نام اور روٹی الگ الگ چیزیں ہیں) پانی ایک مشروب چیز کا نام ہے، لباس ایک ملبوس چیز کا نام ہے، آگ ایک جلانے والی چیز کا نام ہے۔ اے ہشام تم سمجھ گئے اب اس دلیل سے ہمارے دشمنوں کو رد کرنا۔ جو اللہ کے ساتھ اس کے غیر کو بھی معبود بنائے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا ہاں خوب سمجھ گیا۔ ہشام کہتے ہیں، واللہ اس مسئلہ توحید میں کوئی مجھ پر غالب نہ آیا اور میں ہر جگہ اپنے مقام پر قائم رہا۔

۳ ـ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْبَرْقِيِّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ يَحْيَى، عَنْ جَدِّهِ الْحَسَنِ ابْنِ رَاشِدٍ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: سُئِلَ عَنْ مَعْنَى اللهِ فَقَالَ: اسْتَوْلَى عَلَى مَا دَقَّ وَجَلَّ

۳۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کسی نے اللہ کے معنی کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا اللہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ غالب ہے ہر دقیق و جلیل چیز پر۔

٤ ـ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: سَأَلْتُ الرِّضَا عليه السلام عَنْ قَوْلِ اللهِ: «اللهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ» فَقَالَ: هَادٍ لِأَهْلِ السَّمَاوَاتِ وَهَادٍ لِأَهْلِ الْأَرْضِ

وَفِي رِوَايَةِ الْبَرْقِيِّ هُدىً مَنْ فِي السَّمَاءِ وَهُدىً مَنْ فِي الْأَرْضِ .

۴۔ عباس بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے یہ آیہ، اللہ نور السموات والارض کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ آسمان و زمین کا ہدایت کرنے والا ہے اور ایک روایت میں ہے، وہ ہدایت ہے آسمانوں اور زمین کے لئے۔

۵۔ أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى ، عَنْ فُضَيْلِ بْنِ عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي يَعْفُورٍ قَالَ : سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ : « هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ » وَقُلْتُ : أَمَّا الْأَوَّلُ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ وَأَمَّا الْآخِرُ فَبَيِّنْ لَنَا تَفْسِيرَهُ ، فَقَالَ : إِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ إِلَّا يَبِيدُ أَوْ يَتَغَيَّرُ أَوْ يَدْخُلُهُ التَّغَيُّرُ وَالزَّوَالُ أَوْ يَنْتَقِلُ مِنْ لَوْنٍ إِلَى لَوْنٍ وَمِنْ هَيْئَةٍ إِلَى هَيْئَةٍ وَمِنْ صِفَةٍ إِلَى صِفَةٍ وَمِنْ زِيَادَةٍ إِلَى نُقْصَانٍ وَمِنْ نُقْصَانٍ إِلَى زِيَادَةٍ إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ فَإِنَّهُ لَمْ يَزَلْ وَلَا يَزَالُ بِحَالَةٍ وَاحِدَةٍ ، هُوَ الْأَوَّلُ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْآخِرُ عَلَى مَا لَمْ يَزَلْ [وَ] لَا تَخْتَلِفُ عَلَيْهِ الصِّفَاتُ وَالْأَسْمَاءُ كَمَا تَخْتَلِفُ عَلَى غَيْرِهِ ، مِثْلُ الْإِنْسَانِ الَّذِي يَكُونُ تُرَاباً مَرَّةً وَمَرَّةً لَحْماً وَدَماً[1] وَمَرَّةً رُفَاتاً وَرَمِيماً وَكَالْبُسْرِ الَّذِي يَكُونُ مَرَّةً بَلَحاً وَمَرَّةً بُسْراً وَمَرَّةً رُطَباً وَمَرَّةً تَمْراً ، فَتَتَبَدَّلُ عَلَيْهِ الْأَسْمَاءُ وَالصِّفَاتُ وَاللَّهُ جَلَّ وَعَزَّ بِخِلَافِ ذَلِكَ

۵۔ راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا۔ اس قول خدا کے کیا معنی ہیں۔ کہ "وہ اوّل ہے وہ آخر ہے"، اوّل کو تو ہم نے سمجھ لیا لیکن آخر کے معنی بیان فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا" دنیا کی ہر شے ہلاک ہوتی اور متغیر ہوتی ہے، ایک رنگ سے دوسرے رنگ کی طرف، ایک صورت سے دوسری صورت کی طرف، ایک صفت سے دوسری صفت کی طرف، زیادتی سے نقصان اور نقصان سے زیادتی کی طرف لے جاتی ہے اور رب العالمین کی ذات کو نہ زوال ہے نہ ہوگا اور نہ اس کی صفات و اسماء میں کوئی اختلاف ہے جیسے کہ اس کے غیر میں ہوتا ہے مثل انسان کے جو ایک بار مٹی ہوتا ہے پھر گوشت اور پھر خون، پھر بوسیدہ ہڈی یا جیسے خرما کہ پہلے پھول ہوتا ہے پھر کچا خرما، پھر رطب تمر، اس اختلاف کے ساتھ اس کے نام بدلتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے یہ نہیں "

٦ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنِ ابْنِ أُذَيْنَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ مَيْمُونٍ الْبَانِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَاعَبْدِاللهِ عليه السلام وَقَدْ سُئِلَ عَنِ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ فَقَالَ: الْأَوَّلُ لَا عَنْ أَوَّلٍ قَبْلَهُ وَلَا عَنْ بَدْءٍ سَبَقَهُ، وَالْآخِرُ لَا عَنْ نِهَايَةٍ كَمَا يُعْقَلُ مِنْ صِفَةِ الْمَخْلُوقِينَ وَلٰكِنْ قَدِيمٌ أَوَّلٌ آخِرٌ، لَمْ يَزَلْ وَلَا يَزُولُ بِلَا بَدْءٍ وَلَا نِهَايَةٍ، لَا يَقَعُ عَلَيْهِ الْحُدُوثُ وَلَا يَحُولُ مِنْ حَالٍ إِلَىٰ حَالٍ، خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ.

۶۔ راوی کہتا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اوّل و آخر کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپؑ نے فرمایا اوّل ہے لیکن اس سے پہلے کوئی نہیں، کسی نے ابتدا میں اس پر سبقت نہیں کی۔ وہ آخر ہے مگر اس کی نہایت نہیں، یہ تو مخلوق کی صفت ہے جو ذاتِ قدیم اوّل و آخر ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی نہ اس کی ابتدا ہے نہ انتہا نہ اس کا تعلق حدوث سے ہے اور نہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف بدلتا ہے وہ ہر شئے کا خالق ہے۔

٧ ـ محمّد بن أبي عبدالله رفعه إلى أبي هاشم الجعفري قال: كنت عند أبي جعفر الثاني عليه السلام فسأله رجلٌ فقال: أخبرني عن الربّ تبارك وتعالى له أسماء وصفات في كتابه؟ وأسماؤه وصفاته هي هو؟ فقال أبو جعفر عليه السلام: إنّ لهذا الكلام وجهين إن كنت تقول: هي هو أي أنّه ذو عدد وكثرة فتعالى الله عن ذلك وإن كنت تقول: هذه الصفات والأسماء لم تزل فإنّ «لم تزل» محتمل معنيين فان قلت: لم تزل عنده في علمه وهو مستحقّها، فنعم، وإن كنت تقول: لم يزل تصويرها وهجاؤها وتقطيع حروفها فمعاذ الله أن يكون معه شيء غيره، بل كان الله ولا خلق، ثمّ خلقها وسيلة بينه وبين خلقه، يتضرّعون بها إليه ويعبدونه وهي ذكره وكان الله ولا ذكر، والمذكور بالذكر هو الله القديم الّذي لم يزل. والأسماء والصفات مخلوقات، والمعاني والمعنيّ بها هو الله الّذي لا يليق به الاختلاف ولا الائتلاف، وإنّما يختلف ويأتلف المتجزّىء، فلا يقال: الله مؤتلف ولا الله قليل ولا كثير ولكنّه القديم في ذاته، لأنّ ما سوى الواحد متجزّىء، والله واحد لا متجزّىء ولا متوهّم بالقلّة والكثرة وكلّ متجزّىء أو متوهّم بالقلّة والكثرة فهو مخلوق دالّ على خالق له. فقولك: إنّ الله قدير

خبّرت أنّه لا يعجزه شيء، فنفيت بالكلمة العجز وجعلت العجز سواه؛ و كذلك قولك: عالمٌ إنّما نفيت بالكلمة الجهل وجعلت الجهل سواه و إذا أفنى الله الأشياء أفنى الصورة والهجاء والتقطيع ولايزال من لم يزل عالماً.

فقال الرّجل: فكيف سمّينا ربّنا سميعاً؟ فقال: لأنّه لايخفى عليه ما يدرك بالأسماع، ولم نصفه بالسمع المعقول في الرأس، و كذلك سمّيناه بصيراً لأنّه لا يخفى عليه مما يدرك بالأبصار، من لون أو شخص أو غير ذلك، ولم نصفه ببصر لحظة العين، و كذلك سمّيناه لطيفاً لعلمه بالشيء اللّطيف مثل البعوضة و أخفى من ذلك، وموضع النشوء منها، والعقل والشهوة للسفاد والحدب على نسلها، وإقام بعضها على بعض ونقلها الطعام والشراب إلى أولادها في الجبال والمفاوز والأودية والقفار، فعلمنا أنّ خالقها لطيف بلا كيف، وإنّما الكيفيّة للمخلوق المكيّف؛ و كذلك سمّينا ربّنا قويّاً لا بقوّة البطش المعروف من المخلوق ولو كانت قوّته قوّة البطش المعروف من المخلوق لوقع التشبيه ولاحتمل الزيادة، وما احتمل الزيادة احتمل النقصان، وما كان ناقصاً كان غير قديم وما كان غير قديم كان عاجزاً؛ فربّنا تبارك وتعالى لا شبه له ولا ضدّ ولا ندّ ولا كيف ولا نهاية ولا تبصار بصر؛ ومحرّمٌ على القلوب أن تمثّله، وعلى الأوهام أن تحدّه وعلى الضمائر أن تكوّنه، جلّ وعزّ عن أدات خلقه وسمات بريّته وتعالى عن ذلك علوّاً كبيراً.

۱۰۔ ابوہاشم جعفری سے مروی ہے کہ ایکبار امام محمد تقی علیہ السلام سے ایک شخص نے سوال کیا۔ کیا کتاب خدا میں اللہ کے اسمار وصفات ہیں اور آیا وہ اس کی ذات ہیں فرمایا اس کے کلام کی دو صورتیں ہیں اگر تمہارا یہ مطلب ہے کہ اسمار وصفات کے ساتھ وہ صاحب عدد و کثرت ہے تو خدا اس سے بلند و برتر ہے اگر مراد یہ ہے کہ یہ اسمار وصفات ازلی نہیں ہیں تو اس کے دو معنی کا احتمال ہے اگر تیری مراد یہ ہے کہ اسمار وصفات اس کے علم سے تھے کہ احادث ہوں گے اور مخلوق ان کے ذریعہ سے خدا کو یاد کرے گی تو ٹھیک ہے اور اگر تیری مراد یہ ہے کہ اسمار کی تصویریں، ان کے ہجے اور ان کے ٹکڑے بھی ہمیشہ سے اللہ کے ساتھ ہیں، تو خدا کی پناہ کوئی چیز جو اس کا غیر ہے اس کے ساتھ نہیں ہو سکتی، خدا تھا اور مخلوق نہ تھی۔ اس نے اسمار کو پیدا کر دیا تاکہ وہ اس کے اور اس کے اسمار کے درمیان وسیلہ بن جائیں لوگ ان کے ذریعہ سے خدا کے سامنے فریاد کریں اور اس کی عبادت کریں اور عبادت کیا

اس کا ذکر، خدا تھا جب کہ اس کا ذکر نہ تھا اور نہ وہ اپنے ذکر سے ذکر کیا ہوا تھا کیونکہ وہ قدیم ہے اور ہمیشہ سے ہے اور اسماء و صفات اس کی مخلوق ہیں اور ان سے مراد ہے وہ اللہ جس کے لئے نہ مختلف ہونا لائق ہے نہ مؤتلف ہونا، کیونکہ الگ ہونا یا ملنا۔ اس چیز کے لئے ہوتا ہے جو صاحب تجزیہ ہو پس یہ نہیں کہا جائے گا کہ خدا مرکب ہے اور نہ یہ کہا جائے گا کہ وہ قلیل یا کثیر ہے بلکہ وہ اپنی ذات میں قدیم ہے واحد کے سوا جو ہے وہ صاحب اجزاء ہے اور اللہ واحد ہے، صاحب اجزاء نہیں اور نہ قلت و کثرت کا اس سے تعلق ہے وہ مخلوق ہے اور اس کی دلیل ہے کہ اس کا کوئی خالق ہے پس تمہارا یہ کہنا کہ خدا قدیر ہے، یہ اس امر کی خبر دیتا ہے کہ اس کو کوئی شے عاجز نہیں بناتی، پس تم نے قدیر کہہ کر عاجزی کی، اس سے نفی کی اور عجز کو اس سے الگ قرار دیا۔ ایسے ہی جب تم نے عالم کہا تو اس سے جہل کی نفی کی، یعنی جہل کو اس سے الگ قرار دیا۔ پس جب فنا کرے گا اشیاء کو تو فنا کریگا اپنے اسماء کی صورتیں، ہجا و تقطیع کو بھی اور وہ ہمیشہ سے عالم ہے (مطلب یہ ہے کہ سوائے اس کی ذات قدیم کے تمام چیزیں حادث و فانی ہیں۔ خواہ اس کے اسماء ہوں یا ان کی صورتیں)۔

ایک شخص نے کہا۔ ہم اپنے رب کا نام سننے والا کیسے رکھیں فرمایا وہ ایسا سننے والا ہے کہ جو باتیں کانوں سے سنی جاتی ہیں وہ اس پر مخفی نہیں لیکن ہم اس کا وصف ان کانوں سے نہیں کریں گے جو سر میں ہوتے ہیں ایسے ہی ہم اس کا نام بصیر رکھیں گے اس لئے جو بینائیاں جن چیزوں کا ادراک کرتی ہیں رنگ یا وجود وغیرہ اس کی ذات پر مخفی نہیں لیکن ہم اس کا وصف نہ بیان کریں گے ان آنکھوں کے ساتھ جو سر میں ہوتی ہیں ایسے ہی ہم اس کو لطیف کہتے ہیں کیونکہ وہ چھوٹی سے چھوٹی چیز کے متعلق علم رکھتا ہے جیسے مچھر یا اس سے بھی خفی تر کوئی چیز اور اس کی نشو و نما کو اور عقل کو اور اس کی جفتی کھانے کی خواہش کو اپنی نسل پر مہربان ہونے کو اور بعض کا بعض کے ساتھ رہنا سہنا اور کھانے پینے کی چیزوں کو لے جانا اپنی اولاد کے لئے پہاڑوں، جنگلوں، وادیوں اور چٹیل میدانوں میں پس ہم نے جان لیا کہ ہمارا خالق لطیف ہے اس کے لئے کوئی کیفیت نہیں، کیونکہ کیفیت تو مخلوق کے لئے ہوتی ہے پس اسی طرح ہم نے نام رکھا اپنے رب کا قوی لیکن نہ ایسا زور و قوت والا، جیسا مخلوق میں مشہور ہے اگر اس کی قوت مخلوق کی سی قوت ہوتی تو مخلوق سے اس کی تشبیہ ہو جاتی، زیادتی کے احتمال کی بناء پر اور جہاں زیادتی کا احتمال ہوتا ہے وہاں کمی کا بھی ہوتا ہے اور جو ناقص ہوتا ہے وہ غیر قدیم ہوتا ہے اور غیر قدیم عاجز ہوتا ہے ہمارا رب اس سے بلند و برتر ہے کوئی اس کا شبیہ نہیں، اس کی ضد نہیں، اس کی نظیر نہیں، نہ اس کے لئے کوئی کیفیت ہے اور نہ نہایت، نہ وہ آنکھ سے دیکھتا ہے۔ حرام ہے قلوب

پر اس کی تمثیل بنانا، عقلوں پر اس کی حد قائم کرنا اور انسانی ضمیروں یا دلوں پر کہ اس کی صورت گری کریں۔ خدا کی ذات بزرگ و برتر ہے کہ اس میں مخلوق کے سے آلات و اسباب ہوں اور مخلوق کے سے آثار ہوں، خدا کی شان اس سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔

۸۔ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ، عَمَّنْ ذَكَرَهُ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: قَالَ رَجُلٌ عِنْدَهُ: اللهُ أَكْبَرُ فَقَالَ: اللهُ أَكْبَرُ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ؟ فَقَالَ: مِنْ كُلِّ شَيْءٍ فَقَالَ أَبُو عَبْدِاللهِ عليه السلام: حَدَّدْتَهُ فَقَالَ الرَّجُلُ: كَيْفَ أَقُولُ؟ قَالَ: قُلْ: اللهُ أَكْبَرُ مِنْ أَنْ يُوصَفَ.

۸۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص نے آپ کے سامنے کہا۔ اللہ اکبر۔ فرمایا۔ بتاؤ وہ کس سے بڑا ہے۔ اس نے کہا ہر شے سے۔ فرمایا تو تو نے اس کے لئے حد قائم کر دی۔ اس نے کہا پھر کیسے کہوں۔ فرمایا۔ یوں کہو کہ اللہ بزرگ ہے اس سے کہ اس کی تعریف کی جائے۔

۹۔ ورواه محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد بن عيسى، عن مروك بن عبيد، عن جميع ابن عمير قال: قال أبو عبدالله عليه السلام: أي شيء الله أكبر؟ فقلت: الله أكبر من كل شيء، فقال وكان ثمّ شيء، فيكون أكبر منه؟ فقلت: وماهو؟ قال: الله أكبر من أن يوصف.

۹۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اللہ کس چیز سے بڑا ہے۔ میں نے کہا ہر شے سے، فرمایا جب اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی تو اس وقت ہر شے سے بڑا کیسے ہوا۔ میں نے کہا پھر وہ کیا ہے فرمایا وہ بزرگ و برتر ہے اس سے کہ اس کا وصف بیان کیا جائے۔

۱۰۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِاللهِ عليه السلام عَنْ سُبْحَانَ اللهِ فَقَالَ: أَنَفَةٌ لِلّهِ.

۱۰۔ راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سبحان اللہ کے معنی پوچھے۔ فرمایا اس کو منزہ اور مبرا جاننا ہے ہر اس شے سے جو اس کے لائق نہ ہو۔

۱۱۔ أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ، عَنْ عَبْدِ الْعَظِيمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْحَسَنِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ مَوْلَىٰ طِرْبَالٍ عَنْ هِشَامٍ الْجَوَالِيقِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: «سُبْحَانَ اللهِ» مَا يُعْنَىٰ بِهِ؟ قَالَ تَنْزِيهُهُ.

۱۱۔ ہشام سے مروی ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سبحان کے معنی پوچھے فرمایا اس کی ذات پاک کو (صفات مخلوق سے) منزہ جاننا۔

۱۲۔ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ؛ وَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَىٰ جَمِيعاً، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الْجَعْفَرِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ الثَّانِي عليه السلام: مَا مَعْنَى الْوَاحِدِ؟ فَقَالَ إِجْمَاعُ الْأَلْسُنِ عَلَيْهِ بِالْوَحْدَانِيَّةِ كَقَوْلِهِ تَعَالَىٰ: «وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللهُ».

۱۲۔ راوی کہتا ہے میں نے امام محمد تقی علیہ السلام سے پوچھا الواحد کے کیا معنی ہیں فرمایا۔ اس کی وحدانیت پر لوگوں کا اجماع ہے۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے اگر لوگوں سے تم پوچھو گے کہ انھیں کس نے پیدا کیا ہے تو وہ کہیں گے اللہ نے۔

باب ہفدہم (۱۷)

تتمہ باب سابق

اسمائے اللہ اور اسمائے مخلوق کے معنی میں فرق

«بَابٌ آخَرُ»

وَهُوَ مِنَ الْبَابِ الْأَوَّلِ

إِلَّا أَنَّ فِيهِ زِيَادَةً وَهُوَ الْفَرْقُ مَا بَيْنَ الْمَعَانِي

الَّتِي تَحْتَ أَسْمَاءِ اللهِ وَأَسْمَاءِ الْمَخْلُوقِينَ

۱۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُخْتَارِ الْهَمْدَانِيِّ؛ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ

بْنِ الْحَسَنِ الْعَلَوِيِّ جَمِيعاً عَنِ الْفَتْحِ بْنِ يَزِيدَ الْجُرْجَانِيِّ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ عليه السلام قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ:
وَ هُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ الْوَاحِدُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُواً أَحَدٌ
لَوْ كَانَ كَمَا يَقُولُ الْمُشَبِّهَةُ لَمْ يُعْرَفِ الْخَالِقُ مِنَ الْمَخْلُوقِ وَلَا الْمُنْشِئُ مِنَ الْمُنْشَأِ لَكِنَّهُ الْمُنْشِئُ،
فَرَّقَ بَيْنَ مَنْ جَسَّمَهُ وَ صَوَّرَهُ وَ أَنْشَأَهُ إِذْ كَانَ لَا يُشْبِهُهُ شَيْءٌ وَلَا يُشْبِهُ هُوَ شَيْئاً، قُلْتُ: أَجَلْ جَعَلَنِيَ
اللهُ فِدَاكَ لَكِنَّكَ قُلْتَ الْأَحَدُ الصَّمَدُ وَ قُلْتَ: لَا يُشْبِهُهُ شَيْءٌ وَاللهُ وَاحِدٌ وَالْإِنْسَانُ وَاحِدٌ أَلَيْسَ قَدْ
تَشَابَهَتِ الْوَحْدَانِيَّةُ؟ قَالَ: يَا فَتْحُ أَحَلْتَ ثَبَّتَكَ اللهُ إِنَّمَا التَّشْبِيهُ فِي الْمَعَانِي، فَأَمَّا فِي الْأَسْمَاءِ
فَهِيَ وَاحِدَةٌ وَ هِيَ دَالَّةٌ عَلَى الْمُسَمَّى وَ ذَلِكَ أَنَّ الْإِنْسَانَ وَ إِنْ قِيلَ: وَاحِدٌ فَإِنَّهُ يُخْبَرُ أَنَّهُ

جُثَّةٌ وَاحِدَةٌ وَلَيْسَ بِاثْنَيْنِ وَالْإِنْسَانُ نَفْسُهُ لَيْسَ بِوَاحِدٍ لِأَنَّ أَعْضَاءَهُ مُخْتَلِفَةٌ وَأَلْوَانَهُ مُخْتَلِفَةٌ وَمَنْ أَلْوَانُهُ
مُخْتَلِفَةٌ غَيْرُ وَاحِدٍ وَ هُوَ أَجْزَاءٌ مُجَزَّاةٌ، لَيْسَتْ بِسَوَاءٍ، دَمُهُ غَيْرُ لَحْمِهِ وَ لَحْمُهُ غَيْرُ دَمِهِ وَعَصَبُهُ
غَيْرُ عُرُوقِهِ وَ شَعْرُهُ غَيْرُ بَشَرِهِ وَ سَوَادُهُ غَيْرُ بَيَاضِهِ وَ كَذَلِكَ سَائِرُ جَمِيعِ الْخَلْقِ، فَالْإِنْسَانُ وَاحِدٌ
فِي الْاِسْمِ وَلَا وَاحِدٌ فِي الْمَعْنَى وَاللهُ جَلَّ جَلَالُهُ هُوَ وَاحِدٌ لَا وَاحِدَ غَيْرُهُ لَا اخْتِلَافَ فِيهِ وَلَا تَفَاوُتَ
وَلَا زِيَادَةَ وَلَا نُقْصَانَ، فَأَمَّا الْإِنْسَانُ الْمَخْلُوقُ الْمَصْنُوعُ الْمُؤَلَّفُ مِنْ أَجْزَاءٍ مُخْتَلِفَةٍ وَجَوَاهِرَ شَتَّى غَيْرَ أَنَّهُ
بِالْاِجْتِمَاعِ شَيْءٌ وَاحِدٌ قُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ فَرَّجْتَ عَنِّي فَرَّجَ اللهُ عَنْكَ، فَقَوْلُكَ: اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ
فَسِّرْهُ لِي كَمَا فَسَّرْتَ الْوَاحِدَ فَإِنِّي أَعْلَمُ أَنَّ لُطْفَهُ عَلَى خِلَافِ لُطْفِ خَلْقِهِ لِلْفَصْلِ غَيْرَ أَنِّي أُحِبُّ أَنْ
تَشْرَحَ ذَلِكَ لِي فَقَالَ: يَا فَتْحُ! إِنَّمَا قُلْنَا: اللَّطِيفُ لِلْخَلْقِ اللَّطِيفِ وَ لِعِلْمِهِ بِالشَّيْءِ اللَّطِيفِ أَوَلَا
تَرَى وَفَّقَكَ اللهُ وَ ثَبَّتَكَ إِلَى أَثَرِ صُنْعِهِ فِي النَّبَاتِ اللَّطِيفِ وَ غَيْرِ اللَّطِيفِ وَمِنَ الْخَلْقِ اللَّطِيفِ وَ
مِنَ الْحَيَوَانِ الصِّغَارِ وَ مِنَ الْبَعُوضِ وَ الْجِرْجِسِ وَ مَا هُوَ أَصْغَرُ مِنْهَا مَا لَا يَكَادُ تَسْتَبِينُهُ الْعُيُونُ،
بَلْ لَا يَكَادُ يُسْتَبَانُ لِصِغَرِهِ الذَّكَرُ مِنَ الْأُنْثَى وَالْحَدَثُ الْمَوْلُودُ مِنَ الْقَدِيمِ، فَلَمَّا رَأَيْنَا صِغَرَ
ذَلِكَ فِي لُطْفِهِ وَ اهْتِدَائَهُ لِلسِّفَادِ وَالْهَرَبَ مِنَ الْمَوْتِ وَالْجَمْعَ لِمَا يُصْلِحُهُ وَ مَا فِي لُجَجِ الْبِحَارِ
وَمَا فِي لِحَاءِ الْأَشْجَارِ وَالْمَفَاوِزِ وَالْقِفَارِ وَ إِفْهَامَ بَعْضِهَا عَنْ بَعْضٍ مَنْطِقَهَا وَ مَا يَفْهَمُ بِهِ أَوْلَادُهَا
عَنْهَا وَ نَقْلَهَا الْغِذَاءَ إِلَيْهَا ثُمَّ تَأْلِيفَ أَلْوَانِهَا حُمْرَةٍ مَعَ صُفْرَةٍ وَ بَيَاضٍ مَعَ حُمْرَةٍ وَ أَنَّهُ مَا لَا تَكَادُ

عُيُونُنَا تَسْتَبِينُهُ لِتَمَامِهِ خَلْقِهَا لَا تَرَاهُ عُيُونُنَا وَلَا تَلْمِسُهُ أَيْدِينَا عَلِمْنَا أَنَّ خَالِقَ هٰذَا الْخَلْقِ لَطِيفٌ لَطُفَ بِخَلْقِ مَا سَمَّيْنَاهُ بِلَا عِلَاجٍ وَلَا أَدَاةٍ وَلَا آلَةٍ وَ أَنَّ كُلَّ صَانِعِ شَيْءٍ فَمِنْ شَيْءٍ صَنَعَ وَاللهُ الْخَالِقُ اللَّطِيفُ الْجَلِيلُ خَلَقَ وَصَنَعَ لَا مِنْ شَيْءٍ.

ـ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ مُرْسِلاً عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا عليه السلام قَالَ: قَالَ: اعْلَمْ عَلَّمَكَ اللهُ الْخَيْرَ أَنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَىٰ قَدِيمٌ وَالْقِدَمُ صِفَتُهُ الَّتِي دَلَّتِ الْعَاقِلَ عَلَىٰ أَنَّهُ لَا شَيْءَ قَبْلَهُ وَلَا شَيْءَ مَعَهُ فِي دَيْمُومِيَّتِهِ فَقَدْ بَانَ لَنَا بِإِقْرَارِ الْعَامَّةِ مُعْجِزَةُ الصِّفَةِ أَنَّهُ لَا شَيْءَ قَبْلَ اللهِ وَلَا شَيْءَ مَعَ اللهِ فِي بَقَائِهِ وَ بَطَلَ قَوْلُ مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ كَانَ قَبْلَهُ أَوْ كَانَ مَعَهُ شَيْءٌ وَذٰلِكَ أَنَّهُ لَوْ كَانَ مَعَهُ شَيْءٌ فِي بَقَائِهِ لَمْ يَجُزْ أَنْ يَكُونَ خَالِقاً لَهُ لِأَنَّهُ لَمْ يَزَلْ مَعَهُ، فَكَيْفَ يَكُونُ خَالِقاً لِمَنْ لَمْ يَزَلْ مَعَهُ وَلَوْ كَانَ قَبْلَهُ شَيْءٌ كَانَ الْأَوَّلَ ذٰلِكَ الشَّيْءُ لَا هٰذَا وَ كَانَ الْأَوَّلُ أَوْلَىٰ بِأَنْ يَكُونَ خَالِقاً لِلْأَوَّلِ ثُمَّ وَصَفَ نَفْسَهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ بِأَسْمَاءٍ دَعَا الْخَلْقَ إِذْ خَلَقَهُمْ وَ تَعَبَّدَهُمْ وَابْتَلَاهُمْ إِلَىٰ أَنْ يَدْعُوهُ بِهَا فَسَمَّىٰ نَفْسَهُ سَمِيعاً ، بَصِيراً ، قَادِراً ، قَائِماً ، نَاطِقاً ، ظَاهِراً ، بَاطِناً ، لَطِيفاً ، خَبِيراً ، قَوِيّاً ، عَزِيزاً ، حَكِيماً ، عَلِيماً وَمَا أَشْبَهَ هٰذِهِ الْأَسْمَاءَ فَلَمَّا رَأَىٰ ذٰلِكَ مِنْ أَسْمَائِهِ الْغَالُونَ الْمُكَذِّبُونَ وَقَدْ سَمِعُونَا نُحَدِّثُ عَنِ اللهِ أَنَّهُ لَا شَيْءَ مِثْلُهُ وَلَا شَيْءَ مِنَ الْخَلْقِ فِي حَالِهِ قَالُوا: أَخْبِرُونَا إِذَا زَعَمْتُمْ أَنَّهُ لَا مِثْلَ لِلّٰهِ وَلَا شِبْهَ لَهُ، كَيْفَ شَارَكْتُمُوهُ فِي أَسْمَائِهِ الْحُسْنَىٰ فَتَسَمَّيْتُمْ بِجَمِيعِهَا ؛ فَإِنَّ فِي ذٰلِكَ دَلِيلاً عَلَىٰ أَنَّكُمْ مِثْلُهُ فِي حَالَاتِهِ كُلِّهَا أَوْ فِي بَعْضِهَا دُونَ بَعْضٍ إِذْ جَمَعْتُمُ الْأَسْمَاءَ الطَّيِّبَةَ قِيلَ لَهُمْ: إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ أَلْزَمَ الْعِبَادَ أَسْمَاءً مِنْ أَسْمَائِهِ عَلَى اخْتِلَافِ الْمَعَانِي وَذٰلِكَ كَمَا يَجْمَعُ الِاسْمُ الْوَاحِدُ مَعْنَيَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ وَالدَّلِيلُ عَلَىٰ ذٰلِكَ قَوْلُ النَّاسِ الْجَائِزُ عِنْدَهُمُ الشَّائِعُ وَهُوَ الَّذِي خَاطَبَ اللهُ بِهِ الْخَلْقَ فَكَلَّمَهُمْ بِمَا يَعْقِلُونَ لِيَكُونَ عَلَيْهِمْ حُجَّةً فِي تَضْيِيعِ مَا ضَيَّعُوا فَقَدْ يُقَالُ لِلرَّجُلِ: كَلْبٌ، وَحِمَارٌ، وَثَوْرٌ، وَسُكَّرَةٌ، وَعَلْقَمَةٌ، وَأَسَدٌ، كُلُّ ذٰلِكَ عَلَىٰ خِلَافِهِ وَ حَالَاتِهِ لَمْ تَقَعِ الْأَسَامِي عَلَىٰ مَعَانِيهَا الَّتِي كَانَتْ بُنِيَتْ عَلَيْهِ ؛ لِأَنَّ الْإِنْسَانَ لَيْسَ بِأَسَدٍ وَلَا كَلْبٍ فَافْهَمْ ذٰلِكَ رَحِمَكَ اللهُ، وَ إِنَّمَا سُمِّيَ اللهُ تَعَالَىٰ بِالْعِلْمِ[2] بِغَيْرِ عِلْمٍ حَادِثٍ عَلِمَ بِهِ الْأَشْيَاءَ اسْتَعَانَ بِهِ عَلَىٰ حِفْظِ مَا يَسْتَقْبِلُ مِنْ أَمْرِهِ وَالرَّوِيَّةِ فِيمَا يَخْلُقُ مِنْ خَلْقِهِ وَيُفْسِدُ مَا مَضَىٰ مِمَّا أَفْنَىٰ

مِنْ خَلْقِهِ مِمَّا لَوْ لَمْ تَحْضُرْهُ ذَلِكَ الْعِلْمُ وَ يَغِيبُهُ كَانَ جَاهِلاً ضَعِيفاً ، كَمَا أَنَّا لَوْ رَأَيْنَا عُلَمَاءَ الْخَلْقِ
إِنَّمَا سُمُّوا بِالْعِلْمِ لِعِلْمٍ حَادِثٍ إِذْ كَانُوا قَبْلَهُ جَهَلَةً وَ رُبَّمَا فَارَقَهُمُ الْعِلْمُ بِالْأَشْيَاءِ فَعَادُوا إِلَى الْجَهْلِ وَ إِنَّمَا
سُمِّيَ اللَّهُ عَالِماً لِأَنَّهُ لَا يَجْهَلُ شَيْئاً ، فَقَدْ جَمَعَ الْخَالِقَ وَ الْمَخْلُوقَ اسْمُ الْعَالِمِ وَ اخْتَلَفَ الْمَعْنَى
عَلَى مَا رَأَيْتَ، وَ سُمِّيَ رَبُّنَا سَمِيعاً لَا بِخَرْتٍ فِيهِ يَسْمَعُ بِهِ الصَّوْتَ وَ لَا يُبْصِرُ بِهِ كَمَا أَنَّ خَرْتَنَا الَّذِي
بِهِ نَسْمَعُ لَا نَقْوَى بِهِ عَلَى الْبَصَرِ وَ لَكِنَّهُ أَخْبَرَ أَنَّهُ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنَ الْأَصْوَاتِ ، لَيْسَ عَلَى حَدِّ مَا
سُمِّينَا نَحْنُ، فَقَدْ جَمَعَنَا الِاسْمُ بِالسَّمْعِ وَ اخْتَلَفَ الْمَعْنَى وَ هَكَذَا الْبَصَرُ لَا بِخَرْتٍ مِنْهُ أَبْصَرَ كَمَا أَنَّا نُبْصِرُ
بِخَرْتٍ مِنَّا لَا نَنْتَفِعُ بِهِ فِي غَيْرِهِ وَ لَكِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ لَا يَحْتَمِلُ شَخْصاً مَنْظُوراً إِلَيْهِ ، فَقَدْ جَمَعَنَا الِاسْمُ وَ اخْتَلَفَ
الْمَعْنَى ، وَ هُوَ قَائِمٌ لَيْسَ عَلَى مَعْنَى انْتِصَابٍ وَ قِيَامٍ عَلَى سَاقٍ فِي كَبَدٍ كَمَا قَامَتِ الْأَشْيَاءُ وَ لَكِنْ قَائِمٌ يُخْبِرُ
أَنَّهُ حَافِظٌ كَقَوْلِ الرَّجُلِ: الْقَائِمُ بِأَمْرِنَا فُلَانٌ وَ اللَّهُ هُوَ الْقَائِمُ عَلَى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَ الْقَائِمُ
أَيْضاً فِي كَلَامِ النَّاسِ: الْبَاقِي، وَ الْقَائِمُ أَيْضاً يُخْبِرُ عَنِ الْكِفَايَةِ كَقَوْلِكَ لِلرَّجُلِ: قُمْ بِأَمْرِ بَنِي فُلَانٍ
أَيِ اكْفِهِمْ وَ الْقَائِمُ مِنَّا قَائِمٌ عَلَى سَاقٍ ، فَقَدْ جَمَعَنَا الِاسْمُ وَ لَمْ نَجْمَعِ الْمَعْنَى، وَ أَمَّا اللَّطِيفُ فَلَيْسَ
عَلَى قِلَّةٍ وَ قَضَافَةٍ وَ صِغَرٍ وَ لَكِنْ ذَلِكَ عَلَى النَّفَاذِ فِي الْأَشْيَاءِ وَ الِامْتِنَاعِ مِنْ أَنْ يُدْرَكَ ، كَقَوْلِكَ
لِلرَّجُلِ: لَطُفَ عَنِّي هَذَا الْأَمْرُ وَ لَطُفَ فُلَانٌ فِي مَذْهَبِهِ وَ قَوْلِهِ يُخْبِرُكَ أَنَّهُ غَمَضَ فِيهِ الْعَقْلُ
وَ فَاتَ الطَّلَبُ وَ عَادَ مُتَعَمِّقاً مُتَلَطِّفاً لَا يُدْرِكُهُ الْوَهْمُ فَكَذَلِكَ لَطُفَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى عَنْ أَنْ يُدْرَكَ
بِحَدٍّ أَوْ يُحَدَّ بِوَصْفٍ وَ اللَّطَافَةُ مِنَّا : الصِّغَرُ وَ الْقِلَّةُ ، فَقَدْ جَمَعَنَا الِاسْمُ وَ اخْتَلَفَ الْمَعْنَى، وَ أَمَّا
الْخَبِيرُ فَالَّذِي لَا يَعْزُبُ عَنْهُ شَيْءٌ وَ لَا يَفُوتُهُ لَيْسَ لِلتَّجْرِبَةِ وَ لَا لِلِاعْتِبَارِ بِالْأَشْيَاءِ فَعِنْدَ التَّجْرِبَةِ وَ
الِاعْتِبَارِ عِلْمَانِ وَ لَوْلَاهُمَا مَا عُلِمَ لِأَنَّ مَنْ كَانَ كَذَلِكَ كَانَ جَاهِلاً وَ اللَّهُ لَمْ يَزَلْ خَبِيراً بِمَا يَخْلُقُ وَ الْخَبِيرُ
مِنَ النَّاسِ الْمُسْتَخْبِرُ عَنْ جَهْلٍ الْمُتَعَلِّمُ ، فَقَدْ جَمَعَنَا الِاسْمُ وَ اخْتَلَفَ الْمَعْنَى ، وَ أَمَّا الظَّاهِرُ
فَلَيْسَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ عَلَا الْأَشْيَاءَ بِرُكُوبٍ فَوْقَهَا وَ قُعُودٍ عَلَيْهَا وَ تَسَنُّمٍ لِذُرَاهَا وَ لَكِنْ ذَلِكَ لِقَهْرِهِ
وَ لِغَلَبَتِهِ الْأَشْيَاءَ وَ قُدْرَتِهِ عَلَيْهَا كَقَوْلِ الرَّجُلِ: ظَهَرْتُ عَلَى أَعْدَائِي وَ أَظْهَرَنِي اللَّهُ عَلَى خَصْمِي

يُخْبِرُ عَنِ الْفَالِجِ وَالْغَلَبَةِ، فَهَكَذَا ظُهُورُ اللهِ عَلَى الْأَشْيَاءِ، وَوَجْهٌ آخَرُ أَنَّهُ الظَّاهِرُ لِمَنْ أَرَادَهُ وَلَا
يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ وَ أَنَّهُ مُدَبِّرٌ لِكُلِّ مَا بَرَأَ فَأَيُّ ظَاهِرٍ أَظْهَرُ وَ أَوْضَحُ مِنَ اللهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى،
لِأَنَّكَ لَا تَعْدَمُ صَنْعَتَهُ حَيْثُمَا تَوَجَّهْتَ وَفِيكَ مِنْ آثَارِهِ مَا يُغْنِيكَ وَالظَّاهِرُ مِنَّا الْبَارِزُ بِنَفْسِهِ وَالْمَعْلُومُ
بِحَدِّهِ، فَقَدْ جَمَعَنَا الِاسْمُ وَلَمْ يَجْمَعْنَا الْمَعْنَى، وَ أَمَّا الْبَاطِنُ فَلَيْسَ عَلَى مَعْنَى الِاسْتِبْطَانِ لِلْأَشْيَاءِ
بِأَنْ يَغُورَ فِيهَا وَلَكِنْ ذَلِكَ مِنْهُ عَلَى اسْتِبْطَانِهِ لِلْأَشْيَاءِ عِلْماً وَ حِفْظاً وَ تَدْبِيراً، كَقَوْلِ الْقَائِلِ:
أَبْطَنْتُهُ يَعْنِي خَبَّرْتُهُ وَ عَلِمْتُ مَكْتُومَ سِرِّهِ وَالْبَاطِنُ مِنَّا الْغَائِبُ فِي الشَّيْءِ الْمُسْتَتِرُ وَ قَدْ جَمَعَنَا
الِاسْمُ وَ اخْتَلَفَ الْمَعْنَى، وَأَمَّا الْقَاهِرُ فَلَيْسَ عَلَى مَعْنَى عِلَاجٍ وَنَصَبٍ وَ احْتِيَالٍ وَ مُدَارَاةٍ وَ مَكْرٍ،
كَمَا يَقْهَرُ الْعِبَادُ بَعْضُهُمْ بَعْضاً وَالْمَقْهُورُ مِنْهُمْ يَعُودُ قَاهِراً وَالْقَاهِرُ يَعُودُ مَقْهُوراً وَلَكِنْ ذَلِكَ مِنَ اللهِ تَبَارَكَ
وَ تَعَالَى عَلَى أَنَّ جَمِيعَ مَا خَلَقَ مُلَبَّسٌ بِهِ الذُّلُّ لِفَاعِلِهِ وَقِلَّةُ الِامْتِنَاعِ لِمَا أَرَادَ بِهِ لَمْ يَخْرُجْ مِنْهُ طَرْفَةَ
عَيْنٍ أَنْ يَقُولَ لَهُ: كُنْ فَيَكُونُ وَالْقَاهِرُ مِنَّا عَلَى مَا ذَكَرْتُ وَ وَصَفْتُ فَقَدْ جَمَعَنَا الِاسْمُ وَاخْتَلَفَ
الْمَعْنَى، وَ هَكَذَا جَمِيعُ الْأَسْمَاءِ وَإِنْ كُنَّا لَمْ نَسْتَجْمِعْهَا كُلَّهَا فَقَدْ يَكْتَفِي الِاعْتِبَارُ بِمَا أَلْقَيْنَا
إِلَيْكَ وَاللهُ عَوْنُكَ وَ عَوْنُنَا فِي إِرْشَادِنَا وَتَوْفِيقِنَا

۱۔ راوی کہتا ہے میں نے امام رضا علیہ السلام کو یہ کہتے سنا وہ لطیف و خبیر ہے سمیع و بصیر ہے واحد
واحد و صمد ہے لم یلد و لم یولد ہے کوئی اس کا ہمسر نہیں اگر وہ ایسا ہوتا جیسا مشبہ فرقہ کہتا ہے تو انھوں نے خالق
کو مخلوق سے الگ کرکے پہچانا ہی نہیں اور نہ پیدا کرنے والے کو پیدا ہونے والے سے جدا کیا، پیدا ہونے والا
الگ ہے اس سے جس نے جسم و صورت دی اور پیدا کیا، نہ کوئی شے اس سے مشابہ ہے نہ وہ کسی شے سے، میں نے کہا،
آپ نے فرمایا وہ احد و صمد ہے اور نہیں مشابہ اس سے کوئی شے کہ اللہ واحد ہے انسان واحد ہے کیا وحدانیت میں
دونوں مشابہ نہیں۔ فرمایا اے فتح تو نے ایک محال بات بیان کی۔ خدا تجھے ثابت قدم رکھے، تشبیہ کا لفظ بلحاظ معنی
کے ہے ورنہ بلحاظ اسماء جو وحدت ہے وہ معرض بحث میں نہیں اور اسم دلیل مسمی ہے اور وہ انسان ہے اگر کہا
جائے کہ وہ واحد ہے یعنی جثہ واحدہ ہے وہ نہیں ہے لیکن نفس تو ایک نہیں کیونکہ اس کے مختلف اعضاء ہیں
مختلف رنگ ہیں اور مختلف الالوان ہے وہ واحد نہیں ہو سکتا۔ درآنحالیکہ وہ بہت سے اجزاء سے مرکب ہے جو مساوی

نہیں۔ اس کا خون اس کے گوشت سے الگ ایک چیز ہے اور پٹھے اس کی رگوں سے، ایک ایک چیز ہیں اس کے بال اور ہیں اس کی جلد اور اس کی سیاہی اور ہے اس کی سفیدی اور، یہی حال تمام مخلوق کا ہے۔ بس انسان نام کے لحاظ سے واحد ہے نہ کہ معنی کے لحاظ سے اور خدائے بزرگ و برتر واحد ہے نہ کہ اس کا غیر، اس میں نہ کوئی اختلاف ہے نہ فرق، نہ زیادتی نہ کمی، برخلاف اسکے انسان مخلوق و مصنوع اور اجزائے مختلفہ سے مرکب ہے اور مختلف جوہر اس کے اندر ہیں ان کا مجموعہ شئے واحد نہیں کہا جاسکتا۔ میں نے کہا میں آپ پر فدا ہوں آپ نے میری مشکل آسان کی۔ اللہ آپ کی مشکل آسان کرے اب آپ لطیف و خبیر کی تفسیر بھی اسی طرح بیان کیجئے جس طرح لفظ واحد کی بیان کی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ خدا کا لطف خلاف لطف مخلوق ہے۔ تاہم میں آپ سے تشریح چاہتا ہوں۔ فرمایا۔ اے فتح ہم نے لطیف کہا ہے۔ خلق لطیف کے لحاظ سے اور شئے لطیف کا علم رکھنے کی بنا پر، کیا تم نہیں دیکھتے اس کی صنعت کے آثار کو، نازک نباتات میں اور چھوٹے چھوٹے حیوانوں میں جیسے مچھر اور پسو یا جو ان سے بھی ایسے چھوٹے چھوٹے حیوان ہیں جو آنکھوں سے نظر نہیں آتے اور یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ نر ہیں یا مادہ اور مولود و حادث قدیم سے الگ ہیں یہ چھوٹے چھوٹے کیڑے اس کے لطف کی دلیل ہیں پھر ان کیڑوں کا جفتی پر راغب ہونا اور موت سے بھاگنا اور اپنی ضروریات کو جمع کرنا دریاؤں کے کنڈلوں سے، درختوں کے کھوکھلوں سے، جنگلوں اور میدانوں سے، اور پھر ایک کا دوسرے کی بولی سمجھنا اور ضروریات کا اپنی اولاد کو سمجھانا اور غذاؤں کا ان کی طرف پہنچانا پھر ان کے رنگوں کی ترکیب سرخی و زردی کے ساتھ اور سفیدی سرخی سے ملانا اور ایسی چھوٹی مخلوق کا پیدا کرنا جن کو آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور نہ ہاتھ چھو سکتے ہیں تو ہم نے جانا کہ اس مخلوق کا خالق لطیف ہے اس نے اپنے لطف سے پیدا کیا بغیر اعضاء و آلات کے، ہر صانع کسی مادہ سے بناتا ہے۔ خدا کو اس کی ضرورت نہیں (وہ کُن کہہ کر پیدا کر دیتا ہے) اور وہ اللہ خالق لطیف و جلیل ہے اس نے بغیر کسی کی مدد کے پیدا کیا ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا (اے راوی) جان تو، خدا تجھے نیکی کی تعلیم دے کہ خدا تبارک و تعالیٰ قدیم ہے اور قدیم ہی وہ صفت ہے جو ایک عقلمند کے لئے رہنمائی کرتی ہے اس بات کی طرف کہ نہ تو قدامت میں کوئی شے اس سے پہلے ہو سکتی ہے اور نہ اس کے بعد، اور ہم پر ظاہر ہوا ان عام لوگوں کے اقرار سے جنھوں نے صفت قدامت کو وسیع معنوں میں استعمال کیا ہے کہ کوئی شے نہ اس کے قبل ہے نہ اس کے ساتھ، اگر بقا میں کوئی شے اس کے ساتھ ہوتی تو پھر اس کے لئے خالق ہونا جائز نہ ہوتا۔ کیونکہ دوسری چیز ہمیشہ اس کے ساتھ ہے۔ اس کا خالق ہونا کیا معنی اور اگر اس سے پہلے ہے تو اول کے لئے خالق ہونا اول ہو گا نہ کہ بعد والے کے لئے خدا نے اپنے نفس کا وصف بیان فرمایا کچھ اسماء سے اور جب مخلوق کو پیدا کیا

تو ان کو بلایا اور ان سے اپنی عبادت چاہی اور ان کو آزمائش میں ڈالا تاکہ وہ انھیں ان ناموں سے پکاریں پس اس لئے اپنی ذات کا نام رکھا سمیع و بصیر و قادر و قائم و ناطق، ظاہر و باطن، لطیف و خبیر و قوی و عزیز و حکیم و علیم یا جو ان ناموں سے مشابہ ہیں پس جب ہمارے دشمنوں اور جھوٹوں نے یہ نام دیکھے اور ہم کو اس طرح بات کرتے سنا کہ کوئی شے اس کی مثل نہیں اور نہ مخلوق میں کوئی شے اس کی حالت سے مشابہ ہے تو وہ لوگ کہنے لگے ہمیں یہ بتلایئے۔ جب آپ لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا کی مثل کوئی نہیں اور کسی کو اس سے شباہت نہیں تو پھر اس کے اسمائے حسنیٰ میں دوسرے شریک کیوں ہیں، تم نے خدا کے سب ناموں پر اپنے نام رکھ لئے ہیں یہ دلیل ہے اس بات کی کہ تم تمام حالات میں یا بعض حالات میں خدا کی مثل ہو۔ ان سے کہا گیا کہ جو خدا کے نام بندوں پر بولے جاتے ہیں ان کے معنی مختلف ہیں ہر ایک نام کے دو معنی ہوتے ہیں (حقیقی اور مجازی) اور اس کی دلیل لوگوں کی وہ بات چیت ہے جو ان کے درمیان رائج ہے اللہ تعالیٰ نے خطاب کیا اپنی مخلوق سے اس طرح کہ وہ اس کو سمجھیں تاکہ ان پر حجت ہو اس مفہوم کے متعلق جو انھوں نے اپنی غلط تاویل سے ضائع کیا انسان کے لئے عام طور پر بولا جاتا ہے شیر ہے کتا ہے گدھا ہے یہ بیل ہے یہ میٹھا پھل ہے یہ کڑوا پھل ہے یہ سب لفظ انسان کے خلاف اور اس کے حالات کے غیر ہیں جن معانی کے لئے یہ الفاظ بنائے گئے ہیں یہاں معانی میں استعمال نہیں ہوتے بلکہ اس کے مجازی معنی ہیں کیونکہ انسان نہ شیر ہے نہ کتا ہے خدا تم پر رحم کرے۔ اس بات کو سمجھو۔ خدا کا نام عالم ہے لیکن اس کا علم حادث نہیں کہ پہلے نہ ہو اور بعد میں آیا ہو اور اس نے اشیاء کو جانا ہو اور اس علم حادث سے اس نے مدد چاہی ہو اپنے پیش آنے والے معاملات کی حفاظت میں اور غور کرنے میں مخلوق کے خلق کرنے یا جو بنا چکا ہے اس کے مٹانے میں اس علم حادث سے مدد چاہی۔ اگر علم باری تعالیٰ عین ذات نہ ہوتا تو وہ جاہل اور ضعیف قرار پاتا۔ جیسا کہ ہم دنیا کے علماء کو پاتے ہیں کہ وہ عالم کہلاتے ہیں از روئے علم حادث کیوں کہ ان میں جہالت تھی پھر علم ان میں آیا اور بعض اوقات وہ علم ان سے زائل ہو جاتا ہے اور وہ جہل کی طرف لوٹ آتے ہیں اور خدا کے عالم ہونے کے معنی یہ ہیں کہ کسی وقت بھی جہل کا اس سے تعلق نہیں رہتا پس لفظ عالم کا اطلاق اگرچہ خالق و مخلوق دونوں پر ہوتا ہے مگر ان کے درمیان بلحاظ معنی فرق ہے اسی طرح ہمارے رب کا نام سمیع ہے لیکن اس کے لئے سوراخ گوش نہیں جس سے آواز سنی جاتی ہے اور اس سے دیکھا نہیں جاتا جیسے کہ ہمارے کان کا سوراخ جس سے ہم سنتے تو ہیں مگر اس سے دیکھتے نہیں۔ لیکن خدا کے لئے اصوات سے کوئی چیز مخفی نہیں اور جیسے ہمارے سننے کے لئے ایک حد ہے اس کے لئے نہیں، پس سامع کا لفظ اگرچہ خالق و مخلوق دونوں پر بولا جاتا ہے مگر معنی مختلف ہیں اسی طرح سے بصیر ہے کہ اس کے

لئے دیکھنے کو کوئی آنکھ کی پتلی نہیں، جیسے کہ ہم آنکھ کی پتلی سے دیکھتے ہیں اور سوائے دیکھنے کے کسی حاسہ کا کام اس سے نہیں لے سکتے اور اللہ ایسا بصیر ہے کہ اُسے اس کی ضرورت نہیں کہ دیکھنے کے لئے کسی کا وجود اس کے سامنے ہو پس بصر کی صفت تو دونوں جگہ ہے مگر معنی مختلف ہیں اور وہ قائم ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ اپنی پنڈلی پر سختی کے ساتھ کھڑا ہے جیسے تمام چیزیں کھڑی ہوتی ہیں بلکہ قائم کے معنی حافظ کے ہیں جیسے کوئی کہے کہ ہمارا حافظ ہمارے معاملے میں فلاں ہے اللہ کا ہر نفس کے لئے اس کے کسب کا قائم اور قائم کے معنی محاورہ عرب میں باقی کے ہیں اور قائم کے معنی کفایت کرنے والے کے بھی ہیں جیسے تم کہو کہ کھڑے ہو فلاں شخص کے لئے یعنی اس کے کام کو پورا کرو جس کے معنی میں ہم قائم بولتے ہیں وہ ساق پر کھڑے ہونے والے کے ہیں پس لفظ مشترک ہے اور معنی مختلف ہیں۔

اور لطیف سے یہ مراد نہیں کہ وہ کم ہے یا دُبلا ہے یا چھوٹا ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ مشابہت نہیں ہے اس کو اشیاء سے اور اس کی ذات کا ادراک ممنوع ہے اسی معنی میں ایک شخص کسی سے کہتا ہے باریک ہوا یہ امر میرے لئے یعنی پنہاں ہوگئی اس کی حقیقت اور اس طرح بھی بولا جاتا ہے کہ فلاں شخص اپنی راہ روش میں باریک ہوگیا یعنی عقل اس میں ڈوب کر رہ گئی اور جستجو ختم ہوگئی وہ بڑا گہرا اور باریک ہوگیا، عقل اس کا ادراک نہیں کر سکتی پس یہی معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے لطیف ہونے کے جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ کسی حد سے ادراک نہیں کیا جاتا اور نہ کسی وصف میں محدود ہے ہمارے لحاظ سے لطافت کے معنی چھوٹائی اور کمی کے ہیں خدا کے لئے یہ معنی نہیں۔ پس اسم ایک ہے اور معنی مختلف ہیں۔

اور خبیر وہ ہے کہ کوئی شے اس سے پوشیدہ نہ ہو اور نہ اس کے قبضہ سے جائے اس کا تعلق نہ تجربہ سے ہے اور نہ مخلوق کی حالت کے اعتبار سے، تجربہ اور اعتبار دو قسم کے علم ہیں اگر وہ نہ ہوں تو علم نہ ہو اور، کیونکہ بے تجربہ اور اعتبار والا جاہل ہوگا۔ اللہ ایسا نہیں وہ ہمیشہ سے خبیر ہے یعنی علم رکھنے والا۔ ہر اس چیز کا جس کو اس نے پیدا کیا ہے اور آدمی کو جو خبیر کہا جاتا ہے وہ اس معنی میں کہ خبر حاصل کرتا ہے دوسروں سے، پس لفظ ایک ہے اور معنی مختلف

اور خدا ظاہر ہے نہ بایں معنی کہ اشیاء عالم پر بلند ہوا سوار ہو کر ان کے اوپر کے حصہ پر اور چڑھ کر ان کی چوٹیوں پر، بلکہ وہ تمام اشیاء پر اپنی قدرت سے غالب آیا ہے محاورہ میں کہا جاتا ہے، میں اپنے دشمنوں پر غالب آیا یا خدا نے میرے دشمنوں پر مجھے غالب کیا پس اسی معنی میں ہے ظاہر یعنی غالب ہونا اللہ کا مخلوق پر، ایک وجہ اور بھی ہے کہ وہ غالب ہے ہر اس چیز پر جس کا وہ ارادہ کرے۔ اس پر کوئی شے مخفی نہیں وہ مدبر ہے ہر اس شے کا جس کو اس

نے پیدا کیا ہے پس کون غالب و اغلب و واضح ہے اللہ تعالیٰ سے کیونکہ تم اس کی صنعت کو پاؤ گے جہاں کہیں بھی تم ہو اور تمہارے اندر اس کی قدرت کے بے شمار نشان ہیں جن سے تم بے پروا نہیں ہو اور ظاہر کا لفظ ہمارے لئے جس معنی میں بولا جاتا ہے اپنے نفس سے ظاہر ہونا اور ایک مدرک جانا ہوا ہونا ہے پس لفظ تو ایک ہے مگر معنی مختلف۔

اور خدا کی صفت باطن ہے تو اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ کسی چیز کے اندر ڈھکا ہوا چھپا ہوا ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اشیاء کے اندرونی حالات کو اپنے علم و حفظ و تدبیر سے جانتا ہے محاورہ میں کہا جاتا ہے یعنی میں اس کے پوشیدہ بھید سے واقف ہو گیا اور ہمارے لحاظ سے باطن کا لفظ کسی شے میں غائب و مستر چیز کے لئے بولا جاتا ہے پس لفظ ایک ہے اور معنی مختلف۔

اور خدا کا قاہر ہونا۔ تو اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ اعضاء سے کام لیتا ہے یا اسے تکان محسوس ہوتی ہے یا وہ حیلہ اور مکر سے کام لیتا ہے بندوں میں مقہور قاہر بن جاتے ہیں اور قاہر مقہور بن جاتے ہیں۔ خدا کے لئے ایسا نہیں اس کی تمام مخلوق اپنے خالق کے سامنے ذلیل و مغلوب ہے کسی کی طاقت نہیں کہ اس کے ارادہ کو روک دے اور ایک آن واحد کے لئے اس کی حکومت سے باہر ہو جائے جب وہ کہتا ہے ہو جا پس وہ چیز ہو جاتی ہے اور ہم میں جو قاہر کہلاتے ہیں یہ اوصاف ہم میں نہیں، پس لفظ ایک ہے اور معنی مختلف ہیں یہی صورت تمام اسمائے الٰہیہ کے لئے ہے ہم سب کا ذکر نہیں کرتے صرف چند نام کے متعلق تم کو بتا دیا ہے خدا اپنی ہدایت و توفیق میں تمہاری اور ہماری مدد کرے۔

باب ہیجدہم (۱۸)

تاویل لفظ صمد

٥(بَابُ تَأْوِيلِ الصَّمَدِ)٥

١ـ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ وَ لَقَبُهُ شَبَابٌ الصَّيْرَفِيُّ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْقَاسِمِ الْجَعْفَرِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ الثَّانِي عليه السلام : جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا الصَّمَدُ؟ قَالَ: السَّيِّدُ الْمَصْمُودُ إِلَيْهِ فِي الْقَلِيلِ وَ الْكَثِيرِ.

۱۔ راوی کہتا ہے میں نے امام محمد تقی علیہ السلام سے پوچھا کہ میں آپ پر فدا ہوں صمد کے کیا معنی ہیں فرمایا وہ ذات جس کی طرف کم و زیادہ میں لوگوں کی رجوع اور حاجت ہو۔

٢ ـ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحابِنا، عَنْ أَحْمَدَبْنِ أَبِي عَبْدِاللهِ، عَنْ مُحَمَّدِبْنِ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ السَّرِيِّ، عَنْ جابِرِ بْنِ يَزِيدَ الْجُعْفِيِّ قالَ: سَأَلْتُ أَباجَعْفَرٍ عليه السلام عَنْ شَيْءٍ مِنَ التَّوْحِيدِ، فَقالَ: إِنَّ اللهَ تَبارَكَتْ أَسْماؤُهُ الَّتِي يُدْعا بِها وَتَعالىٰ فِي عُلُوِّ كُنْهِهِ واحِدٌ تَوَحَّدَ بِالتَّوْحِيدِ فِي تَوَحُّدِهِ، ثُمَّ أَجْراهُ عَلىٰ خَلْقِهِ، فَهُوَ واحِدٌ، صَمَدٌ، قُدُّوسٌ، يَعْبُدُهُ كُلُّ شَيْءٍ وَ يَصْمُدُ إِلَيْهِ كُلُّ شَيْءٍ وَوَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْماً

فَهٰذا هُوَالْمَعْنَى الصَّحِيحُ فِي تَأْوِيلِ الصَّمَدِ، لامادَهَبَ إِلَيْهِ الْمُشَبِّهَةُ: أَنَّ تَأْوِيلَ الصَّمَدِ: الْمُصْمَتُ الَّذِي لاجَوْفَ لَهُ، لِأَنَّ ذٰلِكَ لايَكُونُ إِلَّا مِنْ صِفَةِ الْجِسْمِ وَاللهُ جَلَّ ذِكْرُهُ مُتَعالٍ عَنْ ذٰلِكَ، هُوَ أَعْظَمُ وَ أَجَلُّ مِنْ أَنْ تَقَعَ الْأَوْهامُ عَلىٰ صِفَتِهِ أَوْ تُدْرِكَ كُنْهَ عَظَمَتِهِ وَ لَوْ كانَ تَأْوِيلُ الصَّمَدِ فِي صِفَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ الْمُصْمَتَ، لَكانَ مُخالِفاً لِقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: «لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ»، لِأَنَّ ذٰلِكَ مِنْ صِفَةِ الْأَجْسامِ الْمُصْمَتَةِ الَّتِي لا أَجْوافَ لَها، مِثْلِ الْحَجَرِ وَ الْحَدِيدِ وَ سائِرِ الْأَشْياءِ الْمُصْمَتَةِ الَّتِي لاأَجْوافَ لَها، تَعالَى اللهُ عَنْ ذٰلِكَ عُلُوّاً كَبِيراً، فَأَمّا ما جاءَ فِي الْأَخْبارِ مِنْ ذٰلِكَ فَالْعالِمُ عليه السلام أَعْلَمُ بِما قالَ وَ هٰذَا الَّذِي قالَ عليه السلام: أَنَّ الصَّمَدَ هُوَ السَّيِّدُ الْمَصْمُودُ إِلَيْهِ هُوَ مَعْنىً صَحِيحٌ مُوافِقٌ لِقَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: «لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ» وَالْمَصْمُودُ إِلَيْهِ الْمَقْصُودُ فِي اللُّغَةِ، قالَ أَبُوطالِبٍ فِي بَعْضِ ماكانَ يَمْدَحُ بِهِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله مِنْ شِعْرِهِ:

وَبِالْجَمْرَةِ الْقُصْوىٰ إِذا صَمَدُوا لَها ✿ يَؤُمُّونَ قَذْفاً رَأْسَها بِالْجَنادِلِ

يَعْنِي قَصَدُوا نَحْوَها يَرْمُونَها بِالْجَنادِلِ يَعْنِي الْحَصَا الصِّغارَ الَّتِي تُسَمّىٰ بِالْجِمارِ

وَقالَ بَعْضُ شُعَراءِ الْجاهِلِيَّةِ:

ما كُنْتُ أَحْسَبُ أَنَّ بَيْتاً ظاهِراً ✿ لِلّٰهِ فِي أَكْنافِ مَكَّةَ يُصْمَدُ

يَعْنِي يَقْصِدُ وَقَالَ ابْنُ الزِّبْرِقَانِ وَ لَا رَهِيبَةَ إِلَّا سَيِّدٌ صَمَدٌ

وَ قَالَ شَدَّادُ بْنُ مُعَاوِيَةَ فِي حُذَيْفَةَ بْنِ بَدْرٍ

عَلَوْتُهُ بِحُسَامٍ ثُمَّ قُلْتُ لَهُ ۞ خُذْهَا حُذَيْفُ فَأَنْتَ السَّيِّدُ الصَّمَدُ

وَ مِثْلُ هٰذَا كَثِيرٌ وَاللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هُوَ السَّيِّدُ الصَّمَدُ الَّذِي جَمِيعُ الْخَلْقِ مِنَ الْجِنِّ وَ الْإِنْسِ إِلَيْهِ يَصْمُدُونَ فِي الْحَوَائِجِ وَ إِلَيْهِ يَلْجَأُونَ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَ مِنْهُ يَرْجُونَ الرَّخَاءَ وَ دَوَامَ النَّعْمَاءِ لِيَدْفَعَ عَنْهُمُ الشَّدَائِدَ.

۲۔ جابر جعفی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے توحید کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا اللہ کے تمام نام مبارک ھیں جن سے اسے پکارا جاتا ہے وہ اپنی کہنہ ذات میں بلند و برتر ہے وہ اکیلا ہے اور اپنی توحید میں بے مثل ہے پھر اس نے وحدت (مجازی) کو مخلوق کے لئے جاری کیا۔ پس وہ واحد ہے، ہر ایک کی اس کی طرف حاجت ہے وہ پاک ذات ہے ہر چیز اس کی عبادت کرتی ہے اور اسی کی محتاج ہے اور اس کا علم ہر شے پر حاوی ہے۔

تاویل صمد کے صحیح معنی یہی ہیں نہ جو مشبہ فرقہ والے بیان کرتے ہیں کہ صمد کے معنی ایسے ٹھوس کے ہیں جو بیچ سے خالی نہ ہو اگر یہ معنی لئے جائیں تو یہ جسم کی صفت ہے اور اللہ اس سے بزرگ و برتر ہے وہ اعظم و اجل ہے اس سے کہ عقول و اوہام اس کی صفات تک پہنچ سکیں اور اس کی عظمت کی حقیقت معلوم کرسکیں۔ اگر صفت باری میں صمد کی تاویل ایسی ٹھوس ہوتی جس میں جوف نہ ہو۔ جیسے پتھر اور لوہا اور تمام ٹھوس چیزیں جن میں جوف نہیں ہوتا تو خدا کی ذات اس سے پاک ہے اور اس کے متعلق جو احادیث میں آیا ہے تو حقیقی عالم (امام) اس کا سب سے زیادہ جاننے والا ہے یہ ہے وہ جو امام علیہ السلام نے فرمایا اور لفظ صمد سے مراد ہے وہ سردار جس کی طرف رجوع ہو اور یہ موافق ہے خدا کے اس قول کے کہ اس کی مثل کوئی نہیں مصمود کے معنی لغت میں بھی اس ذات کے ہیں جس کی طرف قصد کیا جائے ابو طالب نے اسی معنی میں ایک شعر کے اندر مدح رسولؐ کی ہے۔

اور جمرہ کا جب لوگ قصد کرتے ہیں ۔۔ تو اس کے اوپر سنگریزے مارتے ہیں

یعنی اس کی طرف قصد کرتے ہیں اور اس کو مارتے ہیں جنادل یعنی چھوٹی کنکریوں سے جس کو جمار (جمرہ) کہتے ہیں۔

شعرائے جاہلیت سے ایک کا شعر ہے:۔

میں نہیں گمان کرتا تھا کہ اللہ کا ظاہر گھر ۔۔۔ جو اطراف مکہ میں ہے اس کا قصد کیا جائیگا

یعنے یصمد وا کے معنی ہیں لوگ اس کی طرف قصد کریں گے۔

اور ابن الزبرقان نے کہا ہے کہ وہ سردار جس کی طرف رجوع ہو اور شداد بن معاویہ نے حذیفہ بن بدر کے متعلق کہا ہے۔

میں نے تلوار کے زور سے اس کو بلند کر کے کہا ۔۔۔ لے اس کو اے حذیفہ تو بے نیاز سردار ہے

ایسی بہت سی مثالیں ہیں جو اس کی دلیل ہے کہ صمد کے معنی یہ ہیں اللہ کی وہ ذات ہے کہ جن اور انسان اپنی اپنی حاجتوں میں اس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور سختیوں میں اس سے پناہ مانگتے ہیں اس کی رحمت اور اس کی نعمتوں کی برقراری کے لئے دعا کرتے ہیں اور اس سے التجا کرتے ہیں کہ ان سے مصیبتوں کو دور رکھے۔

باب نوزدہم (۱۹)

حرکت و انتقال

٥(بَابُ الْحَرَكَةِ وَالْإِنْتِقَالِ)٥

١- مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِاللهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْبَرْمَكِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبَّاسٍ الْخَرَاذِينِيِّ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ رَاشِدٍ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ جَعْفَرٍ الْجَعْفَرِيِّ، عَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ عليه السلام قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَهُ قَوْمٌ يَزْعُمُونَ أَنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَىٰ يَنْزِلُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَقَالَ: إِنَّ اللهَ لَا يَنْزِلُ وَلَا يَحْتَاجُ إِلَىٰ أَنْ يَنْزِلَ، إِنَّمَا مَنْظَرُهُ فِي الْقُرْبِ وَالْبُعْدِ سَوَاءٌ، لَمْ يَبْعُدْ مِنْهُ قَرِيبٌ وَلَمْ يَقْرُبْ مِنْهُ بَعِيدٌ وَلَمْ يَحْتَجْ إِلَىٰ شَيْءٍ بَلْ يُحْتَاجُ إِلَيْهِ وَ هُوَ ذُو الطَّوْلِ، لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ، أَمَّا قَوْلُ الْوَاصِفِينَ: إِنَّهُ يَنْزِلُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَىٰ فَإِنَّمَا يَقُولُ ذٰلِكَ مَنْ يَنْسِبُهُ إِلَىٰ نَقْصٍ أَوْ زِيَادَةٍ وَكُلُّ مُتَحَرِّكٍ مُحْتَاجٌ إِلَىٰ مَنْ يُحَرِّكُهُ أَوْ يَتَحَرَّكُ بِهِ، فَمَنْ ظَنَّ بِاللهِ الظُّنُونَ هَلَكَ، فَاحْذَرُوا فِي صِفَاتِهِ مِنْ أَنْ تَقِفُوا لَهُ عَلَىٰ حَدٍّ تَحُدُّونَهُ بِنَقْصٍ أَوْ زِيَادَةٍ أَوْ تَحْرِيكٍ أَوْ تَحَرُّكٍ أَوْ زَوَالٍ أَوِ اسْتِنْزَالٍ أَوْ نُهُوضٍ أَوْ قُعُودٍ

فَإِنَّ اللهَ جَلَّ وَ عَزَّ عَنْ صِفَةِ الْوَاصِفِينَ وَ نَعْتِ النَّاعِتِينَ وَتَوَهُّمِ الْمُتَوَهِّمِينَ، وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ

۱۔ راوی کہتا ہے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے سامنے ان لوگوں کا ذکر آیا جو کہتے ہیں کہ خدا آسمان دنیا کی طرف اُترتا ہے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نہ اُترتا ہے اور نہ اُسے اُترنے کی ضرورت ہے بلحاظ منظر اس کے لئے نزدیک و دور برابر ہے نہ قریب اس سے دور ہے اور نہ بعید اس سے قریب ہے وہ کسی کا محتاج نہیں بلکہ ہر شے اس کی محتاج ہے وہ صاحب قوت ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ عزیز و حکیم ہے جن لوگوں نے کہا ہے کہ وہ اترتا ہے انھوں نے نسبت دی ہے خدا کو کمی اور زیادتی کی طرف ہر متحرک حرکت دینے والے کا محتاج ہے اور جس کے ساتھ اس کی حرکت ہو جس نے ایسے بُرے گمان خدا کے متعلق کئے وہ ہلاک ہوا۔ پس خدائی صفات کے بارے میں توقف سے کام لو اس کو محدود نہ کرو کمی اور زیادتی ہلنے یا ہلانے زوال اور اُترنے، اُٹھنے اور بیٹھنے کی اس سے نسبت نہ دو اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے والے کی تعریف سے بلند و برتر ہے، تم خدائے عزیز و رحیم پر بھروسہ کرو وہ، وہ ہے۔ اے رسولؐ جس نے تم کو کھڑے دیکھا اور تم کو سجدہ کرنے والوں کی پشتوں میں گردش دی۔

۲۔ وَ عَنْهُ رَفَعَهُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ رَاشِدٍ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ عليه السلام أَنَّهُ قَالَ: لَا أَقُولُ: إِنَّهُ قَائِمٌ فَأُزِيلَهُ عَنْ مَكَانِهِ وَلَا أَحُدُّهُ بِمَكَانٍ يَكُونُ فِيهِ وَلَا أَحُدُّهُ أَنْ يَتَحَرَّكَ فِي شَيْءٍ مِنَ الْأَرْكَانِ وَالْجَوَارِحِ وَلَا أَحُدُّهُ بِلَفْظِ شَقِّ فَمٍ وَلَكِنْ كَمَا قَالَ [اللهُ] تَبَارَكَ وَتَعَالَى: كُنْ فَيَكُونُ بِمَشِيئَتِهِ مِنْ غَيْرِ تَرَدُّدٍ فِي نَفْسٍ، صَمَداً فَرْداً، لَمْ يَحْتَجْ إِلَى شَرِيكٍ يَذْكُرُ لَهُ مُلْكَهُ وَلَا يَفْتَحُ لَهُ أَبْوَابَ عِلْمِهِ

۲۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ قائم ہے اس حیثیت سے کہ میں ہٹا دوں اس کو اس کی جگہ سے۔ اور نہ میں اس کو محدود کرتا ہوں کسی جگہ میں، اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ وہ حرکت کرتا ہے اپنے اعضاء و جوارح سے یا باللفظ منہ سے جب وہ کسی شے کے لئے کہتا ہے۔ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے اس کے ارادے سے بغیر کسی تردد کے اور صمد و فرد ہے کوئی اس کا شریک اس کے ملک میں نہیں۔ اور نہ ابواب علم اس پر کھولے جاتے ہیں۔

۳۔ وَعَنْهُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُحَمَّدٍ،

عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ قَالَ: قَالَ ابْنُ أَبِي الْعَوْجَاءِ لِأَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام فِي بَعْضِ مَا كَانَ يُحَاوِرُهُ: ذَكَرْتَ اللهَ فَأَحَلْتَ عَلَى غَائِبٍ. فَقَالَ أَبُوعَبْدِاللهِ: وَيْلَكَ كَيْفَ يَكُونُ غَائِباً مَنْ هُوَ مَعَ خَلْقِهِ شَاهِدٌ، وَ إِلَيْهِمْ أَقْرَبُ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ، يَسْمَعُ كَلَامَهُمْ وَيَرَى أَشْخَاصَهُمْ وَ يَعْلَمُ أَسْرَارَهُمْ. فَقَالَ ابْنُ أَبِي الْعَوْجَاءِ: أَهُوَ فِي كُلِّ مَكَانٍ أَلَيْسَ إِذَا كَانَ فِي السَّمَاءِ كَيْفَ يَكُونُ فِي الْأَرْضِ وَ إِذَا كَانَ فِي الْأَرْضِ كَيْفَ يَكُونُ فِي السَّمَاءِ؟ فَقَالَ أَبُوعَبْدِاللهِ عليه السلام: إِنَّمَا وَصَفْتَ الْمَخْلُوقَ الَّذِي إِذَا انْتَقَلَ عَنْ مَكَانٍ اشْتَغَلَ بِهِ مَكَانٌ وَ خَلَا مِنْهُ مَكَانٌ فَلَا يَدْرِي فِي الْمَكَانِ الَّذِي صَارَ إِلَيْهِ مَا يَحْدُثُ فِي الْمَكَانِ الَّذِي كَانَ فِيهِ فَأَمَّا اللهُ الْعَظِيمُ الشَّأْنِ الْمَلِكُ الدَّيَّانُ فَلَا يَخْلُو مِنْهُ مَكَانٌ وَلَا يَشْتَغِلُ بِهِ مَكَانٌ وَلَا يَكُونُ إِلَى مَكَانٍ أَقْرَبَ مِنْهُ إِلَى مَكَانٍ

۳۔ ابن ابی العوجار نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا۔ آپ خدا کو غائب کہتے ہیں۔ فرمایا وائے ہو تجھ پر کیونکر غائب کہا جائے گا وہ جو اپنی مخلوق کے ساتھ موجود ہے اور رگ گردن سے زیادہ قریب ہے ان کا کلام سنتا ہے اور ان کے وجود کو دیکھتا ہے اور ان کے بھیدوں کو جانتا ہے ابن ابی العوجار نے کہا کیا ایسا ہے کہ وہ ہر جگہ ہے پس اگر آسمان میں ہے تو زمین میں کیسے ہوگا اور اگر زمین میں ہے تو آسمان میں کیسے ہوگا۔ حضرت نے فرمایا یہ تو مخلوق کی صفت ہے کہ جب وہ ایک مکان سے منتقل ہو تو دوسرے میں جا رہے اور پہلا مکان اس سے خالی ہو گیا اور اسے یہ خبر نہ رہے کہ پہلے مکان کا کیا حال ہے۔ اور اس میں کیا ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں۔ اس سے کوئی جگہ خالی نہیں اور نہ کسی مکان میں وہ سمایا ہوا ہے اور نہ کوئی جگہ بہ نسبت دوسری جگہ کے اس سے زیادہ قریب ہے۔

٤۔ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ عليه السلام: جَعَلَنِيَ اللهُ فِدَاكَ يَا سَيِّدِي، قَدْ رُوِيَ لَنَا: أَنَّ اللهَ فِي مَوْضِعٍ دُونَ مَوْضِعٍ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى وَأَنَّهُ يَنْزِلُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِي النِّصْفِ الْأَخِيرِ مِنَ اللَّيْلِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَرُوِيَ: أَنَّهُ يَنْزِلُ فِي عَشِيَّةِ عَرَفَةَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى مَوْضِعِهِ، فَقَالَ بَعْضُ مَوَالِيكَ فِي ذَلِكَ: إِذَا كَانَ فِي مَوْضِعٍ دُونَ مَوْضِعٍ، فَقَدْ يُلَاقِيهِ الْهَوَاءُ وَ يَتَكَنَّفُ عَلَيْهِ وَالْهَوَاءُ جِسْمٌ رَقِيقٌ يَتَكَنَّفُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ بِقَدْرِهِ، فَكَيْفَ يَتَكَنَّفُ عَلَيْهِ جَلَّ ثَنَاؤُهُ عَلَى هَذَا الْمِثَالِ؟ فَوَقَّعَ عليه السلام: عِلْمُ ذَلِكَ عِنْدَهُ وَ هُوَ الْمُقَدِّرُ لَهُ

بِمَا هُوَ أَحْسَنُ تَقْدِيراً وَ اعْلَمْ أَنَّهُ إِذَا كَانَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَهُوَ كَمَا هُوَ عَلَى الْعَرْشِ وَ الْأَشْيَاءُ كُلُّهَا لَهُ سَوَاءٌ عِلْماً وَ قُدْرَةً وَ مُلْكاً وَ إِحَاطَةً.

وَ عَنْهُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ الْكُوفِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى مِثْلَهُ.

○(فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ)○

۴۔ محمد بن عیسیٰ سے مروی ہے کہ میں نے امام علی نقی علیہ السلام کو لکھا۔ اے میرے سید و سردار میں آپ پر فدا ہوں مجھ سے کہا گیا ہے کہ خدا ایک جگہ ہے دوسری جگہ نہیں وہ عرش پر بیٹھتا ہے اور ہر رات آخر شب میں آسمان دُنیا پر اترتا ہے اور یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ وہ آخر روز عرفہ اترتا ہے اور اپنی جگہ چلا جاتا ہے اس صورت میں ہوا اس سے ضرور ملے گی اور اس کے چار طرف ہو جائے گی کیونکہ ہوا ایک جسم لطیف ہے وہ ہر شے کے گرد ہے پس خدا کے گرد کیسے ہو گی۔ آپ نے جواب میں لکھا ہر شے کا علم اس کے پاس ہے اور اسے ہر شے کا بہترین اندازہ ہے (اسے کسی جگہ جانے کی کیا ضرورت) جب وہ سماء دنیا میں ہو تو ایسا ہی ہے جیسے عرش پر کیونکہ چیزیں سب برابر ہیں بلحاظ علم و قدرت و ملک و احاطہ۔

اور ایسی ہی روایت محمد بن جعفر کوفی نے محمد بن عیسیٰ سے بیان کی ہے۔

۵۔ عَنْهُ، عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنِ ابْنِ أُذَيْنَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: «مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ» فَقَالَ: هُوَ وَاحِدٌ وَاحِدِيُّ الذَّاتِ، بَائِنٌ مِنْ خَلْقِهِ وَ بِذَاكَ وَصَفَ نَفْسَهُ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيطٌ بِالْإِشْرَافِ وَ الْإِحَاطَةِ وَ الْقُدْرَةِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرُ بِالْإِحَاطَةِ وَالْعِلْمِ لَا بِالذَّاتِ، لِأَنَّ الْأَمَاكِنَ مَحْدُودَةٌ تَحْوِيهَا حُدُودٌ أَرْبَعَةٌ فَإِذَا كَانَ بِالذَّاتِ لَزِمَهَا الْحِوَايَةُ.

○(فِي قَوْلِهِ: الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى)○

۵۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ جو آیت ہے کہ جہاں تین سرگوشی کرتے ہیں وہ ان کا چوتھا ہوتا ہے اور

جہاں پانچ ہوتے ہیں وہ اس کا چھٹا ہوتا ہے تو وہ واحد ہے اور یگانہ بالذات ہے اور اپنی مخلوق سے الگ ہے اسی لئے اس نے اپنا وصف یہ بیان کیا وہ ہر شے پر محیط ہے از روئے علم و احاطہ و قدرت کوئی ذرہ آسمان میں ہو یا زمین میں اس سے پوشیدہ نہیں چاہے اس سے بھی چھوٹا ہو یا بڑا۔ وہ اپنے ذاتی علم سے احاطہ کئے ہوئے ہے۔ تمام مقامات محدود ہیں محدود اربعہ اگر خدا بھی اپنی ذات سے احاطہ کرنے والا ہوتا تو وہ بھی حدود اربعہ میں محدود ہو جاتا۔

٦۔ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ [مُوسَى] الْخَشَّابِ، عَنْ بَعْضِ رِجَالِهِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: «الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى» فَقَالَ: اسْتَوٰى عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ، فَلَيْسَ شَيْءٌ أَقْرَبَ إِلَيْهِ مِنْ شَيْءٍ.

٦۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کیا معنی ہیں الرحمٰن علی العرش استوی کے، فرمایا وہ ہر شے پر غالب ہے کوئی شے بہ نسبت دوسری شے کے اس سے زیادہ قریب نہیں۔

٧۔ وَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ سَهْلٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَارِدٍ أَنَّ أَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام سُئِلَ عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: «الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى» فَقَالَ: اسْتَوٰى مِنْ كُلِّ شَيْءٍ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَقْرَبَ إِلَيْهِ مِنْ شَيْءٍ.

٧۔ راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیہ الرحمٰن علی العرش استوی کے متعلق پوچھا فرمایا وہ ہر شے پر غالب ہے کوئی بہ نسبت کسی شے کے اس سے زیادہ قریب ہے نہ دور اور وہ سب سے زیادہ قریب ہے ہر شے کے۔

٨۔ وَ عَنْهُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيٰى، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَجَّاجِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام عَنْ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى: «الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى» فَقَالَ: اسْتَوٰى فِي كُلِّ شَيْءٍ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَقْرَبَ إِلَيْهِ مِنْ شَيْءٍ، لَمْ يَبْعُدْ مِنْهُ بَعِيدٌ وَلَمْ يَقْرُبْ مِنْهُ قَرِيبٌ، اسْتَوٰى فِي كُلِّ شَيْءٍ.

ابن حجاج نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیت الرحمان العرش استوی کے بارے میں دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ استوی ہر شے میں کے معنی یہ ہیں کہ کوئی چیز اس سے قریب تر نہ ہو اور نہ اس سے دور ہو ایسی دوری کہ اس سے قریب تر ہو جو دریہ کہ نہ اس سے زیادہ دوری ممکن ہو نہ اس سے زیادہ قرب یہ ہیں استوی العرش کے معنی۔ **توضیح**: دوری اور نزدیکی اللہ کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتی جس طرح ہم کسی دور مقام پر رہنے والے کو آواز نہیں دے سکتے۔ یہ خدا کے لئے نہیں ہے

۹- وَعَنْهُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَالَ: مَنْ زَعَمَ أَنَّ اللهَ مِنْ شَيْءٍ أَوْ فِي شَيْءٍ أَوْ عَلَىٰ شَيْءٍ فَقَدْ كَفَرَ، قُلْتُ فَسِّرْ لِي، قَالَ: أَعْنِي بِالْحَوَايَةِ مِنَ الشَّيْءِ لَهُ أَوْ بِإِمْسَاكٍ لَهُ أَوْ مِنْ شَيْءٍ سَبَقَهُ، وَ فِي رِوَايَةٍ أُخْرَىٰ: مَنْ زَعَمَ أَنَّ اللهَ مِنْ شَيْءٍ فَقَدْ جَعَلَهُ مُحْدَثاً وَ مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ فِي شَيْءٍ فَقَدْ جَعَلَهُ مَحْصُوراً وَ مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ عَلَىٰ شَيْءٍ فَقَدْ جَعَلَهُ مَحْمُولاً.

○(فِي قَوْلِهِ تَعَالَىٰ: وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلٰهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلٰهٌ)○

۹- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جس نے یہ گمان کیا کہ اللہ کسی چیز سے ہے یا کسی چیز میں ہے یا کسی چیز پر ہے تو اس نے کفر کیا۔ راوی نے کہا ذرا اور وضاحت کیجئے۔ فرمایا میرا مطلب یہ ہے کہ وہ کسی چیز سے گھرا ہوا ہے نہ رکا ہوا ہے اور نہ کسی چیز نے اس پر سبقت کی ہے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ جس نے گمان کیا کہ خدا کسی شئے سے ہے اس نے خدا کو حادث سمجھا اور جس نے کہا کسی شئے میں ہے اس نے اسے محدود بنا دیا اور جس نے کہا کسی شئے پر ہے اس نے ایسی چیز بنا دیا جو اٹھائی جائے

۱۰- عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: قَالَ أَبُو شَاكِرٍ الدَّيَصَانِيُّ: إِنَّ فِي الْقُرْآنِ آيَةً هِيَ قُوَّةٌ لَنَا، قُلْتُ: مَا هِيَ؟ فَقَالَ: وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلٰهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلٰهٌ، فَلَمْ أَدْرِ بِمَا أُجِيبُهُ فَحَجَجْتُ فَخَبَّرْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام فَقَالَ: هٰذَا كَلَامُ زِنْدِيقٍ خَبِيثٍ إِذَا رَجَعْتَ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ: مَا اسْمُكَ بِالْكُوفَةِ؟ فَإِنَّهُ يَقُولُ: فُلَانٌ فَقُلْ لَهُ: مَا اسْمُكَ بِالْبَصْرَةِ؟ فَإِنَّهُ يَقُولُ: فُلَانٌ، فَقُلْ: كَذٰلِكَ اللهُ رَبُّنَا فِي السَّمَاءِ إِلٰهٌ وَ فِي الْأَرْضِ إِلٰهٌ وَفِي الْبِحَارِ إِلٰهٌ وَ فِي الْقِفَارِ إِلٰهٌ وَ فِي كُلِّ مَكَانٍ إِلٰهٌ، قَالَ: فَقَدِمْتُ فَأَتَيْتُ أَبَا شَاكِرٍ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: هٰذِهِ

تِلْتَ مِنَ الْحِجَازِ

۱۰۔ ہشام بن الحکم سے مروی ہے کہ ابوشاکر الدّیصانی نے کہا۔ قرآن میں ایک آیت ہمارے عقیدہ کے موافق ہے میں نے کہا وہ کیا ہے۔ اس نے کہا آسمان میں بھی خدا ہے اور زمین میں بھی خدا ہے (یعنی کئی خدا ہیں) مجھے اس کا جواب نہ بن آیا۔ میں نے اس کا ذکر امام جعفر صادق علیہ السلام سے کیا۔ فرمایا یہ کلام کسی زندیق خبیث کا ہے جب تم اس کے پاس جاؤ تو کہنا کہ تیرا نام کوفہ میں کیا ہے وہ کہے گا فلاں، پس اس سے پوچھنا بصرہ میں تیرا نام کیا ہے وہ کہے گا فلاں، پس اس سے کہنا۔ ایسا ہی ہمارا رب ہے وہ آسمان میں بھی اللہ ہے اور زمین میں بھی، دریاؤں میں بھی اور جنگلوں میں بھی، اسی طرح ہر جگہ پس میں اس کے پاس پہنچا اور یہ جواب بیان کیا۔ اس نے کہا یہ حجاز سے نقل ہو کر آیا ہے۔

باب بستم (۲۰)

بیان عرش و کرسی

(بَابُ الْعَرْشِ وَالْكُرْسِيِّ)

١ـ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَبْنِ مُحَمَّدٍ الْبَرْقِيِّ رَفَعَهُ، قَالَ: سَأَلَ الْجَاثَلِيقُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام فَقَالَ: أَخْبِرْنِي عَنِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ يَحْمِلُ الْعَرْشَ أَمِ الْعَرْشُ يَحْمِلُهُ؟ فَقَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام: اللهُ عَزَّ وَجَلَّ حَامِلُ الْعَرْشِ وَالسَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا فِيهِمَا وَمَا بَيْنَهُمَا وَذَٰلِكَ قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: «إِنَّ اللهَ يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ إِنَّهُ كَانَ حَلِيماً غَفُوراً»، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِهِ: «وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ» فَكَيْفَ قَالَ ذَٰلِكَ؟ وَقُلْتَ: إِنَّهُ يَحْمِلُ الْعَرْشَ وَالسَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ، فَقَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام: إِنَّ الْعَرْشَ خَلَقَهُ اللهُ تَعَالَى مِنْ أَنْوَارٍ أَرْبَعَةٍ: نُورٍ أَحْمَرَ مِنْهُ احْمَرَّتِ الْحُمْرَةُ وَنُورٍ أَخْضَرَ مِنْهُ اخْضَرَّتِ الْخُضْرَةُ وَنُورٍ أَصْفَرَ مِنْهُ اصْفَرَّتِ الصُّفْرَةُ وَنُورٍ أَبْيَضَ مِنْهُ [ابْيَضَّ] الْبَيَاضُ وَهُوَ الْعِلْمُ الَّذِي

حَمَّلَهُ اللهُ الْحَمَلَةَ وَذٰلِكَ نُورٌ مِنْ عَظَمَتِهِ ، فَبِعَظَمَتِهِ وَ نُورِهِ أَبْصَرَ قُلُوبُ الْمُؤْمِنِينَ وَ بِعَظَمَتِهِ وَنُورِهِ عَادَاهُ الْجَاهِلُونَ وَ بِعَظَمَتِهِ وَ نُورِهِ ابْتَغَى مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ مِنْ جَمِيعِ خَلَائِقِهِ إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ بِالْأَعْمَالِ الْمُخْتَلِفَةِ وَالْأَدْيَانِ الْمُشْتَبِهَةِ ، فَكُلُّ مَحْمُولٍ يَحْمِلُهُ اللهُ بِنُورِهِ وَعَظَمَتِهِ وَ قُدْرَتِهِ لَا يَسْتَطِيعُ لِنَفْسِهِ ضَرّاً وَلَا نَفْعاً وَلَا مَوْتاً وَلَا حَيَاةً وَلَا نُشُوراً ، فَكُلُّ شَيْءٍ مَحْمُولٌ وَاللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى الْمُمْسِكُ لَهُمَا أَنْ تَزُولَا وَالْمُحِيطُ بِهِمَا مِنْ شَيْءٍ وَ هُوَ حَيَاةُ كُلِّ شَيْءٍ ، وَ نُورُ كُلِّ شَيْءٍ ، سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوّاً كَبِيراً .

قَالَ لَهُ : فَأَخْبِرْنِي عَنِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ أَيْنَ هُوَ ؟ فَقَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام : هُوَ هٰهُنَا وَهٰهُنَا وَ فَوْقَ وَ تَحْتَ وَ مُحِيطٌ بِنَا وَ مَعَنَا وَ هُوَ قَوْلُهُ : «مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنَى مِنْ ذٰلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَمَا كَانُوا» ، فَالْكُرْسِيُّ مُحِيطٌ بِالسَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرَى وَإِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى وَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى : «وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَؤُودُهُ حِفْظُهُمَا وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ» ، فَالَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ هُمُ الْعُلَمَاءُ الَّذِينَ حَمَّلَهُمُ اللهُ عِلْمَهُ وَلَيْسَ يَخْرُجُ عَنْ هٰذِهِ الْأَرْبَعَةِ شَيْءٌ خَلَقَ اللهُ فِي مَلَكُوتِهِ الَّذِي أَرَاهُ اللهُ أَصْفِيَاءَهُ وَأَرَاهُ خَلِيلَهُ عليه السلام فَقَالَ : «وَ كَذٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ» وَ كَيْفَ يَحْمِلُ حَمَلَةُ الْعَرْشِ اللهَ وَ بِحَيَاتِهِ حَيِيَتْ قُلُوبُهُمْ وَبِنُورِهِ اهْتَدَوْا إِلَى مَعْرِفَتِهِ

ا۔ امیرالمومنین علیہ السلام سے ایک یہودی عالم نے کہا مجھے یہ بتائیے کہ اللہ عرش کو اٹھائے ہوئے ہے یا عرش اللہ کو، آپ نے فرمایا۔ خدائے عزوجل آسمانوں، زمین جو کچھ ان دونوں کے اندر ہے ان سب کی روک تھام کرنے والا ہے جیساکہ فرماتا ہے اللہ آسمانوں اور زمین کو زائل ہونے سے روکنے والا ہے اگر اس کے علاوہ کوئی دوسرا روک تھام کرنے والا ہوتا تو یہ کارخانہ کب کا ملیا میٹ ہو چکا ہوتا۔ بے شک خدا حلیم و غفور ہے اس نے کہا مجھے خدا کے اس قول کا مطلب بتلائیے تیرے رب کا عرش اس روز لوگوں کے اوپر آٹھ فرشتے اٹھائے ہوں گے پس کیوں کر موافقت ہوگی آپ کے اس قول سے۔ وہ اٹھاتا ہے عرش کو آسمانوں اور زمینوں کو، حضرت نے فرمایا۔ عرش سے مراد مخلوق ہے جس کو خدا نے چار نوروں سے

کیا ہے، سُرخ نور جس سے سرخی پیدا کی اور سبز نور جس سے سبزی پیدا کی اور زرد نور جس سے زردی پیدا ہوئی اور سفید نور جس سے سفیدی پیدا ہوئی یہ وہ علم ہے جس کو بار کیا گیا حاملان عرش پر یعنی تفصیل سے یہ علم ان کو دیا گیا کہ یہ نور اس کا نور عظمت ہے پس اس نے اپنی عظمت و نور سے قلوب مومنین خاص کو بینا کیا اور اسی کے عظمت و نور سے جاہلوں نے اس سے دشمنی کی (اپنی غلط فہمی کی بنا پر) اور اسی کے عظمت و نور سے مخلوقات سماوی و ارضی نے اپنے مختلف اعمال سے اور متشبہ ادیان سے اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈا پس ہر اٹھایا ہوا جس کو اللہ نے اپنے نور عظمت سے اور اپنی قدرت سے اُٹھایا ہے نہ اپنے نفس کے لیے نقصان کی طاقت رکھتا ہے نہ نفع کی نہ زندگی کی نہ حشر و نشر کی۔ پس ہر شے محمول ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے آسمان و زمین کو زائل ہونے سے روکے ہوئے ہے اور ان دونوں کا ایک شے سے احاطہ کئے ہوئے ہے اور وہ ہر شے کی زندگی ہے اور ہر شے کا نور ہے لوگ جو کچھ غلط بیان کرتے ہیں اس کے بارے میں وہ اس سے بہت بلند و بالا ہے۔

اس نے کہا مجھے بتائیے اللہ کہاں ہے۔ حضرت نے فرمایا وہ یہاں بھی ہے اور وہاں بھی، اوپر بھی، نیچے بھی، ہمارا احاطہ (علم و قدرت سے) کئے ہوئے ہے اور ہر جگہ ہمارے ساتھ ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔ جہاں تین کی سرگوشی ہے وہ چوتھا ہے۔ جہاں پانچ ہے وہ چھٹا ہے اس سے کم ہوں یا زیادہ ہر جگہ ان کے ساتھ ہے اور کرسی (مراد علم باری تعالیٰ) احاطہ کئے ہوئے ہے آسمانوں اور زمینوں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور جو زمین کے نیچے ہے اور زیادہ واضح ہو تو وہ ہر ایک چھپے ہوئے بھید کو جانتا ہے اور یہی مراد ہے خدا کے اس قول سے، گھیر لیا ہے اس کی کرسی (علم) نے آسمانوں اور زمین کو اور ان دونوں کی حفاظت اسے تھکاتی نہیں وہ بلند مرتبہ اور بزرگی والا ہے۔ حاملان عرش سے مراد وہ علمائے دین ہیں جو علوم الہیہ کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ (انبیاء اور آئمہ) اور کوئی شے جو ملکوت خدا میں خلق ہوئی ہے چار مذکورہ بالا نوروں سے خالی نہیں (نور احمر، نور اصفر، نور اخضر اور نور ابیض) یہی ملکوت ہیں جنھیں خدا نے اپنے اصفیا کو دکھایا ہے یہی اپنے خلیل کو دکھائے تھے۔ جیسا کہ فرماتا ہے کہ ہم نے ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمین کے ملکوت دکھائے تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں سے بنے رہیں اور کیوں کر حاملان عرش، عرش کو اٹھا سکتے ہیں درآنحالیکہ اس کی حیات سے ان کے قلوب میں زندگی آئی ہے اور اسی کے نور سے اس کی معرفت کی طرف ہدایت ہوئی ہے (خلاصہ کلام یہ ہے کہ کرسی سے مراد وہ کرسی نہیں جو ہمارے ذہن میں ہے بلکہ وہ تمام علوم مراد ہیں جن کا تعلق آسمانوں اور زمین کے تمام نظاموں سے ہے بلکہ سوائے انبیاء و اصفیاء دوسرا کوئی ان کا حامل ہو ہی نہیں سکتا۔ اب رہے حاملان کرسی، وہ حاملان علوم عرش قرار نہیں پا سکتے کیونکہ یہ علوم مختص بذات

باری تعالیٰ ہیں۔ بات یہ ہے کہ یہ مصطلاحات مخصوصہ ہیں جن کا مفہوم انبیاء و اولیاء و آئمہ کے سوا دوسروں کے ذہن میں نہیں آسکتا۔ شہرِ علم اور بابِ علم بھی اسی قسم کی اصطلاحیں ہیں۔

۲۔ أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَىٰ قَالَ: سَأَلَنِي أَبُو قُرَّةَ الْمُحَدِّثُ أَنْ أُدْخِلَهُ عَلَىٰ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا عليه السلام فَاسْتَأْذَنْتُهُ فَأَذِنَ لِي، فَدَخَلَ فَسَأَلَهُ عَنِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ ثُمَّ قَالَ لَهُ: أَفَتُقِرُّ أَنَّ اللهَ مَحْمُولٌ؟ فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام: كُلُّ مَحْمُولٍ مَفْعُولٌ بِهِ مُضَافٌ إِلَىٰ غَيْرِهِ مُحْتَاجٌ وَالْمَحْمُولُ اسْمُ نَقْصٍ فِي اللَّفْظِ وَالْحَامِلُ فَاعِلٌ وَهُوَ فِي اللَّفْظِ مِدْحَةٌ وَكَذَٰلِكَ قَوْلُ الْقَائِلِ: فَوْقَ وَتَحْتَ وَأَعْلَىٰ وَأَسْفَلَ وَقَدْ قَالَ اللهُ: «وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا» وَلَمْ يَقُلْ فِي كُتُبِهِ: إِنَّهُ الْمَحْمُولُ بَلْ قَالَ: إِنَّهُ الْحَامِلُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَالْمُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا وَالْمَحْمُولُ مَا سِوَى اللهِ وَلَمْ يُسْمَعْ أَحَدٌ آمَنَ بِاللهِ وَعَظَمَتِهِ قَطُّ قَالَ فِي دُعَائِهِ: يَا مَحْمُولُ، قَالَ أَبُو قُرَّةَ: فَإِنَّهُ قَالَ: «وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ» وَقَالَ: «الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ» فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام: الْعَرْشُ لَيْسَ هُوَ اللهُ وَالْعَرْشُ اسْمُ عِلْمٍ وَقُدْرَةٍ وَعَرْشٌ فِيهِ كُلُّ شَيْءٍ، ثُمَّ أَضَافَ الْحَمْلَ إِلَىٰ غَيْرِهِ، خَلْقٍ مِنْ خَلْقِهِ؛ لِأَنَّهُ اسْتَعْبَدَ خَلْقَهُ بِحَمْلِ عَرْشِهِ وَهُمْ حَمَلَةُ عِلْمِهِ وَخَلْقًا يُسَبِّحُونَ حَوْلَ عَرْشِهِ وَهُمْ يَعْمَلُونَ بِعِلْمِهِ وَمَلَائِكَةً يَكْتُبُونَ أَعْمَالَ عِبَادِهِ وَاسْتَعْبَدَ أَهْلَ الْأَرْضِ بِالطَّوَافِ حَوْلَ بَيْتِهِ وَاللهُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ كَمَا قَالَ وَالْعَرْشُ وَمَنْ يَحْمِلُهُ وَمَنْ حَوْلَ الْعَرْشِ وَاللهُ الْحَامِلُ لَهُمْ، الْحَافِظُ لَهُمْ، الْمُمْسِكُ الْقَائِمُ عَلَىٰ كُلِّ نَفْسٍ وَفَوْقَ كُلِّ شَيْءٍ وَعَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَلَا يُقَالُ: مَحْمُولٌ وَلَا أَسْفَلَ قَوْلًا مُفْرَدًا لَا يُوصَلُ بِشَيْءٍ فَيَفْسُدُ اللَّفْظُ وَالْمَعْنَىٰ، قَالَ أَبُو قُرَّةَ: فَتُكَذِّبُ بِالرِّوَايَةِ الَّتِي جَاءَتْ أَنَّ اللهَ إِذَا غَضِبَ إِنَّمَا يُعْرَفُ غَضَبُهُ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ يَجِدُونَ ثِقْلَهُ عَلَىٰ كَوَاهِلِهِمْ، فَيَخِرُّونَ سُجَّدًا؛ فَإِذَا ذَهَبَ الْغَضَبُ خَفَّ وَرَجَعُوا إِلَىٰ مَوَاقِفِهِمْ؟ فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام: أَخْبِرْنِي عَنِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ مُنْذُ لَعَنَ إِبْلِيسَ إِلَىٰ يَوْمِكَ هٰذَا هُوَ غَضْبَانُ عَلَيْهِ؛ فَمَتَىٰ رَضِيَ؟ وَهُوَ فِي صِفَتِكَ لَمْ يَزَلْ غَضْبَانَ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ أَوْلِيَائِهِ وَعَلَىٰ أَتْبَاعِهِ كَيْفَ تَجْتَرِئُ،

أَنْ تَصِفَ رَبَّكَ بِالتَّغْيِيرِ مِنْ حَالٍ إِلَىٰ حَالٍ وَأَنَّهُ يَجْرِي عَلَيْهِ مَا يَجْرِي عَلَى الْمَخْلُوقِ، سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ، لَمْ يَزُلْ مَعَ الزَّائِلِينَ وَلَمْ يَتَغَيَّرْ مَعَ الْمُتَغَيِّرِينَ وَلَمْ يَتَبَدَّلْ مَعَ الْمُتَبَدِّلِينَ وَمَنْ دُونَهُ فِي يَدِهِ وَتَدْبِيرِهِ وَكُلُّهُمْ إِلَيْهِ مُحْتَاجٌ وَهُوَ غَنِيٌّ عَمَّنْ سِوَاهُ

صفوان بن یحییٰ سے مروی ہے کہ ابو قرہ محدث نے مجھ سے درخواست کی کہ میں اس کے لئے امام رضا علیہ السلام سے حاضر ہونے کی اجازت لوں چنانچہ اس نے حاضر ہو کر حلال و حرام کے بارے میں پوچھا پھر اس نے کہا کہ کیا آپ اس کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ نے اٹھایا ہوا ہے یعنی آپ کا اللہ عرش پر ہے اور عرش کو ملائکہ اٹھائے ہوئے ہیں تو اللہ محمول ہوا۔ حضرت نے فرمایا ہر محمول وہ ہے جس پر فعل کا اثر واقع ہو اور وہ اپنے غیر کی طرف منعطف ہو وہ محتاج ہوتا ہے اور محمول ہونا بلحاظ لفظ باعث نقص ہے اور حامل فاعل ہوتا ہے اور بلحاظ لفظ وہ باعث مدح ہوتا ہے جیسے کہ لفظ فوق و تحت واعلیٰ و اسفل سے نقصان و مدح ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا کے لئے اسمائے حسنیٰ ہیں تم انہی سے اسے پکارو، اپنی کتابوں میں اس نے یہ نہیں کہا کہ وہ محمول ہے بلکہ یہ کہا ہے کہ وہ حامل ہے خشکی و تری میں اور آسمانوں اور زمین کو گرنے سے روکنے والا ہے محمول تو ماسوائے اللہ کو کہا جاتا ہے کسی ایسے شخص کو جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کی عظمت پر ایمان رکھنے والا ہے کبھی یہ کہتے نہیں سنا گیا کہ اس نے اپنی دعا میں اللہ کو محمول کہہ کر پکارا ہو۔ ابو قرہ نے کہا کہ خدا کہتا ہے تیرے رب کے عرش کو اس دن ان کے اوپر آٹھ اٹھانے والے اٹھائے ہوں گے۔ حضرت نے فرمایا عرش اللہ نہیں ہے عرش نام ہے علم و قدرتِ الٰہیہ کا جس کے اندر ہر شے ہے خدا نے حمل کی نسبت دی ہے اپنے غیر کی طرف اور وہ اللہ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے کیوں کہ حاملِ عرش کے ساتھ خدا نے اپنی ایک مخلوق سے عبادت چاہی اور اپنی ایک مخلوق کو تسبیح سے مخصوص کیا جو اس کے عرش کے گرد تسبیح کرتے ہیں اور کچھ ملائکہ اعمالِ عباد کو لکھتے ہیں اور اہلِ ارض سے عبادت چاہی اپنے گھر کے گرد طواف کرنے کی آیہ واللہ علی العرش استوا، ایسا ہی ہے جیسے دوسرے مقامات پر فرمایا والعرش ومن بحولہ ومن خول العرش اللہ جو ان کا حامل ہے وہی ان کا روکنے والا اور ہر نفس کا قائم کرنے والا، ہر شے سے مافوق، ہر شے سے بالاتر ہے اسے بجائے حامل کے محمول کیسے کہا جا سکتا ہے نہ اسفل سے اسے نسبت دی جا سکتی ہے ورنہ لفظ اور معنی دونوں فاسد ہو جائیں گے ابو قرہ نے کہا کہ یہ تو اس روایت کی سراسر تکذیب ہے کہ جب خدا کو غصہ آتا ہے تو اس کا وزن حاملانِ عرش کے کندھوں کو محسوس ہونے لگتا ہے اور وہ سجدے میں گر جاتے ہیں جب غصہ ختم ہو جاتا ہے تو عرش کا

وزن ہلکا پڑ جاتا ہے اور وہ اپنے موقف کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ مجھے بتاؤ اللہ تعالیٰ نے جب سے ابلیس پر لعنت کی اُس وقت سے اب تک وہ اس سے کب راضی ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس وقت سے لے کر اب تک غصہ ہی میں ہے ابلیس پر بھی اور اس کے اولیاء و اتباع پر بھی اور ملائکہ اس کا وزن محسوس کرکے سجدہ ہی میں پڑے ہوئے ہیں اے ابو قرار تو نے کیسے جرأت کی کہ اپنے رب کو موصوف کیا تغیر کے ساتھ یا بیں طور کہ وہ ایک حال سے دوسرے کی طرف بدلتا ہے اور مخلوق کی سی باتیں اس میں پائی جاتی ہیں اللہ تعالیٰ بلند و برتر ہے ان تمام باتوں سے وہ بدلنے والوں کے ساتھ بدلتا نہیں، ہر شئے اس کے ید قدرت و تدبیر کے اندر ہے اور سب اس کے محتاج ہیں اور وہ وہ اپنے ماسوا سے بے پرواہ ہے۔

توضیح اول:۔ ابو قرار نے جو حدیث پیش کرکے اعتراض کیا۔ وہ درحقیقت اس کا مطلب سمجھا ہی نہیں حدیث میں غضب سے مراد عذاب کا نازل کرنا ہے اور ملائکہ کا ثقل عرش محسوس کرنا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ان کو نزول عذاب کے مقدمات سے آگاہ کیا جاتا ہے اور سجدہ میں جانے سے مراد یہ ہے کہ وہ خضوع و خشوع کرتے ہیں اللہ کے سامنے بنا بر اس کے عذاب سے خوف کرکے اور جب نزول عذاب ختم ہو جاتا ہے تو ملائکہ جو حاملان عرش ہیں مطمئن ہو جاتے ہیں کیونکہ مقدمات رحمت ظاہر ہونے لگتے ہیں اور وہ طلب رحمت کی طرف رغبت کرتے ہیں امام علیہ السلام نے اس کے اعتراض کو یوں دفع کیا کہ اگر غضب الٰہی کا بوجھ فرشتے محسوس کرتے اور سجدہ میں جاتے تو آدم اور شیطان کے واقعہ سے اب تک حاملان عرش کو سجدہ ہی میں ہونا چاہیئے۔ کیوں کہ خدا کی اس وقت سے آج تک شیطان پر لعنت چلی آ رہی ہے اور لعنت سے مراد اس کا غضب ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ لوگوں نے اپنے حالات اور تغیرات کا قیاس خدا پر کرکے آیات و احادیث کے الفاظ کا ظاہری مفہوم مراد لے لیا ہے ہمارے آئمہ نے اپنا فرض سمجھا کہ لوگوں سے الفاظ کی صحیح تاویل بیان کریں تاکہ وہ گمراہی سے محفوظ رہیں۔

توضیح دوئم:۔ اس حدیث میں امام علیہ السلام نے عرش کے جو معنی بیان کئے ہیں وہ اس مفہوم سے جداگانہ ہیں۔ جو اذہان عوام میں مرتکز ہیں عام لوگوں کی نظر کے سامنے مادی اشیاء ہیں اگر کسی چیز کی حقیقت کو مادی مثالوں سے نہ سمجھایا جائے تو دنیا والے اس کو سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں مثلاً نعمات جنت میں رطب، عنب، رمان وغیرہ کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔ عام لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ پھل ایسے ہی یا ان سے کچھ بہتر ہوں گے جیسے ہماری دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ حالانکہ وہ سیب و انار وغیرہ کچھ اور ہی ہوں گے جنتی میووں کے متعلق تو یہ ہے کہ :۔

لاعین رات ولااذن سمع ولاخطر قلب بشر" نہ آنکھوں نے دیکھا ہوگا نہ کانوں نے سنا ہوگا اور نہ ان کا تصور کسی کے دل میں آیا ہوگا لیکن کیا ایسی نعمتوں کا کوئی ہلکا سا تصور بھی عرب کے بدوؤں بلکہ مادہ پرست دنیا کے کسی فرد کے دماغ میں آسکتا تھا اور جب لوگوں کی سمجھ میں جنت کے میوے آتے ہی نہیں تو وہ ان کی طرف رغبت کیا کرتے۔اس لئے لامحالہ حقیقت کو مجاز کے سانچہ میں ڈھالا گیا۔

اسی طرح لفظ "صراط" ہے عوام کے ذہن میں وہ ایک پل ہے جس پر سے روز قیامت لوگوں کو گذرنا ہوگا لیکن دوسرا مفہوم اس کا کچھ اور ہے یعنے فضائل چہارگانہ اخلاق کا وسطی خط۔ چونکہ یہ مفہوم اتنا باریک تھا کہ عوام کا کیا ذکر۔ خواص کے ذہن میں نہیں آسکتا تھا۔ لہٰذا صراط کے مجازی معنی کی طرف توجہ دلائی گئی۔

اسی طرح قیامت میں میزان کا نصب ہونا اور اس میں اعمال کا تولا جانا وغیرہ بہت سے الفاظ ہیں ہیں جن کا مفہوم عوام کے نزدیک کچھ اور ہے خواص کے نزدیک کچھ اور، انہی میں لفظ عرش بھی ہے عام لوگ اس کو ایک عظیم الشان نورانی تخت یا آراستہ مسند سمجھتے ہیں خواص کی نظر میں اس لفظ کے مفاہیم کچھ اور ہیں اور ان میں صحیح ترین مفہوم وہ ہے جو امام رضا علیہ السلام نے اس حدیث میں بیان فرمایا۔ عرش بمعنی تخت اگر لیا جائے تو دراصل اس کا مفہوم ایک "علامت" ہوگا۔ یعنی تخت نشان ہے کسی کے رفیع المرتبہ ہونے کا۔ امام علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق عرش بھی ایک علامت ہے قادر مطلق کے علو شان کی کیوں کہ اس سے مراد وہ علم الٰہی ہے کہ جس کو حسب ذیل آٹھ قسم کی مخلوق اٹھائے ہوئے ہے اوّل حاملان عرش یعنے وہ فرشتے جو حاملان کتاب الٰہی ہیں اور آدمؑ اور ان کے اوصیاء، دوسرے نوحؑ اور ان کے اوصیاء، تیسرے ابراہیمؑ اور ان کے اوصیاء، چوتھے موسیٰؑ اور ان کے اوصیاء پانچویں عیسیٰؑ اور ان کے اوصیاء، چھٹے محمدؐ اور ان کے اوصیاء، ساتویں رضوان اور جنت کے تمام خازن، آٹھویں مالک اور دوزخ کے تمام خازن۔

یہ ہے وہ علم کا خزانہ جس کا نام عرش ہے اور جس کی خازن مذکورہ بالا ہستیاں ہیں یہ مفہوم اس قدر لطیف و دقیق ہے کہ وہی علم رکھنے والوں کے دوسرے اس کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ لہٰذا عموماً مجازی معنی کی طرف ہی لوگوں کو متوجہ کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ عرش کے مفہوم میں بہت کچھ اختلاف پیدا ہوگیا۔ بعض کے نزدیک وہ عظیم الشان نہایت مستحکم و ٹھوس تخت ہے جس پر خدا بیٹھا ہے اور وہ اس کے بوجھ سے چرچراتا ہے بعض کے نزدیک وہ خدا کی سب سے بڑی مخلوق ہے۔

بعض کے نزدیک وہ نواں آسمان ہے۔

بعض کے نزدیک سب سے اونچا سیارہ ہے۔

بعض کے نزدیک مرکز انوار کائنات ہے۔

بعض کے نزدیک وہ ایک چھت ہے آسمان جیسی کہ جس کے سایہ میں فرشتے رہتے ہیں۔

بعض کے نزدیک عالم امکان کی حد نظر ہے۔

٣ـ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ عَبْدِاللهِ، عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِاللهِ عليه السلام عَنْ قَوْلِ اللهِ جَلَّ وَعَزَّ: «وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ»، فَقَالَ: يَا فُضَيْلُ: كُلُّ شَيْءٍ فِي الْكُرْسِيِّ، السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَكُلُّ شَيْءٍ فِي الْكُرْسِيِّ.

۳۔ راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیہ وسع کرسیہ السموات والارض کے متعلق پوچھا۔ فرمایا۔ اے فضیل کرسی میں ہر شے ہے آسمان و زمین ہر شے کرسی میں ہے۔

٤ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنِ الْحَجَّالِ، عَنْ ثَعْلَبَةَ [بْنِ مَيْمُونٍ] عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِاللهِ عليه السلام عَنْ قَوْلِ اللهِ جَلَّ وَعَزَّ «وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ»، اَلسَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَسِعْنَ الْكُرْسِيَّ أَمِ الْكُرْسِيُّ وَسِعَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ؛ فَقَالَ: بَلِ الْكُرْسِيُّ وَسِعَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَالْعَرْشَ وَكُلَّ شَيْءٍ وَسِعَ الْكُرْسِيُّ

۴۔ راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا۔ وسع کرسیہ الخ کے متعلق کیا۔ آسمانوں اور زمین میں کرسی کی گنجائش ہے یا کرسی میں آسمان و زمین کے سمانے کی فرمایا۔ کرسی میں گنجائش ہے آسمان و زمین و عرش کے سمانے کی اس میں گنجائش ہے

٥ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ فَضَالَةَ بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ

بُكَيْرٍ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِاللهِ عليه السلام عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: «وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ»، السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَسِعْنَ الْكُرْسِيَّ أَوِ الْكُرْسِيُّ وَسِعَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ؟ فَقَالَ: إِنَّ كُلَّ شَيْءٍ فِي الْكُرْسِيِّ.

۵۔ زرارہ بن اعین نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے آیت وسع کرسیہ السماوات کے بارے میں معلوم کیا کہ کیا زمین و آسمان میں کرسی سما سکتی ہے یا کرسی میں زمین و آسمان سما سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا بلکہ کرسی میں سماوات زمین اور عرش اور ہر شے سما سکتی ہے۔ کرسی میں ہر شے کے سمانے کی گنجائش ہے۔ (اس سے مراد قدرتِ خدا ہے)

٦۔ مُحَمَّدُ [بْنُ يَحْيَى]، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفُضَيْلِ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: حَمَلَةُ الْعَرْشِ - وَالْعَرْشُ: الْعِلْمُ - ثَمَانِيَةٌ: أَرْبَعَةٌ مِنَّا وَأَرْبَعَةٌ مِمَّنْ شَاءَ اللهُ.

٦۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ حاملانِ عرش (عرش سے مراد علم ہے) آٹھ ہیں چار ہم میں سے ہیں اور چار وہ جن کو اللہ نے چاہا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ پہلے چار سے مراد محمدؐ علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ ہیں اور آخر چار سے مراد نوحؑ و ابراہیمؑ، موسیٰؑ و عیسیٰؑ ہیں یعنی روزِ قیامت علمِ الٰہی کے حامل آٹھ شخص ہوں گے انہی کے علم کے مطابق لوگوں کے اعمال کی جانچ پڑتال ہوگی

٧۔ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ دَاوُدَ الرَّقِّيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِاللهِ عليه السلام عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ «وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ»، فَقَالَ مَا يَقُولُونَ؟ قُلْتُ: يَقُولُونَ: إِنَّ الْعَرْشَ كَانَ عَلَى الْمَاءِ وَالرَّبُّ فَوْقَهُ: فَقَالَ: كَذَبُوا، مَنْ زَعَمَ هٰذَا فَقَدْ صَيَّرَ اللهَ مَحْمُولاً وَوَصَفَهُ بِصِفَةِ الْمَخْلُوقِ وَلَزِمَهُ أَنَّ الشَّيْءَ الَّذِي يَحْمِلُهُ أَقْوَى مِنْهُ، قُلْتُ: بَيِّنْ لِي جُعِلْتُ فِدَاكَ، فَقَالَ: إِنَّ اللهَ حَمَّلَ دِينَهُ وَعِلْمَهُ الْمَاءَ قَبْلَ أَنْ يَكُونَ أَرْضٌ أَوْ سَمَاءٌ أَوْ جِنٌّ أَوْ إِنْسٌ أَوْ شَمْسٌ أَوْ قَمَرٌ، فَلَمَّا أَرَادَ اللهُ أَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ نَثَرَهُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ لَهُمْ: مَنْ رَبُّكُمْ؟ فَأَوَّلُ مَنْ نَطَقَ: رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وَأَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام وَالْأَئِمَّةُ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا:

أَنْتَ رَبُّنَا ، فَحَمَّلَهُمُ الْعِلْمَ وَالدِّينَ ؛ ثُمَّ قَالَ لِلْمَلَائِكَةِ : هٰؤُلَاءِ حَمَلَةُ دِينِي وَعِلْمِي وَ أُمَنَائِي فِي خَلْقِي وَهُمُ الْمَسْؤُولُونَ ؛ ثُمَّ قَالَ لِبَنِي آدَمَ : أَقِرُّوا لِلّٰهِ بِالرُّبُوبِيَّةِ وَ لِهٰؤُلَاءِ النَّفَرِ بِالْوَلَايَةِ وَ الطَّاعَةِ ، فَقَالُوا ، نَعَمْ رَبَّنَا أَقْرَرْنَا ، فَقَالَ اللّٰهُ لِلْمَلَائِكَةِ : اشْهَدُوا ، فَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ شَهِدْنَا عَلَىٰ أَنْ لَا يَقُولُوا غَداً : إِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غَافِلِينَ أَوْ يَقُولُوا : إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ يَا دَاوُدُ ؛ وِلَايَتُنَا مُؤَكَّدَةٌ عَلَيْهِمْ فِي الْمِيثَاقِ.

۷. راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا اس آیت کا کیا مطلب ہے کان عرشہ علی الماء، فرمایا لوگ کیا کہتے ہیں میں نے کہا ان کا کہنا یہ ہے کہ عرش خدا پانی پر تھا اور خدا اس پر بیٹھا تھا۔ فرمایا جھوٹے ہیں جس نے ایسا گمان کیا اس نے خدا کو محمول (اٹھایا ہوا) قرار دیا اور مخلوق کی صفت سے خدا کو موصوف کیا اور یہ لازم قرار دیا کہ جو چیز اٹھائی جاتی ہے اٹھانے والا اس سے قوی ہوتا ہے میں نے پھر کہا اس کا مطلب آپ بیان فرمائیں۔ فرمایا خدا نے اپنے دین اور علم کو پانی پر بار کیا (اس سے معلوم ہوا کہ مادیت میں اوّل مخلوق پانی ہے سب سے پہلے علم اور قدرتِ الٰہی کا اسی سے تعلق ہوا) قبل اس کے کہ زمین و آسمان یا جن و انس یا چاند سورج کو پیدا کرے۔ پس جب خدا نے اپنی مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو ان کو اپنے سامنے حاضر کر کے پوچھا کہ بتاؤ تمہارا رب کون ہے؟ پس سب سے پہلے رسولؐ اللہ گویا ہوئے پھر امیر المومنین اور دیگر آئمہ علیہم السلام نے کہا۔ تو ہمارا رب ہے خدا نے ان کو حامل قرار دیا۔ اپنے علم و دین کا پھر ملائکہ سے فرمایا۔ یہ لوگ میرے علم اور میرے دین کے حامل ہیں اور میری مخلوق ہیں۔ میری طرف سے امین ہیں اور ان سے سوال کیا جائے گا۔ پھر بنی آدم سے فرمایا۔ اللہ کی ربوبیت کا اقرار کرو اور ان لوگوں کی ولایت اور اطاعت کا انھوں نے کہا، بیشک ہے اللہ ہمارا رب ہم نے اقرار کیا۔ خدا نے ملائکہ سے فرمایا۔ تم ان پر گواہ ہو۔ ملائکہ نے کہا ہم گواہ ہیں تاکہ یہ لوگ کل کو یہ نہ کہیں کہ ہم ان سے غافل تھے یا یہ کہہ دیں کہ اس سے پہلے ہمارے آباد اجداد نے شرک کیا تھا اور ان کے بعد ہم ان کی اولاد قرار پائے تو کیا باطل پرستوں کے جرم میں تو ہم کو ہلاک کریگا۔ اے داؤد (راوی) ہماری ولایت بہت زیادہ تاکید کے ساتھ تھی۔

باب بست ویکم (۲۱)

بیان روح

(بَابُ الرُّوحِ)

۱ ـ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنِ ابْنِ أُذَيْنَةَ، عَنِ الْأَحْوَلِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِاللهِ عليه السلام عَنِ الرُّوحِ الَّتِي فِي آدَمَ عليه السلام، قَوْلُهُ: «فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي»، قَالَ: هٰذِهِ رُوحٌ مَخْلُوقَةٌ وَالرُّوحُ الَّتِي فِي عِيسَى مَخْلُوقَةٌ.

۱۔ راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روح آدم کے متعلق پوچھا جس کے لیے خدا نے فرمایا ہے نفخت فیہ من روحی، یہ روح بھی مخلوق ہے اور وہ روح بھی جو عیسیٰ علیہ السلام میں تھی

۲ ـ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنِ الْحَجَّالِ، عَنْ ثَعْلَبَةَ، عَنْ حُمْرَانَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِاللهِ عليه السلام عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: «وَرُوحٌ مِنْهُ»، قَالَ: هِيَ رُوحُ اللهِ مَخْلُوقَةٌ خَلَقَهَا اللهُ فِي آدَمَ وَعِيسَى.

۲۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا روح منہ (حضرت عیسیٰ) کے متعلق فرمایا وہ روح مخلوق ہے جس کو اللہ نے آدم و عیسیٰ میں پیدا کیا۔

۳ ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عَبْدِالْحَمِيدِ الطَّائِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِاللهِ عليه السلام عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: «وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي»، كَيْفَ هٰذَا النَّفْخُ؟ فَقَالَ: إِنَّ الرُّوحَ مُتَحَرِّكٌ كَالرِّيحِ وَإِنَّمَا سُمِّيَ رُوحاً لِأَنَّهُ اشْتَقَّ اسْمَهُ مِنَ الرِّيحِ وَإِنَّمَا أَخْرَجَهُ عَنْ لَفْظَةِ الرِّيحِ لِأَنَّ الْأَرْوَاحَ مُجَانِسَةٌ لِلرِّيحِ وَإِنَّمَا

أَضَافَهُ إِلَى نَفْسِهِ لِأَنَّهُ اصْطَفَاهُ عَلَى سَائِرِ الْأَرْوَاحِ؛ كَمَا قَالَ لِبَيْتٍ مِنَ الْبُيُوتِ: بَيْتِي، وَلِرَسُولٍ مِنَ الرُّسُلِ: خَلِيلِي، وَ أَشْبَاهُ ذٰلِكَ وَ كُلُّ ذٰلِكَ مَخْلُوقٌ مَصْنُوعٌ مُحْدَثٌ مَرْبُوبٌ مُدَبَّرٌ.

۳۔ محمد بن مسلم سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے معنی پوچھے کہ نفخت فیہ من روحی۔ میں نے جو نفخ کا ذکر ہے وہ نفخ کیوں کر ہوا۔ فرمایا۔ روح ہوا کی طرح متحرک ہے اسی لئے اس کا نام روح رکھا گیا ہے کیونکہ وہ ریح سے مشتق ہے اور یہ اس لئے کہ ارواح ریح کی ہم جنس ہیں اور روح کو اپنے نفس کی طرف نسبت دی ہے۔ کیونکہ اس کا اصطفا (انتخاب) کیا ہے تمام ارواح میں جیسے کہ گھروں میں سے ایک گھر کو رسولوں میں سے ایک رسول کو اپنا گھر اور اپنا خلیل اور اس کی مثل اور بھی ہیں لیکن یہ سب مخلوق ہیں حادث ہیں پرورش کئے ہوئے ہیں اور ان میں کسی مدبر کی تدبیر کا اثر ہے۔

٤ ـ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَبْنِ مُحَمَّدِبْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بَحْرٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْخَزَّازِ، عَنْ مُحَمَّدِبْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَاجَعْفَرٍ عليه السلام عَمَّا يَرْوُونَ أَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَىٰ صُورَتِهِ، فَقَالَ: هِيَ صُورَةٌ مُحْدَثَةٌ مَخْلُوقَةٌ وَ اصْطَفَاهَا اللّٰهُ وَ اخْتَارَهَا عَلَىٰ سَائِرِ الصُّوَرِ الْمُخْتَلِفَةِ، فَأَضَافَهَا إِلَىٰ نَفْسِهِ، كَمَا أَضَافَ الْكَعْبَةَ إِلَىٰ نَفْسِهِ وَالرُّوحَ إِلَىٰ نَفْسِهِ، فَقَالَ: «بَيْتِي»، «وَ نَفَخْتُ مِنْ رُوحِي».

۴۔ محمد بن مسلم سے مروی ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ لوگ کہتے ہیں۔ خدا نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ اس کا کیا مطلب ہے فرمایا خدا نے آدم کو حادث مخلوق بنایا ہے اور ان کی صورت کو انتخاب کیا ہے تمام مختلف صورتوں میں سے اور پھر اس کی نسبت اپنی طرف دی جیسے کہ کعبہ کو اپنی طرف نسبت دی اور فرمایا میرا گھر۔ اسی طرح فرمایا۔ میں نے اس میں اپنی روح کو پھونکا۔

باب بست ودوم (۲۲)

جوامع التوحید

(بَابُ جَوَامِعِ التَّوْحِيدِ .)

١ـ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللهِ وَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ جَمِيعاً رَفَعَاهُ إِلَىٰ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام أَنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام اسْتَنْهَضَ النَّاسَ فِي حَرْبِ مُعَاوِيَةَ فِي الْمَرَّةِ الثَّانِيَةِ، فَلَمَّا حَشَدَ النَّاسُ قَامَ خَطِيباً، فَقَالَ :

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْأَحَدِ الصَّمَدِ الْمُتَفَرِّدِ الَّذِي لَا مِنْ شَيْءٍ كَانَ وَلَا مِنْ شَيْءٍ خَلَقَ مَا كَانَ قُدْرَةٌ بَانَ بِهَا مِنَ الْأَشْيَاءِ وَ بَانَتِ الْأَشْيَاءُ مِنْهُ، فَلَيْسَتْ لَهُ صِفَةٌ تُنَالُ وَلَا حَدٌّ تُضْرَبُ لَهُ فِيهِ الْأَمْثَالُ، كَلَّ دُونَ صِفَاتِهِ تَحْبِيرُ اللُّغَاتِ وَ ضَلَّ هُنَاكَ تَصَارِيفُ الصِّفَاتِ وَ حَارَ فِي مَلَكُوتِهِ عَمِيقَاتُ مَذَاهِبِ التَّفْكِيرِ وَ انْقَطَعَ دُونَ الرُّسُوخِ فِي عِلْمِهِ جَوَامِعُ التَّفْسِيرِ وَ حَالَ دُونَ غَيْبِهِ الْمَكْنُونِ حُجُبٌ مِنَ الْغُيُوبِ، تَاهَتْ فِي أَدْنَىٰ أَدَانِيهَا طَامِحَاتُ الْعُقُولِ فِي لَطِيفَاتِ الْأُمُورِ.

فَتَبَارَكَ اللهُ الَّذِي لَا يَبْلُغُهُ بُعْدُ الْهِمَمِ وَلَا يَنَالُهُ غَوْصُ الْفِطَنِ وَ تَعَالَى الَّذِي لَيْسَ لَهُ وَقْتٌ مَعْدُودٌ وَلَا أَجَلٌ مَمْدُودٌ وَلَا نَعْتٌ مَحْدُودٌ، سُبْحَانَ الَّذِي لَيْسَ لَهُ أَوَّلٌ مُبْتَدَأٌ وَلَا غَايَةٌ مُنْتَهىً وَلَا آخِرٌ يَفْنَىٰ، سُبْحَانَهُ هُوَ كَمَا وَصَفَ نَفْسَهُ وَالْوَاصِفُونَ لَا يَبْلُغُونَ نَعْتَهُ، وَحَدَّ الْأَشْيَاءَ كُلَّهَا عِنْدَ خَلْقِهِ، إِبَانَةً لَهَا مِنْ شِبْهِهِ وَ إِبَانَةً لَهُ مِنْ شِبْهِهَا، لَمْ يَحْلُلْ فِيهَا فَيُقَالَ : هُوَ فِيهَا كَائِنٌ وَلَمْ يَنْأَ عَنْهَا فَيُقَالَ : هُوَ مِنْهَا بَائِنٌ وَلَمْ يَخْلُ مِنْهَا فَيُقَالَ لَهُ : أَيْنَ، لٰكِنَّهُ سُبْحَانَهُ أَحَاطَ بِهَا عِلْمُهُ وَأَتْقَنَهَا صُنْعُهُ وَ أَحْصَاهَا حِفْظُهُ، لَمْ يَعْزُبْ عَنْهُ خَفِيَّاتُ غُيُوبِ الْهَوَاءِ، وَلَا غَوَامِضُ مَكْنُونِ ظُلَمِ الدُّجَىٰ وَلَا مَا فِي السَّمَاوَاتِ الْعُلَىٰ إِلَى الْأَرَضِينَ السُّفْلَىٰ، لِكُلِّ شَيْءٍ مِنْهَا حَافِظٌ وَ رَقِيبٌ وَ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهَا بِشَيْءٍ مُحِيطٌ وَالْمُحِيطُ بِمَا أَحَاطَ مِنْهَا.

الْوَاحِدُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَا يُغَيِّرُهُ صُرُوفُ الْأَزْمَانِ وَلَا يَتَكَأَّدُهُ صُنْعُ شَيْءٍ كَانَ، إِنَّمَا قَالَ لِمَا شَاءَ: كُنْ فَكَانَ، ابْتَدَعَ مَا خَلَقَ بِلَا مِثَالٍ سَبَقَ وَلَا تَعَبٍ وَلَا نَصَبٍ وَ كُلُّ صَانِعِ شَيْءٍ فَمِنْ شَيْءٍ صَنَعَ وَ اللهُ لَا مِنْ شَيْءٍ صَنَعَ مَا خَلَقَ وَ كُلُّ عَالِمٍ فَمِنْ بَعْدِ جَهْلٍ تَعَلَّمَ وَاللهُ لَمْ يَجْهَلْ وَ لَمْ يَتَعَلَّمْ، أَحَاطَ بِالْأَشْيَاءِ عِلْماً قَبْلَ كَوْنِهَا، فَلَمْ يَزْدَدْ بِكَوْنِهَا عِلْماً؛ عِلْمُهُ بِهَا قَبْلَ أَنْ يُكَوِّنَهَا كَعِلْمِهِ بَعْدَ تَكْوِينِهَا، لَمْ يُكَوِّنْهَا لِتَشْدِيدِ سُلْطَانٍ وَلَا خَوْفٍ مِنْ زَوَالٍ وَلَا نُقْصَانٍ وَلَا اسْتِعَانَةٍ عَلَى ضِدٍّ مُنَاوٍ، وَلَا نِدٍّ مُكَاثِرٍ، وَلَا شَرِيكٍ مُكَابِرٍ، لَكِنْ خَلَائِقُ مَرْبُوبُونَ وَ عِبَادٌ دَاخِرُونَ.

فَسُبْحَانَ الَّذِي لَا يَؤُدُهُ خَلْقُ مَا ابْتَدَأَ وَلَا تَدْبِيرُ مَا بَرَأَ وَلَا مِنْ عَجْزٍ وَلَا مِنْ فَتْرَةٍ بِمَا خَلَقَ اكْتَفَى، عَلِمَ مَا خَلَقَ وَخَلَقَ مَا عَلِمَ، لَا بِالتَّفْكِيرِ فِي عِلْمٍ حَادِثٍ أَصَابَ مَا خَلَقَ، وَلَا شُبْهَةٍ دَخَلَتْ عَلَيْهِ فِيمَا لَمْ يَخْلُقْ، لَكِنْ قَضَاءٌ مُبْرَمٌ وَ عِلْمٌ مُحْكَمٌ وَأَمْرٌ مُتْقَنٌ، تَوَحَّدَ بِالرُّبُوبِيَّةِ وَ خَصَّ نَفْسَهُ بِالْوَحْدَانِيَّةِ وَ اسْتَخْلَصَ بِالْمَجْدِ وَالثَّنَاءِ، وَ تَفَرَّدَ بِالتَّوْحِيدِ وَالْمَجْدِ وَالثَّنَاءِ، وَ تَوَحَّدَ بِالتَّحْمِيدِ وَ تَمَجَّدَ بِالتَّمْجِيدِ وَ عَلَا عَنِ اتِّخَاذِ الْأَبْنَاءِ، وَ تَطَهَّرَ وَ تَقَدَّسَ عَنْ مُلَامَسَةِ النِّسَاءِ، وَ عَزَّ وَجَلَّ عَنْ مُجَاوَرَةِ الشُّرَكَاءِ، فَلَيْسَ لَهُ فِيمَا خَلَقَ ضِدٌّ وَلَا لَهُ فِيمَا مَلَكَ نِدٌّ وَلَمْ يَشْرَكْهُ فِي مُلْكِهِ أَحَدٌ، الْوَاحِدُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الْمُبِيدُ لِلْأَبَدِ وَالْوَارِثُ لِلْأَمَدِ، الَّذِي لَمْ يَزَلْ وَلَا يَزَالُ وَحْدَانِيّاً أَزَلِيّاً، قَبْلَ بَدْءِ الدُّهُورِ وَ بَعْدَ صُرُوفِ الْأُمُورِ، الَّذِي لَا يَبِيدُ وَلَا يَنْفَدُ، بِذَلِكَ أَصِفُ رَبِّي فَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، مِنْ عَظِيمٍ مَا أَعْظَمَهُ، وَ مِنْ جَلِيلٍ مَا أَجَلَّهُ، وَ مِنْ عَزِيزٍ مَا أَعَزَّهُ، وَ تَعَالَى عَمَّا يَقُولُ الظَّالِمُونَ عُلُوّاً كَبِيراً.

وَ هَذِهِ الْخُطْبَةُ مِنْ مَشْهُورَاتِ خُطَبِهِ عليه السلام حَتَّى لَقَدِ ابْتَذَلَهَا الْعَامَّةُ وَ هِيَ كَافِيَةٌ لِمَنْ طَلَبَ عِلْمَ التَّوْحِيدِ إِذَا تَدَبَّرَهَا وَفَهِمَ مَا فِيهَا، فَلَوِ اجْتَمَعَ أَلْسِنَةُ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ لَيْسَ فِيهَا لِسَانُ نَبِيٍّ عَلَى أَنْ يُبَيِّنُوا التَّوْحِيدَ بِمِثْلِ مَا أَتَى بِهِ ـ بِأَبِي وَ أُمِّي ـ مَا قَدَرُوا عَلَيْهِ وَلَوْلَا إِبَانَتُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا عَلِمَ النَّاسُ كَيْفَ يَسْلُكُونَ سَبِيلَ التَّوْحِيدِ، أَلَا تَرَوْنَ إِلَى قَوْلِهِ: «لَا مِنْ شَيْءٍ كَانَ وَلَا مِنْ شَيْءٍ خَلَقَ مَا كَانَ» فَنَفَى بِقَوْلِهِ: «لَا مِنْ شَيْءٍ كَانَ» مَعْنَى الْحُدُوثِ وَ كَيْفَ أَوْقَعَ عَلَى مَا أَحْدَثَهُ صِفَةَ الْخَلْقِ

وَالإختِراعَ بِلا أَصْلٍ وَلا مِثالٍ، نَفياً لِقَوْلِ مَنْ قالَ: إِنَّ الأَشْياءَ كُلَّها مُحْدَثَةٌ بَعْضُها مِنْ بَعْضٍ وَ إِبْطالاً لِقَوْلِ الثَّنَوِيَّةِ الَّذِينَ زَعَمُوا أَنَّهُ لايُحْدِثُ شَيْئاً إِلاّ مِنْ أَصْلٍ[1] وَلايُدَبِّرُ إِلاّ بِاحْتِذاءِ مِثالٍ، فَدَفَعَ عليه السلام بِقَوْلِهِ: «لامِنْ شَيْءٍ خَلَقَ ما كانَ» جَميعَ حُجَجِ الثَّنَوِيَّةِ وَ شُبَهِهِمْ، لِأَنَّ أَكْثَرَ ما يَعْتَمِدُ الثَّنَوِيَّةُ في حُدُوثِ الْعالَمِ أَنْ يَقُولُوا لايَخْلُو مِنْ أَنْ يَكُونَ الْخالِقُ خَلَقَ الأَشْياءَ مِنْ شَيْءٍ أَوْمِنْ لاشَيْءٍ فَقَوْلُهُمْ مِنْ شَيْءٍ خَطَأٌ وَ قَوْلُهُمْ مِنْ لاشَيْءٍ مُناقَضَةٌ وَإِحالَةٌ، لِأَنَّ «مِنْ» تُوجِبُ شَيْئاً وَ «لاشَيْءَ» تَنْفيهِ، فَأَخْرَجَ أَميرُالْمُؤْمِنينَ عليه السلام هٰذِهِ اللَّفْظَةَ عَلىٰ أَبْلَغِ الأَلْفاظِ وَأَصَحِّها فَقالَ عليه السلام: «لامِنْ شَيْءٍ خَلَقَ ما كانَ» فَنَفىٰ «مِنْ» إِذْ كانَتْ تُوجِبُ شَيْئاً وَنَفَى الشَّيْءَ إِذْكانَ كُلُّ شَيْءٍ مَخْلُوقاً مُحْدَثاً، لامِنْ أَصْلٍ أَحْدَثَهُ الْخالِقُ، كَما قالَتِ الثَّنَوِيَّةُ: إِنَّهُ خَلَقَ مِنْ أَصْلٍ قَديمٍ فَلا يَكُونُ تَدْبيرٌ إِلاّ بِاحْتِذاءِ مِثالٍ.

ثُمَّ قَوْلُهُ عليه السلام: «لَيْسَتْ لَهُ صِفَةٌ تُنالُ وَلاحَدٌّ تُضْرَبُ لَهُ فيهِ الأَمْثالُ، كَلَّ دُونَ صِفاتِهِ تَحْبيرُ اللُّغاتِ» فَنَفىٰ عليه السلام أَقاويلَ الْمُشَبِّهَةِ حينَ شَبَّهُوهُ بِالسَّبيكَةِ وَالْبَلُّورَةِ وَ غَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ أَقاويلِهِمْ مِنَ الطُّولِ وَالإسْتِواءِ وَ قَوْلِهِمْ مَتىٰ مالَمْ تَعْقِدِ الْقُلُوبُ مِنْهُ عَلىٰ كَيْفِيَّةٍ وَلَمْ تَرْجِعْ إِلىٰ إِثْباتِ هَيْئَةٍ لَمْ تَعْقِلْ شَيْئاً فَلَمْ تُثْبِتْ صانِعاً؛ فَفَسَّرَ أَميرُالْمُؤْمِنينَ عليه السلام أَنَّهُ واحِدٌ بِلا كَيْفِيَّةٍ وَ أَنَّ الْقُلُوبَ تَعْرِفُهُ بِلاتَصْويرٍ وَلا إِحاطَةٍ.

ثُمَّ قَوْلُهُ عليه السلام: «الَّذي لايَبْلُغُهُ بُعْدُ الْهِمَمِ وَلايَنالُهُ غَوْصُ الْفِطَنِ وَ تَعالَى الَّذي لَيْسَ لَهُ وَقْتٌ مَعْدُودٌ وَلاأَجَلٌ مَمْدُودٌ وَلانَعْتٌ مَحْدُودٌ»، ثُمَّ قَوْلُهُ عليه السلام: «لَمْ يَحْلُلْ فِي الأَشْياءِ فَيُقالَ: هُوَ فيها كائِنٌ وَلَمْ يَنْأَ عَنْها فَيُقالَ: هُوَمِنْها بائِنٌ» فَنَفىٰ عليه السلام بِهاتَيْنِ الْكَلِمَتَيْنِ صِفَةَ الأَعْراضِ وَالأَجْسامِ لِأَنَّ مِنْ صِفَةِ الأَجْسامِ التَّباعُدَ وَالْمُبايَنَةَ وَ مِنْ صِفَةِ الأَعْراضِ الْكَوْنَ فِي الأَجْسامِ بِالْحُلُولِ عَلىٰ غَيْرِ مُماسَّةٍ، وَمُبايَنَةُ الأَجْسامِ عَلىٰ تَراخِي الْمَسافَةِ.

ثُمَّ قالَ عليه السلام: «لٰكِنْ أَحاطَ بِها عِلْمُهُ وَ أَتْقَنَها صُنْعُهُ» أَيْ هُوَ فِي الأَشْياءِ بِالإحاطَةِ وَالتَّدْبيرِ وَ عَلىٰ غَيْرِ مُلامَسَةٍ.

۵۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے دوسری بار (بعد جنگ صفین) لوگوں کو معاویہ سے لڑنے کے لئے ابھارنا چاہا تو لوگوں کو جمع کر کے فرمایا۔ حمد ہے اس خدا کی جو واحد و یگانہ اور بے نیاز ذات تنہا ہے وہ نہ کسی چیز سے بنا ہے اور نہ کسی مادہ سے خلق ہوا ہے وہ قدرتِ محض ہے وہ اشیاء سے الگ ذات ہے اور اشیاء اس سے الگ ہیں اس کی صفت کا ادراک نہیں ہوتا نہ کوئی ایسی تعریف ہے کہ اس کی مثال بیان کی جائے۔ تھک کر رہ گئی ہے اس کی صفات کے بیان میں اہلِ زبان کی طاقتِ لسانی اور گم ہو گئے اللہ کے بارے میں ان صفات کے خصوصیات و اقسام جو لوگوں کے اذہان میں ہے اور حیران ہو کر رہ گئیں اس کی قدرت کے بارے میں غور و فکر کی گہرائیاں (یعنی قدرت باری کے اقسام پر غور کرنے سے ایسے حیران و سرگرداں ہوئے کہ آخر گمراہ ہو کر منکر قدرت ہو گئے) اور اس کے علم کے بارے میں وہ تمام صفات عاجز و درماندہ ہو گئے جو بڑے وسیع المعنی تھے اور اس کے چھپے ہوئے اسرار تک غیب کے بہت سے پردے حائل ہیں یعنی اس کے رازہائے قدرت کو انسانی عقول پا نہیں سکتیں اور اس کے لطیف و نازک امور کے دریافت کرنے میں دور رس عقول حیران ہو کر رہ گئیں۔

پاک ہے وہ اللہ کہ ہمتوں کی دوریاں اس تک نہیں پہنچ سکتیں اور عقل و شعور کی گہرائیاں اس کو پا نہیں سکتیں صاحب عظمت و بزرگی ہے وہ ذات جس کیلئے نہ شمار میں آنے والا وقت ہے اور نہ کوئی لمبی مدت، اس کی صفات بغیر انبیاء کے بتائے کوئی بتا نہیں سکتا وہ ایسا اوّل ہے کہ اس سے پہلے کچھ نہیں وہ ایسا آخر ہے کہ اس سے آخر کوئی نہیں وہ پاک ذات ویسی ہی ہے جیسی اس نے اپنے نفس کی تعریف خود کی ہے ورنہ تعریف کرنے والے اس کی تعریف کو پا نہیں سکتے۔ تمام اشیاء کی حد اس تک ختم ہو جاتی ہے وہ ان سب سے جدا ہے اور ان میں حلول کئے ہوئے نہیں کہ کہا جائے کہ وہ فلاں شئے کے اندر ہے اور نہ دور ہے کہ کہا جائے وہ ان سے جدا ہے کوئی جگہ اس سے خالی نہیں کہ کہا جائے کہ وہ وہاں ہے بلکہ اس پاک ذات کا علم ہر شئے کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور اس کی صنعت کو مضبوط بنائے ہوئے ہے اور اس کا حفظ ان کا احصا کئے ہوئے ہے کرۂ ہوا کی باریک سے باریک پوشیدگیاں اس پر پوشیدہ نہیں اور تاریک راتوں کی ہر شے اس پر ظاہر ہے آسمانوں کی بلندیوں سے لے کر زمین کی نیچائی تک وہ ہر شے کا حافظ و نگہبان ہے اس کا علم ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے وہ واحد و احد و صمد ہے۔ زمانوں کی گردشیں اس میں کوئی تغیر پیدا نہیں کرتیں اور نہ کسی شئے کی صنعت اسے تھکاتی ہے وہ کسی شئے کو خلق کرنا چاہتا ہے تو کہتا ہے ہو جا پس ہو جاتی ہے اور اس نے بغیر کسی سابق مثال کے ہر شے کو ایجاد کیا اور نہ اسے کوئی تکان محسوس ہوئی اور نہ رنج پہنچا۔ اس کے سوا

ہر صانع جو کچھ بناتا ہے وہ کسی صنعت کو پیش نظر رکھ کر بناتا ہے اور ہر عالم جہالت کے بعد عالم ہوتا ہے اور اللہ کبھی جاہل نہ تھا اور نہ کبھی حصول علم کا محتاج ہوا اس کا علم ہر شئے کا احاطہ کئے ہوئے ہے اشیاء کے پیدا ہونے سے پہلے وہ ان کا عالم ہے ان کے پیدا ہونے سے اس کے علم میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا اس کا علم قبل تکوین بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ ان کی اشیاء کی تکوین کے بعد اس نے چیزوں کو پیدا نہیں کیا۔ اپنی سلطنت کو مضبوط بنانے کے لئے نہ خوف زوال و نقصان سے اسے کسی حملہ آور دشمن کے مقابل مدد کی ضرورت نہیں اور نہ کسی ساتھی اور شریک کی۔ تمام مخلوق کا رب وہی ہے اور سب اس کے سامنے ذلیل و حقیر ہیں۔

پاک و منزہ ہے وہ ذات جسے نہیں تھکاتا۔ ابتداً کسی چیز کا پیدا کرنا اور نہ تدبیر کرنا اس مخلوق کی جس کو پیدا کیا ہے اور جو کچھ اس نے خلق کیا۔ نہ اس میں عجز کو دخل ہے نہ سستی کو جو اس نے پیدا کیا اس کا علم رکھتا ہے اور جو علم رکھتا ہے اس کو پیدا کیا علم حادث میں اسے فکر کی ضرورت نہیں۔ جو پیدا کیا اس میں نہ غلطی کا امکان ہے نہ شبہ کی گنجائش جو کچھ اس کا حکم ہے امر لازم ہے علم محکم اور امر متقن ہے وہ اکیلا رب ہے اس نے اپنے نفس کو وحدانیت سے خالص کیا ہے اور مجد و ثنا کو اپنے لئے رکھا ہے وہ یکتا و یگانہ ہے توحید و بزرگی و شان میں وہ واحد ہے حمد کرنے کے ساتھ بزرگ ہے اپنی عظمت کے ساتھ وہ بزرگ و برتر ہے کہ اس کے اولاد ہو اور پاک و پاکیزہ ہے اس سے کہ اس سے عورتوں کی مجامعت ہو یا شرکاء کی مصاحبت ہو۔ نہ کوئی اس کی ضد ہے نہ کوئی اس کی مثل ہے اس کے ملک میں کوئی اس کا ساجھی نہیں۔ وہ واحد و یگانہ ہے بے نیاز ہے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ یکتائی والا ہے ازلی ہے زمانوں کی ابتداء سے قبل ہے اور امور دنیا کی گردش کے بعد ہے وہ نہ ہلاک ہونے والا ہے نہ ختم ہونے والا اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کی شان سب سے عظیم ہے وہ بڑا جلیل الشان ہے اور سب سے زیادہ عزیز ہے ظالم لوگ جو کچھ اس کے متعلق کہتے ہیں وہ اس سے پاک و پاکیزہ ہے۔

یہ جناب امیر علیہ السلام کے خطبوں میں سے ایک خطبہ ہے یہاں تک کہ دشمنوں نے اسے حقارت کی نظر سے دیکھا ہے حالانکہ وہ کافی ہے اس شخص کے لئے جو علم توحید کا طالب ہو بشرطیکہ اس میں غور و فکر کرے اور اس کے معانی مطالب کو سمجھے۔ اگر نبی کو چھوڑ کر دنیا کے تمام جن و انس جمع ہو کر مسائل توحید بیان کریں تو ایسا واضح اور مکمل بیان کرنے پر ہرگز قادر نہ ہوں گے اگر امیر المومنین علیہ السلام ان مسائل کو بیان نہ فرماتے تو لوگ جانتے ہی نہیں کہ توحید کا راستہ کیا ہے تم نے حضرت کے اس قول پر غور نہیں کیا کہ وہ کسی چیز سے پیدا نہیں ہوا اور نہ اس کو پیدا کرنے کے لئے کسی مد

پہلے سے ہونے کی ضرورت تھی اس قول سے ثابت ہوا کہ ذات باری تعالیٰ حادث نہیں بلکہ قدیم ہے اور اس کے سوا جتنی مخلوق ہے وہ سب حادث ہے خدا کی تمام ایجادات بغیر کسی نمونہ کو سامنے رکھے ہوئے ہے امیر المومنین کے اس قول سے نفی ہوئی اس عقیدہ کی کہ شیائے عالم میں ایک چیز نے دوسری کو پیدا کیا ہے اور ابطال ہے دو خدا ہونے کے عقیدہ کا جنھوں نے یہ گمان کیا ہے کہ کوئی چیز نہیں پیدا ہوتی مگر کسی اصل سے اور نہیں تدبیر کی جاتی اس میں مگر جب کہ اس کے مقابل کوئی مثال ہو۔ پس حضرت کے اس ارشاد نے لامن شیء خلق ما کان ثنویہ (دو خدا ماننے والوں) کی تمام دلیلوں کو باطل کر دیا کیوں کہ حدوث عالم میں اکثر ثنویہ فرقہ والے اس عقیدہ کے ہیں کہ خالق کے لئے ضروری ہے خلق اشیاء کسی شے سے کرے (یعنی مادہ اس کی ذات کے ساتھ ہونا چاہیئے) یا کسی ایسی چیز سے جو لاشے ہے۔ پس ان کا من شیء (کسی چیز سے پیدا کرنا) کہنا غلطی ہے اور من لاشے کہنا۔ دوسرے عقیدے کی ضد اور محال ہے کیونکہ من شیء تو وجود خلق کسی شے سے واجب ہوگا اور من لاشے سے نفی لازم آئے گی امیر المومنین علیہ السلام نے نہایت بلیغ الفاظ میں اس عقیدہ کا ابطال کیا با ایں طور کہ فرمایا۔ لامن شیء خلق ما کان، پس اس سے نفی ہوئی ثنویہ کے اس عقیدہ کی کہ خدا نے ہر شے کو ایک مادہ سے پیدا کیا ہے جو اس کی ذات کے ساتھ قدیم و قائم ہے۔ پھر حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا اس کے لئے کوئی صفت ایسی نہیں کہ عقول پالیں اور نہ کوئی ایسی حد ہے کہ اس کی مثال دی جائے۔ اس کی صفات کے معاملے میں لوگوں کی زبانیں قاصر ہیں حضرت نے نفی کی ہے مشبہ کے اقوال کی، جبکہ انھوں نے تشبیہ دی ہے خدا کو پگھلی ہوئی چاندی اور بلور وغیرہ سے اور رد کیا ان کی باتوں کو خدا کے طول و عرض کے متعلق اور تردید کی ان کے اس قول کی کہ جب تک قلوب انسانی کی وابستگی خدا کی کسی کیفیت اور اثبات ہیئت سے نہ ہوگی وجود صانع ثابت نہ ہوگا۔ امیر المومنین نے بیان فرمایا کہ وہ واحد ہے بغیر کسی کیفیت کے اور قلوب اس کو بغیر کسی صورت اور حد کے پہچانتے ہیں۔

پھر امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ وہ ہے کہ بلند سے بلند ہمتیں اس تک نہیں پہنچ سکتیں اور نہ عقل و فہم کی گہرائیاں اس کو پا سکتی ہیں اس کے لئے شمار کیا ہوا کوئی وقت ہے اور نہ کوئی صفت معین ہے یعنی اس کی ذات کے ساتھ کوئی صفت محدود صورت میں نہیں ہے پھر فرمایا۔ وہ اشیاء میں حلول کئے ہوئے نہیں۔ اس لئے اس کے لئے یہ نہیں کہا جاتا کہ وہ فلاں شئے کے اندر ہے اور نہ وہ اشیاء سے دور ہے پس اس کے لئے یہ نہیں کہا جاتا کہ وہ فلاں شے سے جدا ہے امیر المومنین نے ان دو کلموں سے اس سے اعراض و اجسام کی نفی کردی۔ کیونکہ اجسام کی صفت ایک دوسرے سے دور

ہونا اور الگ رہنا ہے اور اعراض کی صفت ہے کہ اجسام کے اندر حلول کئے ہوئے ہوں اور اجسام سے الگ نہ ہوں
پھر حضرت نے فرمایا کہ اس کا علم تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے اور اس کی صنعت نے ہر شئے کو مضبوط کیا ہے
اشیاء میں احاطہ وتدبیر سے پایا جاتا ہے نہ کہ ان سے متصل ہو کر۔

٢۔ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي حَمَّادٍ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ اسْمُهُ وَتَعَالَىٰ ذِكْرُهُ وَجَلَّ ثَنَاؤُهُ، سُبْحَانَهُ وَتَقَدَّسَ وَتَفَرَّدَ وَتَوَحَّدَ وَلَمْ يَزَلْ وَلَا يَزَالُ وَهُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ فَلَا أَوَّلَ لِأَوَّلِيَّتِهِ، رَفِيعاً فِي أَعْلَىٰ عُلُوِّهِ، شَامِخُ الْأَرْكَانِ، رَفِيعُ الْبُنْيَانِ، عَظِيمُ السُّلْطَانِ، مُنِيفُ الْآلَاءِ، سَنِيُّ الْعَلْيَاءِ[1] الَّذِي عَجَزَ الْوَاصِفُونَ عَنْ كُنْهِ صِفَتِهِ وَلَا يُطِيقُونَ حَمْلَ مَعْرِفَةِ إِلٰهِيَّتِهِ وَلَا يَحُدُّونَ حُدُودَهُ؛ لِأَنَّهُ بِالْكَيْفِيَّةِ لَا يُتَنَاهَىٰ إِلَيْهِ.

٢۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ اللہ تعالیٰ کا نام مبارک ہے اس کا ذکر بلند ہے اور اس کی ثنار بزرگ ہے وہ لائق تسبیح وتقدیس ہے واحد و یکتا ہے۔ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہیگا وہ اول ہے وہ آخر ہے وہ ظاہر ہے وہ باطن ہے وہ اوّل ہے مگر اس کی اولیت کی ابتداء نہیں وہ اپنے مرتبہ میں سب سے بلند ہے بلند ارکان اور بلند بنیاد اور عظیم قوت والا نعمتوں کا عام کرنے والا۔ تعریف کرنے والے اس کی صفت کی حقیقت بیان کرنے میں عاجز ہیں اور اس کی الٰہیت کی معرفت کو اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس کے اختیار کو محدود نہیں کر سکتے کیونکہ کیفیت (تغیر و تبدل) کا اس سے تعلق نہیں۔

٣۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُخْتَارِ، وَمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَسَنِ الْعَلَوِيِّ جَمِيعاً، عَنِ الْفَتْحِ بْنِ يَزِيدَ الْجُرْجَانِيِّ قَالَ: ضَمَّنِي وَأَبَا الْحَسَنِ عليه السلام الطَّرِيقُ فِي مُنْصَرَفِي مِنْ مَكَّةَ إِلَىٰ خُرَاسَانَ وَهُوَ سَائِرٌ إِلَى الْعِرَاقِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: مَنِ اتَّقَى اللهَ يُتَّقَىٰ، وَمَنْ أَطَاعَ اللهَ يُطَاعُ، فَتَلَطَّفْتُ فِي الْوُصُولِ إِلَيْهِ، فَوَصَلْتُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ: يَا فَتْحُ! مَنْ أَرْضَى الْخَالِقَ لَمْ يُبَالِ بِسَخَطِ الْمَخْلُوقِ وَمَنْ أَسْخَطَ الْخَالِقَ فَقَمِنٌ أَنْ يُسَلِّطَ اللهُ عَلَيْهِ سَخَطَ

الْمَخْلُوقِ وَ إِنَّ الْخَالِقَ لَا يُوصَفُ إِلَّا بِمَا وَصَفَ بِهِ نَفْسَهُ وَأَنَّى يُوصَفُ الَّذِي تَعْجِزُ الْحَوَاسُّ أَنْ تُدْرِكَهُ وَ الْأَوْهَامُ أَنْ تَنَالَهُ وَالْخَطَرَاتُ أَنْ تَحُدَّهُ ، وَالْأَبْصَارُ عَنِ الْإِحَاطَةِ بِهِ ، جَلَّ عَمَّا وَصَفَهُ الْوَاصِفُونَ وَ تَعَالَى عَمَّا يَنْعَتُهُ النَّاعِتُونَ ، نَأَى فِي قُرْبِهِ وَ قَرُبَ فِي نَأْيِهِ فَهُوَ فِي نَأْيِهِ قَرِيبٌ وَفِي قُرْبِهِ بَعِيدٌ ، كَيَّفَ الْكَيْفَ فَلَا يُقَالُ : كَيْفَ ؟ وَ أَيَّنَ الْأَيْنَ فَلَا يُقَالُ : أَيْنَ ؟ إِذْ هُوَ مُنْقَطِعُ الْكَيْفُوفِيَّةِ وَالْأَيْنُونِيَّةِ.

۳۔ فتح بن یزید جرجانی سے منقول ہے کہ جب میں مکہ سے خراسان واپس ہو رہا تھا تو امام رضا علیہ السلام سے راہ میں ملاقات ہوئی میں نے حضرت سے سنا جو اللہ سے ڈرتا ہے لوگ اس سے ڈرتے ہیں اور جو اللہ کی اطاعت کرتا ہے لوگ اس کی اطاعت کرتے ہیں میں نے چونکہ پورا مطلب نہیں سمجھا تھا لہٰذا دوسرے وقت حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا۔ آپ نے جواب دے کر فرمایا۔ اے فتح! جو خدا کو راضی رکھتا ہے وہ مخلوق کی ناراضگی کی پرواہ نہیں کرتا اور جس نے خالق کو ناراض کیا تو خدا ناراض مخلوق کو اس پر مسلط کرتا ہے خالق کی تعریف ویسی ہی کرنی چاہیے جیسی خود اس نے اپنی تعریف کی ہے کہاں تعریف ہو سکتی ہے اس ذات کی جس کے ادراک سے حواس عاجز ہیں اور اوہام اس کو پا نہیں سکتے خطرات قلبی اس کی حد بندی کر نہیں سکتے بینائیاں اسکو دیکھنے سے قاصر ہیں تعریف کرنے والے جتنی اس کی تعریف کرتے ہیں اس کی شان اس سے کہیں بلند و برتر ہے وہ باوجود قریب ہونے کے دور ہے اور باوجود دور ہونیکے قریب ہے دوری میں قربت اور قربت میں دوری ہے وہ کیفیتوں کا پیدا کرنے والا ہے پس کسی کیفیت سے اس کا کیا تعلق؟ وہ جگہ کا پیدا کرنے والا ہے پس وہ کسی جگہ میں کیوں ہو اس کے لئے نہ کیفیت ہے نہ مکانیت۔

۴۔ ... بْنُ أَبِي عَبْدِ اللهِ رَفَعَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَالَ: بَيْنَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام يَخْطُبُ عَلَى مِنْبَرِ الْكُوفَةِ إِذْ قَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ ذِعْلِبٌ ذُو لِسَانٍ بَلِيغٍ فِي الْخُطَبِ، شُجَاعُ الْقَلْبِ ، فَقَالَ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ! هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ ؟ قَالَ : وَيْلَكَ يَا ذِعْلِبُ ! مَا كُنْتُ أَعْبُدُ رَبّاً لَمْ أَرَهُ ، فَقَالَ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! كَيْفَ رَأَيْتَهُ؟ قَالَ: وَيْلَكَ يَا ذِعْلِبُ! لَمْ تَرَهُ الْعُيُونُ بِمُشَاهَدَةِ الْأَبْصَارِ وَلَكِنْ رَأَتْهُ الْقُلُوبُ بِحَقَائِقِ الْإِيمَانِ، وَيْلَكَ يَا ذِعْلِبُ! إِنَّ رَبِّي لَطِيفُ اللَّطَافَةِ لَا يُوصَفُ بِاللُّطْفِ، عَظِيمُ الْعَظَمَةِ لَا يُوصَفُ بِالْعِظَمِ

كَبِيرُ الْكِبْرِيَاءِ لَا يُوصَفُ بِالْكِبَرِ، جَلِيلُ الْجَلَالَةِ لَا يُوصَفُ بِالْغِلَظِ، قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ لَا يُقَالُ شَيْءٌ قَبْلَهُ وَ بَعْدَ كُلِّ شَيْءٍ لَا يُقَالُ لَهُ بَعْدٌ، شَاءَ الْأَشْيَاءَ لَا بِهِمَّةٍ، دَرَّاكٌ لَا بِخَدِيعَةٍ، فِي الْأَشْيَاءِ كُلِّهَا غَيْرُ مُتَمَازِجٍ بِهَا وَ لَا بَائِنٌ مِنْهَا، ظَاهِرٌ لَا بِتَأْوِيلِ الْمُبَاشَرَةِ، مُتَجَلٍّ لَا بِاسْتِهْلَالِ رُؤْيَةٍ، نَاءٍ لَا بِمَسَافَةٍ، قَرِيبٌ لَا بِمُدَانَاةٍ، لَطِيفٌ لَا بِتَجَسُّمٍ، مَوْجُودٌ لَا بَعْدَ عَدَمٍ، فَاعِلٌ لَا بِاضْطِرَارٍ، مُقَدِّرٌ لَا بِحَرَكَةٍ، مُرِيدٌ لَا بِهَمَامَةٍ، سَمِيعٌ لَا بِآلَةٍ، بَصِيرٌ لَا بِأَدَاةٍ، لَا تَحْوِيهِ الْأَمَاكِنُ وَ لَا تَضَمَّنُهُ الْأَوْقَاتُ وَ لَا تَحُدُّهُ الصِّفَاتُ وَ لَا تَأْخُذُهُ السِّنَاتُ، سَبَقَ الْأَوْقَاتَ كَوْنُهُ وَ الْعَدَمَ وُجُودُهُ وَ الِابْتِدَاءَ أَزَلُهُ، بِتَشْعِيرِهِ الْمَشَاعِرَ عُرِفَ أَنْ لَا مَشْعَرَ لَهُ وَ بِتَجْهِيرِهِ الْجَوَاهِرَ عُرِفَ أَنْ لَا جَوْهَرَ لَهُ وَ بِمُضَادَّتِهِ بَيْنَ الْأَشْيَاءِ عُرِفَ أَنْ لَا ضِدَّ لَهُ، وَ بِمُقَارَنَتِهِ بَيْنَ الْأَشْيَاءِ عُرِفَ أَنْ لَا قَرِينَ لَهُ، ضَادَّ النُّورَ بِالظُّلْمَةِ وَ الْيُبْسَ بِالْبَلَلِ وَ الْخَشِنَ بِاللَّيِّنِ وَ الصَّرْدَ بِالْحَرُورِ، مُؤَلِّفٌ بَيْنَ مُتَعَادِيَاتِهَا وَ مُفَرِّقٌ بَيْنَ مُتَدَانِيَاتِهَا، دَالَّةً بِتَفْرِيقِهَا عَلَى مُفَرِّقِهَا وَ بِتَأْلِيفِهَا عَلَى مُؤَلِّفِهَا وَ ذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: «وَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ» فَفَرَّقَ بَيْنَ قَبْلٍ وَ بَعْدٍ لِيُعْلَمَ أَنْ لَا قَبْلَ لَهُ وَ لَا بَعْدَ، شَاهِدَةً بِغَرَائِزِهَا أَنْ لَا غَرِيزَةَ لِمُغْرِزِهَا، مُخْبِرَةً بِتَوْقِيتِهَا أَنْ لَا وَقْتَ لِمُوَقِّتِهَا، حَجَبَ بَعْضَهَا عَنْ بَعْضٍ لِيُعْلَمَ أَنْ لَا حِجَابَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ خَلْقِهِ، كَانَ رَبّاً إِذْ لَا مَرْبُوبَ وَ إِلَهاً إِذْ لَا مَأْلُوهَ وَ عَالِماً إِذْ لَا مَعْلُومَ وَ سَمِيعاً إِذْ لَا مَسْمُوعَ.

۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک روز امیر المومنین علیہ السلام منبر کوفہ پر خطبہ بیان فرما رہے تھے کہ ذعلب نامی ایک مرد بلیغ اور دلیر تھا۔ کھڑے ہو کر کہنے لگا۔ اے امیر المومنین کیا آپؑ نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ فرمایا وائے ہو تجھ پر میں بن دیکھے کی عبادت کیسے کرتا۔ اس نے پوچھا پھر آپؑ نے اس کو کیسے دیکھا فرمایا۔ اے ذعلب اس کو ان آنکھوں سے نہیں دیکھا جاتا۔ بلکہ اس کو قلب نے حقائق ایمان کے ساتھ دیکھا ہے وائے ہو تجھ پر اے ذعلب میرا رب بڑا لطیف ہے لیکن ایسی لطافت نہیں کہ بیان میں آسکے اور بڑی عظمت والا ہے لیکن ایسی عظمت نہیں جس کا وصف بیان ہو سکے وہ صاحب کبر و کبریا ہے لیکن نہ ایسا کہ اس کا تکبر بیان میں آسکے وہ ہر شئے سے پہلے ہے اور ہر شئے کے بعد ہے لیکن یہ نہیں کہا جاتا کہ کوئی شئے اس کے بعد ہے اس نے اشیاء کو خلق کیا لیکن پانے والی ہمت سے نہیں نہ مکر و فریب کو اس کی مشیت میں راہ ہے وہ ہر شئے میں ہے لیکن کسی چیز سے ملا ہوا نہیں اور نہ جدا

ہے ظاہر ہے لیکن اس طرح نہیں جیسے اجسام ظاہر ہوتے ہیں وہ روشن ہے لیکن یہ روشنی اس طرح نہیں دیکھی جاتی جسطرح چاند (ہلال) کو ابر دیر ہا تھ دکھ کر دیکھتے ہیں وہ دور ہے مگر بلحاظ مسافت قریب ہے لیکن نہ بلحاظ جگہ لطیف ہے نہ بلحاظ جسم موجود ہے لیکن عدم کے بعد نہیں۔ فاعل ہے لیکن اضطراری صورت سے نہیں اور نہ ارادہ کی حرکت سے سننے والا ہے لیکن آلہ سے نہیں دیکھنے والا ہے لیکن کسی عضو سے نہیں، جگہیں اس کو گھیرتی نہیں، اوقات کے تعین کا اس سے تعلق نہیں، اس کی صفات کی حد نہیں نیند اور اونگھ کا اس سے تعلق نہیں، اس کا وجود اوقات سے قبل ہے اور عدم سے اس کے وجود کا تعلق نہیں، وہ ازلی ہے مشاعر یعنے حواس (چشم و گوش) اس کے خلق کرنے سے پہچانے گئے اور یہ جانا گیا کہ ان حواس کا اس سے تعلق نہیں اور جواہر (عناصر وغیرہ) اس کے پیدا کرنے سے ظاہر ہوئے وہ خود کوئی جوہر نہیں اور اشیاء کے درمیان تضاد نے بتایا کہ وہ کسی چیز کے قرین نہیں، جیسے نور کی ضد ظلمت خشک کی تر، اور سخت کی نرم سرد کی گرم۔ وہ ضد قوتوں کو ایک دوسرے سے ملانے والا ہے اور ملی ہوئی کو جدا کرنے والا ہے اور ان کا الگ ہونا اس کی دلیل ہے کہ کوئی ان کا جدا کرنے والا ہے اور ان کا ملانا اس کی دلیل ہے کہ کوئی انکا ملانے والا ہے فرماتا ہے اور ہر شے سے ہم نے جوڑا پیدا کیا تاکہ تم یاد کرو، اس سے قبل اور بعد میں تفریق کی تاکہ لوگ جان لیں کہ نہ اس کے لئے قبل ہے نہ بعد اور متضاد چیزوں کو ملا کر ایک مزاج شخصی بنانا اس کی دلیل ہے کہ کوئی بنانے والا ہے اور اوقات معینہ کا ہونا دلیل ہے اس کی کہ وقت اور زمانہ کا پیدا کرنے والا کوئی ہے اور بعض چیز کا حجاب بنا بعض کے لئے اس کی دلیل ہے کہ خدا اور مخلوق کے درمیان کوئی حجاب نہیں اور وہ رب تھا اس وقت بھی جب کوئی مربوب نہ تھا اور معبود تھا اس وقت بھی جب کوئی عبادت کرنے والا نہ تھا اور عالم تھا اس وقت بھی جب کوئی معلوم نہ تھا اور سننے والا تھا اس وقت بھی جبکہ کوئی مسموع نہ تھا۔

٥۔ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ شَبَابٍ الصَّيْرَفِيِّ وَاسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ قُتَيْبَةَ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَعِيسَى شَلَقَانُ عَلَى أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام فَابْتَدَأَنَا فَقَالَ: عَجَباً لِأَقْوَامٍ يَدَّعُونَ عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام مَا لَمْ يَتَكَلَّمْ بِهِ قَطُّ، خَطَبَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام النَّاسَ بِالْكُوفَةِ فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُلْهِمِ عِبَادَهُ حَمْدَهُ وَفَاطِرِهِمْ عَلَى مَعْرِفَةِ رُبُوبِيَّتِهِ الدَّالِّ عَلَى وُجُودِهِ بِخَلْقِهِ وَبِحُدُوثِ خَلْقِهِ عَلَى أَزَلِهِ وَبِاشْتِبَاهِهِمْ عَلَى أَنْ لَا شِبْهَ لَهُ، الْمُسْتَشْهِدِ

بِآيَاتِهِ عَلٰى قُدْرَتِهِ، اَلْمُمْتَنِعَةِ مِنَ الصِّفَاتِ ذَاتُهُ وَ مِنَ الْاَبْصَارِ رُؤْيَتُهُ وَ مِنَ الْاَوْهَامِ الْاِحَاطَةُ بِهِ؛ لَا اَمَدَ لِكَوْنِهِ وَلَا غَايَةَ لِبَقَائِهِ، لَا تَشْمَلُهُ الْمَشَاعِرُ وَلَا تَحْجُبُهُ الْحُجُبُ وَالْحِجَابُ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ خَلْقِهِ خَلْقُهُ اِيَّاهُمْ لِامْتِنَاعِهِ مِمَّا يُمْكِنُ فِي ذَوَاتِهِمْ وَلِاِمْكَانٍ مِمَّا يَمْتَنِعُ مِنْهُ وَلِافْتِرَاقِ الصَّانِعِ مِنَ الْمَصْنُوعِ وَالْحَادِّ مِنَ الْمَحْدُودِ وَالرَّبِّ مِنَ الْمَرْبُوبِ. اَلْوَاحِدُ بِلَا تَاْوِيلِ عَدَدٍ وَالْخَالِقُ لَا بِمَعْنٰى حَرَكَةٍ وَ الْبَصِيرُ لَا بِاَدَاةٍ وَالسَّمِيعُ لَا بِتَفْرِيقِ آلَةٍ وَالشَّاهِدُ لَا بِمُمَاسَّةٍ وَالْبَاطِنُ لَا بِاجْتِنَانٍ وَالظَّاهِرُ الْبَائِنُ لَا بِتَرَاخِي مَسَافَةٍ، اَزَلُهُ نُهْيَةٌ لِمَجَاوِلِ الْاَفْكَارِ وَ دَوَامُهُ رَدْعٌ لِطَامِحَاتِ الْعُقُولِ قَدْ حَسَرَ كُنْهُهُ نَوَافِذَ الْاَبْصَارِ وَ قَمَعَ وُجُودُهُ جَوَائِلَ الْاَوْهَامِ. فَمَنْ وَصَفَ اللّٰهَ فَقَدْ حَدَّهُ وَ مَنْ حَدَّهُ فَقَدْ عَدَّهُ وَ مَنْ عَدَّهُ فَقَدْ اَبْطَلَ اَزَلَهُ وَ مَنْ قَالَ اَيْنَ؟ فَقَدْ غَيَّاهُ وَ مَنْ قَالَ عَلَامَ؟ فَقَدْ اَخْلٰى مِنْهُ وَ مَنْ قَالَ فِيمَ؟ فَقَدْ ضَمَّنَهُ.

۵۔ اسماعیل بن قتیبہ سے مروی ہے کہ میں اور عیسیٰ بن شلقان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؑ نے کلام کی ابتداء یوں فرمائی کہ تعجب ہے ان لوگوں پر جو امیر المومنین کے متعلق ایسے کلام کو منسوب کرتے ہیں جو حضرت نے کبھی بیان ہی نہیں فرمایا۔ آپؑ نے کوفہ میں لوگوں کے سامنے بیان فرمایا کہ حمد ہے اس خدا کے لئے جس نے اپنے بندوں کے دلوں میں اپنی حمد کا الہام کیا اور اپنی ربوبیت کی معرفت پر ان کو پیدا کیا۔ اس کی مخلوق اس کے وجود کی دلیل ہے اور اس کی مخلوق کا حادث ہونا اس کے ازلی ہونے کا ثبوت اور مخلوق کا باہم مشابہ ہونا اس کی دلیل ہے کہ اس کی ذات کے لئے مشابہت نہیں۔ اس کی آیات اس کی قدرت کی گواہ ہیں، صفات سے اس کی ذات کا پتہ چلانا ممنوع ہے آنکھوں سے اس کی رویت ممکن نہیں اور اوہام اس کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ اس کے ہونے کی مدت نہیں، اس کی بقاء کی کوئی حد نہیں، حواس اس کو پا نہیں سکتے، حجاب اس کو روک نہیں سکتے اور حجاب اس کے اور اس کی مخلوق کے درمیان مخلوق کا حادث ہونا بتلاتے ہیں کیونکہ جن چیزوں کا امکان مخلوق میں ہے خالق کی طرف ان کی نسبت منع ہے اور صانع و مصنوع اور محدود کرنے والے اور رب اور مربوب میں فرق ہے وہ واحد ہے لیکن عدد جیسا واحد نہیں، وہ خالق ہے لیکن کسی حرکت کے ساتھ نہیں۔ وہ دیکھنے والا ہے لیکن کسی آلہ و عضو سے نہیں۔ وہ سننے والا ہے مگر کسی آلہ کے ذریعہ سے نہیں وہ حاضر ہے لیکن چیز سے مس ہونے والا نہیں۔

وہ باطن ہے لیکن کسی چیز کے اندر چھپا نہیں الظاہر کے معنی یہ ہیں کہ وہ جدا ہے لیکن بلحاظ مسافت نہیں اس کا ازلی ہونا افکار کی جولانگاہ سے دور ہے اور اس کا دوام عقول انسانی کی دسترس سے باہر ہے دوررس بینائیاں اس کی کنہ ذات تک پہنچنے سے عاجز ہیں اور تیز پرواز اوہام کو اس کے وجود نے بیکار بنا دیا ہے پس جس نے اوصاف مخلوق سے خالق کو موصوف کیا اس نے خدا کے لئے حد مقرر کر دی (کیونکہ مخلوق خدا کی ہر صفت کے لئے ایک حد ہے) اور جس نے اس کے لئے حد بندی کی۔ اس نے اسے شمار میں لے لیا (یعنی ایک خدا دوسرے مقام تیسرے جہات چوتھے وقت وغیرہ) اور جس نے اسے شمار کیا اس کی اوّلیت کو باطل قرار دیا جس نے کہا کہ وہ کہاں ہے تو اس نے گمراہی اختیار کی اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کی زحمت کو اس سے متعلق کیا اور جس نے کہا کس طرح پر ہے اس نے ایک جگہ کو اس سے خالی اور جس نے کہا کس چیز میں ہے اس نے اس کو کسی چیز کے بیچ میں لے لیا۔

٦ ـ و رواه محمد بن الحسين ، عن صالح بن حمزة ، عن فتح بن عبدالله مولى بني هاشم قال : كتبت إلى أبي إبراهيم عليه السلام أسأله عن شيء من التوحيد ، فكتب إليّ بخطّه : الحمد لله الملهم عباده حمده ـ وذكر مثل ما رواه سهل بن زياد إلى قوله ـ : و قمع وجوده جوائل الأوهام ـ ثمّ زاد فيه ـ : أوّل الديانة به معرفته و كمال معرفته توحيده و كمال توحيده نفي الصفات عنه ، بشهادة كلّ صفة أنّها غير الموصوف وشهادة الموصوف أنّه غير الصفة وشهادتهما جميعاً بالتثنية الممتنع منه الأزل ؛ فمن وصف الله فقد حدّه ومن حدّه فقد عدّه ، ومن عدّه فقد أبطل أزله ومن قال : كيف ؟ فقد استوصفه و من قال : فيم ؟ فقد ضمّنه و من قال على م ؟ فقد جهله و من قال : أين؟ فقد أخلا منه ، ومن قال ماهو ؟ فقد نعته ومن قال: إلى م ؟ فقد غاياه ، عالم إذ لا معلوم وخالق إذ لا مخلوق ورب إذ لا مربوب و كذلك يوصف ربّنا وفوق ما يصفه الواصفون .

۶۔ راوی کہتا ہے میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے توحید کے بارے میں سوال کیا حضرت نے اپنے قلم سے جواب لکھا۔ سزاوار حمد ہے وہ ذات جس نے اپنے بندوں کو اپنی حمد کا الہام فرمایا۔ پھر فرمایا اس کے وجود نے عقول اور اوہام کی جولانیوں کو بیکار بنا دیا ہے پھر فرمایا دین میں سب سے پہلی چیز خدا کی معرفت ہے اور اس کی معرفت کا کمال اس کی توحید ہے اور کمال توحید صفات مخلوق کی اس سے نفی ہے ہر صفت اس پر گواہ ہے کہ وہ موصوف سے علیحدہ ہے اور یہ

دونوں اس پر گواہ ہیں کہ ازلی نہیں۔ جس نے کیفیات سے خدا کی تعریف کی۔ اس نے خدا کے لئے حد بندی کردی اور جس نے اسے محدود کیا اس نے گویا اسے گن لیا اور جس نے شمار کیا اس نے ازلی ہونے کو باطل قرار دیا جس نے اس کے متعلق کیونکر ہے سے سوال کیا اس نے مخلوق کے اوصاف سے موصوف کیا جس نے کہا کس چیز میں ہے اس نے اس کو بیچ میں لے لیا اور جس نے کہا کس چیز پر ہے وہ اس سے جاہل رہا اور جس نے کہا وہ کہاں ہے اس نے ایک جگہ کو اس سے خالی قرار دیا جس نے کہا وہ کیا ہے اس نے اس کی تعریف کرنی چاہی اور جس نے کہا کہاں تک ہے اس نے حد قائم کی وہ عالم تھا جبکہ کوئی معلوم نہ تھا وہ خالق تھا جبکہ کوئی مخلوق نہ تھی اور وہ اس وقت بھی رب تھا جب کوئی مربوب نہ تھا اس طرح ہمارے رب کا وصف بیان ہوتا ہے اس کی ذات وصف بیان کرنیوالوں کے وصف سے بالاتر ہے۔

۷۔ عدة من أصحابنا، عن أحمد بن محمد بن خالد، عن أبيه، عن أحمد بن النضر وغيره عمن ذكره، عن عمرو بن ثابت، عن رجل سماه، عن أبي إسحاق السبيعي، عن الحارث الأعور قال: خطب أمير المؤمنين عليه السلام خطبة بعد العصر، فعجب الناس من حسن صفته وما ذكره من تعظيم الله جل جلاله، قال أبو إسحاق: فقلت للحارث: أو ما حفظتها؟ قال: قد كتبتها، فأملاها علينا من كتابه: الحمد لله الذي لا يموت ولا تنقضي عجائبه، لأنه كل يوم في شأن من إحداث بديع لم يكن، الذي لم يلد فيكون في العز مشاركا، ولم يولد فيكون موروثا هالكا، ولم تقع عليه الأوهام فتقدره شبحا ماثلا، ولم تدركه الأبصار فيكون بعد انتقالها حائلا، الذي ليست في أوليته نهاية، ولا لآخريته حد ولا غاية، الذي لم يسبقه وقت، ولم يتقدمه زمان، ولا يتعاوره زيادة ولا نقصان، ولا يوصف بأين ولا بم؟ ولا مكان، الذي بطن من خفيات الأمور، وظهر في العقول بما يرى في خلقه من علامات التدبير، الذي سئلت الأنبياء عنه فلم تصفه بحد ولا ببعض، بل وصفته بفعاله، ودلت عليه بآياته، لا تستطيع عقول المتفكرين جحده، لأن من كانت السماوات والأرض فطرته وما فيهن وما بينهن وهو الصانع لهن، فلا مدفع لقدرته، الذي نأى من الخلق فلا شيء كمثله، الذي خلق خلقه لعبادته، وأقدرهم على طاعته بما جعل فيهم، وقطع عذرهم بالحجج، فعن بينة هلك

مَنْ هَلَكَ وَ بِمَنِّهِ نَجَا مَنْ نَجَا وَلِلّٰهِ الْفَضْلُ مُبْدِءاً وَ مُعِيداً، ثُمَّ إِنَّ اللّٰهَ -وَلَهُ الْحَمْدُ- افْتَتَحَ الْحَمْدَ لِنَفْسِهِ وَخَتَمَ أَمْرَ الدُّنْيَا وَ مَحَلَّ الْآخِرَةِ بِالْحَمْدِ لِنَفْسِهِ، فَقَالَ: «وَ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَ قِيلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ».

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّابِسِ الْكِبْرِيَاءِ بِلَا تَجْسِيدٍ وَالْمُرْتَدِي بِالْجَلَالِ بِلَا تَمْثِيلٍ وَالْمُسْتَوِي عَلَى الْعَرْشِ بِغَيْرِ زَوَالٍ وَالْمُتَعَالِي عَلَى الْخَلْقِ بِلَا تَبَاعُدٍ مِنْهُمْ وَلَا مُلَامَسَةٍ مِنْهُ لَهُمْ، لَيْسَ لَهُ حَدٌّ يُنْتَهَى إِلَى حَدِّهِ وَلَا لَهُ مِثْلٌ فَيُعْرَفَ بِمِثْلِهِ، ذَلَّ مَنْ تَجَبَّرَ غَيْرَهُ وَصَغُرَ مَنْ تَكَبَّرَ دُونَهُ وَتَوَاضَعَتِ الْأَشْيَاءُ لِعَظَمَتِهِ وَانْقَادَتْ لِسُلْطَانِهِ وَعِزَّتِهِ وَكَلَّتْ عَنْ إِدْرَاكِهِ طُرُوفُ الْعُيُونِ وَ قَصُرَتْ دُونَ بُلُوغِ صِفَتِهِ أَوْهَامُ الْخَلَائِقِ، الْأَوَّلِ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَلَا قَبْلَ لَهُ وَالْآخِرِ بَعْدَ كُلِّ شَيْءٍ وَلَا بَعْدَ لَهُ، الظَّاهِرِ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ بِالْقَهْرِ لَهُ وَالْمُشَاهِدِ لِجَمِيعِ الْأَمَاكِنِ بِلَا انْتِقَالٍ إِلَيْهَا، لَا تَلْمِسُهُ لَامِسَةٌ وَلَا تَحُسُّهُ حَاسَّةٌ، هُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلٰهٌ وَ فِي الْأَرْضِ إِلٰهٌ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ. أَتْقَنَ مَا أَرَادَ مِنْ خَلْقِهِ مِنَ الْأَشْبَاحِ كُلِّهَا، لَا بِمِثَالٍ سَبَقَ إِلَيْهِ وَلَا لُغُوبٍ دَخَلَ عَلَيْهِ فِي خَلْقِ مَا خَلَقَ لَدَيْهِ، ابْتَدَأَ مَا أَرَادَ ابْتِدَاءَهُ وَ أَنْشَأَ مَا أَرَادَ إِنْشَاءَهُ؛ عَلَى مَا أَرَادَ مِنَ الثَّقَلَيْنِ: الْجِنِّ وَالْإِنْسِ، لِيَعْرِفُوا بِذٰلِكَ رُبُوبِيَّتَهُ وَ تَمَكَّنَ فِيهِمْ طَاعَتُهُ.

نَحْمَدُهُ بِجَمِيعِ مَحَامِدِهِ كُلِّهَا: عَلَى جَمِيعِ نَعْمَائِهِ كُلِّهَا، وَنَسْتَهْدِيهِ لِمَرَاشِدِ أُمُورِنَا وَ نَعُوذُ بِهِ مِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا وَنَسْتَغْفِرُهُ لِلذُّنُوبِ الَّتِي سَبَقَتْ مِنَّا وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ بَعَثَهُ بِالْحَقِّ نَبِيّاً دَالّاً عَلَيْهِ وَهَادِياً إِلَيْهِ: فَهَدَى بِهِ مِنَ الضَّلَالَةِ وَ اسْتَنْقَذَنَا بِهِ مِنَ الْجَهَالَةِ، مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِيماً وَ نَالَ ثَوَاباً جَزِيلاً وَ مَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُولَهُ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَاناً مُبِيناً وَ اسْتَحَقَّ عَذَاباً أَلِيماً؛ فَانْجَعُوا بِمَا يَحِقُّ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَ إِخْلَاصِ النَّصِيحَةِ وَ حُسْنِ الْمُوَازَرَةِ وَ أَعِينُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ بِلُزُومِ الطَّرِيقَةِ الْمُسْتَقِيمَةِ وَ هَجْرِ الْأُمُورِ الْمَكْرُوهَةِ وَ تَعَاطَوُا الْحَقَّ بَيْنَكُمْ وَتَعَاوَنُوا بِهِ دُونِي وَ خُذُوا عَلَى يَدِ الظَّالِمِ السَّفِيهِ وَ مُرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اعْرِفُوا لِذَوِي الْفَضْلِ فَضْلَهُمْ، عَصَمَنَا اللّٰهُ وَ إِيَّاكُمْ بِالْهُدَى وَ ثَبَّتَنَا وَ إِيَّاكُمْ عَلَى التَّقْوَى

وَ أَسْتَغْفِرُ اللهَ لِي وَلَكُمْ:

۶۔ حارث اعور سے مروی ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے بعد عصر خطبہ پڑھا لوگوں نے اس کی حسن صفت پر تعجب کیا اور خداوند عالم کی عظمت و جبروت کے متعلق جو بیان فرمایا لوگ اس سے حیرت میں آگئے۔ ابو اسحاق کہتے ہیں۔ میں نے حارث سے کہا کیا تم نے حضرت کے خطبہ کو یاد کر لیا ہے اس نے کہا میں نے لکھ لیا ہے پس اس نے ہمیں بھی لکھوا دیا۔ وہ خطبہ یہ ہے۔ حمد ہے اس خدا کے لئے جس کے لئے موت نہیں اور جس کی قدرت کے عجائبات ختم ہونے والے نہیں اس لئے کہ ہر روز وہ ایک نئی ایجاد کرتا ہے وہ کسی کو پیدا کرنے والا نہیں۔ یعنی اس کا کوئی بیٹا نہیں کہ عزت میں اس کا شریک ہو کہ نہ اس کا کوئی باپ ہے کہ اس کی میراث کا مالک ہو اور اس کا اس کی نسبت جلال تک ذکر ہی نہیں کہ اس کے متعلق کوئی ہلکا سا اندازہ بھی ہو سکے نہ اس کی اوّلیت کی کوئی مدت ہے اور نہ اس کی آخرت کی، وقت نے اس پر سبقت نہیں کی اور نہ زمانہ اس سے مقدم ہوا اور زیادتی اور نقصان کا اس سے تعلق نہیں، اس کا وصف یوں نہیں کیا جاتا کہ وہ کہاں ہے اور کیسے ہے اور اس کی کنہ ذات باریک سے باریک چیز سے زیادہ مخفی ہے اور اس کی تدبیر کی علامتیں جو مخلوق میں ہیں عقول انسانی انہی کی معرفت حاصل کرتی ہیں یہی اس کی قدرت کے اسرار ہیں جن کے متعلق انبیاء سے بھی سوال کیا جائے گا پس اس کی تعریف نہ حد کے ساتھ ہوتی ہے نہ بعضیت کے ساتھ بلکہ اس کے فعل کی تعریف کی جاتی ہے اور اس کی آیات اس کے کمال قدرت کی دلیل ہیں جن کا انکار کرنے والوں کی عقلیں انکار کر نہیں سکتیں کیونکہ آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان یا ان کے اوپر ہے سب اسی کی صنعت ہے کس کی طاقت ہے کہ اس کی قدرت کے عمل کو دفع کر سکے۔ خدا اپنی مخلوق سے الگ ہے کوئی شے اس کی مثل نہیں۔ اس نے اپنی مخلوق کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اور اپنی اطاعت پر ان کو قدرت دی ہے اور اپنے انبیاء و مرسلین کو بھیج کر اپنی حجت بندوں پر تمام کر دی پس جس کو ہلاک ہونا تھا وہ نافرمانی کر کے ہلاک ہوا اور خدا کے احسان کے ساتھ جس کو نجات پانی تھی نجات پا گیا خدا کے لئے فضل و بزرگی ہے اوّل میں اور آخر میں، بیشک اللہ وہ ہے جس نے اپنے نفس کے لئے حمد کی ابتداء کی اور اپنی حمد پر دنیا کا خاتمہ کیا اور حق کے ساتھ لوگوں کا فیصلہ کیا اور حمد ہے۔ رب العالمین کے لئے۔

اور حمد ہے اس اللہ کے لئے جس نے کبریا کا لباس بے جسم کے پہنا جس نے جلال کی ردا بغیر کسی پیکر کے اوڑھی جو عرش پر غالب آیا۔ بغیر کسی تغیر اور کسی زوال کے وہ اپنی مخلوق سے بلند و برتر ہے بغیر ان سے دوری کے اور اس کا مخلوق سے کوئی اتصال نہیں، اس کے لئے کوئی حد نہیں جو کسی جا پہنچ کر ختم ہو نہ اس کی مثل و مانند کوئی ہے کہ وہ اس کے ذریعہ سے پہچانا جائے

ذلیل ہوا جس نے اس کے غیر کی قوت کو تسلیم کیا اور حقیر ہوا جس نے اس کے غیر کو بڑا جانا اس کی عظمت کے سامنے ہر شے کا سر جھکا ہوا ہے اور اس کی عزت اور قوت کے سامنے ہر شے نے اپنی اطاعت کا اظہار کیا ہے آنکھیں اس کے ادراک سے تھک گئی ہیں اور خلائق کی عقول اس کی صفت کی انتہا تک پہنچنے سے قاصر ہیں وہ اوّل ہے یعنی شے سے پہلے ہے کوئی اس سے پہلے نہیں ہے ہر شے سے بعد ہے کوئی اس کے بعد نہیں۔ وہ اپنی قوت سے ہر شے پر ظاہر ہے، تمام مقامات پر موجود ہے بغیر اس کے کہ کسی جگہ کی طرف منتقل ہو چھونے والی کوئی چیز اسے چھو نہیں سکتی اور کوئی حاسہ اس کا ادراک نہیں کر سکتا وہ آسمان میں بھی موجود ہے اور زمین میں بھی۔ وہ بڑی حکمت والا ہے اور بڑا جاننے والا ہے اس نے جس چیز کے بنانے کا ارادہ کیا تو اسے بنا دیا۔ بغیر کسی نمونہ کو سامنے رکھے اور کسی قسم کی تھکاوٹ کا تعلق اس سے نہیں ہوتا اس نے جس چیز کی ابتدا کا ارادہ کیا تو کر دکھایا اور جن وانس میں سے جس چیز کا ایجاد کرنا چاہا اسے بے روک ٹوک پیدا کر دیا تاکہ لوگ اس کی ربوبیت کو پہچانیں اور اس کی اطاعت پر قدرت رکھیں۔

اور ہم خدا کی حمد کرتے ہیں اس کے تمام محامد کے ساتھ اور اس کی تمام نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور نیک امور میں اس سے ہدایت چاہتے ہیں اور بداعمالیوں سے اس کی پناہ چاہتے ہیں اور جو گناہ ہم سے پہلے ہو چکے ہیں ان کی معافی چاہتے ہیں اور اس کی گواہی دیتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے عبد اس کے رسولؐ ہیں اس نے ان کو حق کے ساتھ رسولؐ بنا کر بھیجا ہے جو حق کی طرف دلالت کرتا ہے اور حق کی طرف ہدایت کرنے والا ہے پس آنحضرتؐ کی وجہ سے ضلالت سے بچے اور جہالت سے محفوظ رہے جس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے پوری کامیابی حاصل کی اور بڑا ثواب حاصل کیا اور جس نے خدا اور رسولؐ کی نافرمانی کی وہ کھلے خسارہ میں مبتلا ہوا اور دردناک عذاب کا مستحق ہوا پس فلاح حاصل کرو اس طرح کہ جو حق تم پر قائم کیا گیا ہے اسے خوشی سے قبول کرو اور سچے دل سے نصیحت کو مانو اور ایک دوسرے کی اچھی طرح مدد کرو اور صراط مستقیم پر قائم رہ کر اپنے نفسوں کی مدد کرو اور امور مکروہ کو چھوڑ دو اور اپنے درمیان حق کا لحاظ رکھو اور ایک دوسرے کی مدد کرو اور جاہل ظالم کے ہاتھوں سے بچاؤ اور نیک باتوں کا حکم دو اور بری باتوں سے روکو اور صاحبان فضیلت کی فضیلت کو پہچانو، خدا ہم کو اور تم کو ہدایت کی پناہ میں رکھے اور تقویٰ پر ہم کو اور تم کو ثابت قدم رکھے اور میں خدا سے استغفار کرتا ہوں تمہارے اور اپنے لئے۔

باب بست وسوم (۲۳)

باب النوادر

(بَابُ النَّوادِرُ)

۱ ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ؛ عَنْ أَحْمَدَبْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى ؛ عَنْ عَلِيِّ بْنِ النُّعْمانِ ؛ عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ ؛ عمَّنْ ذَكَرَهُ ؛ عَنِ الحارِثِ بْنِ الْمُغِيرَةِ النَّصْرِيِّ قالَ : سُئِلَ أَبُوعَبْدِ اللهِ عليه السلام عَنْ قَوْلِ اللهِ تَبارَكَ وَتَعالى : « كُلُّ شَيْءٍ هالِكٌ إِلاّ وَجْهَهُ » فَقالَ : ما يَقُولُونَ فِيهِ ؟ قُلْتُ : يَقُولُونَ يَهْلِكُ كُلُّ شَيْءٍ إِلاّ وَجْهَ اللهِ ؛ فَقالَ : سُبْحانَ اللهِ ؛ لَقَدْ قالُوا قَوْلاً عَظِيماً ؛ إِنَّما عَنى بِذلِكَ وَجْهَ اللهِ الَّذي يُؤْتى مِنْهُ.

۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا۔ اس قول خدا کے متعلق ہر شے ھلاک ہونے والی ہے مگر وہ اور اس کی وجہ، حضرت نے پوچھا۔ لوگ کیا کہتے ہیں راوی نے کہا وہ کہتے ہیں ہر شے ہلاک ہونیوالی ہے سوائے وجہ اللہ کے۔ فرمایا۔ پاک ہے اللہ۔ اس سے انھوں نے بہت بری بات کہی ہے اگر چہرہ مانا جائے تو جسم بھی ماننا ہوگا اس سے مراد وہ راستہ ہے جو خدا کی طرف لے جانے والا ہے

۲ ـ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحابِنا ؛ عَنْ أَحْمَدَبْنِ مُحَمَّدِبْنِ خالِدٍ ؛ عَنْ أَحْمَدَبْنِ مُحَمَّدِبْنِ أَبي نَصْرٍ ؛ عَنْ صَفْوانَ الْجَمّالِ ، عَنْ أَبي عَبْدِاللهِ عليه السلام في قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ : « كُلُّ شَيْءٍ هالِكٌ إِلاّ وَجْهَهُ » قالَ : مَنْ أَتَى اللهَ بِما أُمِرَ بِهِ مِنْ طاعَةِ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله فَهُوَ الْوَجْهُ الَّذي لايَهْلِكُ وَكَذلِكَ قالَ : « مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطاعَ اللهَ » ۸۰/۴ نساء

۲۔ امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ ۔ ۲۸/۸۸ کے متعلق فرمایا کہ مراد وہ راستہ ہے جس سے خدا کی طرف آئیں اور وہ اطاعت محمد ہے وہی وجہ اللہ ہے جس کو ہلاکت نہیں اور وہی مراد ہے جس

نے اللہ کے رسول کی اطاعت کی۔ اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

٣ ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَىٰ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَبِي سَلَّامٍ النَّخَّاسِ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: نَحْنُ الْمَثَانِي الَّذِي أَعْطَاهُ اللهُ نَبِيَّنَا مُحَمَّداً صلى الله عليه وآله وَنَحْنُ وَجْهُ اللهِ نَتَقَلَّبُ فِي الْأَرْضِ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ وَنَحْنُ عَيْنُ اللهِ فِي خَلْقِهِ وَيَدُهُ الْمَبْسُوطَةُ بِالرَّحْمَةِ عَلَىٰ عِبَادِهِ؛ عَرَفَنَا مَنْ عَرَفَنَا وَجَهِلَنَا مَنْ جَهِلَنَا وَإِمَامَةَ الْمُتَّقِينَ.

٣۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے ہم ہیں وہ مثانی (دو بار نازل ہونے والی سورت (حمد) جو اللہ نے اپنے نبی کو دی۔ ہم وجہ اللہ ہیں یعنی جن سے اللہ کی طرف توجہ کی جاتی ہے ہم تمہارے روبرو روئے زمین پر آمدورفت رکھتے ہیں اور عین اللہ ہیں خدا کی مخلوق پر ہم، بندوں پر رحمت کے لئے خدا کا کھلا ہوا ہاتھ ہیں جس نے پہچانا اس نے ہمیں پہچانا۔ جو ہم سے جاہل رہا وہ جاہل رہا۔ ہم متقیوں کے امام ہیں۔

٤ ـ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَشْعَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ جَمِيعاً عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِسْحَاقَ؛ عَنْ سَعْدَانَ بْنِ مُسْلِمٍ؛ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام فِي قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: «وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا» قَالَ: نَحْنُ وَاللهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى الَّتِي لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنَ الْعِبَادِ عَمَلاً إِلَّا بِمَعْرِفَتِنَا.

٤۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیہ وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ کے متعلق فرمایا۔ ہم ہیں اللہ کے اسماء الحسنیٰ بغیر ہماری معرفت کے بندوں کا کوئی عمل مقبول نہ ہوگا۔

٥ ـ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِاللهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ بَكْرِ بْنِ صَالِحٍ، عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْهَيْثَمِ بْنِ عَبْدِاللهِ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ صَبَّاحٍ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِاللهِ عليه السلام: إِنَّ اللهَ خَلَقَنَا فَأَحْسَنَ خَلْقَنَا وَصَوَّرَنَا فَأَحْسَنَ صُوَرَنَا وَجَعَلَنَا عَيْنَهُ فِي عِبَادِهِ وَلِسَانَهُ النَّاطِقَ فِي خَلْقِهِ وَيَدَهُ الْمَبْسُوطَةَ عَلَىٰ عِبَادِهِ بِالرَّأْفَةِ وَالرَّحْمَةِ وَوَجْهَهُ الَّذِي يُؤْتَىٰ مِنْهُ وَبَابَهُ الَّذِي يَدُلُّ عَلَيْهِ وَخُزَّانَهُ فِي سَمَائِهِ وَأَرْضِهِ؛ بِنَا أَثْمَرَتِ الْأَشْجَارُ وَأَيْنَعَتِ الثِّمَارُ، وَجَرَتِ الْأَنْهَارُ وَبِنَا يَنْزِلُ غَيْثُ السَّمَاءِ، وَيَنْبُتُ عُشْبُ الْأَرْضِ

وَ بِعِبَادَتِنَا عُبِدَ اللهُ وَلَوْلَا نَحْنُ مَا عُبِدَ اللهُ.

۵۔ فرمایا ابوعبداللہؑ نے، اللہ تعالیٰ نے ہم کو پیدا کیا اور بہترین صورت دی اور ہم کو اپنے بندوں میں اپنی آنکھ قرار دیا اور اپنی مخلوق پر لسانِ ناطق بنایا اور بندوں پر ہم کو دست کشادہ قرار دیا، مہربانی اور رحمت کے لئے اپنا وجہ بنایا جس سے اس کی طرف توجہ کی جاتی ہے اور ہمیں اپنا دروازہ قرار دیا جس سے اس کی طرف پہنچنا ہوتا ہے ہم زمین و آسمان میں اس کے خزانہ ہیں ہماری وجہ سے درخت پھل لاتے ہیں۔ ہماری وجہ سے پھل پکتے ہیں اور انہار جاری ہوتے ہیں اور ہماری وجہ سے بادل برستے ہیں اور زمین پر گھاس اُگتی ہے ہماری عبادت کی وجہ سے خدا کی عبادت ہوئی۔ اگر ہم نہ ہوتے تو اللہ کی عبادت نہ ہوتی۔

٦ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بَزِيعٍ، عَنْ عَمِّهِ حَمْزَةَ بْنِ بَزِيعٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام فِي قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: «فَلَمَّا آسَفُونَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ» فَقَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَأْسَفُ كَأَسَفِنَا وَلٰكِنَّهُ خَلَقَ أَوْلِيَاءَ لِنَفْسِهِ يَأْسَفُونَ وَيَرْضَوْنَ وَهُمْ مَخْلُوقُونَ مَرْبُوبُونَ فَجَعَلَ رِضَاهُمْ رِضَا نَفْسِهِ وَسَخَطَهُمْ سَخَطَ نَفْسِهِ، لِأَنَّهُ جَعَلَهُمُ الدُّعَاةَ إِلَيْهِ وَالْأَدِلَّاءَ عَلَيْهِ، فَلِذٰلِكَ صَارُوا كَذٰلِكَ وَلَيْسَ أَنَّ ذٰلِكَ يَصِلُ إِلَى اللهِ كَمَا يَصِلُ إِلَى خَلْقِهِ، لٰكِنْ هٰذَا مَعْنَى مَا قَالَ مِنْ ذٰلِكَ وَقَدْ قَالَ: مَنْ أَهَانَ لِي وَلِيّاً فَقَدْ بَارَزَنِي بِالْمُحَارَبَةِ وَدَعَانِي إِلَيْهَا، وَقَالَ: «مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ» وَقَالَ: «إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللهَ يَدُ اللهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ» فَكُلُّ هٰذَا وَشِبْهُهُ عَلَى مَا ذَكَرْتُ لَكَ وَهٰكَذَا الرِّضَا وَالْغَضَبُ وَغَيْرُهُمَا مِنَ الْأَشْيَاءِ مِمَّا يُشَاكِلُ ذٰلِكَ وَلَوْ كَانَ يَصِلُ إِلَى اللهِ الْأَسَفُ وَالضَّجَرُ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَهُمَا وَأَنْشَأَهُمَا لَجَازَ لِقَائِلِ هٰذَا أَنْ يَقُولَ: إِنَّ الْخَالِقَ يَبِيدُ يَوْماً مَا؛ لِأَنَّهُ إِذَا دَخَلَهُ الْغَضَبُ وَالضَّجَرُ دَخَلَهُ التَّغْيِيرُ وَإِذَا دَخَلَهُ التَّغْيِيرُ لَمْ يُؤْمَنْ عَلَيْهِ الْإِبَادَةُ، ثُمَّ لَمْ يُعْرَفِ الْمُكَوِّنُ مِنَ الْمُكَوَّنِ وَلَا الْقَادِرُ مِنَ الْمَقْدُورِ عَلَيْهِ وَلَا الْخَالِقُ مِنَ الْمَخْلُوقِ، تَعَالَى اللهُ عَنْ هٰذَا الْقَوْلِ عُلُوّاً كَبِيراً، بَلْ هُوَ الْخَالِقُ لِلْأَشْيَاءِ لَا لِحَاجَةٍ، فَإِذَا كَانَ لَا لِحَاجَةٍ اسْتَحَالَ الْحَدُّ وَالْكَيْفُ فِيهِ؛ فَافْهَمْ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى.

۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کے متعلق فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا فرمایا کہ خدائے عزوجل کا افسوس ہمارا افسوس۔ مگر ہمارا جیسا نہیں اس نے اپنے کچھ اولیا کو خلق فرمایا ہے جو ناراض ہوتے ہیں اور راضی ہوتے ہیں وہ خدا کی مخلوق اور مربوب ہیں اس نے ان کی مرضی کو اپنی مرضی اور ان کے غصہ کو اپنا غصہ قرار دیا ہے کیونکہ وہ لوگوں کو اس کی طرف بلانے والے ہیں اور گمراہوں کو اس کی طرف ہدایت کرنے والے ہیں اسی وجہ سے وہ ایسے قرار دیئے گئے۔ خدا اپنی مخلوق سے جو اتصال رکھتا ہے وہ اسی معنی سے ہے اسی لئے اس نے (حدیث قدسی میں) جس نے میرے ولی کی اہانت کی اس نے مجھ سے جنگ کی اور مجھے جنگ کی طرف بلایا۔ خود فرماتا ہے جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور فرمایا جو لوگ اے رسولؐ تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اور فرمایا اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے اوپر ہے پس یہ اور اس جیسی دوسری آیات سے یہی مراد ہے کہ ان اولیا کے کام کو خدا نے اپنا کام قرار دیا ہے پس ایسے ہی رضا و غضب وغیرہ کو سمجھو اگر رنج اور دل تنگی کا تعلق خدا سے ہوتا تو اس کی ذات میں تغیر لاحق ہوتا تو پھر اس کے لئے ہلاکت بھی ہوتی اور پیدا کرنے والے اور پیدا ہونے والے میں کوئی فرق نہ رہتا اور قدرت والا و مقدور علیہ اور خالق و صادق یکساں ہو جاتے۔ خدا ان باتوں سے بالاتر ہے وہ تمام اشیاء کا بغیر کسی حاجت کے خالق ہے اور جب اس کے لئے حاجت نہیں تو حد کیفیت بھی نہیں۔ پس سمجھو اللہ تعالیٰ کو۔

۷۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَصْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حُمْرَانَ، عَنْ أَسْوَدَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام فَأَنْشَأَ يَقُولُ ابْتِدَاءً مِنْهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ أَسْأَلَهُ: نَحْنُ حُجَّةُ اللهِ وَ نَحْنُ بَابُ اللهِ وَ نَحْنُ لِسَانُ اللهِ وَ نَحْنُ وَجْهُ اللهِ وَ نَحْنُ عَيْنُ اللهِ فِي خَلْقِهِ وَ نَحْنُ وُلَاةُ أَمْرِ اللهِ فِي عِبَادِهِ.

۷۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ ہم حجت اللہ ہیں، ہم باب اللہ ہیں ہم لسان اللہ ہیں۔ ہم وجہ اللہ ہیں ہم اس کی مخلوق میں عین اللہ ہیں ہم اس کے بندوں میں اولی الامر ہیں۔

۸۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ، عَنْ حَسَّانَ الْجَمَّالِ قَالَ: حَدَّثَنِي هَاشِمُ بْنُ أَبِي عَمَّارَةَ الْجَنْبِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام يَقُولُ: أَنَا عَيْنُ اللهِ وَ أَنَا يَدُ اللهِ وَ أَنَا جَنْبُ اللهِ وَ أَنَا بَابُ اللهِ.

۸۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا میں عین اللہ ہوں میں ید اللہ ہوں میں جنب اللہ ہوں میں باب اللہ ہوں

۹۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بَزِيعٍ، عَنْ عَمِّهِ حَمْزَةَ بْنِ بَزِيعٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عليهما السلام فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: «يَا حَسْرَتَى عَلَى مَا فَرَّطْتُ فِي جَنْبِ اللَّهِ» قَالَ: جَنْبُ اللَّهِ: أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام وَكَذَلِكَ مَا كَانَ بَعْدَهُ مِنَ الْأَوْصِيَاءِ بِالْمَكَانِ الرَّفِيعِ إِلَى أَنْ يَنْتَهِيَ الْأَمْرُ إِلَى آخِرِهِمْ.

۹۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے آیہ یا حسرتیٰ علیٰ ما فرّطت الخ کے متعلق فرمایا۔ جنب اللہ سے مراد امیرالمومنین ہیں اور اسی طرح ان کے بعد میں ہونے والے اوصیاء اور یہ امر ان کے آخر (حضرت حجت پر) ختم ہوگا۔

۱۰۔ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمْهُورٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الصَّلْتِ، عَنِ الْحَكَمِ وَإِسْمَاعِيلَ ابْنَيْ حَبِيبٍ، عَنْ بُرَيْدٍ الْعِجْلِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام يَقُولُ: بِنَا عُبِدَ اللَّهُ وَبِنَا عُرِفَ اللَّهُ وَبِنَا وُحِّدَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَمُحَمَّدٌ حِجَابُ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى.

۱۰۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے ہم سے اللہ کی عبادت (تمام مخلوق میں) کی گئی ہم سے اللہ کی معرفت ہوئی ہم سے اللہ کی وحدانیت کا علم ہوئی اور محمد اللہ کے حجاب ہیں۔

۱۱۔ بَعْضُ أَصْحَابِنَا، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ بْنِ بِشْرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ قَادِمٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: «وَمَا ظَلَمُونَا وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ» قَالَ: إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَعْظَمُ وَأَعَزُّ وَأَجَلُّ وَأَمْنَعُ مِنْ أَنْ يُظْلَمَ وَلَكِنَّهُ خَلَطَنَا بِنَفْسِهِ فَجَعَلَ ظُلْمَنَا ظُلْمَهُ وَوَلَايَتَنَا وَلَايَتَهُ، حَيْثُ يَقُولُ: «إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا» يَعْنِي الْأَئِمَّةَ مِنَّا. ثُمَّ قَالَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ: «وَمَا ظَلَمُونَا وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ» ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ.

۱۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے آیہ وما ظلمونا الخ کے متعلق کہ ذات باری تعالیٰ بہت زیادہ بزرگ و برتر اور اجل وارفع ہے اس سے کہ اس پر ظلم کیا جائے بلکہ اس نے اپنے نفس سے مراد ہمارے نفوس لئے ہیں اس نے ہمارے اوپر ظلم کو اپنا ظلم قرار دیا ہے اور ہماری ولایت کو اپنی ولایت بتایا ہے جیسا کہ فرماتا ہے:۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنو یعنی وہ امام جو ہم میں سے ہیں دوسرے موقع پر فرمایا۔ وما ظلمونا ولکن کانوا انفسہم یظلمون۔

باب بست وچہارم (۲۴)

باب البداء

(بَابُ الْبَدَاءِ)

۱ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنِ الْحَجَّالِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ثَعْلَبَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَعْيَنَ، عَنْ أَحَدِهِمَا عليهما السلام قَالَ: مَا عُبِدَ اللهُ بِشَيْءٍ مِثْلِ الْبَدَاءِ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام مَا عُظِّمَ اللهُ بِمِثْلِ الْبَدَاءِ.

۱۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کی عبادت بدا کی برابر اور کسی چیز سے نہیں کی گئی اور بروایت ہشام بن سالم، حضرت نے فرمایا بدا کی برابر عظمت الٰہی کا اظہار اور کسی چیز سے نہیں ہوا۔

۲ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ وَحَفْصِ ابْنِ الْبَخْتَرِيِّ وَغَيْرِهِمَا، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَالَ فِي هَذِهِ الْآيَةِ: «يَمْحُوا اللهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ» قَالَ: فَقَالَ: وَهَلْ يُمْحَى إِلَّا مَا كَانَ ثَابِتاً وَهَلْ يُثْبَتُ إِلَّا مَا لَمْ يَكُنْ.

۲۔ راوی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب پوچھا یمحو اللہ ما یشاء و یثبت فرمایا محو ہوگی وہی چیز جو پہلے ثابت ہوا اور نہیں ثابت مگر وہی چیز جو پہلے نہ ہو۔

۳۔ عَلِيٌّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيّاً حَتَّى يَأْخُذَ عَلَيْهِ ثَلَاثَ خِصَالٍ: الْإِقْرَارَ لَهُ بِالْعُبُودِيَّةِ، وَخَلْعَ الْأَنْدَادِ، وَأَنَّ اللَّهَ يُقَدِّمُ مَا يَشَاءُ، وَيُؤَخِّرُ مَا يَشَاءُ.

۳۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے، خدا نے کسی کو نبی نہیں بنایا جب تک تین باتوں کا عہد نہیں لے لیا اوّل اس کا اقرار کہ وہ خدا کا بندہ ہے دوسرے خدا کا کوئی شریک نہیں تیسرے خدا جس کو چاہتا ہے مقدم کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے موخر کرتا ہے۔

۴۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ، عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ حُمْرَانَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: «قَضَى أَجَلاً وَأَجَلٌ مُسَمًّى عِنْدَهُ» قَالَ هُمَا أَجَلَانِ: أَجَلٌ مَحْتُومٌ وَأَجَلٌ مَوْقُوفٌ.

۴۔ راوی کہتا ہے میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سورۂ انعام کی اس آیت کے متعلق پوچھا و قضی اجلا و اجل مسمی۔ فرمایا موت دو قسم کی ہوتی ہے ایک اجل محتوم یعنی جس کا علم خدا کے بعض بندوں کو ہو جیسے انبیاء کو بعض لوگوں کی موت کا وقت بتا دیا جاتا ہے دوم اجل موقوف جس کا علم خدا کے سوا دوسرے کو نہیں ہوتا۔

۵۔ أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ، عَنْ عَبْدِ الْعَظِيمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْحَسَنِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ، عَنْ خَلَفِ بْنِ حَمَّادٍ، عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ، عَنْ مَالِكٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام عَنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: «أَوَلَمْ يَرَ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئاً» قَالَ: فَقَالَ: لَا مُقَدَّراً وَلَا مُكَوَّناً، قَالَ: وَسَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِهِ: «هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئاً مَذْكُوراً» فَقَالَ: كَانَ مُقَدَّراً غَيْرَ مَذْكُورٍ.

۵۔ راوی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سورۂ مریم کی اس آیت کے متعلق، ہم نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا، پہلے درآنحالیکہ وہ کچھ نہ تھا حضرت نے فرمایا نہ اس کی کوئی صورت تھی نہ رحم اور نہ استقرار، پھر میں نے سورۂ دہر کی اس آیت کے متعلق پوچھا کیا انسان پر ایسا وقت نہیں آیا کہ وہ کوئی ذکر کی ہوئی چیز نہ تھا فرمایا علم الٰہی میں تھا خارج میں کوئی وجود نہ تھا۔

٦۔ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ عَبْدِاللهِ، عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَاجَعْفَرٍ عليه السلام يَقُولُ: الْعِلْمُ عِلْمَانِ: فَعِلْمٌ عِنْدَاللهِ مَخْزُونٌ لَمْ يُطْلِعْ عَلَيْهِ أَحَداً مِنْ خَلْقِهِ وَ عِلْمٌ عَلَّمَهُ مَلائِكَتَهُ وَ رُسُلَهُ، فَمَا عَلَّمَهُ مَلائِكَتَهُ وَ رُسُلَهُ فَإِنَّهُ سَيَكُونُ لايُكَذِّبُ نَفْسَهُ وَلا مَلائِكَتَهُ وَلا رُسُلَهُ وَعِلْمٌ عِنْدَهُ مَخْزُونٌ يُقَدِّمُ مِنْهُ مَايَشَاءُ وَيُؤَخِّرُ مِنْهُ مَايَشَاءُ، وَ يُثْبِتُ مَايَشَاءُ.

٦۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا کہ علم کی دو قسمیں ہیں ایک علم تو وہ ہے جو خدا کے پاس ہے اور کسی دوسرے کو اس پر اطلاع نہیں اور ایک علم وہ جو اس نے ملائکہ و مرسلین کو دیا ہے اور جو اس نے فرشتوں اور رسولوں کو علم دیا ہے تو اس میں نہ وہ اپنے نفس کی تکذیب کرتا ہے اور نہ اپنے ملائکہ اور مرسلین کی اور جو علم اس کے پاس محفوظ ہے اس میں وہ جس چیز کو چاہتا ہے مقدم کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے مؤخر کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ثابت کرتا ہے

٧۔ وَ بِهٰذَا الْأِسْنَادِ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنِ الْفُضَيْلِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَاجَعْفَرٍ عليه السلام يَقُولُ: مِنَ الْأُمُورِ أُمُورٌ مَوْقُوفَةٌ عِنْدَاللهِ يُقَدِّمُ مِنْهَا مَايَشَاءُ وَيُؤَخِّرُ مِنْهَا مَايَشَاءُ.

٧۔ راوی کہتا ہے میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے سُنا کچھ امور ایسے ہیں جن کا علم صرف اللہ کو ہے وہ جسے چاہتا ہے مقدم کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے مؤخر کرتا ہے۔

٨۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَبْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ سَمَاعَةَ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ، وَ وُهَيْبِ بْنِ حَفْصٍ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ:

انَّ لِلّٰهِ عِلْمَيْنِ عِلْمٌ مَكْنُونٌ مَخْزُونٌ لاَيَعْلَمُهُ إِلاَّ هُوَ، مِنْ ذٰلِكَ يَكُونُ الْبَدَاءُ وَعِلْمٌ عَلَّمَهُ مَلاَئِكَتَهُ وَ رُسُلَهُ وَ أَنْبِيَاءَهُ فَنَحْنُ نَعْلَمُهُ.

۸۔ راوی کہتا ہے فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے اللہ کے علم کی دو قسمیں ہیں ایک علم مکنون و مخزون ہے خدا کے سوا اس کو کوئی نہیں جانتا اور اسی سے بدار کا تعلق ہے اور ایک وہ علم ہے جو اس نے اپنے ملائکہ اور مرسلین وانبیاء کو دیا ہے ہمارے علم کا تعلق اسی سے ہے۔

۹۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: مَا بَدَا لِلّٰهِ فِي شَيْءٍ إِلاَّ كَانَ فِي عِلْمِهِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ لَهُ.

۹۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ کسی چیز میں اللہ کے لیے بدا واقع نہیں ہوا مگر یہ کہ اس کے ظاہر ہونے سے پہلے وہ اس کے علم میں تھا

۱۰۔ عَنْهُ، عَنْ أَحْمَدَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ فَرْقَدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: إِنَّ اللهَ لَمْ يَبْدُ لَهُ مِنْ جَهْلٍ.

۱۰۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ خدا کو جہالت سے کبھی بدا واقع نہیں ہوا۔

۱۱۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَازِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِاللهِ عليه السلام هَلْ يَكُونُ الْيَوْمَ شَيْءٌ لَمْ يَكُنْ فِي عِلْمِ اللهِ بِالْأَمْسِ؟ قَالَ: لاَ، مَنْ قَالَ هٰذَا فَأَخْزَاهُ اللهُ. قُلْتُ: أَرَأَيْتَ مَا كَانَ وَ مَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَلَيْسَ فِي عِلْمِ اللهِ؟ قَالَ: بَلَى، قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ.

۱۱۔ راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کیا کوئی امر آج ایسا ہے جس کا علم ایک دن پہلے خدا کو نہ ہو۔ فرمایا نہیں جو ایسا کہے خدا اس کو ذلیل کرے گا۔ میں نے کہا جو کچھ ہو چکا ہے اور جو قیامت تک ہونے والا ہے

وہ سب علم الٰہی میں ہے فرمایا بے شک مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے ہر بات کا اس کو علم تھا۔

۱۲۔ عَلِيٌّ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ مَالِكٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَاعَبْدِاللهِ عليه السلام يَقُولُ: لَوْعَلِمَ النَّاسُ مَا فِي الْقَوْلِ بِالْبَدَاءِ مِنَ الْأَجْرِ مَا فَتَرُوا عَنِ الْكَلَامِ فِيهِ.

۱۲۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے اگر لوگ جانتے کہ اقرار بدا میں کتنا ثواب عظیم ہے تو وہ اس کے متعلق گفتگو کرنے سے روگردانی نہ کرتے (کیونکہ وہ ایمان بالغیب ہے۔)

۱۳ـ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد بن خالد، عن بعض أصحابنا، عن محمّد بن عمرو الكوفيّ أخي يحيى، عن مرازم بن حكيم قال: سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول: ما تنبّأ نبيٌّ قطّ، حتّى يقرّ لله بخمس خصال: بالبداء والمشيئة والسجود والعبوديّة والطاعة.

۱۳۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ کوئی نبی، نبی نہیں بنایا گیا مگر پانچ چیزوں کا اقرار کرنے کے بعد بدا، مشیت سجدہ، بندگی اور اطاعت۔

١٤ـ وَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ جَهْمِ بْنِ أَبِي جَهْمَةَ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَخْبَرَ مُحَمَّداً صلى الله عليه وآله بِمَا كَانَ مُنْذُ كَانَتِ الدُّنْيَا وَ بِمَا يَكُونُ إِلَى انْقِضَاءِ الدُّنْيَا وَ أَخْبَرَهُ بِالْمَحْتُومِ مِنْ ذٰلِكَ وَ اسْتَثْنَى عَلَيْهِ فِيمَا سِوَاهُ.

۱۴۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا نے آگاہ کیا حضرت رسول خدا کو، جب سے دنیا بنی اور جب تک ختم نہ ہوگی تمام باتوں سے اور خبر دی حضرت کو وقت معین پر ہونے والی چیزوں سے اور مستثنیٰ کیا ماسوا کو یعنی کچھ باتیں ایسی تھیں کہ ان کا علم حضرت کو نہ دیا گیا۔

١٥ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الرَّيَّانِ بْنِ الصَّلْتِ قَالَ: سَمِعْتُ الرِّضَا عليه السلام يَقُولُ: مَا بَعَثَ اللهُ نَبِيّاً قَطُّ إِلَّا بِتَحْرِيمِ الْخَمْرِ وَ أَنْ يُقِرَّ لِلّٰهِ بِالْبَدَاءِ.

۱۵۔ راوی کہتا ہے میں نے امام رضا علیہ السلام کو فرماتے سنا، خدا نے نہیں مبعوث کیا کسی نبی کو مگر یہ کہ

اس پر شراب کو حرام کیا اور بدار کا اس سے اقرار لیا۔

۱۶۔ اَلْحُسَیْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُعَلَّی بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: سُئِلَ الْعَالِمُ عليه السلام كَيْفَ عِلْمُ اللّٰهِ؟ قَالَ عَلِمَ وَ شَاءَ وَ أَرَادَ وَقَدَّرَ وَقَضَى وَأَمْضَى ، فَأَمْضَى مَا قَضَى وَقَضَى مَا قَدَّرَ وَقَدَّرَ مَا أَرَادَ ، فَبِعِلْمِهِ كَانَتِ الْمَشِيئَةُ وَ بِمَشِيئَتِهِ كَانَتِ الْإِرَادَةُ وَ بِإِرَادَتِهِ كَانَ التَّقْدِيرُ وَبِتَقْدِيرِهِ كَانَ الْقَضَاءُ وَ بِقَضَائِهِ كَانَ الْإِمْضَاءُ وَالْعِلْمُ مُتَقَدِّمٌ عَلَى الْمَشِيئَةِ وَالْمَشِيئَةُ ثَانِيَةٌ وَالْإِرَادَةُ ثَالِثَةٌ وَالتَّقْدِيرُ وَاقِعٌ عَلَى الْقَضَاءِ بِالْإِمْضَاءِ، فَلِلّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى الْبَدَاءُ فِيمَا عَلِمَ مَتَى شَاءَ وَ فِيمَا أَرَادَ لِتَقْدِيرِ الْأَشْيَاءِ ، فَإِذَا وَقَعَ الْقَضَاءُ بِالْإِمْضَاءِ فَلَا بَدَاءَ فَالْعِلْمُ فِي الْمَعْلُومِ قَبْلَ كَوْنِهِ، وَالْمَشِيئَةُ فِي الْمُنْشَإِ قَبْلَ عَيْنِهِ وَالْإِرَادَةُ فِي الْمُرَادِ قَبْلَ قِيَامِهِ وَالتَّقْدِيرُ لِهٰذِهِ الْمَعْلُومَاتِ قَبْلَ تَفْصِيلِهَا وَ تَوْصِيلِهَا عِيَاناً وَوَقْتاً وَالْقَضَاءُ بِالْإِمْضَاءِ هُوَ الْمُبْرَمُ مِنَ الْمَفْعُولَاتِ ذَوَاتِ الْأَجْسَامِ الْمُدْرَكَاتِ بِالْحَوَاسِّ مِنْ ذَوِي لَوْنٍ وَ رِيحٍ وَوَزْنٍ وَ كَيْلٍ وَ مَا دَبَّ وَ دَرَجَ مِنْ إِنْسٍ وَجِنٍّ وَ طَيْرٍ وَسِبَاعٍ وَ غَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا يُدْرَكُ بِالْحَوَاسِّ ، فَلِلّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى فِيهِ الْبَدَاءُ مِمَّا لَا عَيْنَ لَهُ فَإِذَا وَقَعَ الْعَيْنُ الْمَفْهُومُ الْمُدْرَكُ فَلَا بَدَاءَ وَاللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ، فَبِالْعِلْمِ عَلِمَ الْأَشْيَاءَ قَبْلَ كَوْنِهَا ، وَ بِالْمَشِيئَةِ عَرَّفَ صِفَاتِهَا وَ حُدُودَهَا وَ أَنْشَأَهَا قَبْلَ إِظْهَارِهَا وَ بِالْإِرَادَةِ مَيَّزَ أَنْفُسَهَا فِي أَلْوَانِهَا وَ صِفَاتِهَا وَبِالتَّقْدِيرِ قَدَّرَ أَقْوَاتَهَا وَعَرَّفَ أَوَّلَهَا وَ آخِرَهَا وَبِالْقَضَاءِ أَبَانَ لِلنَّاسِ أَمَاكِنَهَا وَدَلَّهُمْ عَلَيْهَا وَ بِالْإِمْضَاءِ شَرَحَ عِلَلَهَا وَ أَبَانَ أَمْرَهَا وَذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ.

۱۶۔ راوی نے پوچھا کیونکر جانا اللہ نے نظام مخلوقات کو، آیا ایجاد سے قبل علم تھا کہ بعد میں ہوا۔ فرمایا اس نے جانا، ارادہ کیا، اندازہ کیا، حکم دیا۔ اس کو جاری کیا، پس جاری کیا جس کا حکم دیا اور جو حکم دیا، اس کا اندازہ کیا اور جو اندازہ کیا وہ ارادہ کیا پس علم کے ساتھ اس کی مشیت ہے اور مشیت کے ساتھ ارادہ ہے اور ارادہ کے ساتھ اندازہ ہے اندازہ کے ساتھ حکم ہے اور حکم کے ساتھ اجراء ہے پس علم مقدم ہے مشیت پر، مشیت کا نمبر دوسرا ہے اور ارادہ کا تیسرا اور تقدیر یعنی اندازہ واقع ہوتا ہے حکم بالاجرا پر پس خدا کے لئے بداء ہے۔ علم میں جبکہ اس کی مشیت ہو اور اس میں ارادہ کیا چیزوں کے اندازے کے لحاظ سے۔ پس جب قضا بغیر امضا ہو تو اس میں بداء نہیں۔ پس معلوم کا علم اس کے ہونے

سے پہلے ہے مشیت منشا رہیں قبل اس کے وجود کے ہے۔ اور ارادہ مراد میں قبل اس کے قیام کے ہے اور تقدیر ان معلومات میں قبل تفصیل کے ہے اور قبل اجزا اس کے ملنے کے ظاہراً اور بلحاظ وقت اور جو قضا امضا کے ساتھ ہو وہ مستحکم ہے ان کے دوسرے امور سے جو ان صاحبان جسم سے متعلق ہوں جو حواس سے محسوس ہوتے ہیں اور جو صاحب رنگ وو وزن وناپ ہیں اور ان میں داخل ہے انس وجن، پرندوں اور درندوں وغیرہ کا جو حواس سے ان کا ادراک ہوتا ہے تو اللہ کے لئے ان میں بداء ہوتا ہے جن کا وجود نہیں اور جب غیر مفہوم مدرک بحواس ہو تو بداء نہیں۔ خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ پس اپنے علم سے اس نے اشیاء کو جانا ان کے پیدا ہونے سے قبل اور مشیت سے ان کی صفات کو پہچانا اور ان کے حدود وانشاء کو قبل ان کے ظاہر کرنے کے اور ارادہ سے جدا کیا ان کے نفسوں کو ان کے الوان سے اور صفات سے اور تقدیر سے اندازہ کیا۔ ان کی روزیوں کا اور پہچانا گیا ان کا اوّل ان کے آخر سے اور قضا سے جدا کیا ان لوگوں کو ان کے اماکن سے اور ان کی طرف ہدایت کی اور امضاء سے ان کے اسباب کی شرح کی اور ان کے امر کو ظاہر کیا۔ یہ ہے عزیز وحکیم خدا کی تقدیر۔

توضیح:۔ قبل اس کے کہ ہم مسئلہ بداء پر مختصر سی روشنی ڈالیں ان اصطلاحوں کا مفہوم بیان کرنا ضروری ہے جو مذکورہ بالا احادیث میں مذکور ہیں ایجاد کائنات سے تعلق رکھنے والی چھ چیزیں ہیں۔

اوّل:۔ علم یعنی علم الٰہی میں ہر شے اپنی خلقت سے قبل تھی علم الٰہی بالذات ہے نقص اور زیادتی سے اس کا تعلق نہیں ملائکہ اور مخصوص بندوں کو بعض کا علم دیا ہے بعض کا نہیں تاکہ وہ علم میں اس کے محتاج رہیں۔

دوسرے:۔ مشیت یعنی خواہش نظام عالم مثلاً اس نے پہلے پانی ایجاد کیا جو تمام اجسام کا مادہ ہے جیسا کہ فرماتا ہے وجعلنا من الماء کل شیء حی اور اجسام مادیہ سے اشیاء کائنات کو ایجاد کیا

تیسرے:۔ ارادہ اور مشیت کے بعد اس پانی سے کسی دوسرے امر کے عمل میں لانے کا قصد ہے۔ مثلاً اس پانی کو خوشگوار بنایا تاکہ اس سے اہل جنت اور اہل اطاعت کو بنائے اور بعض پانی کھاری بنایا کہ اس سے اہل جہنم اور اہل معصیت کو بنائے۔

چوتھے:۔ تقدیر یعنی ارادہ کی تاکید فعل دیگر کے لئے تاکہ نظام کائنات کی بنیاد قائم ہو مثلاً زمین وآسمان کا اس طرح ایجاد کرنا کہ ان سے رات اور دن پیدا ہوں اور ان میں چھ ماہ کے دن سال میں راتوں سے بڑے ہوں اور ۶ ماہ کی راتوں سے چھوٹے اور ان سے چار فصلیں بنیں تاکہ ان سے لوگوں کو رزق حاصل ہو یہ ہے اندازہ الٰہی جس پر عمل ہو رہا ہے

پانچویں:۔ قضا اور اس کا تعلق نظام عالم کی بقیہ تمام چیزوں سے ہے یعنی انسان کا مکلف بنانا، انبیاء کی بعثت

اور کتابوں کا نازل کرنا وغیرہ

چھٹے :۔ امضا یعنی نظام عالم کا باقی رکھنا اس وقت تک کہ اس کا فائدہ مرتب ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ اول علم الہٰی ہے دوسرے مشیت، تیسرے ارادہ، چوتھے تقدیر، پانچویں قضا، چھٹے امضا یعنی اس عالم کون وفساد میں جو امور واقع ہو رہے ہیں وہ مذکورہ بالا چیزوں کے تحت ہیں ان میں بعض کا علم خدا نے اپنے بندوں کو دیا ہے بعض کا نہیں۔ پس جو امر بندوں کے علم وگمان کے خلاف ظہور میں آئے اس کو بدار کہتے ہیں۔

مسئلہ بداء :۔ یہودیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا کو ایک بار ایجاد کرنے کے بعد خدا معطل ہو گیا اب وہ کچھ نہیں کرتا۔ قرآن اس کی حکایت یوں کرتا ہے یہودیوں نے کہا "ید اللہ مغلولۃ" (خدا کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں) جواب میں فرماتا ہے انھیں کے ہاتھ بندھیں، ان کی اس گفتار پر لعنت" بل یداہ مبسوطان" (بلکہ اللہ کے ہاتھ تو کھلے ہوئے ہیں)" کل یوم ھو فی شان" (ہر روز اس کی ایک نئی شان) فلاسفہ کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا نے سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا، عقل اول نے عقل دوم کو اسی طرح عقول عشرہ کی خلقت ہوئی اور وہی دنیا کا روبار چلانے والے ہیں، خدا کا اب کسی کام سے تعلق نہیں۔ اسلام کے نزدیک یہ دونوں عقیدے باطل ہیں حقیقت یہ ہے کہ جو افعال انسان کے ارادہ اختیار سے متعلق ہیں خدا کا ان سے کوئی تعلق نہیں البتہ اچھے اور برے افعال کی جزاء اور سزا کا تعلق اس سے ہے نیز یہ کہ ایسے ہی امور میں بدار واقع ہوتا ہے یعنی جو بات بندوں کے وہم وگمان میں نہیں ہوتی، خدا کی طرف سے وہ ظاہر کی جاتی ہے۔ علم الہٰی کی دو صورتیں ہیں ایک کا نام لوح محفوظ ہے یعنی وہ امور جن کا علم خدا کے سوا کسی دوسرے کو ہے ہی نہیں۔ دوسرے لوح محو واثبات (یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب) ہے فرشتوں اور انبیاء کا علم اسی سے متعلق ہے اس میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے لیکن اس کا علم خدا کے سوا کسی دوسرے کو نہیں ہوتا یہ تبدیلی کسی خاص مصلحت کی بناء پر کسی شرط کے تحت واقع ہوتی ہے اس شرط کا علم انبیاء اور ملائکہ کو نہیں ہوتا۔ مثلاً لوح محو واثبات میں ایک شخص کی عمر پچاس سال ہے انبیاء کے علم کا تعلق چونکہ اسی لوح سے ہے لہٰذا ایک نبی اسی علم کی بناء پر کسی کو یہ خبر دیتا ہے کہ وہ فلاں وقت مر جائے گا لیکن وہ نہیں مرتا جس کی وجہ یہ ہے کہ اس مرگ کے ساتھ علم الہٰی میں ایک شرط تھی جس کا علم خدا کے سوا کسی کو نہ تھا اور وہ شرط یہ تھی کہ اگر وہ شخص صدقہ دے گا تو یہ بلا ہٹ جائے گی یا صلہ رحم کرے گا تو اس کی عمر میں اتنے سال بڑھ جائیں گے چنانچہ جب یہ صورت پیش آتی ہے تو اس کو بداء کہتے ہیں اس سے ایک تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا معطل نہیں وہ اپنے علم بالذات کا اظہار کرتا رہتا ہے دوسرے یہ پتہ چلے کہ اللہ اور بندوں کے علم میں کیا فرق ہے تیسرے جس مصلحت کی بناء پر بداء ہوا ہے لوگوں کو اس سے فائدہ پہنچے۔ چوتھے انبیاء اس کی طرف اپنے علم میں محتاج رہیں اور یہ کہتے رہیں

دبذذ عِلماً۔

بداء سے نہ خدا کا علم لازم آتا ہے نہ پہلے عمل پر پچھتانا یا اپنی غلطی کا احساس کر کے اس کی اصلاح کرنا جیسے کہ حضرات اہلسنت نے بداء کا غلط مفہوم سمجھ کر ہم پر اعتراض کیا ہے معاذ اللہ بداء کی یہ صورت ہو تو ذرا بتائیں کہ شریعتوں کا نسخ کرنا کیا معاذ اللہ اس بنا پر تھا کہ خدا نے پہلے احکام میں غلطی کی تھی اور ان کی اصلاح کے لئے دوسری شریعت بھیجی بس جو مصلحت نسخ شرائع میں ہوتی ہے اسی طرح کوئی مصلحت بداء میں ہوتی ہے بداء کی بہت سی مثالیں قرآن میں موجود ہیں جیسے موسیٰ سے تیس رات کے وعدے کے بعد چالیس رات کرنا، قوم یونس پر عذاب کی خبر دے کر پھر عذاب نہ لانا، ذبح اسمٰعیل کو خواب میں دکھانا پھر بچا لینا وغیرہ۔ بداء کی مکمل بحث، ہمارے رسالہ "مسئلہ بداء و عصمت انبیاء" میں دیکھو۔

باب بست و پنجم (۲۵)

سات چیزوں کے بغیر آسمان و زمین میں کچھ پیدا نہیں ہو سکتا

٥(بَابٌ)٥

فِي أَنَّهُ لَايَكُونُ شَيْءٌ فِي السَّمَاءِ وَالأَرْضِ إِلَّا بِسَبْعَةٍ

١۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِيهِ؛ وَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى؛ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ وَ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ جَمِيعاً عَنْ فَضَالَةَ بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ حَرِيزِ بْنِ عَبْدِاللهِ وَ عَبْدِاللهِ بْنِ مُسْكَانَ جَمِيعاً، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام أَنَّهُ قَالَ: لَايَكُونُ شَيْءٌ فِي الأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ إِلَّا بِهٰذِهِ الْخِصَالِ السَّبْعِ: بِمَشِيئَةٍ وَ إِرَادَةٍ وَقَدَرٍ وَقَضَاءٍ وَ إِذْنٍ وَ كِتَابٍ وَ أَجَلٍ، فَمَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يَقْدِرُ عَلَى نَقْضِ وَاحِدَةٍ فَقَدْ كَفَرَ

وَ رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَفْصٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ حَرِيزِ بْنِ عَبْدِاللهِ وَ ابْنِ مُسْكَانَ مِثْلَهُ.

۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا، آسمان و زمین میں کوئی شے بغیر ان سات خصلتوں کے ہو

نہیں سکتی، مشیئت، ارادہ، قدرت، قضا اذن، کتاب، اجل جس کا گمان یہ ہو کہ ان میں سے کسی ایک کو توڑ دے گا تو اس نے کفر کیا۔

توضیح:۔ حدیث مذکور کا مطلب یہ ہے کہ بندوں کا کوئی فعل خواہ زمین میں ہو یا آسمان میں نہیں ہوتا مگر ان سات صفتوں سے۔

اوّل:۔ مشیت یعنی ہر امر حادث کے متعلق تدبیر ان میں بندوں کا فعل یا ترک فعل بھی داخل ہے پس سب سے پہلے مشیت باری کا تعلق خلقت آب سے ہوا۔ یہ مادہ میں سب سے پہلی چیز ہے۔

دوسرے:۔ ارادہ یہ کہ ایک کے بعد دوسری تدبیر ہے جو مادہ سے کسی چیز کو پیدا کرنے میں مشیت کی مددگار ہو یعنی بندوں کے دل میں فعل یا ترک کی تحریک پیدا ہونا یعنے پہلے کسی امر کی خواہش ہونا پھر اس فعل کا ارادہ۔

تیسرے:۔ قدر یعنی صدور فعل سے پہلے اندازہ کرنا کمی وزیادتی کا۔

چوتھے:۔ قضا یعنی جس کا ارادہ کیا ہے اسے پورا کرنا۔

پانچویں:۔ اذن یعنی بندہ کو افعال پر قدرت دینا۔

چھٹے اور ساتویں:۔ کتاب واجل یعنی قرآن وقیامت یعنی قرآنی احکام کے مطابق عمل اور عمل کی جزا اور سزا قیامت۔

۲ ـ وَرَوَاهُ أَيْضاً عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ عِمْرَانَ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ لَا يَكُونُ شَيْءٌ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ إِلَّا بِسَبْعٍ: بِقَضَاءٍ وَقَدَرٍ وَإِرَادَةٍ وَمَشِيئَةٍ وَكِتَابٍ وَأَجَلٍ وَإِذْنٍ، فَمَنْ زَعَمَ غَيْرَ هَذَا فَقَدْ كَذَبَ عَلَى اللهِ أَوْرَدَّ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

۲۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا۔ کوئی چیز آسمانوں اور زمین میں نہیں ہوئی مگر سات چیزوں سے قضا وقدر و ارادہ ومشیت اور کتاب واجل و اذن، جو اس کے خلاف سمجھنے والا ہے اس نے اللہ پر جھوٹ بولا یا قول خدا کو رد کرنے والا بنا۔

حقیقت یہ ہے کہ الٰہیات کے مسائل بہت دقیق ہیں عوام کا کیا ذکر خواص کے لئے بھی سمجھنا مشکل ہے مذکورہ بالا احادیث میں جو سات باتیں بیان کی گئی ہیں ان کے درمیان بہت باریک فرق ہے جس کو سمجھانے کے لئے بہت سے اوراق درکار ہیں۔ ہم نے چونکہ ترجمہ کی ذمہ داری لی ہے نہ کہ شرح کی۔ لہٰذا جہاں جہاں زیادہ ضرورت توضیح ہوتی ہے وہاں مختصر وضاحت ضرور کر دیتے ہیں اس مقام پر اتنی بات سمجھ لینی چاہیئے کہ فلاسفہ اور زنادقہ کا عقیدہ یہ ہے کہ مادہ اپنے اجزا خود فراہم کر کے چیزوں کو ہیئت ترکیبی دیتا چلا جاتا ہے نہ اس کو کسی کے امر و ارادہ کی ضرورت ہے نہ قضا و قدر کی۔ لہٰذا ان احادیث میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ دنیا کی ہر چیز یہ بتاتی ہے کہ اس میں کسی صاحب قدرت فاعل کے ارادہ، حکم، اندازہ، اور خواہش وغیرہ کو دخل ہے۔

باب بست و ششم (۲۶)

باب مشیّت و ارادہ

○(بَابُ الْمَشِيئَةِ وَالْإِرَادَةِ)○

۱۔ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللهِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي عَبْدِاللهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ الدَّيْلَمِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْهَاشِمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْحَسَنِ مُوسَى بْنَ جَعْفَرٍ عليهما السلام يَقُولُ: لَا يَكُونُ شَيْءٌ إِلَّا مَا شَاءَ اللهُ وَأَرَادَ وَقَدَّرَ وَقَضَى، قُلْتُ: مَا مَعْنَى شَاءَ؟ قَالَ: ابْتِدَاءُ الْفِعْلِ؛ قُلْتُ: مَا مَعْنَى قَدَّرَ؟ قَالَ: تَقْدِيرُ الشَّيْءِ مِنْ طُولِهِ وَعَرْضِهِ، قُلْتُ: مَا مَعْنَى قَضَى؟ قَالَ: إِذَا قَضَى أَمْضَاهُ، فَذَلِكَ الَّذِي لَا مَرَدَّ لَهُ.

۱۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا، کوئی شے نہیں ہوتی۔ مگر جب اللہ نے چاہا، ارادہ کیا، اندازہ کیا اور وجود میں لایا، راوی کہتا ہے میں نے پوچھا مشیت کے کیا معنی ہیں فرمایا آغاز فعل یعنی تدبیر ہر حادث بے وقت احداث، میں نے کہا ارادہ کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا وہ باقی رہنا ہے کسی چیز کے احداث فعل پر، میں نے کہا تقدیر کیا ہے فرمایا اندازہ کرنا کسی چیز کے طول و عرض وغیرہ کا پھر میں نے پوچھا قضا کے کیا معنی ہیں وہ طے کرتا ہے کسی چیز کے

پیدا کرنے کو

۲۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبَانٍ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام: شَاءَ وَ أَرَادَ وَ قَدَّرَ وَ قَضَى؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: وَأَحَبَّ؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: وَكَيْفَ شَاءَ وَ أَرَادَ وَقَدَّرَ وَقَضَى وَلَمْ يُحِبَّ؟ قَالَ: هٰكَذَا خَرَجَ إِلَيْنَا.

۲۔ راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ بندوں سے جو افعال سرزد ہوتے ہیں کیا ان میں خدا کی مشیت، ارادہ اور قضاو قدر کو دخل ہے اور آیا وہ اس کو دوست بھی رکھتا ہے فرمایا نہیں۔ راوی نے کہا جب وہ دوست ہی نہیں رکھتا تو پھر مشیت اور ارادہ کا تعلق کیوں ہے۔ فرمایا ہم پر ایسا ہی ظاہر ہوا ہے۔

قرآن میں بہت سی آیات ہیں کہ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ افعال انسانی حتیٰ کہ معاصی سے بھی مشیت و ارادہ کا تعلق ہے جیسے آیہ وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوا (اگر اللہ چاہتا تو وہ قتال نہ کرتے (البقرہ) اور سورت ہود میں فرماتا ہے نفعی ان کان اللہ یرید ان یغویکم (اگر اللہ گمراہ کرنا تم کو چاہے تو میری نصیحت تمہارے لئے مفید نہیں ہوسکتی اور سورۂ دہر اور تکویر میں فرماتا ہے۔ وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ (تم نہیں چاہتے مگر وہی جو اللہ چاہتا ہے) لیکن معاصی کو وہ دوست نہیں۔ لہٰذا جیسا کہ فرماتا ہے۔ لا یحب اللہ الجھر بالسوء (خدا برائی کے اظہار کو دوست نہیں رکھتا) اور فرماتا ہے۔ ان اللہ یحب التوابین۔ خدا توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

٣ـ عليٌّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن عليّ بن معبد، عن واصل بن سليمان، عن عبدالله بن سنان، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سمعته يقول: أمر الله ولم يشأ، وشاء ولم يأمر، أمر إبليس أن يسجد لآدم وشاء أن لا يسجد، ولو شاء لسجد، ونهى آدم عن أكل الشجرة وشاء أن يأكل منها ولو لم يشأ لم يأكل.

۳۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ نے حکم دیا، مگر چاہا نہیں اور کہیں چاہا ہے اور حکم نہیں دیا جیسے ابلیس کو سجدۂ آدمؑ کا حکم تو دیا اور چاہا یہ کہ وہ سجدہ نہ کرے اگر وہ چاہتا کہ سجدہ کرے تو ضرور کرتا اور آدمؑ کو درخت

ممنوعہ کھانے سے منع کیا اور چاہا کہ یہ آدم کھالیں اگر نہ چاہتا تو آدم ہرگز نہ کھاتے۔

توضیح: مشیت کا تعلق ہر اس چیز سے ہے جو واقع ہو اور امر کا تعلق ہے طاقت سے خواہ واقع ہو یا نہ ہو۔ بالفاظ دیگر خدا نے ابلیس کو سجدہ کا حکم دیا وہ بجا نہ لایا اور گنہگار رہا لیکن مشیت ایزدی میں گزر چکا تھا کہ وہ سجدہ نہ کرے گا لیکن اگر وہ چاہتا کہ ابلیس سجدہ ضرور کرے تو ابلیس کی کیا طاقت تھی کہ وہ سجدہ نہ کرتا اسی طرح آدمؑ کو منع کیا ثمر درخت نہ کھانے سے او [illegible] مصالح کی بناء پر چاہا کہ کھالیں چنانچہ کھالیا اگر وہ چاہتا کہ نہ کھائیں تو آدم کھا نہ سکتے۔

٤ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْهَمْدَانِيِّ؛ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَسَنِ الْعَلَوِيِّ جَمِيعاً، عَنِ الْفَتْحِ بْنِ يَزِيدَ الْجُرْجَانِيِّ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ عليه السلام قَالَ: إِنَّ لِلهِ إِرَادَتَيْنِ وَ مَشِيَّتَيْنِ: إِرَادَةَ حَتْمٍ وَ إِرَادَةَ عَزْمٍ، يَنْهىٰ وَ هُوَ يَشَاءُ وَ يَأْمُرُ وَ هُوَ لَا يَشَاءُ، أَوَ مَا رَأَيْتَ أَنَّهُ نَهىٰ آدَمَ وَ زَوْجَتَهُ أَنْ يَأْكُلَا مِنَ الشَّجَرَةِ وَ شَاءَ ذٰلِكَ وَلَوْ لَمْ يَشَأْ أَنْ يَأْكُلَا لَمَا غَلَبَتْ مَشِيَّتُهُمَا مَشِيَّةَ اللهِ تَعَالىٰ وَ أَمَرَ إِبْرَاهِيمَ أَنْ يَذْبَحَ إِسْحَاقَ وَ لَمْ يَشَأْ أَنْ يَذْبَحَهُ وَلَوْ شَاءَ لَمَا غَلَبَتْ مَشِيَّةُ إِبْرَاهِيمَ مَشِيَّةَ اللهِ تَعَالىٰ

۴۔ روایت ہے کہ امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کے دو ارادے اور دو مشیتیں ہیں ارادہ حتم اور ارادہ عزم [illegible] کرتا ہے درآنحالیکہ اس کی مشیت ہوتی ہے اور وہ حکم دیتا ہے، درآنحالیکہ مشیت نہیں ہوتی۔ کیا تم نے غور نہیں کیا کہ اس نے آدم و حوا کو درخت کا ثمر کھانے سے منع کیا۔ درآنحالیکہ اس کی مشیت تھی اگر نہ ہوتی تو وہ نہ کھاتے کیونکہ ان کی مشیت، مشیت خدا پر غالب نہ آسکتی [illegible] طرح ابراہیم کو ذبح اسحاق کا حکم دیا گیا لیکن ان کے ذبح کرنے میں مشیت نہ تھی اگر مشیت ہوتی تو مشیت ابراہیم، مشیت خدا پر غالب نہیں آسکتی تھی۔

ارادہ و مشیت متلازم ہیں لہذا اس حدیث میں ایک بیان پر اکتفا کی گئی۔

توضیحات: ارادہ حتمی سے مراد یہ ہے کہ بندوں کو اس کے مراد کی ضد پر قدرت نہ ہو اور ارادہ عزم وہ ہے کہ بندوں کو ضد مراد پر قدرت ہو مینلی دھولیشاء شال مشیت عزم ہے کیونکہ تعلق ختم الٰہی کا منہی عنہ سے محال ہے اور یا مرو لایشاء شال مشیت ختم کی ہے اس لئے للایشاء کے معنی یہ ہوں گے یشاء عدمہ وہ اس کا عدم چاہتا ہے اور اللہ کی

جانب سے مامور بہ کے عدم کی مشیئت دو قسم پر ہے اور مشیئت حتم اور دوسرے مشیت عزم یہاں مراد قسم اوّل اور عدم مامور بہ ہے حتم الٰہی کا تعلق ممکن ہے مثلاً ذبح کے معنی ہیں رگ گردن کا کاٹ دینا پس ذبح اس حیثیت سے مامور بہ ہے اور غیر مامور بہ ہے دوسری حیثیت سے اور عدم ذبح کی صورت میں مشیت حتمیہ الٰہی کا تعلق ہے دوسری حیثیت سے ممکن ہے لہٰذا امر ذبح منسوخ نہیں ہوا اور ابراہیم کا جو ذبح کا مامور بہ تھا اس کو بجالائے اور ان کی مشیئت ، مشیت الٰہی پر غالب نہ ہوئی اس کی صورت یہ ہے کہ ابراہیم اپنے دل میں چاہتے تھے کہ بیٹے کا گلا نہ کٹے اور ابن بابویہ نے کتاب الخصال میں لکھا ہے کہ وہ ذبح کرنا چاہتے تھے تاکہ اس مصیبت پر صبر کا اجر ملے ۔ ابراہیم کو خدا نے ذبح کا حکم دیا اور مشیت عزم ذبح کرلئے نہ ہوئی یعنی مشیت تھی عدم ذبح پر اگر مشیت کا عزم ذبح کرانا ہوتا تو مشیت ابراہیم ، مشیت خدا پر غالب نہ آسکتی تھی ۔

توضیح نمبر۲: ۔اس حدیث سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے غلطی کی ، کیونکہ وہ مامور ہوئے ذبح اسحاقؑ پر اور انھوں نے آغاز کیا ذبح اسمٰعیلؑ سے اس تاویل کی بنا پر کہ انھوں نے خواب میں اسمٰعیل کو ذبح کرتے دیکھا ہے حالانکہ ذبح اسحاقؑ سے روگردانی کرنا ان کی والدہ سارہ کے خوف سے تھا اس اعتراض کا دفعیہ یوں ہوگا کہ ذبح کا حکم صراحتہً اسحاقؑ کے لئے نہ ہوگا بلکہ ذبح فرزند کے لئے امور ہوں گے خواہ وہ ہو جو موجود ہے یا وہ ہو جو موجود نہیں ہے یعنی ابھی پیدا نہیں ہوا ۔ (اسحاقؑ) موافق ادب یہ ہونا چاہیئے تھا کہ اس حکم کی صورت میں ابراہیمؑ مامور بہ فرزند کے تعین کا انتظار کرتے لیکن ابراہیم نے ایسا نہ کیا اور محض خواب کی بنا پر اسماعیل کا ذبح شروع کر دیا ۔ لہٰذا اس کی صورت یہ ہوگی کہ مامور ہوئے ذبح اسحاقؑ پر لیکن اس کو ترک کر دیا ہو ۔ پس اس صورت میں ذبح اسحاق کے حکم کا استعمال بطور مجاز ہوگا اس بنا پر سورۂ صافات میں اسماعیل کا یہ قول (یا ابت افعل ما تومر اے پدر جو حکم آپ کو دیا گیا ہے وہی بجا لائیے) اس امر کا اظہار ہوگا کہ حسن طلب کے ساتھ اپنے کو بچانا چاہو یعنی جس کے (اسحاق) ذبح کا حکم ہو۔ وہی کیجیئے لیکن یہ تاویل غلط ہے کیونکہ آیت میں صاف اذبحکؑ میں تجھ کو ذبح کرتا ہوں موجود ہے ۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس بارہ میں روایات مختلف ہیں کہ ذبح کا تعلق اسحاق سے تھا یا اسمٰعیل سے ۔ لہٰذا مصنف کافی نے ذبح اسحاق والی روایت کو ترجیح دی ۔

خلاصہ اس بحث کا یہ ہے کہ خداوند عالم بنا بر کسی مصلحت کے ایک امر کا حکم دیتا ہے لیکن اس کی مشیت اس کے وقوع سے متعلق نہیں ہوتی ۔ مثلاً اس نے ابراہیمؑ کو ذبح فرزند کا حکم تو دیا مگر ذبح ہونا چاہا نہیں ، لہٰذا ذبح کی صورت گو صادق آگئی یعنی گردن پر چھری تو چلی مگر حقیقتاً ذبح واقع نہ ہوا کیونکہ مشیت ایزدی اس سے متعلق نہ تھی ابراہیم جھوٹے بھی قرار نہ پائے کیونکہ

خواب کی تصدیق انھوں نے کی ہے لیکن چونکہ خدا کی مشیت پر ان کی مشیت غالب نہ آسکتی تھی لہذا وہی ہوا جو خدا نے چاہا۔

۵۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَعْبَدٍ، عَنْ دُرُسْتَ بْنِ أَبِي مَنْصُورٍ، عَنْ فُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِاللهِ عليه السلام يَقُولُ: شَاءَ وَ أَرَادَ وَلَمْ يُحِبَّ وَلَمْ يَرْضَ؛ شَاءَ أَنْ لَا يَكُونَ شَيْءٌ إِلَّا بِعِلْمِهِ وَ أَرَادَ مِثْلَ ذَلِكَ وَلَمْ يُحِبَّ أَنْ يُقَالَ: ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ وَلَمْ يَرْضَ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ.

۵۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ خدا نے چاہا اور ارادہ کیا ہر چیز کے وقوع کا۔ لیکن بعض کو دوست نہ رکھا اور بعض سے راضی نہ ہوا۔ شاء کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شئے نہیں ہوتی۔ مگر اس کے علم و ارادہ سے اور وہ دوست نہیں رکھتا اس بات کو کہ کہا جائے کہ وہ تین میں تیسرا ہے۔ جیسا کہ نصاریٰ کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے بندوں کے کفر پر راضی نہیں۔

۶۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَنْ ابْنِ أَبِي نَصْرٍ قَالَ: قَالَ أَبُو الْحَسَنِ الرِّضَا عليه السلام قَالَ اللهُ: [يَا] ابْنَ آدَمَ! بِمَشِيئَتِي كُنْتَ أَنْتَ الَّذِي تَشَاءُ لِنَفْسِكَ مَا تَشَاءُ وَبِقُوَّتِي أَدَّيْتَ فَرَائِضِي وَ بِنِعْمَتِي قَوِيتَ عَلَى مَعْصِيَتِي؛ جَعَلْتُكَ سَمِيعاً، بَصِيراً، قَوِيّاً، مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللهِ، وَ مَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ وَذَاكَ أَنِّي أَوْلَى بِحَسَنَاتِكَ مِنْكَ وَأَنْتَ أَوْلَى بِسَيِّئَاتِكَ مِنِّي وَذَاكَ أَنَّنِي لَا أُسْأَلُ عَمَّا أَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ.

۶۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ خداوند عالم نے حدیث قدسی میں کہا۔ اے ابن آدم میری مشیت سے تو اس قابل بنا کہ اپنے نفس کے لئے جو چاہتا ہے کر لیتا ہے میرے قوت دینے سے تو نے اپنے فرائض کو انجام دیا اور میری نعمتوں کی وجہ سے تو میری نافرمانی پر قوی دل بنا۔ میں نے تجھے سننے والا اور دیکھنے والا اور قوت والا بنایا۔ جو اچھائیاں تجھ کو حاصل ہوتیں وہ اللہ کی طرف سے جان اور جو برائیاں تجھ سے متعلق ہوتیں ان کو اپنے نفس کی طرف سے سمجھ، تیری نیکیوں کا میں تجھ سے زیادہ حقدار ہوں تو اپنے گناہوں کا مجھ سے زیادہ حقدار ہے میں جو کچھ کرتا ہوں مجھ سے پوچھ گچھ نہیں ہو سکتی البتہ بندوں سے سوال ہوگا۔

باب بست وہفتم (۲۷)

ابتلاء واختیار

(بابُ الأبتلاءِ وَ الأختبارِ)

۱۔ عَلِيُّ بْنُ إبْراهيمَ بْنِ هاشِمٍ ؛ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسى ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمنِ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ الطَّيّارِ، عَنْ أبي عَبْدِاللهِ عليه السلام قالَ: مامِنْ قَبْضٍ وَلا بَسْطٍ إلّا وَلِلّهِ فِيهِ مَشِيئَةٌ وَقَضاءٌ وَابْتِلاءٌ.

۱۔ فرمایا صادق آل محمدؑ نے کسی کا حکم بجا نہ لانا اور کسی نہی کا بجا لانا مگر یہ کہ اس میں مشیت اور قضا وابتلائے الٰہی کو دخل ہے (لیکن نہ وہ عصیاں پر کسی کو مجبور کرتا ہے اور نہ عصیاں سے راضی ہوتا ہے چونکہ اس نے بندہ کو فاعل مختار بنایا ہے جیسا جو کچھ وہ کرنا چاہتا ہے اسے وہ روکتا نہیں ورنہ جبر ہو جائے)۔

۲۔ عِدَّةٌ مِنْ أصْحابِنا، عَنْ أحْمَدَبْنِ مُحَمَّدِبْنِ خالِدٍ عَنْ أبيهِ ، عَنْ فَضالَةَ بْنِ أيّوبَ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ الطَّيّارِ، عَنْ أبي عَبْدِاللهِ عليه السلام قالَ : إنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ فيهِ قَبْضٌ أوْ بَسْطٌ مِمّا أمَرَاللهُ بِهِ أوْ نَهى عَنْهُ إلّا وَفيهِ لِلّهِ عَزَّ وَجَلَّ ابْتِلاءٌ وَ قَضاءٌ.

۲۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ حکم خدا اور نہی خدا کے متعلق جو افعال بجا لائے جاتے ہیں ان میں ابتلاء اور قضائے الٰہی کو دخل ہے۔

باب بست وہشتم (۲۸)

سعادت وشقاوت

((بابُ السَّعادَةِ وَالشَّقاءِ))

۱۔ مُحَمَّدُبْنُ إسْماعيلَ ، عَنِ الفَضْلِ بْنِ شاذانَ ، عَنْ صَفْوانَ بْنِ يَحْيى، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حازِمٍ،

عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: إِنَّ اللهَ خَلَقَ السَّعَادَةَ وَالشَّقَاءَ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ خَلْقَهُ فَمَنْ خَلَقَهُ اللهُ سَعِيداً لَمْ يُبْغِضْهُ أَبَداً وَإِنْ عَمِلَ شَرّاً أَبْغَضَ عَمَلَهُ وَلَمْ يُبْغِضْهُ وَإِنْ كَانَ شَقِيّاً لَمْ يُحِبَّهُ أَبَداً وَإِنْ عَمِلَ صَالِحاً أَحَبَّ عَمَلَهُ وَأَبْغَضَهُ لِمَا يَصِيرُ إِلَيْهِ، فَإِذَا أَحَبَّ اللهُ شَيْئاً لَمْ يُبْغِضْهُ أَبَداً وَإِذَا أَبْغَضَ شَيْئاً لَمْ يُحِبَّهُ أَبَداً

۱۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا نے اپنی مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے سعادت (عافیت بخیر) و شقاوت (عافیت بخیر نہ ہونا) کو پیدا کیا جس کو سعید پیدا کیا اس سے کبھی دشمنی نہ کی اگرچہ اس نے کوئی برا کام کیا اس کے عمل سے بغض رکھا اس کی ذات سے نہیں اور جس کو شقی پیدا کیا اس کی ذات کو محبوب نہ رکھا اگر اس نے اچھا کام کیا تو اس کے کام کو تو پسند کیا لیکن اس کی ذات سے دشمنی رکھی۔ خدا جب کسی شے کو دوست رکھتا ہے تو پھر اس سے دشمنی نہیں کرتا اور جس سے دشمنی رکھتا ہے اسے کبھی دوست نہیں رکھتا اسے کبھی دوست نہیں بناتا جب تک کہ وہ اپنی حالت کو نہ بدلے مثلاً کافر کو وہ دشمن رکھتا ہے پس بحالت کفر وہ کبھی اس کو دوست نہ رکھے گا چاہے وہ کیسا نیک کام کیوں نہ کرے۔ ہاں اگر اسلام قبول کرے گا تو عداوت محبت میں بدل جائے گی۔

۲ ـ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ رَفَعَهُ، عَنْ شُعَيْبٍ الْعَقَرْقُوفِيِّ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: كُنْتُ بَيْنَ يَدَيْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام جَالِساً وَقَدْ سَأَلَهُ سَائِلٌ فَقَالَ: جُعِلْتُ فِدَاكَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ مِنْ أَيْنَ لَحِقَ الشَّقَاءُ أَهْلَ الْمَعْصِيَةِ حَتَّى حَكَمَ اللهُ لَهُمْ فِي عِلْمِهِ بِالْعَذَابِ عَلَى عَمَلِهِمْ؟ فَقَالَ أَبُو عَبْدِاللهِ عليه السلام: أَيُّهَا السَّائِلُ حُكْمُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَقُومُ لَهُ أَحَدٌ مِنْ خَلْقِهِ بِحَقِّهِ، فَلَمَّا حَكَمَ بِذَلِكَ وَهَبَ لِأَهْلِ مَحَبَّتِهِ الْقُوَّةَ عَلَى مَعْرِفَتِهِ وَوَضَعَ عَنْهُمْ ثِقْلَ الْعَمَلِ بِحَقِيقَةِ مَا هُمْ أَهْلُهُ، وَوَهَبَ لِأَهْلِ الْمَعْصِيَةِ الْقُوَّةَ عَلَى مَعْصِيَتِهِمْ لِسَبْقِ عِلْمِهِ فِيهِمْ، وَمَنَعَهُمْ إِطَاقَةَ الْقَبُولِ مِنْهُ فَوَافَقُوا مَا سَبَقَ لَهُمْ فِي عِلْمِهِ وَلَمْ يَقْدِرُوا أَنْ يَأْتُوا حَالاً تُنْجِيهِمْ مِنْ عَذَابِهِ لِأَنَّ عِلْمَهُ أَوْلَى بِحَقِيقَةِ التَّصْدِيقِ وَهُوَ مَعْنَى شَاءَ مَا شَاءَ، وَهُوَ سِرُّهُ.

۲۔ راوی کہتا ہے میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے سوال کیا یا ابن رسول اللہ اہل معصیت کو شقاوت لاحق کہاں سے ہوئی کہ خدا نے اپنے علم میں ان کے لئے بداعمالی پر عذاب کا حکم دیا۔ حضرت نے فرمایا اے سائل حکم خدا کسی کو اس کا حق ادا کرنے پر مجبور نہیں کرتا جب حکم دیتا ہے تو اپنے محبت والوں کو اپنی معرفت کے لئے

قوت دیتا ہے اور سخت اعمال کو ان سے ہٹا لیتا ہے اور ان کی قابلیت کے لحاظ سے تکلیف دیتا ہے اور اہل معصیت کو قوت دیتا ہے تاکہ جو سابق میں اس کے علم میں گزر چکا ہے وہ صحیح ہو اور نہ دی ان کو استطاعت قبول یا۔ توفیق صبر پس ان کا عمل موافق ہو اس علم الٰہی کے جو سابق میں ان کے متعلق ہو چکا تھا اور وہ ایسے حالات پیدا کرنے پر قادر نہ ہوئے جو عذاب خدا سے ان کو نجات دے دیتے کہ علم الٰہی اولیٰ ہے حقیقت تصدیق کے لئے اور نشان اہل محبت و اہل معصیت کے لئے کیوں قرار دیئے ہیں یہ اللہ کا راز جس کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

۲۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَبْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّضْرِبْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عِمْرَانَ الْحَلَبِيِّ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَنْظَلَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام، أَنَّهُ قَالَ: يُسْلَكُ بِالسَّعِيدِ فِي طَرِيقِ الْأَشْقِيَاءِ، حَتَّى يَقُولَ النَّاسُ: مَا أَشْبَهَهُ بِهِمْ بَلْ هُوَ مِنْهُمْ، ثُمَّ يَتَدَارَكُهُ السَّعَادَةُ وَقَدْ يُسْلَكُ بِالشَّقِيِّ فِي طَرِيقِ السُّعَدَاءِ، حَتَّى يَقُولَ النَّاسُ: مَا أَشْبَهَهُ بِهِمْ، بَلْ هُوَ مِنْهُمْ، ثُمَّ يَتَدَارَكُهُ الشَّقَاءُ، إِنَّ مَنْ كَتَبَهُ اللهُ سَعِيداً وَإِنْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا فُوَاقُ نَاقَةٍ خَتَمَ لَهُ بِالسَّعَادَةِ.

۳۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کبھی مرد سعید اشقیاء کی راہ پر گامزن ہوتا ہے اور لوگ کہنے لگتے ہیں یہ ان سے کس قدر مشابہ ہے بلکہ ان ہی میں سے ہے پھر اس کو سعادت پا لیتی ہے اور شقاوت اس سے برطرف ہو جاتی ہے پس جس کو اللہ نے سعید قرار دے دیا ہے اس کا خاتمہ سعادت پر ہو گا اگرچہ دنیا کی مدت اتنی کم رہ جائے جتنی ایک اونٹنی کی دودھ دوہنے کی ہوتی ہے۔

توضیح:۔ اس حدیث سے یہ نہ سمجھا جائے کہ سعید و شقی خدا بناتا ہے ورنہ اس صورت میں بندہ مجبور محض ہو جائے گا بلکہ صورت اس کی یہ ہے کہ جس طرح کسی شخص کے گزشتہ واقعات پر نظر رکھ کر کسی کو سعید اور کسی کو شقی کہتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے علم سے ہر شخص کے ان افعال کو جان لیتا ہے جو وہ زندگی میں کرنے والا ہے لہٰذا اسی علم کے لحاظ سے اس کو شقی و سعید کہا جاتا ہے اس علم الٰہی کے خلاف نہیں ہو سکتا لیکن یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ علم الٰہی میں گزر جانے کے باعث بندہ ان افعال پر مجبور ہوتا ہے علم تو اس کے تمام افعال کا فوٹو ہے جس طرح ہمارا علم کسی کے گزشتہ افعال بجا لانے کا سبب قرار نہیں پاتا اسی طرح علم الٰہی بندہ کو اس کے نیک و بد افعال پر مجبور نہیں کرتا۔

باب بست ونہم (۲۹)

خیر و شر

(بَابُ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ)

۱۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ وَعَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام يَقُولُ: إِنَّ مِمَّا أَوْحَى اللَّهُ إِلَى مُوسَى عليه السلام وَ أَنْزَلَ عَلَيْهِ فِي التَّوْرَاةِ: إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا، خَلَقْتُ الْخَلْقَ وَخَلَقْتُ الْخَيْرَ وَ أَجْرَيْتُهُ عَلَى يَدَيْ مَنْ أُحِبُّ فَطُوبَى لِمَنْ أَجْرَيْتُهُ عَلَى يَدَيْهِ، وَ أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا، خَلَقْتُ الْخَلْقَ وَخَلَقْتُ الشَّرَّ وَ أَجْرَيْتُهُ عَلَى يَدَيْ مَنْ أُرِيدُهُ، فَوَيْلٌ لِمَنْ أَجْرَيْتُهُ عَلَى يَدَيْهِ.

۱۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا، خدا نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی اور توریت میں نازل بھی فرمایا کہ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے مخلوق کو پیدا کیا اور خیر کو پیدا کیا اور اس کو جاری کیا اس شخص کے ہاتھوں پر جس کو میں دوست رکھتا ہوں پس بشارت ہو اس کے لئے جس کے ہاتھوں سے خیر جاری ہو

۲۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام يَقُولُ: إِنَّ فِي بَعْضِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ كُتُبِهِ إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا، خَلَقْتُ الْخَيْرَ وَخَلَقْتُ الشَّرَّ، فَطُوبَى لِمَنْ أَجْرَيْتُ عَلَى يَدَيْهِ الْخَيْرَ وَوَيْلٌ لِمَنْ أَجْرَيْتُ عَلَى يَدَيْهِ الشَّرَّ وَ وَيْلٌ لِمَنْ يَقُولُ: كَيْفَ ذَا وَ كَيْفَ ذَا.

۲۔ حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا نے اپنی کتابوں میں نازل فرمایا کوئی معبود نہیں میرے سوا میں نے خیر کو پیدا کیا اور میں نے شر کو پیدا کیا پس خوشخبری ہو اس کے لئے جس کے ہاتھوں پر میں نے خیر کو جاری کیا اور ویل ہو اس پر جس کے ہاتھوں پر میں نے شر کو جاری کیا اور ویل ہو اس پر جو کہے ایسا کیوں ہوا اور ویسا کیوں ہوا

۳۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ، عَنْ بَكَّارِ بْنِ كَرْدَمٍ، عَنْ مُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ، وَ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ علیه السلام قَالَ: قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَنَا اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا، خَالِقُ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ فَطُوبَىٰ لِمَنْ أَجْرَيْتُ عَلَىٰ يَدَيْهِ الْخَيْرَ وَوَيْلٌ لِمَنْ أَجْرَيْتُ عَلَىٰ يَدَيْهِ الشَّرَّ وَوَيْلٌ لِمَنْ يَقُولُ: كَيْفَ ذَا وَكَيْفَ هٰذَا؟ قَالَ يُونُسُ: يَعْنِي مَنْ يُنْكِرُ هٰذَا الْأَمْرَ بِتَفَقُّهٍ فِيهِ.

۳۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ خدائے عز وجل نے فرمایا میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں خالق خیر و شر ہوں وائے ہو اس پر جس کے ہاتھوں میں شر جاری کروں اور وائے ہو اس پر جو اس معاملہ میں چوں چرا کرے۔

یونس نے کہا۔ اوپر کی حدیث سے جو انکار کرے وہ بہ تکلف عقلمند بنتا ہے اصل میں عقلمند نہیں۔

توضیح:۔ مذکورہ بالا احادیث سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ شر کا پیدا کرنے والا اور جاری کرنے والا جب خدا ہے تو پھر بندہ مجبور قرار پایا اس قسم کے وسواس شیطانی ہیں اللہ تعالیٰ نے تمام برائیوں کی جڑ شیطان کو پیدا کیا۔ لیکن اپنے بندوں کو اس کی شرارتوں سے بچنے کا حکم دیا جس سے معلوم ہوا کہ وہ شر پسند کرنے والا نہیں انسان کو اغوائے شیطانی کے دفع کرنے کے لئے عقل بھی دی جو اس کا ثبوت ہے کہ شر اس کی طرف سے نہیں اس نے شیطان کو شیطان بنایا نہیں بلکہ اپنی نافرمانی اور بد اعمال سے وہ خود شیطان بنا۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جتنی چیزیں پیدا کی ہیں وہ سب خیر ہیں لیکن ان کا غلط استعمال اور کسی چیز کے خواص سے ناواقف ہونا اس کے نقصان کا باعث ہو جاتا ہے اور اس کو شر کہا جانے لگتا ہے مثلاً انگور انسان کے لئے بہترین غذا ہے لیکن اگر انسان اس کو شراب کی شکل میں بدل دے تو یہ خیر کو شر بنانا انسان کا کام ہے لیکن چونکہ بالواسطہ ہر شے کا تعلق قدرت الٰہیہ سے ہے لہٰذا خدا نے تخلیق و اجرائے شر کو اپنی ذات کی طرف نسبت دے لی۔ خلقت شر بلحاظ بندوں کی اصلاح کے لئے ہے ورنہ خدا نے شر والی کوئی چیز پیدا ہی نہیں کی، زہر ہزار بیماریوں کا علاج ہے اس لئے وہ خیر ہے لیکن اس کا غلط استعمال شر ہے لیکن چونکہ زہر کا خالق خدا ہے لہٰذا ایک قدر کی نسبت شر کو اس سے ہو جاتی ہے اگر خدا شر پسند ہوتا تو شر کی مذمت کیوں کرتا۔ اور اس کے بجا لانے والے کو مستحق عذاب کیوں قرار دیتا۔

باب سی ام (۳۰)

الجبر والقدر والامر بین الامرین

(باب) الجبر والقدر والأمر بين الأمرين

١ـ عليٌّ بن محمّد، عن سهل بن زياد وإسحاق بن محمّد وغيرهما رفعوه قال: كان أمير المؤمنين ﷺ جالساً بالكوفة بعد منصرفه من صفّين إذ أقبل شيخ فجثا بين يديه، ثمّ قال له: يا أمير المؤمنين، أخبرنا عن مسيرنا إلى أهل الشام أبقضاء من الله وقدر؟ فقال أمير المؤمنين ﷺ: أجل يا شيخ ما علوتم تلعة ولا هبطتم بطن واد إلّا بقضاء من الله وقدر، فقال له الشيخ: عند الله أحتسب عنائي[2] يا أمير المؤمنين، فقال له: مه يا شيخ، فوالله لقد عظّم الله الأجر في مسيركم وأنتم سائرون وفي مقامكم وأنتم مقيمون وفي منصرفكم وأنتم منصرفون ولم تكونوا في شيء من حالاتكم مكرهين ولا إليه مضطرّين، فقال له الشيخ: وكيف لم نكن في شيء من حالاتنا مكرهين ولا إليه مضطرّين وكان بالقضاء والقدر مسيرنا ومنقلبنا ومنصرفنا؟ فقال له: وتظنّ أنّه كان قضاءً حتماً وقدراً لازماً، إنّه لو كان كذلك لبطل الثواب والعقاب والأمر والنهي والزجر من الله وسقط معنى الوعد والوعيد فلم تكن لائمة للمذنب ولا محمدة للمحسن ولكان المذنب أولى بالإحسان من المحسن ولكان المحسن أولى بالعقوبة من المذنب، تلك مقالة إخوان عبدة الأوثان وخصماء الرحمن وحزب الشيطان وقدريّة هذه الأمّة ومجوسها، إنّ الله تبارك وتعالى كلّف تخييراً ونهى تحذيراً وأعطى على القليل كثيراً ولم يعص مغلوباً ولم يطع مكرهاً ولم يملّك مفوّضاً ولم يخلق السماوات والأرض وما بينهما باطلاً، ولم يبعث النبيّين مبشّرين ومنذرين عبثاً. ذلك ظنّ الّذين كفروا فويل للّذين كفروا من النار، فأنشأ الشيخ يقول:

أنت الإمام الّذي نرجو بطاعته ... يوم النجاة من الرحمن غفرانا

أَوْضَحْتَ مِنْ أَمْرِنَا مَا كَانَ مُلْتَبِساً   جَزَاكَ رَبُّكَ بِالْإِحْسَانِ إِحْسَاناً

۱۔ امیر المومنین علیہ السلام جنگ صفین سے واپسی پر ایک روز کوفہ میں بیٹھے تھے کہ ایک شیخ آپ کی خدمت میں آیا اور آپؑ کے سامنے بیٹھ کر کہنے لگا۔ اے امیر المومنینؑ! مجھے بتایئے کہ اہلِ شام سے مقابلہ کے لئے ہمارا جانا آیا۔ قضا و قدر الٰہی سے تھا حضرت نے فرمایا ہاں اے شیخ! ہم نے طے نہیں کی کوئی بلندی اور نہ کوئی پستی مگر قضا و قدر الٰہی سے۔ شیخ نے کہا تو اے امیر المومنینؑ میری اس تکلیف کا خدا سے اجر ملے گا، فرمایا سن اے شیخ! بخدا اللہ تعالیٰ نے بڑا ثواب رکھا ہے۔ تمہارے چلنے میں جبکہ تم راہِ خدا میں جہاد کے ارادے سے چلنے والے تھے اور تمہارے قیام میں جبکہ تم دشمن کے سامنے کھڑے ہونے والے تھے اور تمہاری بازگشت میں جبکہ تم ایمان کے ساتھ لوٹنے والے تھے اور تم اپنے ان تمام حالات میں کسی وقت کراہت کرنیوالے تھے اور نہ اضطراب ظاہر کرنیوالے تھے تو تمہارا یہ جانا لڑنا اور لوٹنا سب قضا و قدر الٰہی سے تھا۔ شیخ نے کہا چونکہ یہ سب خدا ہی کی طرف سے تھا اور ہم اس فعل پر مجبور تھے اور فعل اختیاری نہ تھا تو ہم کیوں ہوتے ان حالات میں کسی حال میں کراہت کرنے والے اور اضطراب کرنے والے جبکہ یہ سب تحت قضا و قدر الٰہی تھا خواہ چلنا ہو یا ٹھہرنا یا واپس آنا۔ حضرت نے فرمایا تو کیا تیرا خیال یہ ہے کہ قضا کے معنے یہ ہیں کہ بندوں کو ان کے افعال پر مجبور کر دیا جائے اور قدر لازم ذاتِ باری ہو جس کا کرنا خدا کے   تو ثواب

عذاب اور امر و نہی اور خدا کی طرف سے زجر سب عبث اور وعدہ وعید سب ساقط اور پھر گنہگار کے لئے ملامت کیسی اور نیکی کرنے والے کے لئے تعریف کیسی بلکہ گنہگار نیکوکار سے زیادہ احسان کا مستحق ہوگا اور نیکوکار گنہگار سے زیادہ عذاب کا حقدار ہوگا (کیونکہ جب کوئی فعل بندوں کے اختیار میں نہیں تو بد سے بد کرانے والا خدا ہوا۔ لہذا اس بدی میں جو تکالیف دنیا میں اسے پہنچیں آخرت میں اس کا اچھا بدلہ ملنا چاہیئے۔ اسی طرح نیکوکاروں کو سزا ملنی چاہیئے۔

یعنی جبر کا قائل ہونا برادران مفوضہ کا عقیدہ ہے اور یہ مفوضہ بت پرست ہیں اور دشمنانِ خدا ہیں اور شیطانی گروہ ہیں اور قدریہ اس امت کے مجوس ہیں۔

توضیح:۔ جبریہ فرقہ کا عقیدہ یہ ہے کہ بندہ اپنے ہر فعل میں مرضیٔ الٰہی سے مجبور ہے خدا جو چاہتا ہے بندہ وہی کرتا ہے میر تقی میر نے اسی خیال کی ترجمانی ذیل کے شعر میں کی ہے

ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے مختاری کی ۔؎۔ چاہتے ہیں سو آپ کریں ہم کو عبث بدنام کیا

مفوضہ فرقہ کا عقیدہ ہے کہ خدا نے کافر سے اطاعت کو چاہا اور شیطان نے معصیت کو۔ پس جو شیطان نے چاہا وہ ہوا اور وہ غالب رہا۔ مفوضہ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ خدا نے چند لوگوں کے سپرد اپنا کام کر کے معطل ہو بیٹھا۔

قدریہ فرقہ ہر قسم کی قدرت وتدبیر کو اپنی طرف نسبت دیتے ہیں خدا کو کسی کام میں دخل نہیں۔

قدریہ فرقہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ القدریہ مجوس ہٰذہ الامۃ۔

فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ قدریہ اس امت کے مجوس ہیں یہی وہ ہیں جنھوں نے عدل کے ساتھ خدا کی تعریف کا ارادہ کیا۔ مگر اس کی سلطنت سے اس کو خارج کر دیا انہی کے بارہ میں یہ آیت ہے روز قیامت ان کو جہنم کی طرف منہ کے بل کھینچا جائے گا اور کہا جائے گا۔ جہنم کا ذائقہ چکھو ہم نے ہر شے کو صحیح انداز پر پیدا کیا ہے۔

بے شک اللہ نے مکلف بنایا ہے انسان کو فاعل مختار کی صورت میں اور ڈرا کر بری باتوں سے روکا ہے اور قلیل عمل پر کثیر ثواب دیا ہے اور اس کی نافرمانی اس لئے نہیں کی گئی کہ وہ مغلوب ہے اور نہ اس کی اطاعت جبراً کرائی گئی ہے اور نہ اس نے اپنی حکومت دوسروں کے سپرد کی ہے اور نہ اس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے غلط پیدا کیا ہے اور نہ انبیاء کو جو بشارت دینے والے تھے بیکار بھیجا کافروں نے غلط خیال کیا ہے پس وائے ہو ان پر جنھوں نے کفر کیا، جہنم ان کے لئے ہے پس اس شیخ نے یہ دو شعر پڑھے۔

آپؑ امام ہیں ہم روز قیامت آپؑ کی اطاعت کی وجہ سے مغفرت الٰہی کی امید رکھتے ہیں

آپؑ نے ہمارے تمام شبہات دور کر دیئے خدا آپؑ کو جزا دے احسان کا بدلہ احسان ہی ہوتا ہے

رفع اشتباہ:۔ اس صفحہ کے شروع میں جو مضمون حدیث نقل کیا گیا ہے یہ کتاب "صافی" شرح اصول کافی میں ہے جو نہ معلوم کس وجہ سے اصل حدیث امیر المومنین علیہ السلام اور شیخ کے درمیان داخل کیا گیا جو بالکل غیر مربوط ہے اور جس نے حدیث سابق کا سلسلہ قطع کر دیا۔

۲۔ اَلْحُسَیْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُعَلَّی بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْوَشَّاءِ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللّٰهِ علیہ السلام قَالَ: مَنْ زَعَمَ أَنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ فَقَدْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ الْخَيْرَ وَالشَّرَّ إِلَيْهِ فَقَدْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ.

۲۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے جس نے گمان کیا کہ اللہ برائیوں کا حکم دیتا ہے تو اس نے اللہ پر جھوٹ بولا اور جس نے یہ گمان کیا کہ خیر و شر خدا کی طرف سے ہے اس نے خدا پر جھوٹ بولا۔

۳۔ اَلْحُسَیْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُعَلَّی بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْوَشَّاءِ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا علیہ السلام قَالَ: سَأَلْتُهُ فَقُلْتُ: اللّٰهُ فَوَّضَ الْأَمْرَ إِلَى الْعِبَادِ؟ قَالَ: اللّٰهُ أَعَزُّ مِنْ ذَالِكَ، قُلْتُ: فَجَبَرَهُمْ

عَلَى الْمَعَاصِي ؟ قَالَ : اللهُ أَعْدَلُ وَ أَحْكَمُ مِنْ ذٰلِكَ ، قَالَ : ثُمَّ قَالَ: قَالَ اللهُ: يَا ابْنَ آدَمَ، أَنَا أَوْلَى بِحَسَنَاتِكَ مِنْكَ وَأَنْتَ أَوْلَى بِسَيِّئَاتِكَ مِنِّي، عَمِلْتَ الْمَعَاصِيَ بِقُوَّتِيَ الَّتِي جَعَلْتُهَا فِيكَ

۳۔ راوی کہتا ہے میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کیا خدا نے تمام معاملات کو بندوں کے سپرد کر دیا ہے۔ فرمایا خدا کی شان اس سے بلند ہے میں نے کہا تو پھر کیا اس نے بندوں کو گناہوں پر مجبور کیا ہے۔ فرمایا وہ اس سے بڑھ کر انصاف کرنے والا اور حکم کرنے والا ہے۔ پھر فرمایا۔ خدا فرماتا ہے (حدیث قدسی) اے ابن آدم میں تیری نیکیوں کا تجھ سے زیادہ مستحق ہوں اور تو اپنی برائیوں کے حق کا مجھ سے زیادہ حق دار ہے کیونکہ تو نے اس قوت کی وجہ سے گناہ کیے جو میں نے تیرے اندر قرار دی ہے۔

٤ ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مَرَّارٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو الْحَسَنِ الرِّضَا ﷺ : يَا يُونُسُ: لَا تَقُلْ بِقَوْلِ الْقَدَرِيَّةِ فَإِنَّ الْقَدَرِيَّةَ لَمْ يَقُولُوا بِقَوْلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَلَا بِقَوْلِ أَهْلِ النَّارِ وَلَا بِقَوْلِ إِبْلِيسَ فَإِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ قَالُوا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللهُ. وَقَالَ أَهْلُ النَّارِ: رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ. وَقَالَ إِبْلِيسُ: رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي، فَقُلْتُ: وَاللهِ مَا أَقُولُ بِقَوْلِهِمْ وَلٰكِنِّي أَقُولُ: لَا يَكُونُ إِلَّا بِمَا شَاءَ اللهُ وَأَرَادَ وَقَدَّرَ وَقَضَى؛ فَقَالَ: يَا يُونُسُ، لَيْسَ هٰكَذَا، لَا يَكُونُ إِلَّا مَا شَاءَ اللهُ وَأَرَادَ وَقَدَّرَ وَقَضَى؛ يَا يُونُسُ، تَعْلَمُ مَا الْمَشِيَّةُ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: هِيَ الذِّكْرُ الْأَوَّلُ. فَتَعْلَمُ مَا الْإِرَادَةُ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: هِيَ الْعَزِيمَةُ عَلَى مَا يَشَاءُ، فَتَعْلَمُ مَا الْقَدَرُ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: هِيَ الْهَنْدَسَةُ وَوَضْعُ الْحُدُودِ مِنَ الْبَقَاءِ وَالْفَنَاءِ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ: وَالْقَضَاءُ هُوَ الْإِبْرَامُ وَإِقَامَةُ الْعَيْنِ؛ قَالَ: فَاسْتَأْذَنْتُهُ أَنْ أُقَبِّلَ رَأْسَهُ وَقُلْتُ: فَتَحْتَ لِي شَيْئًا كُنْتُ عَنْهُ فِي غَفْلَةٍ

۴۔ یونس بن عبدالرحمن نے کہا کہ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے، اے یونس قدریہ کا قول نہ کہو کیونکہ انھوں نے نہ تو اہل جنت کی سی بات کہی اور نہ اہل دوزخ کی سی اور نہ ابلیس کی سی، اہل جنت نے کہا "حمد ہے اس ذات کے لئے ہے جس نے ہم کو اپنے دین کی طرف ہدایت کی اور اگر وہ ہم کو ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت پاتے ہی نہیں اور

اہلِ نار نے کہا۔ اے ہمارے رب ہم پر بدبختی غالب آئی تھی اور ہم گمراہ قوم سے ہوگئے اور ابلیس نے کہا اے پالنے والے تو نے تو گمراہی میں چھوڑا ہی ہے ——— میں نے کہا میں ان کے قول کا قائل تو نہیں ۔یعنی معتزلہ کی طرح تفویض کا قائل نہیں لیکن یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو کچھ ہوتا ہے اللہ کی مشیت اور ارادہ اور قضا و قدر کے تحت ہوتا ہے فرمایا اے یونس ایسا نہیں ہے۔ نہیں ہوتی کوئی چیز مگر اس کی مشیت اور ارادہ اس کے قضا و قدر سے

توضیح ۔امام علیہ السلام نے یہ ظاہر فرمایا کہ مشیت و ارادہ اور قضا و قدر الٰہی کا تعلق امور خیر سے ہے نیز یہ کہ مشیت الٰہی بندوں جیسی مشیت نہیں ہے کہ اس کا تعلق معاصی سے ہو معاصی سے تعلق ہونا منافی عدالت ہے۔

فرمایا اے یونس تم جانتے ہو مشیت کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں ۔فرمایا مشیت الٰہیہ تدبیر اوّل ہے پھر فرمایا تم جانتے ہو ارادہ کیا ہے؟ فرمایا وہ باقی رہنا ہے اس خواہش پر جسے چاہا ہے تم جانتے ہو قدر کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا وہ تدبیر الٰہیہ ہے معین کرنے میں حرکات و اطراف کو اپنے بندہ کے اور اس کے حدود و بقا و فنا کا تعین، اس کے بعد فرمایا اور قضا کا تعلق فعل بندہ کی استواری اور اپنے کسی فعل کی ایجاد سے ہے۔

۵ ۔ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُمَرَ الْيَمَانِيِّ ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ ؑ قَالَ : إِنَّ اللهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَعَلِمَ مَاهُمْ صَائِرُونَ إِلَيْهِ وَ أَمَرَهُمْ وَ نَهَاهُمْ فَمَا أَمَرَهُمْ بِهِ مِنْ شَيْءٍ فَقَدْ جَعَلَ لَهُمُ السَّبِيلَ إِلَى تَرْكِهِ، وَلَايَكُونُونَ آخِذِينَ وَلَا تَارِكِينَ إِلَّا بِإِذْنِ اللهِ.

۵ ۔امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا ہے اور وہ جانتا تھا کہ اُن کی بازگشت اسی کی طرف ہوگی اس نے ان کو بعض چیزوں کے کرنے کا حکم دیا ہے اور بعض کے کرنے سے روکا ہے اور جس چیز کے بجا لانے کا ان کو حکم دیا ہے اس کے ترک کرنے کا راستہ بھی ان کے لئے قرار دیا (تاکہ فعل اختیاری رہے ورنہ ایک ہی صورت میں مجبوری لازم آتی اور جو کچھ کرنے والے ہیں یا نہیں کرنے والے ہیں وہ تحت قدرت الٰہیہ ہیں۔ ایسا نہیں کہ ہر امر بندوں کو تفویض کر کے خود معطل ہو بیٹھا۔ اگر وہ چاہے تو ہر بُرے امر سے روک سکتا ہے لیکن چونکہ بندہ کو فاعل مختار بنا دیا ہے لہٰذا روکتا نہیں یہی اذن الٰہی ہے

٦ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس بن عبدالرَّحمن ، عن حفص ابن قرط، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : من زعم أنَّ الله يأمر بالسوء والفحشاء فقد كذب على الله ، ومن زعم أنَّ الخير و الشرَّ بغير مشيئة الله فقد أخرج الله من سلطانه ومن زعم أنَّ المعاصي بغير قوَّة الله فقد كذب على الله ، و من كذب على الله أدخله الله النار

۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا جس نے یہ گمان کیا کہ اللہ برائی اور بدکاری کا حکم دیتا ہے اس نے اللہ پر جھوٹ بولا اور جس نے یہ گمان کیا کہ خیر و شر بغیر مشیت خدا ہے اس نے اللہ کو اس کی سلطنت سے علیحدہ کر دیا اور جس نے گمان کیا معاصی بغیر خدا کی دی ہوئی قوت کے بجالاتا ہے اس نے خدا پر جھوٹ بولا اور ایسے کا ٹھکانا جہنم ہے۔

٧ـ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي عَبْدِاللهِ ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَابِرٍ قَالَ : كَانَ فِي مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَتَكَلَّمُ فِي الْقَدَرِ وَالنَّاسُ مُجْتَمِعُونَ ، قَالَ : فَقُلْتُ : يَا هٰذَا ! أَسْأَلُكَ ؟ قَالَ : سَلْ : قُلْتُ : يَكُونُ فِي مُلْكِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مَا لَا يُرِيدُ ؟ قَالَ : فَأَطْرَقَ طَوِيلاً ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَيَّ فَقَالَ [لِي] : يَا هٰذَا ! لَئِنْ قُلْتُ : إِنَّهُ يَكُونُ فِي مُلْكِهِ مَا لَا يُرِيدُ إِنَّهُ لَمَقْهُورٌ وَلَئِنْ قُلْتُ : لَا يَكُونُ فِي مُلْكِهِ إِلَّا مَا يُرِيدُ أَقْرَرْتُ لَكَ بِالْمَعَاصِي ، قَالَ : فَقُلْتُ لِأَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام سَأَلْتُ هٰذَا الْقَدَرِيَّ فَكَانَ مِنْ جَوَابِهِ كَذَا وَ كَذَا ، فَقَالَ : لِنَفْسِهِ نَظَرَ أَمَا لَوْ قَالَ غَيْرَ مَا قَالَ لَهَلَكَ.

۷۔ راوی کہتا ہے مسجد مدینہ میں ایک شخص قضا و قدر کے بارے میں کلام کر رہا تھا اور لوگ اس کے پاس جمع تھے۔ میں نے کہا اے شخص میں تجھ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں اس نے کہا پوچھ۔ میں نے کہا ملک خدا میں کوئی امر ایسا بھی ہو سکتا ہے جس کو وہ نہ چاہتا ہو (یعنی یہ کہ اس کی قدرت سے باہر ہو) اس نے اپنا سر جھکا لیا اور پھر سر اٹھایا اور کہا، اگر میں کہتا ہوں کہ اس کے ملک میں وہ ہوتا ہے جس کو وہ نہیں چاہتا تو وہ مغلوب و مقہور قرار پاتا ہے اور اگر یہ کہتا ہوں کہ اس کے ملک میں وہی ہوتا ہے جس کا وہ ارادہ کرے تو میں نے تیرے معاصی کا اقرار کر لیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے بیان کیا کہ میں نے اس قدریہ سے یہ سوال کیا۔ پس اس نے ایسا ایسا جواب دیا۔ فرمایا اس نے اپنے نفس پر غور کیا اگر وہ اس کے خلاف کہتا تو مستحق جہنم ہوتا۔

۸ ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ زَعْلَانَ، عَنْ أَبِي طَالِبٍ الْقُمِّيِّ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: قُلْتُ: أَجْبَرَ اللهُ الْعِبَادَ عَلَى الْمَعَاصِي؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: فَفَوَّضَ إِلَيْهِمُ الْأَمْرَ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: قُلْتُ: فَمَاذَا؟ قَالَ: لُطْفٌ مِنْ رَبِّكَ بَيْنَ ذَلِكَ.

۸- امام جعفر صادق علیہ السلام سے راوی نے پوچھا کیا معاصی پر خدا نے اپنے بندوں کو مجبور کیا ہے فرمایا نہیں پوچھا پھر کیا اپنا معاملہ ان کے سپرد کر دیا ہے فرمایا۔ یہ بھی نہیں، پوچھا پھر کیا ہے فرمایا خدا کا لطف ہے ان دونوں کے درمیان یعنی انسان مجبور ہے نہ مختار کل بلکہ ان کے درمیان ایک منزل ہے وہ اپنے فعل کا مختار ہے لیکن اسباب فعل مہیا کرنا اس کے اختیار میں نہیں وہ اپنے کالے رنگ کو گورا نہیں بنا سکتا، اپنے لمبے قد کو چھوٹا نہیں کر سکتا۔

۹ ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ وَ أَبِي عَبْدِاللهِ عليهما السلام قَالَا: إِنَّ اللهَ أَرْحَمُ بِخَلْقِهِ مِنْ أَنْ يُجْبِرَ خَلْقَهُ عَلَى الذُّنُوبِ ثُمَّ يُعَذِّبَهُمْ عَلَيْهَا وَاللهُ أَعَزُّ مِنْ أَنْ يُرِيدَ أَمْراً فَلَا يَكُونُ، قَالَ: فَسُئِلَا عليهما السلام هَلْ بَيْنَ الْجَبْرِ وَ الْقَدَرِ مَنْزِلَةٌ ثَالِثَةٌ؟ قَالَا: نَعَمْ أَوْسَعُ مِمَّا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ.

۹- امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا خدا اس سے زیادہ مہربان ہے کہ وہ اپنی مخلوق کو گناہوں پر مجبور کرے اور پھر اس پر ان کو سزا بھی دے اور خدا زیادہ عزت و بزرگی والا ہے اس سے کہ وہ کسی امر کا ارادہ کرے اور وہ نہ ہو۔ پوچھا گیا کیا جبر و قدر کے درمیان کوئی تیسری منزل اور ہے۔ فرمایا ہے، وہ آسمان اور زمین کی وسعت سے زیادہ ہے۔

۱۰ ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ صَالِحِ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: سُئِلَ عَنِ الْجَبْرِ وَالْقَدَرِ فَقَالَ: لَا جَبْرَ وَلَا قَدَرَ وَلٰكِنْ مَنْزِلَةٌ بَيْنَهُمَا، فِيهَا الْحَقُّ الَّتِي بَيْنَهُمَا لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا الْعَالِمُ أَوْ مَنْ عَلَّمَهَا إِيَّاهُ الْعَالِمُ.

۱۰- کسی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جبر و قدر کے متعلق پوچھا، فرمایا۔ نہ جبر ہے نہ قدر ہے بلکہ

ان دونوں کے درمیان ایک منزلت ہے اور وہی حق ہے نہیں جانتا اس کو مگر عالم یا وہ جسے عالم نے تعلیم دی ہو۔

١١ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ عِدَّةٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: قَالَ لَهُ رَجُلٌ: جُعِلْتُ فِدَاكَ أَجْبَرَ اللهُ الْعِبَادَ عَلَى الْمَعَاصِي؟ فَقَالَ: اللهُ أَعْدَلُ مِنْ أَنْ يُجْبِرَهُمْ عَلَى الْمَعَاصِي ثُمَّ يُعَذِّبَهُمْ عَلَيْهَا. فَقَالَ لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ فَفَوَّضَ اللهُ إِلَى الْعِبَادِ؟ قَالَ: فَقَالَ: لَوْ فَوَّضَ إِلَيْهِمْ لَمْ يَحْصُرْهُمْ بِالْأَمْرِ وَالنَّهْيِ؛ فَقَالَ لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ فَبَيْنَهُمَا مَنْزِلَةٌ؟ قَالَ: فَقَالَ: نَعَمْ أَوْسَعُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ.

۱۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کیا خدا نے اپنے بندوں کو گناہوں پر مجبور کیا ہے فرمایا جبکہ خدا عادل ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنے بندوں کو معاصی پر بھی مجبور کرے اور پھر ان پر اپنا عذاب بھی نازل کرے راوی نے کہا تو کیا خدا نے ہر معاملہ کو بندوں کے سپرد کر دیا ہے۔ فرمایا۔ اگر سپرد کر دیا جاتا تو ان کے لئے امر و نہی کے بتانے کی کیا ضرورت تھی، راوی نے پھر کہا۔ ان کے لئے تیسری منزل ہے۔ فرمایا۔ وہ زمین و آسمان سے زیادہ وسیع ہے۔

١٢ ـ محمّد بن أبي‌عبدالله و غيره، عن سهل بن زياد، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر قال: قلت لأبي الحسن الرضا عليه السلام: إنّ بعض أصحابنا يقول بالجبر، وبعضهم يقول: بالاستطاعة قال: فقال لي: اكتب بسم الله الرحمن الرحيم، قال عليّ بن الحسين: قال الله عزّ وجلّ: «يا ابن آدم بمشيئتي كنت أنت الّذي تشاء، وبقوّتي أدّيت إليّ فرائضي وبنعمتي قويت على معصيتي، جعلتك سميعاً، بصيراً، ما أصابك من حسنة فمن الله وما أصابك من سيّئة فمن نفسك وذلك أنّي أولى بحسناتك منك وأنت أولى بسيّئاتك منّي وذلك أنّي لا أُسأل عمّا أفعل وهم يسألون» قد نظمت لك كلّ شيء تريد

۱۲۔ راوی کہتا ہے میں نے امام رضا علیہ السلام سے کہا کہ ہمارے بعض اصحاب جبر کے قائل ہیں اور بعض استطاعت کے ۔۔۔۔۔۔ حضرت نے مجھ سے فرمایا لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ فرمایا امام زین العابدینؑ نے کہا کہ

کہ خدا نے فرمایا اے ابن آدم! میری مشیت سے تو نے کوئی چیز چاہی اور میری دی ہوئی قوت سے تو نے میرے فرائض انجام دیئے اور میری نعمت کی وجہ سے تو میری معصیت پر قوی دل ہوا۔ میں نے تجھ کو سننے والا اور دیکھنے والا بنایا پس جو نیکی تجھ سے ہوتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو برائی ہوتی ہے وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے غور کر تیری نیکیوں کا میں تجھ سے زیادہ حقدار ہوں اور برائیوں کا مجھ سے زیادہ تو، مجھ سے سوال کا کسی کو حق نہیں اور بندوں سے سوال ہوگا جس بات کا تو ارادہ کرتا ہے اس کا انتظام میں کرتا ہوں۔

۱۳۔ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِاللهِ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى، عَمَّنْ حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: لَا جَبْرَ وَلَا تَفْوِيضَ وَلٰكِنْ أَمْرٌ بَيْنَ أَمْرَيْنِ، قَالَ: قُلْتُ: وَمَا أَمْرٌ بَيْنَ أَمْرَيْنِ؟ قَالَ: مَثَلُ ذٰلِكَ رَجُلٌ رَأَيْتَهُ عَلَىٰ مَعْصِيَةٍ فَنَهَيْتَهُ فَلَمْ يَنْتَهِ فَتَرَكْتَهُ فَفَعَلَ تِلْكَ الْمَعْصِيَةَ، فَلَيْسَ حَيْثُ لَمْ يَقْبَلْ مِنْكَ فَتَرَكْتَهُ كُنْتَ أَنْتَ الَّذِي أَمَرْتَهُ بِالْمَعْصِيَةِ.

۱۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا نہ جبر ہے نہ تفویض۔ بلکہ ایک امر ہے ان دونوں امور کے درمیان، راوی نے پوچھا۔ وہ کیا امر ہے فرمایا اس کی مثل یہ ہے کہ ایک شخص معصیت پر آمادہ تمہارے پاس آیا۔ تم نے اس کو باز رکھنا چاہا۔ وہ باز نہیں آیا۔ تم نے اسے چھوڑ دیا۔ اس نے ہر برائی کر ڈالی اور تمہاری بات نہ سنی تو کیا اس صورت میں یہ کہا جائیگا کہ تم نے اسے معصیت کا حکم دیا۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تو اپنے احکام کے ذریعہ سے برے کاموں سے روکنا چاہتا ہے لیکن جبر سے نہیں پس جو بندہ گناہ سے باز نہیں آتا تو اس کا الزام خدا پر کیا۔

۱۴۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْبَرْقِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: اللهُ أَكْرَمُ مِنْ أَنْ يُكَلِّفَ النَّاسَ مَا لَا يُطِيقُونَ وَاللهُ أَعَزُّ مِنْ أَنْ يَكُونَ فِي سُلْطَانِهِ مَا لَا يُرِيدُ.

۱۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ کی شان اس سے بزرگ ہے کہ وہ لوگوں کو ایسے امر کی تکلیف دے جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے اور یہ امر عزت باری تعالیٰ کے خلاف ہے کہ اس کی حکومت میں کوئی ایسا کام ہو جس کو وہ نہیں چاہتا۔

باب سی ویکم (۳۱)

الاستطاعة

(بَابُ الْأِسْتِطَاعَةِ)

١- عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقَاسَانِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا عليه السلام عَنِ الْأِسْتِطَاعَةِ، فَقَالَ: يَسْتَطِيعُ الْعَبْدُ بَعْدَ أَرْبَعِ خِصَالٍ: أَنْ يَكُونَ مُخَلَّى السَّرْبِ، صَحِيحَ الْجِسْمِ، سَلِيمَ الْجَوَارِحِ، لَهُ سَبَبٌ وَارِدٌ مِنَ اللهِ، قَالَ: قُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ فَسِّرْ لِي هٰذَا، قَالَ: أَنْ يَكُونَ الْعَبْدُ مُخَلَّى السَّرْبِ، صَحِيحَ الْجِسْمِ، سَلِيمَ الْجَوَارِحِ، يُرِيدُ أَنْ يَزْنِيَ فَلَا يَجِدُ امْرَأَةً ثُمَّ يَجِدُهَا، فَإِمَّا أَنْ يَعْصِمَ نَفْسَهُ فَيَمْتَنِعَ كَمَا امْتَنَعَ يُوسُفُ عليه السلام، أَوْ يُخَلِّيَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ إِرَادَتِهِ فَيَزْنِيَ فَيُسَمَّى زَانِياً، وَلَمْ يُطِعِ اللهَ بِإِكْرَاهٍ، وَلَمْ يَعْصِهِ بِغَلَبَةٍ.

۱۔ راوی کہتا ہے میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا استطاعت سے کیا مراد ہے فرمایا بندہ چار خصلتوں سے مستطیع ہوتا ہے اول راہ عمل مزاحمت سے خالی ہو دوسرے اس کا بدن عیب سے خالی ہو۔ جیسے بیماری کی حالت میں آدمی پورا کام نہیں کرسکتا، تیسرے اسباب وآلات میں کمی نہ ہو (جیسے مال وغیرہ کا کم ہونا) چوتھے مشیت الٰہی کا اس سے تعلق ہونا۔

راوی نے کہا۔ میں آپؑ پر فدا ہوں اس کی توضیح کیجئے فرمایا اگر کوئی بندہ بغیر مزاحمت کے ہو صحیح الجسم ہو اور اعضاء درست ہوں اور وہ زنا کا ارادہ کرے مگر عورت نہ ملے پھر اگر مل جائے تو اس کا نفس اپنے کو بچانے کی طرف متوجہ ہو پس وہ رک جائے جیسے یوسفؑ رک گئے تھے یا اس کے اور اس کے ارادہ کے درمیان خلل پیدا ہو جائے یعنی توفیق الٰہی اور مشیت ایزدی اس کے ساتھ نہ ہو اور زنا کرے تو اس کو زانی کہا جائیگا۔ درصورت اپنے کو بچانے کے لئے اس نے اطاعت خدا پر مجبور ہو کر نہیں کی اور درصورت معصیت اس نے خدا پر غلبہ نہیں پالیا۔

٢ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَعَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعاً ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ جَمِيعاً ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ قَالَ : سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام عَنِ الْاِسْتِطَاعَةِ ، فَقَالَ : أَتَسْتَطِيعُ أَنْ تَعْمَلَ مَا لَمْ يُكَوَّنْ ؟ قَالَ : لَا ، قَالَ : فَتَسْتَطِيعُ أَنْ تَنْتَهِيَ عَمَّا قَدْ كُوِّنَ ؟ قَالَ : لَا ، قَالَ : فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام : فَمَتَى أَنْتَ مُسْتَطِيعٌ ؟ قَالَ : لَا أَدْرِي ، قَالَ : فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام : إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ خَلْقاً فَجَعَلَ فِيهِمْ آلَةَ الْاِسْتِطَاعَةِ ثُمَّ لَمْ يُفَوِّضْ إِلَيْهِمْ ، فَهُمْ مُسْتَطِيعُونَ لِلْفِعْلِ وَقْتَ الْفِعْلِ مَعَ الْفِعْلِ إِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ الْفِعْلَ ، فَإِذَا لَمْ يَفْعَلُوهُ فِي مُلْكِهِ لَمْ يَكُونُوا مُسْتَطِيعِينَ أَنْ يَفْعَلُوا فِعْلاً لَمْ يَفْعَلُوهُ ، لِأَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَعَزُّ مِنْ أَنْ يُضَادَّهُ فِي مُلْكِهِ أَحَدٌ . قَالَ الْبَصْرِيُّ : فَالنَّاسُ مَجْبُورُونَ ؟ قَالَ : لَوْ كَانُوا مَجْبُورِينَ كَانُوا مَعْذُورِينَ ، قَالَ : فَفَوَّضَ إِلَيْهِمْ ؟ قَالَ : لَا ، قَالَ : فَمَا هُمْ ؟ قَالَ : عَلِمَ مِنْهُمْ فِعْلاً فَجَعَلَ فِيهِمْ آلَةَ الْفِعْلِ فَإِذَا فَعَلُوا كَانُوا مَعَ الْفِعْلِ مُسْتَطِيعِينَ . قَالَ الْبَصْرِيُّ : أَشْهَدُ أَنَّهُ الْحَقُّ وَأَنَّكُمْ أَهْلُ بَيْتِ النُّبُوَّةِ وَالرِّسَالَةِ

۲۔ علی بن حکم اور عبداللہ بن یزید سے بصرہ کے ایک شخص نے کہا میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ استطاعت سے کیا مراد ہے امام علیہ السلام نے فرمایا۔ کیا تو اس پر قدرت رکھتا ہے کہ وہ عبادت بصورت ادا بجا لائے جو زمانہ ماضی میں تجھ سے قضا ہو گئی ہے اس نے کہا نہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ کیا تو اس پر قدرت رکھتا ہے اس بات پر کہ اپنے کو باز رکھے اس معصیت سے جو تو کر چکا ہے زمانہ ماضی میں اور دور کر دے زمانہ ماضی کی معصیت کو اس نے کہا نہیں۔ پھر فرمایا۔ پھر تجھے قدرت کب حاصل ہوئی اس نے کہا نہیں جانتا۔

فرمایا حضرت نے کہ خدا نے جن لوگوں کو مکلف بنایا ہے تو آلاتِ استطاعت بھی دیئے ہیں تاکہ وہ فعل عمل میں لا سکے جس کا مکلف بنایا گیا ہے یہ استطاعتِ وقت فعل سے متعلق ہے نہ کہ اس کو کلی اختیار سپرد کر دیئے گئے ہوں پس لوگ قدرت رکھتے ہیں وقت فعل جبکہ وہ فعل عمل میں لایا جائے۔ (نہ قبل فعل نہ بعد فعل۔ بلکہ یہ استطاعت صرف وقوع فعل کے وقت ہے۔)

پس اگر مامور مکلف بہ کو بجا نہ لائے تو وہ صاحب استطاعت نہ کہا جائے گا کیونکہ فعل کا اظہار نہ ہو پایا جیسا کہ موسیٰ سے خضر نے کہا "انک لن تستطیع معی صبرا" کیونکہ صبر کا وقت وقوع فعل اظہار نہ ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ بلند و

برتر ہے اس سے کہ ملک میں کوئی ضد بن کر رہے یعنی جس کو وہ نہ چاہے وہ امر واقع ہو اس صورت میں اس کی سلطنت ضعیف ہو جائے گی۔

بصری نے کہا کہ اس صورت میں تو لوگوں کا مجبور ہونا لازم آئے گا۔ فرمایا اگر مجبور قرار دیئے گئے تو پھر وہ قابل معافی ہونے چاہئیں۔ اس نے کہا اگر مجبور نہیں تو پھر تفویض ہے۔ فرمایا۔ ایسا بھی نہیں کہ خدا اپنا اختیار رکھو بیٹھا ہو۔ اس نے کہا تو لوگوں کے لئے کیا صورت ہوگی جبکہ نہ جبر ہے نہ تفویض۔ فرمایا۔ خدا کے علم میں یہ بات تھی کہ فلاں شخص عمل کرے گا لہذا خدا نے لوگوں کے لئے عمل کرنے کا سامان فراہم کر دیا پس اگر انھوں نے کوئی کام کرنا چاہا تو اس کی استطاعت ان میں موجود تھی بصری نے کہا کہ یہ حق ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اہلبیت نبوت و رسالت سے ہیں۔

٢ـ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِاللهِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، وَعَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ؛ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَبْنِ مُحَمَّدٍ جَمِيعاً، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ صَالِحٍ النِّيلِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَاعَبْدِاللهِ عليه السلام: هَلْ لِلْعِبَادِ مِنَ الْاسْتِطَاعَةِ شَيْءٌ؟ قَالَ: فَقَالَ لِي: إِذَا فَعَلُوا الْفِعْلَ كَانُوا مُسْتَطِيعِينَ بِالْاسْتِطَاعَةِ الَّتِي جَعَلَهَا اللهُ فِيهِمْ. قَالَ: قُلْتُ: وَمَا هِيَ؟ قَالَ: الْآلَةُ مِثْلُ الزَّانِي إِذَا زَنَى كَانَ مُسْتَطِيعاً لِلزِّنَاءِ حِينَ زَنَى وَلَوْ أَنَّهُ تَرَكَ الزِّنَاءَ وَلَمْ يَزْنِ كَانَ مُسْتَطِيعاً لِتَرْكِهِ إِذَا تَرَكَ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ: لَيْسَ لَهُ مِنَ الْاسْتِطَاعَةِ قَبْلَ الْفِعْلِ قَلِيلٌ وَلَا كَثِيرٌ وَلَكِنْ مَعَ الْفِعْلِ وَالتَّرْكِ كَانَ مُسْتَطِيعاً، قُلْتُ: فَعَلَى مَا ذَا يُعَذِّبُهُ؟ قَالَ: بِالْحُجَّةِ الْبَالِغَةِ وَالْآلَةِ الَّتِي رَكَّبَ فِيهِمْ، إِنَّ اللهَ لَمْ يُجْبِرْ أَحَداً عَلَى مَعْصِيَتِهِ وَلَا أَرَادَ - إِرَادَةَ حَتْمٍ - الْكُفْرَ مِنْ أَحَدٍ وَلَكِنْ حِينَ كَفَرَ كَانَ فِي إِرَادَةِ اللهِ أَنْ يَكْفُرَ، وَهُمْ فِي إِرَادَةِ اللهِ وَفِي عِلْمِهِ أَنْ لَا يَصِيرُوا إِلَى شَيْءٍ مِنَ الْخَيْرِ، قُلْتُ: أَرَادَ مِنْهُمْ أَنْ يَكْفُرُوا؟ قَالَ: لَيْسَ هَكَذَا أَقُولُ وَلَكِنِّي أَقُولُ: عَلِمَ أَنَّهُمْ سَيَكْفُرُونَ، فَأَرَادَ الْكُفْرَ لِعِلْمِهِ فِيهِمْ وَلَيْسَتْ هِيَ إِرَادَةَ حَتْمٍ إِنَّمَا هِيَ إِرَادَةُ اخْتِيَارٍ.

۲۔ صالح نیلی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کیا بندوں میں کوئی کام کرنے کی استطاعت ہے فرمایا جب وہ کوئی کام کرتے ہیں تو وہ اس کے کرنے پر قدرت رکھتے ہیں اور یہ خدا کی دی ہوئی طاقت ہوتی ہے ان کے اندر۔ میں نے کہا اس کی صورت کیا ہے۔ فرمایا زنا کی طرح ہے جب کوئی زنا پر آمادہ ہو تو زنا کے وقت اس میں قدرت زنا ہوتی

ہے اور اگر وہ زنا ترک کرے تو اس کے ترک کی بھی قدرت ہوتی ہے (لیکن نہ وہ مجبور محض ہے اور نہ بالکلیہ مختار ہے)
پھر فرمایا۔ قبل فعل کسی کو قدرت حاصل نہیں ہوتی۔ چاہے وہ کام کم ہو یا زیادہ لیکن فعل کے فاعل یا تارک ہونے کی صورت میں استطاعت ہوتی ہے۔ کلیہ ہر حالت میں نہیں نہ قبل نہ بعد، جو کچھ ہے وہ تحت مشیئت الٰہی ہے اس کے دائرہ قدرت سے باہر نہیں۔
میں نے کہا جب بندہ کو اختیارات اور قدرت ہی نہیں تو خدا ان کو عذاب کیوں دیتا ہے اس لئے کہ اس نے انبیاء و مرسلین کے ذریعہ ہر نیک و بد کو سمجھا دیا ان کو گناہ اور ترک گناہ پر قدرت بھی دے دی اور معصیت پر کسی کو مجبور بھی نہیں کیا۔ خدا کے علم و ارادہ میں یہ بات آچکی ہے کہ فلاں فلاں لوگ خیر کی طرف آنے والے نہیں میں نے کہا تو خدا نے ان کے کفر کا ارادہ کیا، فرمایا۔ میں یہ تو یہ کہتا ہوں کہ یہ بات اس کے علم میں تھی کہ فلاں لوگ کفر کریں گے تو اس نے اپنے اس علم کی وجہ سے اپنے ارادہ کو ان کے کفر سے متعلق کیا۔ لیکن یہ ارادہ حتمی نہیں بلکہ اختیاری ہے یعنی اس کفر کو ان پر لازم نہیں قرار دیا بلکہ کفر اختیار کرنا یا نہ کرنا لوگوں کے اختیار میں تھا پس جو بات اس کے علم میں آچکی تھی اس کے مطابق اس کا ارادہ ہوا۔

۲۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ زُرَارَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي حَمْزَةُ بْنُ حُمْرَانَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام عَنِ الْاِسْتِطَاعَةِ فَلَمْ يُجِبْنِي فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ دَخْلَةً أُخْرَى، فَقُلْتُ: أَصْلَحَكَ اللهُ إِنَّهُ قَدْ وَقَعَ فِي قَلْبِي مِنْهَا شَيْءٌ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا شَيْءٌ أَسْمَعُهُ مِنْكَ، قَالَ: فَإِنَّهُ لَا يَضُرُّكَ مَا كَانَ فِي قَلْبِكَ، قُلْتُ: أَصْلَحَكَ اللهُ إِنِّي أَقُولُ: إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَمْ يُكَلِّفِ الْعِبَادَ مَا لَا يَسْتَطِيعُونَ وَلَمْ يُكَلِّفْهُمْ إِلَّا مَا يُطِيقُونَ وَإِنَّهُمْ لَا يَصْنَعُونَ شَيْئاً مِنْ ذَلِكَ إِلَّا بِإِرَادَةِ اللهِ وَمَشِيئَتِهِ وَقَضَائِهِ وَقَدَرِهِ، قَالَ: فَقَالَ: هَذَا دِينُ اللهِ الَّذِي أَنَا عَلَيْهِ وَآبَائِي؛ أَوْ كَمَا قَالَ

۲۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا۔ استطاعت کیا ہے۔ حضرت نے جواب نہ دیا۔ میں دوسری بار پھر حاضر خدمت ہوا اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کو حفظ و امان میں رکھے۔ میرے دل میں ایک خیال ہے جو اس وقت دل سے دور نہ ہوگا جب تک آپ سے جواب نہ سن لوں۔ فرمایا جو وسوسہ تیرے دل میں ہے تجھے ضرر نہ پہنچائے گا میں نے کہا

میں کہتا ہوں کہ خدا نے اپنے بندوں کو تکلیف نہیں دی اس امر کی جس پر وہ قدرت نہیں رکھتے اور نہیں تکلیف دی مگر اسی چیز کی جس کی وہ طاقت رکھتے ہیں اور یہ کہ وہ نہیں کرتے وہی مگر وہی جو اللہ کرتا ہے ارادہ اور اس کی مشیت ہوتی ہے اور قضا و قدر ہو فرمایا یہی اللہ کا دین ہے جس پر میں بھی ہوں اور میرے آبا بھی تھے۔

توضیح:- اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کے افعال میں مختار بنایا ہے پس جو کچھ وہ کرنا چاہتا ہے یا نہیں کرنا چاہتا خدا اس کو فعل یا ترک فعل پر قدرت دیتا ہے تاکہ وہ ارادی سے بجا لا سکے ورنہ بندہ کو اپنی مجبوری کا عذر ہوگا لیکن یہ اختیار انسان کو صرف وقت فعل دیا جاتا ہے نہ قبل و بعد جو پہلے ہو چکا وہ اس کو آگے نہیں لا سکتا اور جو آگے ہونے والا ہے اس کو حال میں کر دکھانے کی اس میں طاقت نہیں۔ اس کے ہر عمل سے ارادہ الٰہی کا تعلق اس بنا پر ہو جاتا ہے کہ اگر وہ کسی عمل کے لئے اس کے اسباب فراہم نہ کرے تو بندہ مجبور ہو کر رہ جائے لیکن اس سے شرکت فی العمل لازم نہیں آتی۔

باب سی و دوم (۳۲)

بیان و تعریف و لزوم حجت

٥(بَابُ)٥

(اَلْبَيَانِ وَ التَّعْرِيفِ وَ لُزُومِ الْحُجَّةِ)

١ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَغَيْرُهُ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ؛ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ جَمِيلِ بْنِ دَرَّاجٍ، عَنِ ابْنِ الطَّيَّارِ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: إِنَّ اللهَ احْتَجَّ عَلَى النَّاسِ بِمَا آتَاهُمْ وَعَرَّفَهُمْ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ جَمِيلِ بْنِ دَرَّاجٍ مِثْلَهُ

ا۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ خدا نے اپنے بندوں پر حجت تمام کی ہے دو چیزوں سے اوّل اپنی نعمتیں جو اس کو دی ہیں اور دوسرے اپنے انبیاء و مرسلین کے ذریعے ہدایت کر کے۔

٢ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَغَيْرُهُ ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ : قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام : اَلْمَعْرِفَةُ مِنْ صُنْعِ مَنْ هِيَ ؟ قَالَ : مِنْ صُنْعِ اللهِ ، لَيْسَ لِلْعِبَادِ فِيهَا صُنْعٌ .

٢۔ راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا معرفت (اللہ رسول و امام) کا تعلق کس کی تدبیر سے ہے فرمایا، تدبیر الٰہی سے ہے بندوں سے تعلق نہیں یعنی اسباب معرفت وہ مہیا کرتا ہے ... سے انبیاء اور مرسلین کی بعثت سے اس کے بعد بندوں کا فرض ہے کہ وہ معرفت حاصل کریں۔

٣ـ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ ، عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مَيْمُونٍ ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ الطَّيَّارِ ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام فِي قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ : « وَمَا كَانَ اللهُ لِيُضِلَّ قَوْماً بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتَّى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُونَ » قَالَ : حَتَّى يُعَرِّفَهُمْ مَا يُرْضِيهِ وَمَا يُسْخِطُهُ ؛ وَقَالَ : « فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَيٰهَا » قَالَ : بَيَّنَ لَهَا مَا تَأْتِي وَمَا تَتْرُكُ ، وَقَالَ : « إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِراً وَإِمَّا كَفُوراً » قَالَ : عَرَّفْنَاهُ ، إِمَّا آخِذٌ وَإِمَّا تَارِكٌ ، وَعَنْ قَوْلِهِ : « وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمَى عَلَى الْهُدَى » قَالَ : عَرَّفْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمَى عَلَى الْهُدَى وَهُمْ يَعْرِفُونَ .

وَفِي رِوَايَةٍ : بَيَّنَّا لَهُمْ .

٣۔ ثعلبہ بن میمون نے حمزہ بن محمد طیار سے اور انھوں نے پوچھا امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس قول خدا کے بارے میں اللہ کسی قوم کو اس کی ہدایت کے بعد گمراہ نہیں کرتا حتیٰ کہ وہ انھیں ان چیزوں کو بتا دے جن سے وہ پرہیز کریں۔ یہاں تک کہ خدا معرفت کرا دیتا ہے ان چیزوں کی جن سے وہ راضی ہوتا ہے اور جن سے ناراض ہوتا ہے اور فرمایا (آیہ) پس الہام کر دیا اس نے نفس پر اس فجور و تقویٰ کو، فرمایا۔ ظاہر کر دیا کہ اسے کرتا ہے اور کیا چھوڑتا ہے۔

اور فرمایا (آیہ) ہم نے ہدایت کی اُسے راہِ دین کی، اب وہ چاہے شکر گزار ہو۔ چاہے کفر کرے۔ فرمایا اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے اسے معرفت کرا دی اس چیز کی جسے لینے والا ہے اور جسے چھوڑنے والا ہے۔

اور اس آیت کے متعلق قوم ثمود کو ہم نے ہدایت کی، پس انھوں نے ہدایت پر گمراہی کو دوست رکھا اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے ان کو معرفت کرا دی تھی لیکن ہدایت کو چھوڑ کر گمراہی اختیار کی۔ درآنحالیکہ وہ ہدایت کی معرفت حاصل کر چکے تھے۔

۴- عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: «وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ» قَالَ: نَجْدَ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ.

۴- فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے (آیہ) ہم نے دونوں راستے دکھا دیئے یعنی خیر و شر۔

۵- وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام: أَصْلَحَكَ اللهُ هَلْ جُعِلَ فِي النَّاسِ أَدَاةٌ يَنَالُونَ بِهَا الْمَعْرِفَةَ؟ قَالَ: فَقَالَ: لَا، قُلْتُ: فَهَلْ كُلِّفُوا الْمَعْرِفَةَ؟ قَالَ: لَا، عَلَى اللهِ الْبَيَانُ، «لَا يُكَلِّفُ اللهُ نَفْساً إِلَّا وُسْعَهَا»، «وَلَا يُكَلِّفُ اللهُ نَفْساً إِلَّا مَا آتَاهَا». قَالَ: وَسَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِهِ: «وَمَا كَانَ اللهُ لِيُضِلَّ قَوْماً بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتَّى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُونَ» قَالَ: حَتَّى يُعَرِّفَهُمْ مَا يُرْضِيهِ وَمَا يُسْخِطُهُ.

۵- میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا خدا آپ کی محافظت کرے کیا خدا نے آدمیوں میں سے ایسے آلات و اسباب پیدا کئے ہیں کہ وہ ان سے معرفت حاصل کریں فرمایا نہیں۔ میں نے کہا پھر تکلیف معرفت کیوں دی گئی۔ فرمایا۔ اللہ پر امور معرفت کا بیان لازم ہے وہ کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا بلکہ اتنی ہی دیتا ہے جس کو برداشت کر سکے۔

راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق پوچھا۔ اللہ ہدایت کے بعد کسی قوم پر ظلم نہیں کرتا۔ فرمایا۔ وہ ان کو معرفت کرا دیتا ہے اس بات کی کہ کیا اس امر کی رضا کا باعث ہے۔

۶- وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ سَعْدَانَ رَفَعَهُ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: إِنَّ اللهَ لَمْ يُنْعِمْ عَلَى عَبْدٍ نِعْمَةً إِلَّا وَقَدْ أَلْزَمَهُ فِيهَا الْحُجَّةَ مِنَ اللهِ، فَمَنْ مَنَّ اللهُ عَلَيْهِ فَجَعَلَهُ قَوِيّاً فَحُجَّتُهُ عَلَيْهِ

الْقِيَامُ بِمَا كَلَّفَهُ وَاحْتِمَالُ مَنْ هُوَ دُونَهُ وَمِمَّنْ هُوَ أَضْعَفُ مِنْهُ، وَمَنْ مَنَّ اللهُ عَلَيْهِ فَجَعَلَهُ مُوَسَّعاً عَلَيْهِ فَحُجَّتُهُ عَلَيْهِ مَالُهُ، ثُمَّ تَعَاهُدُهُ الْفُقَرَاءَ بَعْدُ بِنَوَافِلِهِ، وَمَنْ مَنَّ اللهُ عَلَيْهِ فَجَعَلَهُ شَرِيفاً فِي بَيْتِهِ، جَمِيلاً فِي صُورَتِهِ فَحُجَّتُهُ عَلَيْهِ أَنْ يَحْمَدَ اللهَ تَعَالَى عَلَى ذَلِكَ وَ أَنْ لَا يَتَطَاوَلَ عَلَى غَيْرِهِ، فَيَمْنَعَ حُقُوقَ الضُّعَفَاءِ لِحَالِ شَرَفِهِ وَجَمَالِهِ

۶۔ فرمایا امام علیہ السلام نے اگر خدا اپنے بندہ کو نعمت دیتا ہے تو اس پر اپنی حجت تمام کرتا ہے تاکہ وہ صحیح طریقہ سے استعمال کرے۔ پس جس کو اس نے اپنے احسان سے قوی بنایا تو اس پر لازم قرار دیا کہ وہ اپنے سے کم طاقت والے اور ضعیف کا بوجھ اٹھائے، اور جس کو مالدار بنایا اس پر لازم قرار دیا کہ وہ فقراء کی مدد کرے اور جس کو اپنے احسان سے اس کے خاندان کو عزت والا بنایا، اچھی صورت عطا کی تو اس کے لئے لازم ہوا کہ اس پر خدا کی حمد کرے اور کسی پر ظلم نہ کرے۔ کمزوروں کے حق کو روکے نہیں۔ اپنے شرف و جمال کے وقت۔

باب سی و سوئم (۳۳)

تتمہ باب سابق

☆(بَابٌ)☆

[اخْتِلَافِ الْحُجَّةِ عَلَى عِبَادِهِ]

۱۔ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِاللهِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ دُرُسْتَ ابْنِ أَبِي مَنْصُورٍ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: سِتَّةُ أَشْيَاءَ لَيْسَ لِلْعِبَادِ فِيهَا صُنْعٌ: الْمَعْرِفَةُ وَالْجَهْلُ وَالرِّضَا وَالْغَضَبُ وَالنَّوْمُ وَالْيَقَظَةُ

۱۔ فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے چھ چیزیں ہیں جن میں بندوں کی تدبیر کو دخل نہیں، معرفت، جہالت، رضا، غضب، سونا اور جاگنا۔

باب سی و چہارم (۳۴)

مخلوق پر خدا کی حجتیں

٥(بَابُ حُجَجِ اللّٰهِ عَلَىٰ خَلْقِهِ)٥

١ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ ، عَنْ أَبِي شُعَيْبٍ الْمَحَامِلِيِّ ، عَنْ دُرُسْتَ ابْنِ أَبِي مَنْصُورٍ ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ مُعَاوِيَةَ ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللّٰهِ عليه السلام قَالَ : لَيْسَ لِلّٰهِ عَلَىٰ خَلْقِهِ أَنْ يَعْرِفُوا وَلِلْخَلْقِ عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُعَرِّفَهُمْ وَلِلّٰهِ عَلَى الْخَلْقِ إِذَا عَرَّفَهُمْ أَنْ يَقْبَلُوا

۱۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ مخلوق خدا کے لئے نہیں ہے یہ بات کہ وہ خدا کو پہچانیں بلکہ خدا پر لازم ہے کہ وہ پہچنوائے اور مخلوق پر لازم ہے کہ جب خدا معرفت کرا دے تو اس کو قبول کرے۔

٢ـ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَىٰ ، عَنِ الْحَجَّالِ ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مَيْمُونٍ ، عَنْ عَبْدِالْأَعْلَىٰ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ : سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِاللّٰهِ عليه السلام مَنْ لَمْ يَعْرِفْ شَيْئاً هَلْ عَلَيْهِ شَيْءٌ ؟ قَالَ: لَا

۲۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا، اگر کوئی معرفت باری تعالیٰ کو پہچاننے کا ذریعہ نہ رکھتا ہو تو اس پر کوئی الزام ہوگا۔ فرمایا۔ نہیں۔

٣ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَىٰ ، عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ فَرْقَدٍ ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ زَكَرِيَّا بْنِ يَحْيَىٰ ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللّٰهِ عليه السلام قَالَ : مَا حَجَبَ اللّٰهُ عَنِ الْعِبَادِ فَهُوَ مَوْضُوعٌ عَنْهُمْ

۳۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ خدا نے اپنے کمزور (ضعیف العقل) بندوں سے دلائل ربوبیت سے جو پوشیدہ رکھا ہے تو ان سے تکلیف برطرف ہے۔

٤ـ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد بن خالد، عن عليّ بن الحكم، عن أبان الأحمر عن حمزة بن الطيّار، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قال لي: اكتب فأملى عليّ: إنّ من قولنا إنّ الله يحتجّ على العباد بما آتاهم وعرّفهم، ثمّ أرسل إليهم رسولاً وأنزل عليهم الكتاب فأمر فيه ونهى، أمر فيه بالصلاة والصيام فنام رسول الله صلى الله عليه وآله عن الصلاة فقال: أنا اُنيمك وأنا اُوقظك فاذا قمت فصلّ ليعلموا إذا أصابهم ذلك كيف يصنعون، ليس كما يقولون: إذا نام عنها هلك وكذلك الصيام أنا اُمرضك وأنا اُصحّك فاذا شفيتك فاقضه، ثمّ قال أبو عبدالله عليه السلام: وكذلك إذا نظرت في جميع الأشياء لم تجد أحداً في ضيق ولم تجد أحداً إلّا ولله عليه الحجّة ولله فيه المشيئة ولا أقول: إنّهم ما شاؤوا صنعوا، ثمّ قال: إنّ الله يهدي ويضلّ وقال: وما اُمروا إلّا بدون سعتهم، وكلّ شيء اُمر الناس به فهم يسعون له، وكلّ شيء لا يسعون له فهو موضوع عنهم، ولكنّ الناس لا خير فيهم ثمّ تلا عليه السلام: «ليس على الضعفاء ولا على المرضى ولا على الّذين لا يجدون ما ينفقون حرج» فوضع عنهم «ما على المحسنين من سبيل والله غفور رحيم ۞ ولا على الّذين إذا ما أتوك لتحملهم» قال: فوضع عنهم لأنّهم لا يجدون.

۴۔ حمزہ بن طیار نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ ہمارا یہ قول لکھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتیں دے کر اپنے بندوں پر حجت تمام کی ہے اور ان کو اپنی معرفت کرائی ہے پھر ان کی طرف اپنے رسول کو بھیجا اور ان پر کتاب نازل کی اور اس میں امر و نہی کا ذکر کیا، حکم دیا، نماز کا روزہ کا مدسول وقت صبح خواب میں تھے۔ خدا نے کہا میں ہی تجھے سلاتا ہوں میں ہی تجھے جگاتا ہوں میں ہی بیمار ڈالتا ہوں (جو روزہ بحالت بیماری ترک ہو گیا ہو) اسے بعد میں ادا کر دو۔

پھر حضرت نے فرمایا اسی طرح جب تم نظر کرو گے تمام اشیاء میں تو تم کسی کو دل تنگی میں نہ پاؤ گے (کیونکہ احکام شرع تکلیف مالایطاق نہیں) اور کسی کو نہ پاؤ گے اس پر خدا کی حجت تمام نہ ہوئی ہو۔ اور اللہ کی اس میں مشیئت نہ ہو اور میں یہ نہیں کہتا کہ لوگ جو چاہیں وہ کر گزریں بے شک اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے۔

اور فرمایا لوگوں کو حکم نہیں دیا گیا۔ مگر ان کی طاقت سے کم اور جس کام کا حکم دیا گیا ہے وہ اس کی طاقت رکھتے ہیں اور جس کی طاقت نہیں رکھتے اس کی تکلیف نہیں دی گئی۔ لیکن وہ خیر والے لوگ نہیں پھر فرمایا کمزورں اور بیماروں کو تکلیف نہیں دی گئی اور نہ ان لوگوں کو جو راہِ خدا میں خرچ کرنے کے لئے کچھ نہیں رکھتے پھر فرمایا نیکی کرنے والوں پر کوئی الزام نہیں اللہ بخشنے والا ہے اور رحم کرنے والا ہے اور نہ ان لوگوں پر جو تمہارے پاس اس لئے آتے ہیں کہ تم ان کو سواری دو۔ فرمایا۔ ان سے تکلیف ہٹالی گئی، کیونکہ ان کے پاس کچھ نہیں۔

باب سی و پنجم (۳۵)

ہدایت منجانب اللہ ہے

(بَابُ الْهِدَايَةِ أَنَّهَا مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ)

۱۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ السَّرَّاجِ، عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِاللهِ عليه السلام: يَا ثَابِتُ! مَا لَكُمْ وَلِلنَّاسِ كُفُّوا عَنِ النَّاسِ وَلَا تَدْعُوا أَحَداً إِلَى أَمْرِكُمْ، فَوَاللهِ لَوْ أَنَّ أَهْلَ السَّمَاوَاتِ وَأَهْلَ الْأَرَضِينَ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَهْدُوا عَبْداً يُرِيدُ اللهُ ضَلَالَتَهُ مَا اسْتَطَاعُوا عَلَى أَنْ يَهْدُوهُ وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ السَّمَاوَاتِ وَأَهْلَ الْأَرَضِينَ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يُضِلُّوا عَبْداً يُرِيدُ اللهُ هِدَايَتَهُ مَا اسْتَطَاعُوا أَنْ يُضِلُّوهُ، كُفُّوا عَنِ النَّاسِ وَلَا يَقُولُ أَحَدٌ: عَمِّي وَأَخِي وَابْنُ عَمِّي وَجَارِي فَإِنَّ اللهَ إِذَا أَرَادَ بِعَبْدٍ خَيْراً طَيَّبَ رُوحَهُ فَلَا يَسْمَعُ مَعْرُوفاً إِلَّا عَرَفَهُ وَلَا مُنْكَراً إِلَّا أَنْكَرَهُ ثُمَّ يَقْذِفُ اللهُ فِي قَلْبِهِ كَلِمَةً يَجْمَعُ بِهَا أَمْرَهُ

۱۔ ثابت ابن سعید سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اے ثابت تم ہمارے دشمنوں سے کیوں ملتے جلتے ہو۔ ان کے اختلاط سے باز رہو اور ان میں سے کسی کو اپنے مذہب کی طرف نہ بلاؤ۔ خدا کی قسم اگر تمام اہلِ زمین و آسمان اس بندہ کی ہدایت کرنا چاہیں جس کو خدا نے گمراہی میں چھوڑنے کا ارادہ کیا ہے تو وہ اس کی ہدایت پر قدرت نہ رکھ سکیں گے اور اگر تمام اہلِ آسمان و زمین اس شخص کو گمراہ کرنا چاہیں

خدا جس کو ہدایت کا ارادہ رکھتا ہے تو ان کی طاقت سے باہر ہے۔

لوگو ہمارے دشمنوں سے باز رہو اور کوئی یہ نہ کہے کہ یہ میرا چچا ہے میرا بھائی ہے یہ میرا چچیرا بھائی ہے یہ میرا پڑوسی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جس بندہ کے لیے نیکی کا ارادہ کرتا ہے اس کی روح کو پاک کرتا ہے پس وہ اچھی بات کو قبول کرتا ہے اور بری بات سے نفرت کرتا ہے خدا اس کے دل میں ایسا کلمہ ڈال دیتا ہے کہ اس کے ایمان کے تمام اجزا ارجمع ہو جاتے ہیں۔

٢. عليُّ بنُ إبراهيمَ بن هاشم، عن أبيه، عن ابن أبي عُمير، عن مُحمّد بن حُمران، عن سُليمان بنِ خالدٍ، عَنْ أبي عبدِالله عليه السلام قال: قالَ: إنَّ اللهَ عزَّ وجلَّ إذا أرادَ بعبدٍ خيراً نكتَ في قلبِه نُكتةً مِنْ نورٍ وفتحَ مسامعَ قلبِه ووكّلَ بِهِ ملَكاً يُسدِّدُهُ وإذا أرادَ بعبدٍ سوءاً نكتَ في قلبِه نُكتةً سوداءَ وسدَّ مسامعَ قلبِه ووكّلَ بِهِ شيطاناً يُضِلُّهُ ثُمَّ تلا هذه الآيةَ: «فَمَنْ يُرِدِ اللهُ أنْ يَهديَهُ يَشرحْ صَدرَهُ لِلإسلامِ وَمَنْ يُرِدْ أنْ يُضِلَّهُ يَجعلْ صَدرَهُ ضيِّقاً حَرَجاً كأنَّما يَصَّعَّدُ في السَّماءِ»

٣. عِدَّةٌ مِنْ أصحابِنا، عَنْ أحمدَ بنِ مُحمّدٍ، عَنِ ابنِ فضّالٍ، عَنْ عليِّ بنِ عُقبةَ، عَنْ أبيهِ قالَ: سمعتُ أبا عبدِالله عليه السلام يقولُ: اجعلوا أمرَكُم للهِ[1] ولا تجعلوهُ للنّاسِ فإنَّهُ ما كانَ للهِ فهوَ للهِ وما كانَ للنّاسِ فلا يصعدُ إلى اللهِ ولا تُخاصموا النّاسَ لدينِكُم فإنَّ المُخاصمةَ مُمرِضةٌ للقلبِ. إنَّ اللهَ تعالى قالَ لنبيِّهِ صلى الله عليه وآله: «إنَّكَ لا تَهدي مَنْ أحبَبْتَ ولكنَّ اللهَ يَهدي مَنْ يَشاءُ»، وقالَ: «أفأنتَ تُكرِهُ النّاسَ حتّى يكونوا مُؤمنينَ»، ذروا النّاسَ فإنَّ النّاسَ أخذوا عنِ النّاسِ وإنَّكُم أخذتُم عن رسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله، إنّي سمعتُ أبي عليه السلام يقولُ: إنَّ اللهَ عزَّ وجلَّ إذا كتبَ على عبدٍ أنْ يدخُلَ في هذا الأمرِ كانَ أسرعَ إليهِ مِنَ الطّيرِ إلى وكرِهِ.

٤. أبو عليٍّ الأشعريُّ، عن مُحمّدِ بنِ عبدِالجبّارِ، عَنْ صفوانَ بنِ يحيى، عَنْ مُحمّدِ بنِ مروانَ عن فُضيلِ بنِ يسارٍ قالَ: قُلتُ لأبي عبدِالله عليه السلام ندعو النّاسَ إلى هذا الأمرِ؟ فقالَ: لا يا فُضيلُ إنَّ اللهَ إذا أرادَ بعبدٍ خيراً أمرَ ملَكاً فأخذَ بعُنُقِهِ فأدخلَهُ في هذا الأمرِ طائعاً أو كارهاً

تمَّ كتابُ العقلِ والعلمِ والتّوحيدِ مِنْ كتابِ الكافي ويتلوهُ كتابُ الحُجّةِ في الجزءِ الثّاني مِنْ

كِتَابِ الْكَافِي تَأْلِيفِ الشَّيْخِ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ الْكُلَيْنِي رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ .

۲۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ جب خدا کسی سے نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک نور کا نقطہ لگا دیتا ہے اور دل کے مسامات کو کھول دیتا ہے اور ایک فرشتہ کو مقرر کرتا ہے تاکہ وہ اس کی برائی کو روک دے اور جس کسی کے لئے برائی چاہتا ہے اس کے دل میں سیاہ نقطہ پیدا کر دیتا ہے اور اس کے دل تک آواز پہنچنے کو بند کر دیتا ہے اور شیطان کو اس پر مقرر کرتا ہے تاکہ وہ اس کو گمراہ کر دے پھر یہ آیت تلاوت کی۔ خدا جس کو ہدایت کرنا چاہتا ہے اسلام کے لئے اس کا سینہ کشادہ کر دیتا ہے اور جس کو گمراہی میں چھوڑنا چاہتا ہے اس کے سینے کو تنگ بنا دیتا ہے اس کے لئے قبولِ اسلام گویا آسمان پر چڑھنا ہو جاتا ہے۔

توضیح اس حدیث سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بندہ مجبور ہے خدا جس کو چاہتا ہے بد کر دیتا ہے لیکن اگر ایسا ہو تو جزا اور سزا سب بیکار، حقیقت یہ ہے کہ حدیث مذکور میں جو کچھ بیان ہوا ہے اس کا تعلق خدا کی توفیق اور تفضل سے ہے جب اس کے علم میں یہ بات ہوتی ہے کہ فلاں شخص خیر پسند اور نیکو کار ہو گا تو اس کی توفیق و تفضل کا تعلق عالم وجود میں آنے کے بعد اس سے ہو جاتا ہے ورنہ نہیں۔

فرمایا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے جو کام کرو اللہ کے لئے کرو، بندوں کی خوشی کے لئے نہ کرو جو کام اللہ کے لئے ہوتا ہے وہ اللہ ہی کے لئے ہوتا ہے اور جو کام بندوں کے لئے ہوتا ہے وہ اللہ تک پہنچتا نہیں اور دین کے معاملہ میں اللہ سے جھگڑا نہ کرو کیونکہ اس سے دل مبتلائے آفت ہو جاتا ہے۔

خدا نے اپنے نبی سے فرمایا، تم جس کو دوست رکھتے ہو اسے مطلوب تک نہیں پہنچا سکتے (صرف ارادۂ اطراق کر سکتے ہو) لیکن اللہ جسے چاہتا ہے مطلوب تک پہنچا دیتا ہے اور یہ بھی فرمایا، تمہیں یہ بات ناگوار گزرتی ہے کہ سب لوگ مومن کیوں نہیں ہو جاتے۔" (راوی ہے) تم لوگوں کو چھوڑ دو، کیونکہ انھوں نے جو حاصل کیا ہے وہ لوگوں سے حاصل کیا ہے اور تم نے جو کچھ لیا ہے وہ رسول اللہ سے لیا ہے۔

میں نے اپنے پدر بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا ہے کہ جب خدا لکھ دیتا ہے کسی بندے کے لئے کہ وہ تصدیق امامت میں داخل ہو تو اس کی طرف تیزی سے بڑھتا ہے جیسے طائر اپنے آشیاں کی طرف۔

فضیل بن یسار سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا ہم لوگوں کو امر امامت کی طرف

بلائیں نفرمایا نہیں۔ اسے فضیل نہیں۔ جب خدا کسی بندہ سے نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو فرشتہ کو حکم دیتا ہے وہ اس کی گردن پکڑ کر اس امر کی طرف متوجہ کر دیتا ہے چاہے وہ خوش ہو یا ناخوش۔

توضیح چونکہ ہر زمانہ میں حکومتیں ہمارے آئمہ کے خلاف رہی ہیں لہذا انھوں نے کھلم کھلا مومنین کو امامت کی طرف بلانے سے روکا ہے اور اس معاملے کو توفیق الٰہی کے سپرد کیا۔

بحمد اللہ کتاب اصول کافی کا پہلا حصّہ جس میں کتاب العقل والجہل اور کتاب التوحید شامل تھیں بخیر و خوبی ختم ہو گیا۔ اب ہم خدا سے مدد کے خواستگار ہو کر کتاب حجت شروع کرتے ہیں۔

التماس سورہ فاتحہ برائے تمام مرحومین

۱] شیخ صدوقؒ

۲] علامہ مجلسیؒ

۳] علامہ ساغر حسین

۴] علامہ سید علی نقی

۵] بیگم و سید عابد علی رضوی

۶) بیگم و سید احمد علی رضوی

۷) بیگم و سید رضا امجد

۸) بیگم و سید علی حیدر رضوی

۹) بیگم و سید سبط حسن

۱۰) بیگم و سید مردان حسین جعفری

۱۱) بیگم و سید جار حسین

۱۲) بیگم و مرزا توحید علی

۱۳) سید حسین عباس فرحت

۱۴) بیگم و سید جعفر علی رضوی

۱۵) سید انعام حسین زیدی

۱۶) سیدہ ممتاز بہرہ

۱۷) سیدہ رضویہ خاتون

۱۸) سید نجم الحسن

۱۹) سید مبارک رضا

۲۰) سید تہنیت حیدر نقوی

۲۱) بیگم و مرزا محمد ہاشم

۲۲) سید باقر علی رضوی

۲۳) بیگم و سید باسط حسین

۲۴) سید عرفان حیدر رضوی

۲۵) بیگم و اخلاق حسین

۲۶) سید ممتاز حسین

۲۷) بیگم و سید اختر عباس

۲۸) سید محمد علی

۲۹) سیدہ رضیہ سلطان

۳۰) سید مظفر حسنین

۳۱) سید باسط حسین نقوی

۳۲) غلام محی الدین

۳۳) سید ناصر علی زیدی

۳۴) سید وزیر حیدر زیدی

۳۵) ریاض الحق

۳۶) خورشید بیگم

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں.

منجانب .

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

۷۸۶
۱۱۰-۹۲
یاصاحب الزماں ادرکنی

لبیک یا حُسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

www.ziaraat.com

SABEEL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.co.cc
sabeelesakina@gmail.com

NOT FOR COMMERCIAL USE